جلد اوّل

مقالات سیرت نبوی ﷺ

پہلی سہ روزہ بین الاقوامی سیرت کانفرنس

منعقدہ 11-13 فروری 2000ء

www.KitaboSunnat.com

مرتب

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

سیرت چیئر

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مقالات سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

With Compliments
AM
Prof. Dr. Abdul Rauf Zafar
Director, Seerat Chair
The Islamia University of Bahawalpur.

حصہ اوّل

پہلی سہ روزہ بین الاقوامی سیرت کانفرنس

منعقدہ ۱۱-۱۳ فروری ۲۰۰۰ء

مرتب: پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر

زیر اہتمام

سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

248
م-د-ب-ع

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر 9

اشاعت .... اوّل 2005ء

تعداد .... ایک ہزار

ناشر .... اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

زیر اہتمام .... سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

مکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹- جے ماڈل ٹاؤن لاہور
نمبر 17185

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حصہ اوّل

نمبر شمار	تفصیل مقالہ جات		صفحہ نمبر
	تقدیم		7
	اظہار تشکر	پروفیسر ڈاکٹر بلال اے خان	13
	خطبہ استقبالیہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق خان	14
	خطبہ صدارت بین الاقوامی سیرت کانفرنس	پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی	17
	سفارشات		38
	(الف) سیرت نگاری کا منہج/اجتہاد کے مختلف پہلو		
1	سیرت نگاری کا صحیح منہج	ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی	49
2	سیرت نگاری کا منہج	ڈاکٹر حافظ محمد صلاح الدین ثانی	79
3	سیرت نگاری کے ابتدائی مراحل	ڈاکٹر علی اصغر چشتی	141
4	فن سیرت نگاری کا اجمالی جائزہ	ڈاکٹر محمد اکرم رانا	159
5	کتب طبقات، تاریخ اور اسماء الرجال میں سیرت نگاری کا منہج	ڈاکٹر سہیل حسن	175
6	عہد نبی ﷺ میں اسلامی معاشرے پر مواخات کے اثرات	ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی	183
7	سیاسی امور و معاملات، انتہا پسندانہ رویے اور منہج نبوی ﷺ	ڈاکٹر قبلہ ایاز	195
8	سیرت نبوی اور تہذیبی کشمکش	ڈاکٹر خالد ظفر اللہ	199
9	تربیت کا نبوی منہج	ڈاکٹر محمد امین	217
10	رسول اکرم ﷺ کا نفسیاتی طریقہ دعوت	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد	231
11	باجگذاران روم و فارس سے معاہدات نبوی	معین الدین ہاشمی	259

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب)   سیرت نبوی کے فراموش گوشے/مخطوطات

12	سیرت نبوی کا ایک گمشدہ باب (ربائب النبی ﷺ)	ڈاکٹر سرور عالم ندوی	287
13	مراثی رسول اور ان کی تاریخی، ادبی اور دینی حیثیت	ڈاکٹر سید ازکیا ہاشمی	309
14	تقدیس والدی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمود الحسن عارف	349
15	سیرت رسول ﷺ کا جمالیاتی پہلو	ڈاکٹر محمد اظہار الحق	377
16	پاکستان میں سیرت نگاری کے موضوع پر فارسی کے قلمی نسخوں پر ایک تحقیقی نظر	ڈاکٹر رضا مصطفیٰ سبزواری	397
17	سیرت نگاری کی ابتداء اور سندھی علماء کے چند مخطوطاتِ سیرت کا جائزہ	ڈاکٹر عبدالغنی شیخ	409
18	علمائے سندھ کے تصنیف کیے گئے کچھ غیر مطبوعہ قدیم مخطوطات سیرۃ کا جائزہ	ڈاکٹر عبدالرزاق گھانگھرو	423
19	کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسیر علامہ ابن عبدالبر القرطبی	ڈاکٹر نور الدین جامی	433

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

الحمد للہ رب العٰلمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین

ربنا و ابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتک و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم (البقرہ : ۱۲۹)

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ (آل عمران: ۱۶۴)

ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (الاعراف: ۱۵۷)

سرزمین بہاولپور علم وحکمت کی درخشاں روایات کی امین رہی ہے بالخصوص اسلامی علوم کی ترویج کے سلسلے میں یہ خطہ منفرد ہے۔والیان ریاست عباسی خاندان کی علم دوستی نے ان علوم کی ترقی اور پیش رفت کو تسلسل بخشا جس کے نتیجہ میں 1925ء میں جامعہ عباسیہ کی بنیاد رکھی گئی۔اس جامعہ میں جامعہ الازہر کی طرح قرآن وتفسیر اور حدیث وفقہ کے علاوہ دیگر جدید علوم کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا۔ 1951ء میں سید سلیمان ندویؒ کی سربراہی میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کی طرز پر جدید وقدیم علوم کے امتزاج سے جامع نصاب مرتب کیا گیا۔1963ء میں عربی زبان وادب اسلامی تاریخ اور علوم اسلامیہ میں تدریس تخصص کے اعلیٰ درجے تک ہونے لگی۔آج کی اسلامیہ یونیورسٹی دراصل جامعہ عباسیہ کی ارتقاء یافتہ شکل ہے۔اسلامیہ یونیورسٹی نے جامعہ عباسیہ اور جامعہ اسلامیہ کی دینی اساس سے اپنا رشتہ برقرار رکھا ہے یہاں علوم اسلامیہ کو ابتداء ہی سے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تشخص اور تفرد کے پیش نظر اس یونیورسٹی میں سیرت چیئر قائم کی گئی۔ سیرت چیئر کا باقاعدہ قیام ۱۹۸۷ء میں عمل میں آیا، اس کی حیثیت سیرت کے میدان میں ریسرچ سیل کی سی ہے۔ اس چیئر کے قیام کا مقصد محمد رسول اللہ ﷺ کے ابدی اور آفاقی پیغام کو انسانی فلاح بہبود کے لیے عام فہم بنانا ہے تاکہ اکیسویں صدی کا یہ مسائل میں گھرا ہوا انسان اپنے مسائل کا حل سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں ڈھونڈ سکے۔

۱۹۹۱ء میں جب مجھے سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے نگران کی ذمہ داری سونپی گئی تو میری یہ اولین کوشش رہی ہے کہ سیمینارز اور کانفرنسز کے ذریعے نہ صرف طالب علموں بلکہ عام لوگوں تک محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا پیغام پہنچایا جائے جس سے لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے زندہ جاوید اور متحرک اصول وضوابط آج بھی دکھی انسانیت کے مصائب وآلام کا مکمل مداوا ہیں۔

اس سلسلہ میں سیرت چیئر جدید تحقیقی انداز میں اپنے فرائض بحسن خوبی سرانجام دے رہی ہے۔ اور وقتاً فوقتاً طالب علموں کے درمیان تقریری وتحریری مقابلوں اور سیمینارز کا اہتمام کرتی رہتی ہے جس میں ملکی اور غیر ملکی سکالرز کے خطبات اور مقالات کے ذریعے طلباء کی ذہنی کی آبیاری کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سیرت چیئر کے زیر اہتمام علمی وتحقیقی ۸ کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی سیمینارز اور کانفرنسز میں سیرت چیئر کو اسلامیہ یونیورسٹی کی نمائندگی کا اعزاز حاصل ہے۔

سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پاکستان کی دیگر جامعات کی سیرت چیئرز سے بایں طور ممتاز ہے کہ اس میں دو بین الاقوامی سیرت کانفرنسز منعقد ہوئیں پہلی ۲۰۰۰ء میں اور دوسری ۲۰۰۴ء میں منعقد ہوئی۔ ان سیرت کانفرنسز کے ذریعے سیرت نبوی ﷺ سے متعلق موضوعات پر خالصتاً علمی اور تحقیقی انداز میں مقالات پیش کیے گئے جن میں سیرت نبوی کے مختلف گوشوں پر نئے نئے اسالیب اور جدید سائنٹفک انداز میں روشنی ڈالی گئی۔ یہ کانفرنسز سرزمین بہاول پور کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیں گی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی بین الاقوامی سیرت کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں جب میں نے دنیا بھر سے اہل علم و دانش سے رابطہ کیا تو میری اس دعوت پر سب نے لبیک کہا اور دور دراز کا سفر طے کر کے اس پروگرام میں ۷۰ کے لگ بھگ مندوبین نے شرکت کی۔ ان میں ملکی سکالرز کے علاوہ برطانیہ، شام، کویت اور ہندوستان کی ممتاز اور مایہ ناز علمی شخصیات تشریف لائیں۔ ان میں سے چند معروف سکالرز کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں:

- پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد سعید الباد نجکی ندوی، ڈائریکٹر اسلامک سنٹر مانچسٹر (برطانیہ)۔
- پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی، پریذیڈنٹ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد،
- پروفیسر ڈاکٹر مظہر یٰسین صدیقی، یونیورسٹی آف علی گڑھ انڈیا
- پروفیسر ڈاکٹر جمشید عالم ندوی، انڈیا
- پروفیسر ڈاکٹر سرور عالم ندوی، انڈیا۔
- پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد الرصفی، کویت یونیورسٹی کویت۔
- پروفیسر ڈاکٹر عبدالنبی اسطیف، دمشق یونیورسٹی، شام۔
- پروفیسر ڈاکٹر رضا مصطفی سبزواری، ڈائریکٹر کلچرل کونسلر آف ایران۔
- ڈاکٹر محمد مہدی توسلی، ڈائریکٹر آف ایران پاکستان انسٹیٹیوٹ آف پرشین اسلام آباد۔
- پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ۔
- پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور۔
- پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی، ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد۔
- پروفیسر ڈاکٹر محمد الغزالی، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد۔
- پروفیسر ڈاکٹر سفیر اختر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اشرف، سول سروسز اکیڈمی، لاہور

پروفیسر ڈاکٹر نصیر اختر، کلیہ علوم اسلامیہ جامعہ، کراچی۔

پروفیسر ڈاکٹر نور الدین جامی، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پروفیسر عبد الجبار شاکر، ڈائریکٹر پنجاب پبلک لائبریریز لاہور۔

پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز، ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ ولینگوئجز، پشاور یونورسٹی پشاور۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف، صدر دائرہ معارف اسلامی، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

پروفیسر ڈاکٹر عبد الغنی شیخ ڈائریکٹر لینگوئجز، سندھ یونیورسٹی، جامشورو حیدر آباد۔

پروفیسر میاں عبد المجید، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج، بوسن روڈ، ملتان

نامور سکالر مولانا محمد شریف حصاری، کراچی

پروفیسر ڈاکٹر محمد ادریس زبیر، چیئرمین شعبہ حدیث وسیرت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

پروفیسر ڈاکٹر ممتاز بھٹو، ڈین علوم اسلامیہ جامشورو یونیورسٹی، حیدر آباد

اختتام کانفرنس پر ارباب علم وفضل کی خواہش سامنے آئی کہ اس کانفرنس میں پیش کئے جانے والے مقالات کو کتابی صورت میں اہل علم کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ تو اس وقت کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد خان نے اس کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پہلی سہ روزہ بین الاقوامی سیرت کانفرنس منعقدہ 11-13 فروری 2000ء میں شریک بین الاقوامی شہرت کے حامل اہل علم ودانش کے علمی اور تحقیقی مقالات کتابی شکل میں پیش کر رہی ہے۔ یہ مقالات بہت پہلے آپ کی خدمت میں پیش ہو جاتے مگر اشاعتی ادارے کی طرف سے کمپوز شدہ رف پرنٹ تاخیر سے مہیا کیا گیا اس کے علاوہ بار بار کی تصحیح کے باوجود

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطیوں کی اس طرح اصلاح نہ کی گئی جس طرح انہیں ہدایت کی گئی تھی۔ بالآخر میں نے ذاتی طور پر انتہائی محنت اور توجہ کے بعد یہ کام تکمیل کو پہنچایا۔

میں شعبہ علوم اسلامیہ کے تمام اساتذہ خصوصاً ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت، پروفیسر ڈاکٹر محمد گجر خان، غزل کاشمیری، ڈاکٹر شمس البصر ،منیر احمد، ابرار محی الدین، سید اسرار حسین بخاری، حافظ شبیر احمد جامعی، ڈاکٹر حافظ افتخار احمد، ابوالحسن قاری شبیر احمد کے تعاون کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

بین الاقوامی کانفرنس کے سلسلے میں تشکیل پانے والی تمام کمیٹیوں کے ممبران کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے تمام امور میں بھرپور تعاون کیا۔

ڈاکٹر خالد ظفر اللہ ایسوسی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج سمندری اور اپنے شاگرد (ڈاکٹر) محمد جاوید اختر اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات گورنمنٹ ایس ای کالج بہاولپور کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اس علمی کام میں میری بھرپور معاونت کی۔

المملکۃ العربیہ السعودیہ بھی شکریہ کی مستحق ہے کہ اس نے اس کانفرنس کے انعقاد میں خصوصی مالی معاونت کی۔ لیفٹیننٹ جنرل (ر) عزت مآب جناب خالد مقبول صاحب، گورنر پنجاب، چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی سیرت چیئر سے خصوصی دلچسپی چلی آ رہی ہے دوسری عالمی سیرت کانفرنس کے موقع پر آپ نے سیرت چیئر کے لئے پچاس لاکھ روپے کی خطیر رقم کی گرانٹ کا اعلان فرمایا جو کہ آپ کی سیرت نبویہ سے عقیدت کا شاہد عدل ہے اس موقعہ پر ہائر ایجوکیشن کمیشن کے خصوصی تعاون کا شکریہ ادا کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ جو سیرت چیئر کے تمام پراجیکٹس اور پروگراموں میں معاونت ثابت ہوتی ہے۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب چیئر مین ہائر ایجوکیشن کمیشن کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ آپ سیرت چیئر کے لئے ہر سال مخصوص گرانٹ میں خاطر خواہ اضافہ فرماتے رہتے ہیں۔ سیرت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیئر ان کی حسب منشا اس گرانٹ کا علمی، تحقیقی وملّی مفاد میں صرف کرنے کا فریضہ بطریق احسن سرانجام دینے میں کوشاں رہتی ہے۔

میں معروف سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر منیر اختر، وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو ان مقالات کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں سیرت نبویہ کی خدمت کی یہ سعادت ان کا نصیب ٹھہری ہے۔ ڈاکٹر صاحب سیرت چیئر کے تمام معاملات میں خصوصی تعاون فرماتے ہیں اور سیرت چیئر کے زیر اہتمام ہونے والی تقاریب میں شرکت کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ بذات خود تشریف لا کر سرپرستی فرمائیں۔

آخر میں اس کانفرنس میں شریک ہونے والے تمام اہل علم و دانش کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے دور دراز کا سفر طے کر کے اس مادر علمی کو رونق بخشی۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

ڈائریکٹر سیرت چیئر

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار تشکر

وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی حیثیت سے یہ ''مقالات سیرت نبویؐ'' اہل علم کی خدمت میں پیش کرنا میرے لئے ایک لازوال سعادت ہے اور یہ بات ہماری یونیورسٹی کیلئے باعث اعزاز ہے کہ پاکستان کی تمام جامعات میں سے یہ شرف 'سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو حاصل ہے کہ ''پہلی عالمی سیرت کانفرنس 2000ء'' کا انتہائی کامیاب انعقاد کیا' اور مقالات سیرت آپ کے حضور پیش کرنے میں بھی تمام جامعات میں سرفہرست ہے۔ میں ڈائریکٹر سیرت چیئر اور ان کے رفقائے کار کو خصوصی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس بات کا اعادہ بھی باعث مسرت ہے کہ میں تمام شعبہ جات کی تحقیق کے میدان میں حوصلہ افزائی کرتا رہتا ہوں۔ لیکن مجھے سب سے زیادہ حوصلہ افزا رد عمل سیرت چیئر کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ (اللھم زد فزد)

مقالات سیرت پیش کرتے وقت ہم گورنر پنجاب جناب عزت مآب لیفٹیننٹ جنرل (ر) خالد مقبول صاحب کے بھی شکر گزار ہیں جو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ علوم اسلامیہ اور سیرت چیئر کی خصوصی سرپرستی فرماتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہائر ایجوکیشن کمیشن (H.E.C) اسلام آباد کے ارباب بست و کشاد بھی انتہائی شکریہ کے مستحق ہیں جو کہ سیرت چیئر کے جملہ منصوبہ جات کی خصوصی مالی معاونت فرماتے ہیں۔

سیرت نبوی ﷺ میں ہمارے لیے زندگی کے تمام امور میں سب سے اعلیٰ راہنمائی کا سامان موجود ہے۔ تمام قارئین مقالات سے میری گزارش ہے کہ ''مقالات سیرت نبوی'' کے مطالعہ کے بعد اپنی زندگیوں کو اس رنگ میں ڈھالیں تاکہ ہم لوگ دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔ (آمین)

پروفیسر ڈاکٹر بلال اے خان
وائس چانسلر
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ استقبالیہ "بین الاقوامی سیرت کانفرنس"

پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق خان، وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم صدر مجلس، معزز مہمانان، مندوبین سیرت کانفرنس، اساتذہ کرام اور عزیز طلباء وطالبات

السلام علیکم:

سب سے پہلے میں اللہ رب العالمین کے حضور صمیم قلب کے ساتھ شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے ہمیں یہ عظیم الشان موقع فراہم کیا کہ ہم عالمی سیرت کانفرنس جیسے مقدس وبابرکت پروگرام کے انعقاد کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ اسلامیہ یونیورسٹی کے لیے یہ باعث افتخار واعزاز ہے کہ اس مادر علمی میں ہم عالم اسلام کے نامور اہل علم اور محققین کا خیر مقدم کررہے ہیں ہم انہیں دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

صدر محترم! اٹھارہویں صدی کے آغاز میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے برصغیر میں جس فلسفہ اور علم وعمل کی بنیاد رکھی تھی اور بیسویں صدی کے آغاز میں حضرت علامہ اقبالؒ نے اپنے کلام وفلسفہ کے ذریعے دین کی جس روح کو بیدار کیا تھا۔ علم وعمل کی اس شمع کو روشن رکھنے کے لیے ۱۹۲۵ء میں اس جامعہ کی بنیاد رکھی گئی۔ موجودہ اسلامیہ یونیورسٹی ہمارے اسلاف کے اس علمی ورثہ کی امین ہے۔

اسلامیہ یونیورسٹی کے بنیادی مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ وہ نہ صرف قدیم علمی ورثہ کو نئی نسل کے نوجوانوں کو منتقل کرے۔ ان کی ذہنی اور فکری تربیت کا اہتمام کرے بلکہ جدید علوم وفنون کو بھی علمی وتحقیقی بنیاد پر اسلامی فکر سے ہم آہنگ کرکے اپنے طلباء میں تحقیق وجستجو اور عزم وعلم کی روح بیدار کرسکے۔ اس کام کو انجام دینے کے لیے کلیہ علوم اسلامیہ، کلیہ علوم فنون اور کلیہ تعلیم وتربیت کام کررہے ہیں۔ ان تمام کلیات میں اسلامی فکر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس فکر کو اجاگر کرنے اور بحث وتحقیق کی شمع کو روشن رکھنے کے لیے ۱۹۸۰ء میں ہم نے عالم اسلام کے معروف دانشور اور محقق پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ کو دعوت دی تھی۔ انہوں نے سیرت طیبہ اور اسلامی علوم کے مختلف پہلوؤں پر ۱۲ خطبات دیئے جنہیں یونیورسٹی نے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ ڈاکٹر صاحب کے یہ خطبات اپنے موضوع پر ایک شاہکار کی حیثیت حاصل کرچکے ہیں اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان، ہندوستان سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی زبان میں اس کے ترجمے کو بھی بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

۱۹۹۵ء میں اسلام کے قانون بین الممالک پر سلسلہ خطبات کا اہتمام کیا گیا اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بعد ایک اور بین الاقوامی شہرت کے عالم و محقق ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کو دعوت دی۔ انہوں نے اس اہم موضوع پر ۱۲ خطبات میں اس فن کے تمام اصول و افکار کو سمو دیا۔ یہ خطبات بھی کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں اور اردو زبان میں اس موضوع پر سب سے اہم مجموعہ کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ خطبات بہاولپور نمبر ۲ کے سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب آج ہمارے مہمان خصوصی ہیں اور ہمارے درمیان موجود ہیں۔ آپ نے ملکی اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی مصروفیات کے باوجود ہماری درخواست پر وقت نکالا اس کے لیے میں اور میرے تمام رفقاء کار آپ کے شکر گزار ہیں۔

معزز مہمانان گرامی! امت مسلمہ آج جن مسائل و مشکلات سے دوچار ہے اور بین الاقوامی سیاسی و معاشی پس منظر میں اس کے لیے جو مشکلات پیدا کر دی گئی ہیں۔ امت مسلمہ کے دانشوروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ امت کو اس پیچیدہ صورت حال سے نکالنے میں رہنمائی کریں۔ میرے خیال میں قرآن کریم وہ واحد کتاب حکمت ہے جو ہماری ہدایت کیلئے ہمارے پاس موجود ہے اور سیرت طیبہ اس کی عملی تفسیر ہے۔ گزشتہ ۱۴۰۰ برس میں سیرت طیبہ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اس موضوع پر اس قدر بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ صرف سیرت پر مستقل لائبریریاں وجود میں آ چکی ہیں۔ لیکن سیرت طیبہ کا اعجاز ہے کہ جس قدر ہم اس کا مطالعہ کرتے ہیں اسی قدر تشنگی بڑھتی جاتی ہے اور علم و فکر کے نئے نئے پہلو سامنے آتے ہیں یہ بھی سیرت رسول کا اعجاز ہے کہ جو لوگ اس کی غوش میں آ جاتے ہیں ان کی فکر و عمل اور قلب و روح کی دنیا بدل جاتی ہے۔ انسانی تاریخ کی اس عظیم ہستی کی تعلیمات پر غور و فکر اور انسانیت کے پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کے لیے ہم نے اس عالمی سیرت کانفرنس کا اہتمام کیا ہے۔ نامور محققین اور اہل علم کو دعوت دی ہے کہ وہ نہ صرف سیرت طیبہ کے ان گوشوں کو اجاگر کریں جن سے نہ صرف امت مسلمہ کے مسائل کو حل کرنے کے لیے رہنمائی ملے بلکہ سسکتی ہوئی انسانیت کو بھی ذلت و پستی سے نکالنے کی راہ نظر آ جائے۔ مجھے امید ہے کہ یہ عالمی کانفرنس سیرت طیبہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نئی جہتیں اجاگر کرنے اور علم وعمل کو رہنمائی عطا کرنے کا سبب بنے گی۔

میں ان تمام افراد کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کانفرنس کے انعقاد کے لیے دن رات محنت کی۔ خصوصاً سیرت چیئر کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب کا، جن کی مساعی نے اس علمی پروگرام کو ممکن بنایا۔

آخر میں، میں پھر سب حضرات کا شکر گزار ہوں۔ آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اسوۂ حسنہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو جہالت و بے عملی کی پستیوں سے نکال کر عمل و تحقیق اور دین و دنیا کی ترقی وسعادت عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ صدارت بین الاقوامی سیرت کانفرنس

* ڈاکٹر محمود احمد غازی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یہ ہم سب کے لئے انتہائی اعزاز اور شرف کی بات ہے کہ ہمیں سیرت النبیؐ کے موضوع پر اس تقریب میں شرکت کا موقع ملا ہے۔ اس مبارک تقریب میں ہمیں سیرت پاک کے نئے نئے گوشوں اور پہلوؤں کے بارے میں بہت سی باتیں سننے سنانے کی سعادت حاصل ہوگی اور سیرت کے اس سبق کو دوبارہ یاد کرنے کی وہ حسین اور سعید ساعتیں میسر آئیں گی جو ہم سب کی زندگی کا حاصل ہوں گی۔

سیرت پر یہ سیمینار جو اسلامیہ یونیورسٹی میں منعقد کیا جا رہا ہے۔ اس اعتبار سے اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام ہے کہ اس میں سیرت نبویؐ سے متعلق موضوعات پر خالصتاً علمی اور تحقیقی انداز میں مقالات لکھنے کی دعوت دی گئی ہے، دنیا بھر سے مختلف ماہرین علوم اسلامیہ، اساتذہ کرام اور دانشوروں نے اس دعوت پر لبیک کہا اور اس میں اپنے فاضلانہ علمی و تحقیقی مقالات پیش کیے جس میں سیرت نبویؐ کے مختلف گوشوں پر نئے نئے اسالیب اور نئے نئے انداز سے روشنی ڈالی گئی۔

برادران محترم:

ہم میں بہت سوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ سیرت پر جو کچھ کام کیا جا سکتا تھا وہ متقدمین نے کر دیا ہے اور سیرت مبارکہ کے جملہ پہلوؤں پر جو تحقیق ماضی کے سیرت نگاروں نے کر دی وہ حرف آخر ہے۔ اب سیرت پر نہ کسی نئی تحریر کی ضرورت ہے نہ کسی مزید تحقیق کی گنجائش ہے۔ بلکہ بعض حضرات تو یہ سمجھتے ہیں یہ اب سیرت کے جلسوں، مذاکروں اور سیرت کانفرنسوں میں سوائے جذباتی گفتگوؤں اور واعظانہ تقریروں کے کوئی نئی علمی بات کہی ہی نہیں جا سکتی۔ مجھے انتہائی ادب کے ساتھ اس رائے سے اختلاف ہے۔ آپ اساتذہ کرام مجھ سے بہت بہتر اس بات کو جانتے ہیں کہ سیرت النبیؐ وہ بحر ناپیدا کنار ہے جس کے بارے

---

* رئیس الجامعہ العالمیہ الاسلامیہ اسلام آباد، سابق وفاقی وزیر مذہبی امور زکوۃ وعشر، پاکستان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک محقق طالب علم کی زبان سے بے اختیار نکلتا ہے: یہ تو ایک ایسا مبارک اور بے پایاں علم اور ایک ایسا لامتناہی سلسلہ تحقیق ہے جس کے نئے نئے گوشے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے سامنے آتے چلے جا رہے ہیں، اسلام کی تاریخ کی گذشتہ چودہ صدیاں اس بات کی گواہ ہیں کہ ہر آنے والی صدی نے سیرت پر تحقیق کے نئے باب رقم کیے ہیں۔ محققین سیرت اور مصنفین نے ایسے ایسے گوشے ہمارے سامنے پیش کئے جن کے بارے میں پہلے سے کوئی اندازہ نہ تھا۔ بلکہ یہ خیال ہوتا تھا شاید کہ سیرت پر جتنا کام ہونا تھا وہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن جب ایک نیا مجدّدِ سیرت سامنے آتا ہے۔ اور سیرت کے نئے نئے گوشے سامنے لاتا ہے۔ تو اندازہ ہوتا ہے کہ شاید ابھی تو سیرت پر کام کا آغاز ہی ہوا ہے اور ابھی تو اصل کام کیا جانا باقی ہے۔

برادرانِ محترم!

ایک زمانہ تھا، دوسری صدی ہجری کے اواخر اور تیسری صدی ہجری کے اوائل میں، جب اربابِ سیر کی بنیادی دلچسپی یہ تھی کہ سیرت سے متعلق تمام دستیاب مواد، یعنی سرکار دو عالم آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی، آپؐ کے ارشادات، آپؐ کے طرزِ زندگی اور اسوۂ حسنہ کے بارے میں وہ ساری معلومات جمع کر کے امت کے لئے محفوظ کر دیں جو امت کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے ناگزیر ہیں، یا جن کی دستیابی محققین اور مؤرخین کی ضروریات کے لئے لازمی ہے۔ یا جن سے واقفیت ایک عام مسلمان اور بالخصوص عاشقانِ رسولؐ کے لئے ذریعہ محبت ودلچسپی ہے۔

چنانچہ پہلی ہی صدی میں حضرت عروہؒ بن زبیر نے جو حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے، اپنے دیگر ہم عصر اصحاب جستجو کے ساتھ مل کر سیرت مبارکہ کے بارے میں صحابہ کرامؓ کی معلومات ومشاہدات کو یکجا کرنا شروع کیا۔ اسی طرح حضرت ابان بن عثمانؒ نے جو حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے تھے اس ابتدائی تعمیر میں ہاتھ بٹایا۔ ان حضرات کے علاوہ کبار تابعین میں سے بہت سے جید اہل علم، مثلاً ابن شہاب زہری اور ان کے معاصرین نے اس مواد کے جمع کرنے میں اپنی پوری پوری زندگیاں گزار دیں اور سالہا سال ملکوں کا سفر کرنے میں صرف کئے۔ یوں ان حضرات نے اپنی زندگیاں اور مال ودولت قربان کر کے ایک ایسا مواد اور ذخیرہ امت کے لئے محفوظ کر دیا جس پر آگے چل کر امت نے سیرت کی وہ عظیم الشان عمارت کھڑی کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ان حضرات نے سیرت کی ایک ایسی دلکش لائبریری اور ایک ایسا رنگارنگ کتب خانہ امت کے سامنے پیش کر دیا جس پر آج ہم فخر کر سکتے ہیں۔شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، قاضی سلیمان منصور پوری، محمد حمید اللہ، ابوالاعلیٰ مودودی، محمد عزت دروزہ، ابوالحسن علی ندوی اور اس دور کے دوسرے ہزار ہا سیرت نگار جنہوں نے اس پورے ذخیرے سے نہ صرف بھرپور استفادہ کیا ہے بلکہ اس پر فخر کا اظہار کیا ہے۔ان کی بنیاد وہی تحقیقات ہیں اور معلومات کا وہی ذخیرہ ہے جو پہلی صدی ہجری کے وسط سے لے کر دوسری صدی ہجری کے اواخر تک صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کی کاوشوں سے محفوظ ہوا تھا۔جن سعید روحوں کو اس مواد کے جمع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور جن کے طفیل یہ وقیع ذخیرہ ہم تک پہنچا وہ ہم سب کے انتہائی تشکر و امتنان کے مستحق ہیں۔واقعہ یہ ہے کہ صرف ہم نہیں بلکہ پوری انسانیت ان کے احسان کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔

برادران محترم!

سیرت سے متعلق مواد جمع کرنے والوں نے صرف احادیث کے ذخیرے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ انہوں نے قدیم عربی ادب، اسلامی دور کی جملہ ادبیات، لغت کی کتابیں، عرب کی ضرب الامثال اور قصے کہانیوں کی کتابوں سے لے کر شعر و شاعری کے مجموعوں تک ہر چیز کا گہرا مطالعہ کیا اور اس تمام ذخیرے کو چھانا اور چھان پھٹک کر کے ہمارے سامنے رکھا۔سیرت کو سمجھنے کے لئے یا سیرت کے کسی بھی گوشے سے متعلق کسی سوال کا جواب دینے یا کسی معاملہ کو سمجھنے کے لئے یا سیرت کے کسی بھی گوشے سے متعلق کسی سوال کا جواب دینے یا کسی معاملہ کو سمجھنے کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت تھی ان سب کو کھنگال کر مرتب کر دیا۔سیرت صرف آنحضرت ﷺ سے براہِ راست تعلق رکھنے والے واقعات کا نام نہیں، بلکہ سیرت اپنے وسیع مفہوم میں ان تمام چیزوں سے عبارت ہے۔جو بالواسطہ یا بلا واسطہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ گرامی، آپ ﷺ کی زندگی، آپ ﷺ کی نشست و برخاست، آپ ﷺ کا زمانہ آپ ﷺ کے معاصرین اور آپ ﷺ کے دور کے حالات سے ہو۔ان سب امور سے متعلق ذخیرہ معلومات کا تعلق علم سیرت ہی سے ہے۔حتیٰ کہ یہ تفصیلات کہ آپ کن علاقوں میں زندگی بسر فرماتے تھے۔کن کن علاقوں کا آپ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سفر فرمایا۔ کس علاقے کے کونسے ممالک کے لوگوں سے آپ کے روابط پیدا ہوئے۔ ان تمام پہلوؤں کے بارے میں معلومات کی فراہمی اور تحقیقات کی انجام دہی بھی دراصل بالواسطہ یا بلاواسطہ سیرت النبی ﷺ ہی کے موضوعات ہیں۔

دوسری صدی ہجری کے اربابِ علم مثلاً ابن اسحاق، ابن شہاب وغیرہ سے لے کر جن کی ابھی ایک فاضل مقرر کی گفتگو میں کئی مثالیں دی گئیں، ابن اسحاق کی تحقیقات کا تو خاص طور پر ذکر کیا گیا۔ ان خوش نصیب انسانوں سے لے کر آج کے محققین اور مقالہ نگاروں تک، بلکہ آج اس بابرکت محفل کے ان مقررین تک، سب حضرات کی کاوشوں کا اوّلین ہدف اور بنیادی مقصد یہی رہا ہے کہ ان تمام معلومات کو نئے انداز میں، نئی نئی تحقیق ونتائج کے ساتھ، نئی نئی تفسیر اور نئی نئی تشریح سے مزین کر کے امت اور انسانیت کے سامنے اس طرح پیش کر دیا جائے کہ سیرت النبی ﷺ کا کوئی گوشہ غیر واضح یا تاریکی میں نہ رہے۔ اور سیرت مبارکہ سے متعلق کوئی بھی سوال چاہے وہ کسی دوست نے کیا ہو یا دشمن نے، تشنۂ جواب نہ رہ جائے۔

تاریخ صدر اسلام بلکہ تاریخ عرب قبل الاسلام اور سیرت النبی ﷺ یہ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح لازم وملزوم ہیں کہ ایک کو پوری طرح سمجھے بغیر دوسرے کو کما حقہ سمجھنا دشوار ہے۔ سیرت پاک کے واقعات تاریخ کے سامنے اس طرح واضح ہیں جس طرح سورج کے سامنے کوئی ذرہ رکھ دیا جائے۔ اور وہ روشن ہو جاتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت مبارکہ انسانی تاریخ کا وہ واحد دور ہے جو پوری طرح تاریخ کی سرچ لائٹوں کے سامنے ہے۔

جس طرح رات کی تاریکی میں زمین کا وہ حصہ روز روشن کی طرح واضح اور صاف ہو جاتا ہے۔ جو کسی سرچ لائٹ کی زد میں آ رہا ہو اسی طرح سیرت مبارکہ کے ماہ وسال تاریخ کی انتہائی طاقتور سرچ لائٹ کے سامنے ہیں اور ان کا ہر ہر لمحہ دیکھنے والوں کے لئے روشن اور واضح ہے۔ بلکہ سرچ لائٹ کے باوجود زمین پر پڑے ہوئے ذرات اور چیزوں میں تاریکی آسکتی ہے۔ ان کے کچھ پہلو پھر بھی تاریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن سیرت پاک اور سرکار دو عالم ﷺ کی زندگی سے بلاواسطہ بھی اگر کسی چیز کا تعلق تھا تو اربابِ سیر اور محدثین نے اس کے بارے میں وہ معلومات ہمارے سامنے پیش کر دی ہیں جس سے بڑھ کر انسانی تصور میں نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسکتا۔ بلکہ ان لوگوں کے سامنے جو سیرت کے علم سے واقف نہیں ہیں اگر ان تفصیلات کو بیان کیا جائے تو ان کے لئے یہ سب کچھ نہ صرف ایک حیرت انگیز چیز ہوتی ہے بلکہ وہ ان سب چیزوں کو ناقابل یقین بات سمجھتے ہیں۔

آج سے چند سال قبل مجھے ایک غیر ملکی غیر مسلم محفل میں اسلام کے بعض پہلوؤں پر گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ گفتگو میں یہی بات زیر بحث آگئی اس پر کسی غیر مسلم نے سوال کیا اور میری اس بات کی مزید وضاحت چاہی۔ میں نے جواب میں کہا کہ سرکار دو عالم ﷺ تاریخ انسانی کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کا سلسلہ نسب 30,25 بلکہ 40 پشتوں تک اس طرح تفصیلات کے ساتھ محفوظ ہے کہ اگر پوچھا جائے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے پڑدادا کے پڑدادا کی والدہ کا کیا نام تھا؟ اور ان کی اپنی والدہ کی شادی کہاں ہوئی تھی؟ ان کے شوہر کون تھے اور اس کے بعد ان کے بھائی کتنے تھے؟ اور ان کے بھتیجے کتنے تھے؟ ان سب سوالات کا جواب علم الانساب کی کتابوں سے مستند طور پر مل سکتا ہے۔ حتی کہ اس طرح کے سوالات (اگر کوئی کرنا چاہے) کہ حضور ﷺ کے استعمال میں آنے والے ساز و سامان کی تفصیلات کیا ہیں، آپ کے گھر میں بستر کیسا تھا، برتن کون کونسے تھے، آپ کے گھوڑے کتنے تھے۔ آپ کے ہاں جانور کتنے تھے۔ ان سب کا جواب بھی کتب تاریخ و سیرت میں محفوظ ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات گرامی کی تو بات ہی کیا ہے، محدثین اور سیرت نگاروں نے تو ان خوش نصیب انسانوں کے بارہ میں بھی معلومات کا انبار جمع کر دیا ہے۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں کوئی بات سنی ہو، یا کی ہو بلکہ آنحضرت ﷺ کے اہل خاندان، برادری، وطن، دوست، احباب، حتی کہ دشمن اور مخالفین، ان کے بارے میں جو معلومات محدثین نے جمع کر کے رکھ دی ہیں، ان کو دیکھ کر عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عربوں میں یہ صفت ہی اس لئے ودیعت کی تھی کہ وہاں ایک ایسے پیغمبر کو بھیجنا تھا جس کی شخصیت اور تعلیم کے بارے میں کبھی بھی ذرہ برابر شک وشبہ نہ کیا جا سکے، اور اس کی تعلیم کا کوئی گوشہ غیر محفوظ یا غیر مدون نہ رہ سکے۔ شاید اسی لئے کئی سو سال پہلے سے عربوں کے مزاج میں یہ بات بٹھا دی گئی کہ صرف انسانوں کا نہیں بلکہ جانوروں، اونٹوں، گھوڑوں تک کا سلسلہ نسب اس طرح محفوظ رکھیں کہ پتہ چل جائے کہ فلاں کے پاس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو گھوڑا ہے اس کا سلسلہ نسب کیا ہے اور اس کی نسل کہاں سے چلی ہے؟

اس سے بھی بڑھ کر واقعہ یہ ہے کہ انسانوں کے بارے میں جو معلومات آج علم انساب کی کتب میں جو ہمارے پاس درجنوں کی تعداد میں موجود ہیں ان کا اگر تجزیاتی مطالعہ کیا جائے اور تحقیقی جائزہ لیا جائے تو بیشمار نئے نئے اور حیران کن انکشافات سامنے آئیں گے۔ ان انساب کی کتابوں کو اگر آج کمپیوٹرائز کیا جائے اور ان ساری معلومات کو جمع کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اس ساری کاوش کا مقصد صرف اس ایک انسان کے بارے میں معلومات جمع کرنا تھا۔ اور وہ حضور ﷺ کی ذات گرامی تھی۔

یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ اگر آج علم انساب کے ذخائر سے اس دور کے دوسرے مشہور آدمیوں کے بارے میں اتنی معلومات حاصل کرنا چاہیں تو وہ کتابیں ناکافی رہتی ہیں۔ مثلاً حضرت سعدؓ بن عبادہ کے داداؤں اور اجداد کے بارے میں معلومات اس تفصیل کے ساتھ نہیں ملتیں، حضرت سعدؓ بن معاذ کے اجداد کے بارے میں نہیں ملتی۔ عبداللہ بن ابی حتی کہ ابوجہل اور ابولہب جو حضور ﷺ کے اپنے اہل وطن اور برادری کے لوگ تھے ان کے بارہ میں ان معلومات کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا۔ عمرؓ ابن عبدود جیسے بہادر جنرل کے بارے میں یہ معلومات نہیں ملتیں جو اس دور کے بڑے مشاہیر میں سے تھا۔ بلکہ اس کے بارہ میں تو شاید بعض بنیادی باتیں بھی دستیاب نہیں ہیں۔ امرؤالقیس اور لبید جیسے شعرا کے بارے میں وہ معلومات نہیں ملتیں جو حضور ﷺ کے دور کے اعزہ واقارب کے بارے میں ملتی ہیں۔ اس لئے بلا خوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب کچھ محض اتفاق نہیں تھا۔ بلکہ ایک ایسی مشیت الٰہی تھی کہ جس کا مقصود ہی یہ تھا کہ حضور ﷺ سے متعلق ساری چیزیں جتنی بھی اس دنیا سے متعلق موجود ہیں اور ہر وہ چیز جس کا کسی طور سے بھی تعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بنتا ہو یا ہر وہ انسان جس کا حضور ﷺ سے کسی طرح کا بھی رشتہ بنتا ہو اس کے بارے میں معلومات جمع اور محفوظ کی جائیں۔

حضرات گرامی!

ارباب سیرت نے مختلف ادوار کے ذریعے مختلف مراحل سے گزر کر علم سیرت نبی ﷺ کو جس طرح سے ہمارے سامنے مدوّن اور منقح کیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ محض دوسری صدی یا تیسری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدی ہجری کے اہل علم کا کارنامہ نہیں، بلکہ اس میں اللہ رب العزت نے ہر دور کے اہل علم سے کام لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے مسلمانوں کی نسلیں اور مسلمان علماء اور محققین کی ایک اتنی بڑی تعداد اس کام کے لئے اٹھتی اور اپنی زندگیاں وقف کرتی رہی کہ انسانی عقل آج اس کو دیکھ کر سوائے قدرت الٰہی کے اعتراف اور ان انسانوں کے احسان کے سامنے تشکر خم کرنے کے سوا کچھ اور کرنے سے عاجز ہے۔ اس عظیم کاوش کا مقصد صرف یہ تھا کہ سیرت کا کوئی گوشہ اور حضور ﷺ کی تعلیم کا کوئی پہلو ایسا نہ رہ جائے جس کے بارے میں کوئی ایک فیصد یا ایک فی ہزار یا ایک فی لاکھ شک وشبہ یا عدم تاریخیت کا وسوسہ بھی دل میں لا سکے۔

ابتدائی دو سو سال ان تمام معلومات کو یکجا کر کے فراہم کرنے، جمع کرنے اور تفصیلات کی فراہمی کے سال تھے۔ اس مدت میں سیرت سے متعلق تمام بالواسطہ یا بلاواسطہ معلومات جمع کی گئیں۔ سرکار دو عالم ﷺ جو زبان بولتے تھے اس زبان کی نزاکتیں اور باریکیاں جمع کرنے میں عبدالملک اصمعی جیسے متقی صاحب علم وادب انسان نے اپنی زندگی کے پچاس سال قربان کیے۔ اور صرف عبدالملک اصمعی ہی کیوں؟ عبدالملک اصمعی جیسے سینکڑوں اور ہزاروں انسان ایسے تھے جنہوں نے عرب کے قبیلے قبیلے میں جا کر عربی زبان وادب کے نمونے جمع کیے۔ انہوں نے عرب کے چپے چپے کا جائزہ لیا۔ ہر گھر اور ہر بستی میں گئے اور عربی زبان کی باریکیاں اور نزاکتیں اس طرح جمع کر کے آج ہمارے سامنے رکھ دیں کہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا کوئی لفظ اپنے اسلوب، اپنے معانی، اپنی لغات اور قواعد وضوابط کے اعتبار سے کسی وضاحت اور تشریح کا محتاج نہ رہے۔ اس کے بارے میں کسی کو یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اس کے معنی صحیح سمجھے گئے یا نہیں سمجھے گئے۔

آنحضرت ﷺ جزیرہ عرب کے جن گوشوں میں تشریف لے گئے۔ ان گوشوں کے بارے میں، ایک ایک گاؤں، ایک ایک بستی، حتی کہ ایک ایک پہاڑ جس کے دامن سے حضور ﷺ گزرے، اس کے بارے میں معلومات جمع کرنے میں سینکڑوں اہل علم، جغرافیہ نویسوں اور ادیبوں نے جن کی تعداد سینکڑوں سے گذر کر ہزاروں میں ہے اپنی نسلیں قربان کیں، اور جغرافیہ عرب پر، عرب کے کنوؤں پر، عرب کی نہروں پر، عرب کے پہاڑوں پر اور ریگستانوں کے مختلف حصوں پر آج وہ معلومات جمع کر کے فراہم کر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی ہیں کہ آج اگر کسی فلم کے ذریعے یا کسی ڈاکومنٹری کے ذریعے آج اس طرح کی تفصیلات دکھائی جائیں تو شاید اتنی باریک بینی اور اس قدر صحت کے ساتھ ایسی فلم نہیں بنائی جا سکتی۔ اس لئے کہ اس میں وہ ہزاروں لاکھوں پاکیزہ اور مقدس انسان شریک نہیں ہوں گے۔ جن کی نگاہوں اور حافظوں نے یہ مناظر محفوظ رکھے ہیں۔ اس میں وہ محبت اور عقیدت شامل نہیں ہوگی جس سے کام لے کر صحابہ کرامؓ اور تابعین سے لے کر بعد کے تمام سیرت نگاروں نے کام کیا ہے۔ اس میں وہ مقدس جذبہ شامل نہیں ہوگا جو ان لاکھوں انسانوں کے دلوں میں موج زن تھا اور ان کو مسلسل کاوش پر آمادہ کرتا تھا۔ اس کاوش کا نتیجہ آج سے بے مثال تحقیق کی صدارت میں ہمارے سامنے ہے۔

پھر جب یہ معلومات جمع ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ کی مشیت نے اربابِ سیرت کی ایک نئی نسل کھڑی کر دی۔ انہوں نے اس سارے مواد کو اس طرح سے نئے نئے انداز سے مرتب کر دیا کہ ایک مکمل نقشہ سیرت کے واقعات کا، سیرت کے حقائق کا اور سیرت کی تمام تفصیلات کا ہمارے سامنے آ گیا۔ اس کے بعد کم وبیش دوسو سال کا عرصہ سیرت کی واقعاتی اور تاریخی تدوین کا ہے۔ جب سیرت کی ساری تفصیلات اپنی منطقی اور تاریخی ترتیب سے مرتب ہوگئیں تو پھر مختلف حضرات نے سیرت کے مختلف گوشوں کو الگ الگ اپنی تحقیق اور تفتیش کا موضوع بنایا۔ یہاں تک کہ ایسے ایسے موضوعات پر بھی تحقیق کر کے کتابیں لکھ دیں کہ آج بظاہر یہ لگتا ہے کہ ان کی فی الواقع کوئی خاص ضرورت نہیں تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ سے متعلق ہر چیز چاہے وہ آج کسی کو ضروری معلوم ہو یا غیر ضروری معلوم ہو۔ ان حضرات نے اس طرح محفوظ کر دی کہ اگر کوئی فلم بھی بنی ہوتی تو اتنی وضاحت سے سیرت مبارکہ کی تفصیل ہمارے سامنے بیان نہ کر سکتی۔

ایک مشہور کتاب جو سیرت کے انتظامی، سیاسی اور ادارتی پہلوؤں سے بحث کرتی ہے۔ یعنی التراتیب الاداریہ، اس کے مصنف نے ایک مستقل باب میں حضور ﷺ کے منبر کی تفصیلات کو بیان کیا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منبر مبارک کے بارے میں یہ تفصیلات کہ اس منبر کی ساخت کیا تھی؟ کس نے بنایا تھا؟ بنانے والے کا خاندان کیا تھا، اس کا سلسلہ نسب کیا تھا؟ منبر کی ضرورت ایک اور کیوں محسوس ہوئی؟ کن حالات میں محسوس ہوئی؟ پہلے پہل کس نے محسوس کی؟ لکڑی کون اور کہاں سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاٹ کرلایا تھا؟ کس جنگل سے لایا تھا؟ وہ درخت کس چیز کا تھا؟ جس درخت کی لکڑی کاٹی گئی تھی اس کو بویا کس نے تھا؟ اس وقت اس کا سائز کیا تھا؟ وہ آری کیسی تھی جس سے وہ درخت کاٹا گیا تھا۔ بظاہر ان تمام تفصیلات کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن ان موضوعات پر کم از کم 20 کتابیں لکھی گئیں جن کی فہرست التراتیب الاداریہ نے دی ہے۔ التراتیب الاداریہ کے مصنف نے 20 ایسی کتابوں کی فہرست دی ہے جو صرف منبر رسولؐ کے بارے میں لکھی گئیں۔

سرکار دو عالم ﷺ کے اپنے استعمال میں جو چیزیں ہتھیار اور اسلحے رہے ان کا مستقل مطالعہ خود ایک اختصاص کا موضوع رہا ہے۔ درجنوں نہیں بلکہ شاید سینکڑوں ہزاروں انسانوں نے اس پر اپنی صلاحیتیں صرف کیں اور یہ معلومات جمع کیں کہ حضور ﷺ نے فلاں جنگ میں جو تلوار استعمال فرمائی وہ کہاں سے آئی تھی؟ کس لوہے سے ڈھلائی گئی تھی؟ کس نے ڈھالی تھی؟ اس کی تاریخ کیا تھی؟ اس پر الگ سے کتابیں لکھی گئیں۔ اگر آپ کبھی ترکی تشریف لے جائیں اور وہاں توپ کاپی سرائے میں ایک خاص کمرے کی زیارت کا آپ کو شرف حاصل ہو جس میں تبرکات نبویؐ رکھے ہوئے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس میں آنحضور ﷺ کی تلواروں اور نیزوں کا جو ذخیرہ محفوظ ہے ان میں سے ہر تلوار اور ہر نیزے اور ہتھیار کے بارے میں ایک باقاعدہ کتاب اور تحریری ذخیرہ موجود ہے، جس میں بتایا گیا یہ تلوار کب بنائی گئی، کیسے استعمال میں آئی اور آج ہم تک کیسے پہنچی؟

اس کے بعد پھر ایک اور زمانہ آیا اور علم سیرت کا نیا دور شروع ہوا۔ اب مصنفین نے یہ طے کیا کہ سیرت کے بارے میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا اس طرح سے استیعاب اور استقصاء کر لیا جائے کہ ساری چیزیں ایک کتاب یا مجلدات میں ہمارے سامنے آجائیں۔ چنانچہ 10,10 اور 15,15 جلدوں میں سیرت کی کتابیں مرتب ہونی شروع ہوئیں اور اس طرح لکھنے والوں نے سارا مواد مرتب، یکجا اور بالکل منقح کر کے سامنے رکھ دیا کہ پڑھنے والا اپنے چشم تصور سے اور اپنے تخیل سے ان بابرکت 23 سالوں کو، ان کے سالوں اور مہینوں کو بلکہ ان مقدس 63 سالوں اور ان کے شب و روز کو، اور ان میں پیش آنے والے واقعات کو اس طرح دیکھ سکتا ہے گویا آج سارا منظر ہمارے سامنے ہے اور دیکھنے والا اسے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ رہا ہے۔

پھر ایک دور آیا جس میں تجزیاتی مطالعہ اور جزوی واقعات کے تجزیے کرنے کا مرحلہ آیا اور سیرت سے متعلق ایک ایک پہلو کر لے کر اربابِ سیر نے بالخصوص اور دیگر اربابِ قلم نے بالعموم کتابیں تصنیف کیں۔ یہ سلسلہ کئی سو سال تک جاری رہا۔

ماضی قریب میں بیسویں صدی کا زمانہ بلکہ چودہویں صدی ہجری کا زمانہ ایک نئے انداز کی سیرت نگاری کا زمانہ ہے۔ ابھی بعض دوستوں نے سر سید احمد خان، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، علامہ شبلی نعمانی اور چودہویں صدی کے ان سینکڑوں ہزاروں سیرت نگاروں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے ایک نئے انداز سے سیرت پر کام کرنے کی کوشش کی۔ اب دورِ جدید کا زمانہ سیرت پر نئے انداز سے کام کرنے کا زمانہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ اس دور میں علم سیرت کی ایک نئی تدوین کی ضرورت ہے۔ علم سیرت میں آج ایسی نئی کاوشوں کی ضرورت ہے جن سے علم سیرت میں ایک نئی جہت پیدا ہو، بلکہ نئی نئی جہتیں پیدا ہوں۔

آپ کی یونیورسٹی کے اسی ہال میں آج سے ۲۰ سال پہلے اس دور کے سب سے بڑے سیرت نگار، بلکہ اگر میں یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ اس زمانہ کے مجددِ علوم سیرت ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے جو بارہ خطبات دیئے تھے وہ سیرت نگاری کی تاریخ کا ایک اہم سنگ میل تھے۔ ان خطبات نے سیرت نبویؐ کی تدوین میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنے ان خطبات میں ہی نہیں بلکہ اپنی ان درجنوں کتابوں میں اور ان سینکڑوں مقالات میں جو انہوں نے گزشتہ ۶۵ سال کے دوران بلکہ ۷۰ سال کے دوران لکھے ہیں سیرت کے ایسے ایسے گوشے دنیا کے سامنے رکھے ہیں، اور سیرت کے ایسے ایسے مسائل انہوں نے اٹھائے ہیں جو آج سے پہلے وہ سوالات ہی نہیں پیدا ہوئے تھے وہ مسائل ہی سامنے نہیں آئے تھے جن کا ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ؒ نے اپنی ان گنت تحریروں میں جواب دیا۔

واقعہ یہ ہے کہ آج کا انسان اس طرح کے سوالات اٹھاتا ہے۔ جو ماضی کے انسان نے نہیں اٹھائے تھے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے اپنی ایک کتاب میں بعض مستشرقین کے اٹھائے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اس سوال کا جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے کعب بن اشرف کو کیوں اور کن حالات میں قتل کیا گیا تھا۔ اب تمام سیرت نگاروں نے اتنا ہی بیان کرنے پر اکتفاء ہے کہ کعب بن اشرف کو حضور ﷺ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ لیکن یہ سوال کہ کعب بن اشرف یہودی کے قتل کی قانونی اور آئینی وجوہات کیا تھیں؟ کیا اس کے خلاف کوئی مقدمہ چلایا گیا تھا؟ کیا اس کو اپنا مؤقف بیان کرنے کا موقع دیا گیا تھا؟ کیا وہ کسی عدالت کی کاروائی میں قتل کیا گیا تھا؟ اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے تو کیا اس سے ایسے کوئی امکانی سوالات اور تعمنات پیدا ہوتے ہیں جن کا جواب مسلمانوں کو دینا چاہئے؟ یہ سوال ماضی کے کسی مصنف نے نہیں کیا تھا۔ آج سے 25,30 سال پہلے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تو ڈاکٹر صاحب نے یہ سوال ایک طالب علم کی آزمائش یا امتحان کے لئے کیا۔ جس شخص سے یہ گفتگو ہوئی ناچیز طالب علم کے پاس اس اہم سوال بلکہ سوالات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ڈاکٹر صاحب ہی سے جواب پوچھا، ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ سوال میں نے اسی لئے اٹھایا ہے کہ یہ سوال میرے ذہن میں آیا ہے اور میں اس پر غور کرر ہا تھا۔

اس واقعہ کے تقریباً دس بارہ سال کے بعد پھر ملاقات ہوئی تو طالب علم نے اس سوال کا جواب پوچھا۔ ڈاکٹر صاحب نے 10 سالہ تحقیق کے بعد جو جواب دیا وہ ایسا جواب تھا کہ کسی قدیم یا جدید مصنف کے ہاں نہ وہ سوال ملتا تھا نہ اس کا جواب ملتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ کعب بن اشرف یہودی کا قتل کسی مسلم ریاست کے شہری کا قتل نہیں تھا۔ بلکہ یہ ایک ایسے محارب قبائلی سردار کا قتل تھا جو اسلامی ریاست کے خلاف برسرِ جنگ تھا۔ اور کسی برسرِ جنگ فوج کے سربراہ کو ضابطہ کی عدالتی کاروائی کے بغیر ایک فوجی اقدام کے ذریعہ قتل کرنے کی دوران جنگ ہر وقت گنجائش موجود رہتی ہے۔ اور دنیا کا ہر قانون اس کی اجازت دیتا ہے۔

لیکن اس نتیجے پر پہنچنے کے لئے کتنا وقت صرف ہوا؟ کتنا مطالعہ اور غور وفکر کرنا پڑا؟ کتنی تحقیق کرنی پڑی؟ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنے مطالعے کا مرکز اس میثاق مدینہ کو بنایا جس میثاق کی رو سے اہل مدینہ کو ایک ریاست کے شہری قرار دیا گیا تھا۔ اگر کعب ابن اشرف مدینے میں رہتا تھا یا یثرب کی حدود میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہائش پذیر تھا تو میثاق مدینہ کی رو سے اسے اس ریاست کا شہری ہونا چاہئے اور اگر وہ اسلامی ریاست کا شہری تھا تو پھر اس کو محارب (BELLIGERENT) تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے سوال کے سیاق و سباق میں میثاق مدینہ کو بڑی بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے تحقیق کی تو پتہ لگا کہ میثاق مدینہ کو بڑی بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے تحقیق کی تو پتہ لگا کہ میثاق مدینہ کی جو دستاویز آج ہمارے پاس ہے یہ ایک دستاویز نہیں، بلکہ دو یا زائد دستاویزات کا مجموعہ ہے۔ اس دعویٰ کی تائید میں کہ یہ ایک سے زائد دستاویزات کا مجموعہ ہے، خود دستاویز کے اندر ایسے اندرونی INTERNAL (اندرونی شواہد) موجود ہیں جن سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے سنن ابی داؤد کی ایک روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔ جس میں واضح طور پر امام ابوداؤد نے ایک باب باندھا ہے کہ (باب اجلاء الیھود من المدینه المنوره)۔ اس میں صاف طور پر یہ لکھا ہے کہ جب غزوہ بدر میں مسلمانوں کو کامیابی ہوئی اور کفار مکہ کو شکست ہوئی تو یہودیوں کے حوصلے پست ہوئے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کو بھی میثاق مدینہ میں شامل کر لیا جائے۔ چنانچہ ایک اجتماع ہوا، اور ضروری مشاورت کے بعد انہیں بھی میثاق مدینہ میں شامل کر لیا گیا۔ جبکہ کعب بن اشرف اس سے پہلے قتل کیا جا چکا تھا۔

یہ ایسی بات تھی کہ جو قدیم اربابِ سیر نے نہیں بیان کی۔ دورِ جدید ہی میں یہ سوال آ سکتا تھا۔ دورِ جدید کے بین الاقوامی قانون کے سیاق وسباق ہی میں یہ سوال اٹھ سکتا تھا اس طرح کے بیشمار مسائل اور سوالات دور جدید میں پیدا ہو رہے ہیں۔ ان سب کا جواب دینا اہل سیرت اور علمائے تاریخ کے لئے ضروری ہے۔ لیکن سیرت کے جو عام روایتی موضوعات ہیں ان میں یہ مباحث اس انداز سے شامل نہیں ہیں۔ سیرت پر جو عام ذخیرہ کتب ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ دور جدید کی زبان میں دور جدید کے سوالات کا جواب بھی دے۔ لہٰذا ان دستیاب شدہ کتب سیرت سے ان سوالات کا تیار جواب ملنا دشوار ہے۔ کتب سیرت کا وہ ذخیرہ جو آج ہمارے سامنے ہے وہ محدثین کرام نے اور اربابِ سیرت نے اپنے اپنے دور کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے مرتب کیا۔ اس دور کے سوالات، اس دور کے اہل علم کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروریات، اس دور کے عام مسلمان کی سیرت کے بارے میں جو توقعات تھیں۔ اس کو سامنے رکھ کر جس مواد کی ضرورت تھی وہ اسی انداز سے مرتب کر دیا گیا۔

لیکن آج بھی سیرت سے متعلق بے شمار معلومات اور مواد کا خاصا بڑا حصہ ایسا ہے جو سیرت کی عام کتابوں سے باہر اب بھی دستیاب ہے۔ اور مصنفین اور طلبہ سیرت نے اس ذخیرہ سے ابھی تک نہ استفادہ کیا ہے اور نہ ابھی تک اس کی طرف توجہ کی ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مختلف قبائل سے معاہدے فرمائے۔ جس قبیلے سے معاہدہ فرمایا اس کو کسی خاص حقوق یا مراعات سے نوازا۔ ان مراعات کا پس منظر کیا تھا؟ ان مراعات کے پیچھے کیا تاریخی اسباب تھے؟ اسلام کے لئے کن ممکنہ فوائد کی خاطر حضور ﷺ نے ان کو وہ مراعات دیں۔ مثال کے طور پر حضور ﷺ نے حضرت عمرو ابن امیہ ضمری کو اپنا ایلچی مقرر کر کے نجاشی کے دربار میں بھیجا۔ محدثین نے لکھا ہے عمرو ابن امیہ ضمری اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے۔ گویا ایک قبائلی سردار کو قبول اسلام سے پہلے ہی حضور ﷺ نے اپنی سفارت اور ایلچی کے منصب کے لئے مقرر فرمایا۔ اب اس کا پس منظر کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو کیوں مقرر کیا؟ کسی اور مسلمان صحابی کو مقرر کیوں نہیں کیا۔ اگر تحقیق کی جائے اور علم انساب اور قدیم تاریخی کتابوں کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ عمرو ابن امیہ ضمری کے قبیلہ بنی ضمرہ کے تعلقات نجاشی کے خاندان سے رسول اللہ ﷺ کے پڑدادا جناب ہاشم کے زمانے سے چلے آ رہے تھے۔ خود عمرو ابن امیہ ضمری ایک بہت بڑے تاجر تھے ان کی اپنی تجارت اور ان کے دوسرے اہل خاندان کی تجارت مکہ اور حبشہ کے درمیان کئی سو سال سے ہو رہی تھی۔ گویا ایک طرف آنحضرت ﷺ کے خاندان سے وہ ذاتی مراسم رکھتے تھے۔ دوسری طرف حبشہ کے حکمران خاندان سے ذاتی تعلقات رکھتے تھے، اور شاہ حبشہ سے ان کے ذاتی مراسم تھے۔ اس پس منظر میں عمرو ابن امیہ ضمری سے زیادہ موزوں اور مناسب تر کوئی آدمی ہو نہیں سکتا تھا۔

حضور ﷺ نے مزینہ قبیلہ کو جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور قبیلہ تھا خاصی مراعات سے نوازا۔ اس قبیلہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک معاہدہ کیا، اور بعض خاص خاص سہولتوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قبیلہ مزینہ کو نوازا اور کئی خصوصی مراعات مرحمت فرمائیں۔ یہاں تک کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات میں آتا ہے کہ اس قبیلہ کے ایک بڑے سردار بلال ابن حارث مزنی کو اتنی وسیع زمین عطا فرمائی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس پر تعجب کا اظہار فرمایا کہ اتنی وسیع زمین کیوں دے دی گئی۔ لیکن اگر یہ دیکھا جائے کہ قبیلہ مزینہ کی جغرافیائی حیثیت کیا تھی؟ GEO-POLITICS کے نقطہ نظر سے جزیرہ عرب میں اس کا مقام کیا تھا؟ اور اس قبیلہ کے سردار کی اسلام کے دعوت و تبلیغ میں نشر و اشاعت کے کام میں کیا اہمیت تھی؟ تو اندازہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ کام کس حکمت کے تحت اور کس طرح فرمایا تھا۔ یہ وہ موضوعات ہیں جن پر تحقیق کا ابھی صحیح معنوں میں آغاز بھی نہیں ہوا۔

ابھی فاضل نوجوان اور ہمارے عزیز دوست ہاشمی صاحب نے اپنے مقالے کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کس طرح سے عرب قبائل کی شیرازہ بندی فرمائی اور قبائل کو ایک لڑی میں پرو دیا، اور پہلی مرتبہ عرب کی تاریخ میں ان متحارب قبائل کو جو ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے روادار نہیں تھے۔ کس طرح سے امت واحدہ کی لڑی میں پرو دیا؟ کس قبیلے کے کس سردار سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کس طرح DEAL کیا کہ وہ قبول اسلام کی طرف مائل ہو گئے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قیادت انہوں نے قبول کر لی۔ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر اب ایک نئے انداز سے غور و خوض کا آغاز ہوا ہے۔

چھٹی ساتویں ہجری میں علوم سیرت میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ جو طبّ نبویؐ کے نام سے معروف ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف اوقات میں طبی معاملات سے متعلق امور پر بھی گفتگو فرمائی۔ حضور ﷺ اس دنیا میں علاج معالجہ یا طب کی ترقی کے لئے تشریف نہیں لائے تھے۔ حضور ﷺ کا مقام اس سے بہت اونچا ہے کہ آپؐ بخار اور نزلہ کی دوائیں لوگوں کو بیان فرماتے۔ لیکن حضور ﷺ نے ازراہ شفقت وقتاً فوقتاً اپنے جو تجربے بیان فرمائے یا اپنی بصیرت کی روشنی میں بعض لوگوں کو طبی اہمیت کے مشورے دیئے۔ طبی نقطہ نظر سے ان پر کتابیں تیار ہوئیں اور طب نبویؐ کے نام سے آج معلومات کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ جو متعدد کتابوں میں مدوّن ہے۔ لیکن کیا آج کے اطباء کا یہ کام نہیں ہے۔ کہ دور جدید کی طبی تحقیقات کی روشنی میں اس پورے ذخیرے کا جائزہ لیں اور یہ دیکھ کر بتائیں کہ آج کے دور میں ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلومات سے کس حد تک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور یہ چیز کہاں تک کارآمد ہو سکتی ہے۔

آپ کو یاد ہو گا ایک مشہور فرانسیسی فاضل ڈاکٹر موریس بوکائی نے آج سے بیس پچیس سال قبل ایک کتاب لکھی تھی "بائبل، قرآن اور سائنس" اس کے بعد انہوں نے اس کی ایک دوسری سسٹر والیوم یا ہمشیر جلد بھی تیار کی تھی جس میں انہوں نے حدیث نبوی کا، اسی طرح کا مطالعہ کیا جیسا کہ اس کتاب میں قرآن کا کیا ہے۔ حدیث نبوی کے مطالعہ کے لئے انہوں نے صحیح بخاری کا انتخاب کیا تھا اور صحیح بخاری میں دیئے گئے سائنسی نوعیت کے بیانات کا علمی انداز سے جائزہ لیا تھا۔ اس جائزہ کی بنیاد پر صحیح بخاری کے بارے میں بھی انہوں نے یہ ثابت کیا کہ اس میں جتنے سائنس اور طبی نوعیت کے بیانات ہیں وہ سارے کے سارے تحقیقی میزان میں پورے اترتے ہیں۔ سوائے ایک دو بیانات کے جوان کے بقول تحقیقی میزان پر پورے نہیں اترتے۔ ان دو میں ایک واقعہ تو وہ تھا جس میں حضور ﷺ نے بنی عرینہ کے لوگوں کی بیماری کی وجہ سے انہیں ہدایت کی تھی کہ وہ مدینہ کے باہر جا کر ایک جگہ بیت المال کے اونٹوں کے باڑہ میں قیام کریں۔ اونٹوں کے باڑہ میں آپؐ نے فرمایا تھا۔ "اشربو من ابو الھا و البانھا" یعنی ان اونٹوں کا دودھ بھی پیو اور پیشاب بھی۔ اس پر موریس بوکائی نے کہا کہ بول تو بدن کا REFUSE ہے، اس میں انسان کے۔ لئے شفا نہیں ہو سکتی۔ جب انہوں نے یہ کتاب تیار کی تو اس کا مسودہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو دکھایا۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کو بتایا کہ اس زمانے میں ہی نہیں بلکہ اس زمانے میں بھی طب کی ایک دو نہیں بلکہ درجنوں کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ فلاں فلاں انسانی بیماریوں کا علاج جانوروں سے نکلنے والے فلاں فلاں REFUSE میں پوشیدہ ہے۔ اس پر تحقیق ہو رہی ہے۔ ہندوستان میں ہی نہیں، پاکستان میں ہی نہیں، یورپ کے بعض ممالک میں بھی اس پر کام ہو رہا ہے۔ اس لئے اس حدیث پر اعتراض جڑنے کے بجائے اس کو طبی اور سائنسی تحقیق کی نئی دریافتوں کی بنیاد بنانا چاہئے۔

لہذا طب نبویؐ کے نام سے جو ذخیرہ آج ہمیں دستیاب ہے۔ اس میں تحقیق کا اتنا بڑا میدان موجود ہے کہ اگر اس پر تحقیق کا آغاز کیا جائے تو شاید اس کے لئے نسلیں درکار ہوں۔

حضور ﷺ نے معاشرہ اور ریاست کے پورے نظام کو کس طرح سے از سر نو مرتب فرمایا۔ ابھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوست نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کے چار اصول بیان فرمائے ہیں۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے طویل غور و خوض اور تحقیق کے بعد ایک واضح تصور اور حکمت نبویؐ کا خلاصہ پیش کیا ہے۔انہوں نے اپنی کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں ''اجتہاد'' کے بارے میں نہایت بنیادی اور اصولی باتیں کی ہیں۔انہوں نے اس کتاب میں معاشرتی تبدیلی اور اجتماعی انقلاب کے منہاج نبوی کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ حضور ﷺ نے کس طرح سے ان تمام حقائق ،واقعات اور معاملات کو جو آپؐ کے سامنے آئے تبدیل کیا،اس میں جزوی یا کلی طور پر اصلاحات فرمائیں،اور اس طرح سے اسلامی تہذیب اور تمدن کے اس سانچے میں ڈھالا جو آج تک ہمارے سامنے ہے۔

متقدمین اور متاخرین دونوں کے ہاں ایسے مباحث اور کتابیں ملتی ہیں جن کو ہم کلامیات سیرت کہہ سکتے ہیں۔کلامیات سیرت کے نام سے ایک نیا علمی میدان انہوں نے علمی دنیا کو دیا اور سیرت سے متعلق ان واقعات و موضوعات پر تحقیق کی جن کا تعلق علم الکلام سے تھا۔متقدمین اربابِ سیرت نے خصائص نبویؐ،حقیقت وحی اور اس طرح کے سوالات کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا تھا،لیکن آج کا جدید انسان ان بنیادی سوالات کے بارے میں ہی شک کا اظہار کرنے لگا ہے۔اس زمانے میں کم از کم تصور نبوت قابل قبول تھا۔اس دور کے انسان کے لئے صرف یہ ثابت کرنے کی ضرورت تھی کہ فلاں کے دعوائے نبوت کے دلائل وشواہد کیا ہیں۔خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نبوت کے دلائل کیا ہیں،اس لئے دلائل نبوت اور خصائص نبوت کے نام سے ایک نیا فن وجود میں آیا جو کلامیات سیرت کی ایک ذیلی شاخ ہے۔لیکن آج کا مغربی اور مشرقی تعلیم یافتہ انسان خود نبوت کی ضرورت کے بارے میں شک کا اظہار کرنے لگا ہے۔اس لئے آج کے اربابِ سیرت اور متکلمین سیرت کی ذمہ داری ہے کہ اس سوال کا جواب دیں کہ کیا نبوت کی ضرورت ہے؟ کیا وحی ذریعہ علم ہے؟ اور آج کی EPYSTEMOLOGY اور آج کے نظریہ علم نے جو سوالات نبوت،وحی اور الہام کے بارے میں اٹھائے ہیں جو سیرت کے بڑے اساسی اور جوہری سوالات ہیں۔ان سوالات کے جواب دینا آج کے اربابِ سیرت کے لئے ضروری ہے۔

قانونیات سیرت کی ابھی میں نے مثال دی کہ بے شمار ایسے واقعات ہیں،جن سے فقہی اور قانونی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام نکلتے ہیں۔ متقدمین نے اپنے نقطہ نظر سے سوالات اٹھائے تھے۔ آج کا لکھنے والا اپنے نقطہ نظر سے سوالات اٹھائے گا۔ جس کی ایک مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی یعنی کعب بن اشرف کے قتل کی مثال۔

آج سے 60,50 سال پہلے جب برصغیر میں دوقومی نظریہ کا بہت زیادہ چرچا تھا اور یہ سیاسی بحث اور گفتگو کا موضوع تھا اس زمانے میں میثاق مدینہ کی بعض دفعات پر بڑی بحث ہوئی تھی۔ میثاق مدینہ کے ان الفاظ پر آج بھی غور وخوض کی ضرورت ہے۔ حضور ﷺ نے اس میں تحریر فرمایا تھا کہ فلاں فلاں قوم اور قبیلے امت مع المومنین ہیں۔ کسی کے بارے میں فرمایا "امة من دون المومنین" کسی کے بارے میں فرمایا "امة من دون الناس" اب یہ "مع المومنین، من دون المومنین اور من دون الناس اور من الناس، مع الناس، یہ سب الگ الگ الفاظ ہیں، ان کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا امت کے تصور پر، اسلامی ریاست میں شہریت کے اصول طے کرنے اور لوگوں کی ذمہ داریوں اور اختیارات کی حدود طے کرنے میں، غیر مسلموں کے حقوق اور ذمہ داریوں اور اختیارات کی حدود طے کرنے میں، غیر مسلموں کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین کرنے میں، ان الفاظ کی بڑی اہمیت ہے۔ متقدمین کے ہاں یہ سوالات نہیں اٹھائے گئے تھے۔ لیکن آج معاصرین نے کہ سوالات اٹھائے ہیں اور ان سوالات کا جواب دینے کی ضرورت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات میں بیشمار ایسے بیانات ملتے ہیں جن میں قدیم کتب سماویہ کے حوالے ملتے ہیں۔ بلاشبہ قدیم آسمانی کتابیں آج محرف ہو چکی ہیں، لیکن تحریف کے باوجود ان میں اپنے اپنے انبیاء کرام کی اصل تعلیم کے بہت سے عناصر موجود ہیں۔ آج اس امر کی شدید ضرورت بلکہ ہمارے فکری اور علمی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ قدیم مذہبی کتابوں سے مقابلہ کر کے بتایا جائے کہ جو چیز سیرت میں بیان ہوئی ہے۔ قدیم کتابوں سے اس کی کہاں تک تصدیق یا تکذیب ہوتی ہے۔ تصدیق ہوتی ہے تو فبہا، اور تصدیق نہیں ہوتی تو اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس کے اسباب دلائل کے ساتھ اس طرح بیان کئے جائیں کہ غیر مسلم سلیم الطبع اور انصاف پسند اہل علم بھی اس سے متفق ہوں اور اس سے اتفاق کا اظہار کیے بغیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ رہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا'' **نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقة** '' کہ ہم انبیاء کی وارثت نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔سوال یہ ہے کیا ماضی میں جو انبیاء کرام بڑے ارباب دولت اور ارباب ثروت رہے، کیا ان کی وارثت بھی تقسیم نہیں ہوئی، جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے؟ کیا دوسری مذہبی کتابیں اس کی تصدیق وتائید کرتی ہیں۔ کہ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی وارثت کی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ اور بنی اسرائیل کے ذمہ دار حضرات کی طرف سے بیت المال میں دے دی گئی تھی۔ اگر قدیم کتب کے حوالہ سے اس کی کوئی تصدیق وتائید ہوئی ہو تو یہ اتنی بڑی تائید ہوگی کہ اس سے حدیث نبویؐ میں کی جانے والی ایک بڑی حقیقت ہمارے سامنے آ جائے گی اور ہمارے بہت سے کمزور ایمان والوں کی کمزوری کا علاج ہوگی۔

واقعات سیرت کا انداز بیان ایسا ہے کہ ایک جزوی واقعہ ایک محدث بیان کر دیتا ہے، لیکن اس کے پیچھے کیا محرکات تھے۔ اس کی تاریخ کیا ہے۔ کیوں یہ واقعہ ہوا؟ فلاں سردار سے حضور ﷺ نے یہ بات کیوں فرمائی؟ فلاں سردار سے کیوں نہیں فرمائی؟ اس کے پیچھے ایک پوری تاریخ ہے۔ مثلاً ہم نے پڑھا ہے کہ مکہ مکرمہ میں جو قریش البطاح کے معاہدے کچھ قبائل کے ساتھ تھے اور قریش الظواہر کے معاہدے کچھ اور قبائل کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ہر چیز کا جائزہ لیا۔ اور جس قبیلے سے جو معاملہ فرمایا اس میں اس قبیلے کے پورے پس منظر کو آپ نے سامنے رکھا، قریش الظواہر سے کس کس قبیلے کا تعلق ہے۔ قریش البطاح سے کس کس قبیلے کا تعلق ہے؟ یہ بھی تحقیق کا ایک نیا باب ہے۔ متقدمین نے اس طرح کی تحقیقات کی ضرورت نہیں سمجھی۔ لیکن اس کام کے لئے ضروری مواد ہمارے سامنے قدیم تاریخی اور انساب وقبائل کی کتابوں میں موجود ہے۔ قبائل پر الگ کتابیں ہیں جو دستیاب اور موجود ہیں، حتیٰ کہ ادبیات اور قصّے کہانیوں کی کتابوں میں بھی سیرت سے متعلق اہم باتیں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ اگر ابوالفرج کی کتاب الاغانی جو 30 جلدوں میں ہے اس کو پڑھا جائے تو تقریباً ہر صفحے پر کوئی نہ کوئی ایسی حقیقت اور ایسا واقعہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے جس سے سیرت کا کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے اور سیرت کا کوئی نہ کوئی پہلو یا واقعہ روزِ روشن کی طرح ہمارے واضح ہو جاتا ہے۔

مجھے امید ہے، کہ یہ علمی اور تحقیقی کاوش جو اسلامیہ یونیورسٹی میں سیرت چیئر کے ماتحت ہو رہی ہے۔ یہ ان تمام نئی تحقیقات کا جائزہ لے گی۔ ان تمام امکانات کو سامنے لائے گی۔ اربابِ تحقیق اور اربابِ سیرت جو یہاں کام کر رہے ہیں اور وہ نوآموز طلبہ جو نئے تحقیقی مقالات لکھنے کے لئے یہاں آئیں گے یا دوسری یونیورسٹیوں میں جائیں گے وہ ان موضوعات کو سامنے رکھیں گے اور اپنی تحقیق سے ان تمام ممکنہ شکوک وشبہات کا اور وساوس کا جواب دینے میں کامیاب ہوں گے جو وقتاً فوقتاً مستشرقین اور ان کے تلامذہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

جن موضوعات پر کام کیا جانا چاہیے ان میں اجتماعیات سیرت بھی بڑا اہم موضوع ہے۔ سیرت کی SOCIOLOGY پر بھی بھرپور انداز سے ایک نئے اسلوب کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ وقت کی قلت کے باعث اس کی مثالیں دینے سے احتراز کرتا ہوں۔ اسی طرح نفسیات سیرت کا موضوع ہے۔ سیرت کے واقعات کا نفسیاتی نقطہ نظر سے مطالعہ بہت سے نئے پہلو سامنے لائے گا۔ SOCIOLOGY اور COLLECTIVELY PSYCHOLOGY یعنی اجتماعی نفسیات کو حضور ﷺ نے کسی طرح اپنے پیشِ نظر رکھا اور جب کوئی بات فرمائی یا کسی موقع پر خطاب عام میں کوئی بات فرمائی تو کیوں فرمائی، اس میں حاضرین کون تھے؟ حاضرین کا BACKGROUND یا پسِ منظر کیا تھا؟ یہ ساری نفسیات اور تفصیلات جب تک سامنے نہ ہوں اس وقت تک اس ارشاد کی حکمت کو نہیں سمجھا جا سکتا۔

جغرافیہ سیرت کی بات کی جا چکی رحلۃ الشتاء اور رحلۃ الصیف کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ یہ حضور ﷺ کے پڑدادا جناب ہاشم، ابن عبد مناف نے شروع کیا تھا اور جناب ہاشم، ابن عبد مناف چونکہ حضور ﷺ کے جدِ امجد تھے ان کے اثر ورسوخ سے اور ان کے تعلقات کے نتیجے میں یہ دو سفر عربوں کے لئے ممکن ہوئے تھے۔ اس لئے قرآن پاک نے ان دونوں کا خصوصی اہتمام سے ذکر کیا ہے۔ اور عرب اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان کا کبھی جواب نہیں دے سکے۔ اور آنحضور ﷺ کے خاندان کے ہمیشہ ممنون احسان رہے اس کا ہمیشہ ان کو احساس رہا اور حضور ﷺ نے تبلیغ اسلام اور نشر و اشاعت اسلام کے لئے اس سے فائدہ اٹھایا۔

اس طرح سے ایک اہم موضوع ادبیات سیرت ہے۔ آج سیرت کا جو پورا ذخیرہ ہمارے سامنے ہے اور بالخصوص برصغیر میں جس انداز سے کام ہوا ہے ابھی ہمارے فاضل مہمان مصری مقالہ نگار نے اس کی تصدیق کی ہے کہ برصغیر میں انیسویں اور بیسویں صدی میں اہل علم نے جس انداز سے کام کیا ہے اس کی مثال دنیائے عرب میں بلکہ برصغیر سے باہر کے لوگوں میں نہیں ملتی۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ جو لوگ عربی یا انگریزی میں سیرت پر تحقیق کا کام کر سکتے ہیں۔ ان کی یہ خاص ذمہ داری ہے بلکہ ایک فریضہ ہے۔ خاص کر پاکستانی قوم کی طرف سے فرض کفایہ ہے کہ اس کاوش کو دنیا کے سامنے رکھیں۔ جس میں تحقیق، علم، جستجو، عقیدت، محبت اور عاطفیت کا ایک متوازن گلدستہ ہمارے سامنے آیا ہے۔ ذات رسالت مآب ﷺ سے گہری عقیدت کے ساتھ ساتھ تحقیق کے تمام تقاضے اور علمی کاوش کے جتنے تقاضے ہیں ان سب کی تکمیل بدرجہ اتم برصغیر کے لوگوں کی کتابوں میں ملتی ہے۔

علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور بے شمار ایسے حضرات ہیں کہ جن کا اگر صرف نام لیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ یہ وقت ناکافی ہو ان حضرات میں سے ہر ایک کی تحریر نئے رجحان کی نمائندہ ہے اور سیرت پر غور و فکر کی نئی جہت ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ اس کاوش کو دنیا کے سامنے پیش کرنا اور خاص طور پر عرب اور عجم کے لوگوں کو اس کاوش سے باخبر کرنا ہم سب کی عموماً اور جہاں جہاں سیرت چیئرز قائم ہیں یہ ان کی خصوصاً ایک اہم اور بنیادی ذمہ داری ہے۔

آخر میں جناب وائس چانسلر صاحب سے گزارش ہے کہ سیرت کی مسند اس یونیورسٹی میں بھی ہے اور میرے علم کی حد تک تو کراچی یونیورسٹی میں بھی ہے۔ غالباً سندھ یونیورسٹی میں بھی ہے۔ اگر ان سب کو صرف سیرت چیئر کہنے کے بجائے کسی ایک سیرت نگار کے نام سے موسوم کر دیا جائے تو اس سے اس شخصیت کے کام کا اعتراف بھی ہوگا۔ اور ایک دوسرے کا کام الگ الگ ممیز بھی ہو جائے گا۔ مثلاً ایک مسند ''مسند شبلی نعمانی'' کہلائے۔ اور ایک مسند ''مسند ابن ہشام'' کہلائے۔ ایک مسند ''مسند عروہ ابن زبیر''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہلائے۔ یا برصغیر کے سیرت نگاروں کے حوالہ سے ایک مسند ''مسند سلیمان منصور پوری'' کہلائے۔ اس سے ان شخصیتوں کے کام کا اعتراف بھی ہوگا اور اس میں سیرت چیئرز کا تعاون بھی زیادہ بہتر انداز سے ہوگا۔ قرآن نے کہا کہ ہم نے لوگوں میں فرق رکھا ہے کہ ''لتعارفوا''۔ تو قرآن کا اصول ہے کہ جہاں ایک جیسے لوگ ہوں تو مختلف ناموں کے ذریعہ مختلف پہچانوں کو اختیار کرلیں تاکہ ایک دوسرے سے ممیز کیے جاسکیں۔ اس گزارش کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارشات انٹرنیشنل سیرت کانفرنس

۱۱۔۱۳فروری ۲۰۰۰ء

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں سیرت چیئر کا باقاعدہ قیام ۱۹۸۷ء میں عمل میں آیا۔ یہ چیئر سیرت کے میدان میں ریسرچ سیل کی حیثیت سے کام کررہی ہے اس کے قیام کا بنیادی مقصد محسن انسانیت کے ابدی و آفاقی پیغام کو انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے عام فہم بنانا ہے تاکہ یہ دور جدید کے انسانوں کیلئے باعث رحمت ہو اور یہ ثابت ہو سکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے زندہ و جاوید اور متحرک اصول وضوابط آج بھی دکھی انسانیت کے مصائب و آلام کا مکمل مداوا ہیں۔

سیرت چیئر کے پہلے انچارج ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی تھے۔ اگست ۱۹۹۱ء میں سیرت چیئر کی ذمہ داری ڈاکٹر عبد الروف ظفر' پروفیسر شعبہ اسلامیات کے سپرد ہوئی۔ سیرت جیئر کے تحت سیرت نبوی ﷺ کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تحقیقی کام جاری ہے۔ یہ چیئر جدید تحقیقی انداز میں اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دے رہی ہے۔

انٹرنیشنل سیرت کانفرنس (۱۱۔۱۳فروری ۲۰۰۰ء)

اغراض ومقاصد:

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں مسند سیرت کے قیام کے بعد اس امر کو شدت سے محسوس کیا جارہا تھا کہ سیرت پاک کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے اور اس پر تحقیقی کام کرنے کیلئے ایک مضبوط بنیاد فراہم کی جائے اور اس شعبہ سے منسلک اساتذہ کرام اور طلباء کی صحیح سمت میں راہنمائی کی جائے تاکہ اس بابرکت اور ذمہ دارانہ کام کی ابتدا صحیح نہج پر کی جاسکے۔

مندرجہ بالا مقصد کے حصول کے لئے ایسے مستند اور تجربہ کار علماء کا اکٹھا کیا جانا اشد ضروری تھا۔ جنھوں نے سیرت محمد ﷺ پر پہلے سے تحقیقی کام کیا ہوا ہو اور اس موضوع پر ان کے تجربات اور مشاہدات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے حقیقی معنوں میں استفادہ کیا جاسکے۔

یہ کوئی آسان کام نہ تھا کیونکہ سیرت طیبہ کے موضوع پر تحقیقی کام کرنے والے محققین تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کیلئے اپنی گونا گوں مصروفیات میں سے وقت نکالنا اور پاکستان تشریف لانا خاصا دشوار نظر آ رہا تھا۔مزید برآں عالم اسلام کی ان محترم شخصیات کی مہمانداری بھی ایک اہم ذمہ داری تھی۔ان تمام مشکلات کے باوجود پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق خان، وائس چانسلر صاحب اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی حوصلہ افزائی اور مشاورت سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک انٹرنیشنل سیرت کانفرنس کا انعقاد کیا جائے تا کہ سیرت طیبہ کے حوالے سے مشتاق و متمنی اساتذہ کرام اور طلباء بہ نفس نفیس علماء کے اس گرانقدر اجتماع سے مستفید ہوسکیں۔یہ کام جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔لیکن وائس چانسلر صاحب کے بھرپور تعاون اور مسند سیرت کی ان تھک کاوشوں کے نتیجے میں اس بابرکت سیرت کانفرنس کا انعقاد ممکن ہوسکا۔

انٹرنیشنل سیرت کانفرنس کے اغراض ومقاصد:

۱۔ عصر حاضر کے گونا گوں مسائل کا حل سیرت محمد ﷺ میں تلاش کیا جائے۔

۲۔ سیرت پاک کے جن پہلوؤں پر تحقیقی کام نہیں ہوا ان کو اجاگر کیا جائے۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کا پیغام آفاقی ہے۔اس کو عالم اسلام میں بالخصوص اور دنیا کے کونے کونے تک بالعموم پہنچانے کا انتظام وانصرام کیا جائے۔

۴۔ سیرت نبوی ﷺ پر پائے جانے والے نادر قلمی مخطوطات کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں تا کہ محققین کو سیرت پر تحقیق کرنے کیلئے مدد مل سکے اور آئندہ ان کی اشاعت کا اہتمام کیا جاسکے۔

۵۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مختلف زبانوں میں لکھی جانے والی کتب کا تعارف کروایا جائے۔

۶۔ دور حاضر میں سیرت پر قومی اور نجی سطح پر ہونے والے کام کا علمی جائزہ لیا جائے۔

۷۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر سیرت نبوی ﷺ پر تحقیق میں معروف افراد اور اداروں سے اشتراک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کے لئے موقع فراہم کیا جائے تاکہ تحقیقی کام کو مربوط کیا جا سکے اور اس سلسلے میں پیش آنے والی مشکلات کو باہمی مشاورت اور ایک دوسرے کے تعاون سے حل کرنے کیلئے رہنمائی میسر آ سکے۔

۸۔ پاکستان میں سیرت طیبہ پر کئے گئے گراں قدر تحقیقی کام اور علماء کا بین الاقوامی سطح پر تعارف کرایا جائے ان کو اور ان کے تحقیقی کام کو صحیح پذیرائی مل سکے اور وہ نئے ولولے اور جذبے سے مزید تحقیقی کام کر سکیں۔

۹۔ سیرت کانفرنس میں شریک محققین کے وقیع مقالات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے تاکہ ان سے استفادہ کیا جا سکے۔

۱۰۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مربوط، منظم اور دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق کام کرنے کے لئے سفارشات مرتب کی جائیں۔

اس کانفرنس نے یہ موقع فراہم کیا کہ دنیائے اسلام کے نامور علمائے سیرت نبوی کی تحقیقات اور قیمتی آراء سے خوشہ چینی کی جا سکے۔ مندوبین کو مختلف گروپوں میں تقسیم کر کے سیرت نبویؐ پر تحقیق میں پیش آمدہ مسائل پر غور کیا گیا اور ان مسائل کے حل کے لئے ان کی آراء کی روشنی میں سفارشات مرتب کی گئیں۔

ان کمیٹیوں کی کئی نشستیں ہوئیں اور ان میں مرتب شدہ تجاویز کو اکٹھا کرنے کے بعد ان پر غور وخوض کے ارادہ سے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مندرجہ ذیل سکالرز نے شرکت کی اور سفارشات کانفرنس ہذا میں پیش کی گئیں مزید برآں یہ بھی طے پایا کہ ان سفارشات کو حکام بالا اور ارباب اختیار تک پہنچایا جائے تاکہ ان پر مناسب عملدر آمد ہو سکے۔

☆	پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب' ڈائریکٹر لائبریریز پنجاب لاہور۔	چیئرمین
☆	پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد سعید بادنجکی ندوی (مانچسٹر) برطانیہ	ممبر
☆	پروفیسر ڈاکٹر سعد محمد الرصفی' کویت	ممبر
☆	پروفیسر ڈاکٹر عبدالنبی اسطیف (دمشق)' شام	ممبر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی (علی گڑھ) انڈیا	ممبر
☆ ڈاکٹر سرور عالم ندوی (علی گڑھ) انڈیا	ممبر
☆ ڈاکٹر جمشید احمد ندوی، خدا بخش لائبریری (پٹنہ) انڈیا	ممبر
☆ پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز، سیرت سٹڈیز پشاور یونیورسٹی پشاور	ممبر
☆ پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمٰن، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد	ممبر
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف ظفر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور	ممبر
☆ ڈاکٹر سفیر اختر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد	ممبر
☆ ڈاکٹر سہیل حسن، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد	ممبر
☆ ڈاکٹر محمد اشرف شاہین قیصرانی، سیرت چیئر، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ	ممبر
☆ ڈاکٹر حافظ محمود اختر، پنجاب یونیورسٹی لاہور	ممبر
☆ ڈاکٹر محمد ادریس زبیر، سیرت وحدیث، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد	ممبر
☆ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، پنجاب یونیورسٹی لاہور	ممبر
☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور	ممبر
☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد الغزالی، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد	ممبر
☆ ڈاکٹر نصیر اختر، کراچی یونیورسٹی کراچی	ممبر
☆ ڈاکٹر ازکیا ہاشمی، گورنمنٹ کالج بالاکوٹ، مانسہرہ	ممبر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارشات (بین الاقوامی سیرت کانفرنس) ۱۱۔۱۳ فروری ۲۰۰۰ء

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور:

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے زیر اہتمام منعقدہ ۱۱ تا ۱۳ فروری ۲۰۰۰ء بین الاقوامی سیرت کانفرنس میں شریک ملک اور بیرون ملک کے مختلف سکالرز کی تجاویز و آراء کی روشنی میں درج ذیل سفارشات مرتب کی گئیں جن کی شرکائے کانفرنس نے آخری اجلاس میں منظوری دی:

۱۔ سیرت نگاری کی علمی بنیادوں اور عملی تقاضوں پر تحقیق وتدوین عصر حاضر کا اہم تقاضا اور ضرورت ہے جو افرادی اور مادی وسائل کی فراہمی کے بغیر ممکن نہیں۔ اجلاس ارباب اقتدار و صاحبان علم وفضل اور اصحاب ثروت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ سیرت کے موضوع پر جدید سائینٹفک بنیادوں پر کام کو آگے بڑھانے کے لئے سیرت سے متعلق اداروں سے دامے درمے قدمے سخنے بھرپور تعاون کیا جائے۔ بالخصوص متروکہ اوقاف پراپرٹی بورڈ' صوبائی وزارت اوقاف' چیمبرز آف کامرس سے سیرت کے متعلق منصوبوں کی تکمیل کے لئے مالی تعاون حاصل کیا جائے۔

۲۔ سیرت نبوی کے موضوع پر اہم مخطوطات کی کثیر تعداد ملک اور بیرون ملک مختلف کتب خانوں میں موجود ہے جن میں چند ایک مخطوطات کی نشاندہی بعض مقالہ نگاروں نے بھی کی ہے۔ اس اہم علمی ذخیرہ کے تحفظ اور اس سے استفادہ کے لئے ضروری ہے کہ ان منتشر مخطوطات کا حصول ان کی تحقیق وتدوین فہرست سازی اور ان کی طباعت کا معقول انتظام کیا جائے۔

۳۔ جنوبی ایشیاء میں سیرت کے موضوع پر جو قابل قدر علمی اور تحقیقی کام ہوا ہے۔ اس کا اعتراف بیرون ملک مختلف سکالرز نے بھی کیا ہے بالخصوص شرکائے کانفرنس میں سے عرب ممالک اور یورپ کے سکالرز نے بھی ان کی منفرد اور نمایاں علمی اور تحقیقی کاوشوں کو سراہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان علماء کی تصنیفات وتحقیقات کو زیادہ سے زیادہ بیرون ملک متعارف کروایا جائے۔ اور سیرت کے مختلف میدانوں میں ان کی خدمات کو اجاگر کیا جائے۔ ان کی تحریر کردہ کتب کے کیٹلاگز تیار کئے جائیں اور غیر ملکی زبانوں میں ان کے تراجم کروائے جائیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ ان سے استفادہ کیا جا سکے۔ اس ضمن میں مزید یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طے پایا کہ ملائشیا کے انسٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ قطر کے سیرت سٹڈیز سنٹر، الجامعۃ الاسلامیہ یونیورسٹی مدینہ منورہ کے سیرت سٹڈیز سنٹر اور اس نوعیت کے دوسرے اداروں کے ساتھ تحقیقی منصوبوں کو مربوط کیا جائے۔

۴۔ سیرت کا بہت بڑا مواد عربی، انگریزی اور دیگر یورپی زبانوں میں موجود ہے۔ بالخصوص اوّل الذکر زبان میں سیرت کا بنیادی ذخیرہ کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ ضرورت ہے کہ یہ ذخیرہ عمومی استفادہ کیلئے اردو زبان میں منتقل کیا جائے۔ موجودہ دور میں لکھی جانے والی بعض عربی کتب سیرت بھی خاصی وقیع ہیں۔ اہم اور بنیادی کتب کی فہارس مرتب کرنے کے بعد مختلف علمی اداروں اور شخصیات کو اس علمی کام کی طرف متوجہ کیا جائے۔

۵۔ سیرت کے موضوع پر مستشرقین نے بھی بہت تحقیق کی ہے۔ مختلف مستشرقین اور ان کے پیروکاروں نے اپنے مخصوص سیاسی اور مذہبی مقاصد کے تناظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے مختلف گوشوں کو ہدف تنقید بنایا ہے اگرچہ اہل علم نے ان اعتراضات کا علمی جائزہ لیتے ہوئے خاطر خواہ دفاع کیا ہے۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع پر مستقل تحقیقی کام جاری رہے۔ تحقیقی اداروں اور اہل علم کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے زہریلے پراپیگنڈے پر مشتمل مواد کا جدید علمی اور سائنٹیفک بنیادوں پر تجزیہ کریں۔ اس سلسلے میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مندوب پروفیسر ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ہاں سکالرز سے سیرت نبوی کے حوالے سے مستشرقین کے افکار و نظریات اور ان کی کتب پر تحقیق کروائیں اور پاکستان کے متخصصین کو بھی اپنے تحقیقی منصوبوں میں شمولیت کے مواقع فراہم کریں۔

٦۔ اہل علم اور تمام تحقیقی ادارے سیرت کے حوالے سے ان موضوعات پر خصوصی توجہ دیں جو عصر حاضر میں سیاسی سماجی، معاشی، تمدنی، معاشرتی اور نفسیاتی مسائل کے حوالے سے ہمیں درپیش ہیں اس کے لئے جدید علوم مثلاً سوشل سائنسز سے متعلق مواد کو بالخصوص مدّ نظر رکھا جائے تاکہ عملی تطبیق و تنفیذ ممکن ہو سکے۔ سیرت چیئر کے منتظمین بالخصوص ایسے محاضرات کا اہتمام کریں جن سے محققین کی سوشل سائنسز کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے تعلیم وتربیت کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے۔

۷۔ دنیا بھر میں سیرت کے موضوع پر تحریر کردہ مواد اور مخطوطات کے حصول کو ممکن بنایا جائے۔ اور اس کے لئے ایک مرکزی کتب خانہ قائم کیا جائے۔ جو ڈاکٹر حمید اللہ ریسرچ لائبریری، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے منسلک ہو جس کا اعلان ارباب حکومت کی طرف سے کیا جا چکا ہے۔ اس مرکزی لائبریری میں دنیا بھر کی تمام زبانوں میں لکھی جانے والی کتب سیرت اور مخطوطات جمع کئے جائیں اور ان کی مائیکروفلمیں بہم پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔

۸۔ دیگر علوم وفنون کی طرح کتب سیرت کی فہرست سازی بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ مختلف زبانوں بالخصوص اردو زبان میں سیرت کے موضوع پر تحریر کردہ کتب، تراجم کتب، مقالات اور رسائل وجرائد کے سیرت نمبروں کے یونین کیٹلاگ (جامع کیٹلاگ) اور اشاریئے تیار کروائے جائیں تاکہ ان سے بآسانی استفادہ ممکن ہو سکے۔

۹۔ اماکن سیرت سے متعلق اٹلس کی تیاری سے سیرت کی تحقیق میں بڑی رہنمائی مل سکتی ہے۔ اس اہم تحقیقی پراجیکٹ کی تکمیل کیلئے پروفیسر عبدالجبار شاکر ڈائریکٹر پبلک لائبریریز پنجاب کا نام تجویز کیا گیا ہے جو پہلے سے اس کام میں دلچسپی رکھتے ہیں اور اس حوالے سے بعض منصوبے ان کے زیر تکمیل ہیں۔

۱۰۔ سیرت کے فروغ اور اس کی نشر واشاعت کے لئے جدید ذرائع ابلاغ (بالخصوص انفارمیشن سپر ہائی وے) سے استفادہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس کے لئے ایسا مواد پیش کیا جائے جو فکری علمی اور عملی جہتوں سے ہماری رہنمائی کر سکے اور انسانی سیرت وکردار کی تعمیر میں اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ سیرت طیبہ سے متعلق اہم اساسی، علمی اور تحقیقی کتب سکیننگ کے بعد کمپیوٹر میں منتقل کی جائیں۔ مختلف جامعات کی سیرت چیئر مشترکہ طور پر ایک انٹرنیٹ سائٹ ڈویلپ کریں۔ علاوہ ازیں سیرت کے مختلف پروگرامز، کانفرنسوں اور سیمینارز کو عمومی استفادے کے لئے انٹرنیٹ سے منسلک کیا جائے۔ اس سلسلے میں متعلقہ فیلڈ کے ماہرین سے تعاون حاصل کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے تعاون کی درخواست کی جائے گی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ سیرت سے متعلق مختلف سرکاری اور غیر سرکاری ادارے شخصیات اور مختلف جامعات میں قائم سیرت چیئرز کے درمیان باہمی رابطہ اور تحقیقی کاوشوں کو مربوط کرنے کے لئے سیرت ریسرچ بورڈ کا قیام انتہائی ضروری ہے اس ضمن میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ موجودہ کانفرنس کے مبارک موقع پر ایک سیرت ریسرچ بورڈ تشکیل دیا جائے جس میں تمام جامعات کی سیرت چیئر اور شعبہ سیرت کے سربراہان کو نمائندگی دی جائے اور باہمی مشورے سے ماہرین سیرت کو جو سرکاری' غیر سرکاری اداروں جامعات اور کلیات سے متعلق ہیں۔ اس کا ممبر منتخب کیا جائے۔ یہ بورڈ دو سالہ دورانیئے کی بنیاد پر تشکیل دیا جائے۔ پہلے بورڈ کی سربراہی کے لئے ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر انچارج سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا نام تجویز کیا گیا ہے اس طرح تمام جامعات کو الف بائی ترتیب کے ساتھ دو سالہ دورانیئے کی بنیادوں پر بورڈ کی سربراہی کا موقع فراہم کیا جائے۔ یہ بورڈ اپنے ممبران کے باہمی مشورے سے تحقیقی موضوعات کا تعین کرے اور اس کے ممبران اپنے اپنے دائرہ عمل میں اس کی روشنی میں اپنے تحقیقی کاموں کو آگے بڑھائیں۔ یہ بورڈ قائم کرے اور رپورٹس طلب کرے۔ مذکورہ بورڈ سیرت کے تحقیقی موضوعات اور دوسری علمی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے مانیٹرنگ سیل کا فریضہ بھی انجام دے گا۔

۱۲۔ سیرت کے موضوع پر مختلف اداروں میں تحقیقی کام سے واقفیت کے لئے'' اخبار السیرۃ '' کے نام سے ایک سہ ماہی یا ششماہی اخبار کی تجویز بھی سامنے آئی ہے اور اس کے اوّلین شمارہ کے اجراء کے لئے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ سیرت کا تعاون طلب کیا جاتا ہے اس کی طباعت اور تمام جامعات کلیات مختلف تحقیقی اداروں اور شخصیات تک۔ اس کی ترسیل کا معقول انتظام کیا جائے۔ مختلف جامعات میں قائم سیرت چیئرز اور سیرت ڈیپارٹمنٹس کی طرف سے علمی اداروں اور شخصیات کے درمیان باہمی رابطہ کے فروغ کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف سیمینارز اور کانفرنسوں کے انعقاد کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

۱۳۔ سیرت کے موضوع پر ایم فل اور پی ایچ ڈی میں تخصص کے لئے ان طلباء کو منتخب کیا جائے جو عربی زبان و ادب اور قرآن و سیرت میں خاصی بصیرت و مہارت رکھتے ہوں تاکہ وہ سیرت کے اساسی مصادر و ماخذ سے براہ راست استفادہ کر کے سیرت کے ان گوشوں کو اجاگر کر سکیں جو وقت کی اہم ضرورت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اوراب تک اہل علم کی نگاہوں سے مخفی ہیں۔

۱۴۔ سیرت کے موضوع پر تحقیقی کاموں کو مربوط اور موثر بنانے کیلئے تجویز کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر سفیر اختر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کو متخصصین سیرت کی ایک جامع ڈائریکٹری مرتب کرنے کا کام سونپا جائے۔

۱۵۔ اردو زبان میں سیرت کے موضوع پر انسائیکلو پیڈیا کی تیاری وقت کی اہم ضرورت ہے۔ڈاکٹر محمود الحسن عارف مدیر دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کرنے کی تجویز کی گئی ہے جو اس سلسلے میں کام کو آگے بڑھائے گی اور عناوین سیرت مرتب کرے گی۔

۱۶۔ اجلاس یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مختلف جامعات میں قائم سیرت چیئرز کی ترقی وتعمیر کے لئے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جائیں اور ان کے علمی وتحقیقی منصوبوں کی تکمیل میں بھرپور تعاون کیا جائے۔

۱۷۔ سکول کی سطح پر میٹرک کے اسلامیات لازمی کے مضمون میں نئے مرتبہ نصاب میں سیرت کے موضوع کو حذف کر کے صرف قرآنی آیات کے ترجمہ ومطالب کو شامل کیا گیا ہے۔وزارت تعلیم اور متعلقہ اداروں کو قرآنی نصاب کے ساتھ ساتھ سیرت کے مواد کو بھی دوبارہ نصاب میں شامل کر کے اس خلاء کو پر کرنے کا انتظام کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں یہ تجویز بھی پیش کی گئی ہے کہ مختلف، اسلامی ممالک کے اسلامیات کے نصابات کا جائزہ لینے کے بعد ایک جامع نصاب مرتب کیا جائے۔ پروفیسر ڈاکٹر ادریس زبیر صدر شعبہ سیرت' علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اور پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز صدر شعبہ سیرت پشاور یونیورسٹی کو یہ ذمہ داری سونپنے کی تجویز پیش کی گئی ہے جو مختلف نصابات کے باہمی تقابل ومطالعہ کے بعد موجودہ نصاب کو جامع بنانے کیلئے اپنی تجاویز سیرت بورڈ وزارت تعلیم حکومت پاکستان اور متعلقہ اداروں کو پہنچانے کا اہتمام کریں گے۔

۱۸۔ اجلاس یہ تجویز کرتا ہے کہ سیرت کے حوالے سے قائم مختلف غیر سرکاری ادارے اور شخصیات جو علمی اور تحقیقی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کے ساتھ ہر سطح پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاون کیا جائے۔

۱۹۔ اجلاس وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ عمومی افادہ کے لئے کانفرنس میں پیش کئے جانے والے گراں قدر علمی و تحقیقی مقالات کی طباعت کا فوری انتظام کیا جائے۔

ہم نے سیرت کے محققین کے مخلصانہ تعاون سے یہ تجاویز وسفارشات مرتب کی ہیں۔ انٹرنیشنل سیرت کانفرنس کے مندوبین نے تین روز تک جس محبت، عقیدت اور انہماک کے ساتھ اس کی مختلف کارروائیوں میں حصہ لیا ہے اس کے پیش نظر ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ عمل میں ان تجاویز کے عملی امکانات کو روشن اور واضح کرنے کیلئے اپنی مساعی جمیلہ بروئے کار لائیں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
ڈائریکٹر سیرت چیئر
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نگاری کا منہج
اجتہاد کے مختلف پہلو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نگاری کا صحیح منہج

* ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی ندوی

نگاہ اولیں

سیرتِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطالعہ اور نگارش کا جو منہج و طریقہ حضرت امام ابن اسحاق (محمد بن اسحاق بن یسار (۸۵۔۱۵۰/۷۰۴۔۷۶۷) نے دوسری صدی ہجری/ آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں متعین کر دیا تھا۔ کم و بیش وہی آج تک رائج و مقبول چلا آ رہا ہے۔ ان کے جانشین و خوشہ چین حضرت امام ابن ہشام (عبدالملک بن ہشام بصری م ۲۱۸/۸۳۴) نے معمولی ترمیم و اصلاح کے بعد اس طرزِ نگارش کو ایسی جامعیت، قطعیت اور مقبولیت بخشی کہ وہ سکہ رائج الوقت بن گیا۔ قرونِ خیر کے جامعینِ سیرت ہوں یا قرونِ وسطیٰ کے مؤلفینِ سیرت، عہدِ ماضی کے ماہرینِ فن یا ہوں دورِ حاضر کے محققین علم، سیرت نگاری کے امامینِ ہمامین کے قائم کردہ جادۂ تحریر و نگارش سے بالعموم انحراف و روگردانی نہ کر سکے۔

بایں ہمہ بعض سالکانِ طریقت نے ایک طرزِ نو بھی ایجاد کرنے کی اپنی بساط بھر کوشش کی۔ کسی نے سیرت نبوی کے گوناگوں ابواب اور بوقلموں پہلوؤں پر مآخذِ سیرتِ طیبہ کی تمام روایات کو جمع و مرکز کر دیا۔ کچھ نے صرف روایاتِ حدیث کو سرچشمہ ہدایت سمجھا اور انھیں کی بنیاد پر اپنی کتبِ سیرت و سوانح تالیف کیں بعض ہمہ جہت اور جامع شخصیات نے حدیث و سیرت کی روایات و معلومات میں حسین و جمیل امتزاج پیدا کیا۔ چند نادر و نایاب دماغوں نے تجزیہ و تحلیل اور تنقید و تبصیر کا طریقہ اختیار کیا۔ دارفتگانِ الفت اور شیفتگانِ محبت نے دامنِ دولت پر اغیار و اعداء کی گرائی گرد کو دور کرنے کی سعی بلیغ کی۔ لیکن ان تمام مساعی جمیلہ میں ایک آنچ کی روایتی کسر رہ گئی اور ان کی تالیفاتِ سیرت یک رخی، بے ہمہ اور غیر متوازن و غیر جامع بن کر رہ گئیں۔

---

* پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۲۰۰۲۔ ہندوستان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جامعیت و ہمہ گیری سے ہم آہنگ و ہم پلہ کتابِ سیرت کا وجود میں آنا انسانی فکر اور بشری کاوش سے ماوراء ہے کہ یہ کارِ الٰہی اور تحمیدِ ربانی کا ایک جزوِ جمیل وجلیل ہے۔ بقول مولانا شبلی نعمانی۔

فرشتوں میں یہ چرچا تھا کہ حالِ سرورِ عالم
دبیرِ چرخ لکھتا یا کہ خود روح الامین لکھتے
ندا یہ بارگاہِ عالمِ قدوس سے آئی
کہ یہ ہے اور ہی کچھ چیز، لکھتے تو ہمیں لکھتے

اس کے باوجود ثناء خوانانِ مصطفیٰ ﷺ کا فرضِ منصبی اور کارِ اُمتی ہے کہ شخصیت نبوی کے شایانِ شان تالیفاتِ سیرت دربارِ رسالت میں نذر گزراتے اور عام امتیوں کے روبرو پیش کرتے ہیں۔

جامع ومانع اور ہر لحاظ سے شامل وکامل کتابِ سیرت لکھنا بھی ناممکن ہے اور ایک یا چند فرد بشر کے بس کی بات نہیں۔ عظیم ترین انسانی شخصیت کی سیرت وسوانح کے لیے وسعت بیانی ہی کی نہیں، بیانِ بیکراں کی حاجت ہے۔ اس کو روبہ عمل لانے کے لئے منصوبہ بندی، بحث ونظر، مطالعہ وموازنہ اور پیہم کاوش و نگارش کی ضرورت ہے۔ وقت وزمانہ کی حد بندی بھی اس سے آگے بے محل ہے کہ وہ کارِ ابدی ہے۔ تا قیام قیامت جاری رہنے والا، "ورفعنا لک ذکرک" کے مصداق ہر آن وہر زمان زبان وبیان اور تحریر و تقریر پر حکمرانی کرنے والا۔

اس مختصر مقالہ میں سیرتِ نبوی مطالعہ ونگارش حوالے سے چند رہنما خطوط اور سنگ ہائے میل تجویز کرنے کی کوشش حقیر کی جارہی ہے۔ جو صحیح مطالعہ اور جامع نگارش کا پتہ دیتی ہے کہ یہ خود بھی ناقص و یک طرفہ ہے اور ایک ناقص العلم، کج مج بیان اور حقیر قاری وکاتب کی طرف سے پیش کی جارہی ہے۔

سیرت نگاری کی چند سطحیں ہوسکتی ہیں۔ عام قاری اور عوام الناس کی تعلیم وتربیت کے لیے ہو۔ دوابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے طلبہ کی درسی ضروریات کی خاطر، بلند ذوق قارئینِ کرام کی تسکین ذوق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مقصد کے لیے اور خالص تحقیقی مطالعات کی صورت میں۔

ان گونا گوں مطالعاتِ سیرت میں سب کے لئے ایک ناگزیر اصول وطریقہ یہ ہے کہ رسول ﷺ کی سیرت طیبہ میں اسوہ حسنہ کو اجاگر کیا جائے جو تعلیم وتعلم کی ضروریات کی تکمیل کرنے کے ساتھ ساتھ تمام قارئین کی تربیت وتہذیب بھی کرتا رہے۔ آیات ومعجزات اور خوارق واقعات، مبشرات وبشارات اور ایسی ہی دوسری ماورائی اور مافوق الفطرت چیزوں کے بیان سے ان کے فکر ونظر کو کند، عمل وفعل کو سلب اور عقیدہ وخیال کو منجمد نہ کرے۔ معجزاتِ نبوی سے انکار ہے اور نہ مبشراتِ صحیح سے مگر قرآن مجید اور حدیثِ رسول ﷺ نے ان پر بنیادی زور نہیں دیا اور نہ ان کو حیاتِ انسانی کا تہذیب گر وصیقل بنایا تو سیرت نگارانِ وقت کیوں ان کے بیان وتحقیق میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لیں؟

قابلِ عمل اور عام بشری فکر وعمل کی گرفت میں آنے والے پہلوؤں کو چھوڑ کر جب معجزاتی اور کراماتی پہلوؤں پر زور دیا جاتا ہے تو فطرتِ انسانی پر اساطیری رنگ اور دیومالائی آہنگ مسلط ہو جاتا ہے۔ اس کے زیرِ اثر انسان، قوم، ملت اور امت انفرادی اور اجتماعی دونوں اعتبار سے بے عملی اور بے فکری کا شکار ہو جاتی ہے۔ اور وہ انھیں بالآخر بے حسی وبے شعوری تک لے جاتی ہے۔ ایسی سحر زدہ حالت اور نشہ آگیں کیفیت میں انسان اور ملتیں صرف مسیحا کی آمد اور مہدی کے ظہور کا ہی انتظار کر سکتی ہیں اور خود اپنے اعضاء وجوارح اور ذہن ودماغ سے کام لے کر وقت کے تقاضوں اور زمانے کے مطالبوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتیں کہ اسطوری فکر وخیال اور دیومالائی عقیدہ ووہم نے ان کے تمام ذہنی اور جسمانی قویٰ کو شل کر دیا ہوتا ہے۔

مراحل سیرت نگاری: عہد جاہلی

ہمارے تمام سیرت نگارانِ کرام بالعموم بھی اپنے وفورِ جوش وخروش میں سیرتِ نبوی کے پس منظر یعنی جاہلی عرب کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی منظر نامہ کے بیان وتصویر کشی میں حقائق وشواہد سے روگردانی کرتے ہیں اور عرب جاہلیت کی وہ تصویر پیش کرتے ہیں جس پر علم، اخلاق حتیٰ کہ اسلام بھی ماتم کناں اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گریہ کناں نظر آتے ہیں۔

وہ اسے ایسا دورِ شر اور عہدِ تاریک بناتے اور بتاتے ہیں جس میں خیر کی کوئی کرن اور روشنی کی کوئی لہر نظر نہیں آتی حالانکہ حقیقت اور صورتِ حال کچھ دوسری ہی تھی۔

قبائلی جاہلی عرب میں رذائل کے ساتھ ساتھ فضائل بھی تھے، شر کی دنیا کے ساتھ خیر کا جہان بھی تھا۔ کارِ ابلیسی کے پہلو بہ پہلو اعمالِ رحمانی بھی کارفرمائی کر رہے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جاہلیت، تاریکی اور ظلمت نے علم و روشنی اور نور کو دبا رکھا تھا۔

شراب نوشی، قمار بازی، ظلم و زیادتی، سود خواری، اور بہت سی دوسری برائیاں سماج و قوم کے رگ و ریشے میں پیوست ہو چکی تھیں تو ان رذائل اور برائیوں کی برائی اور شری مزاج کا احساس بھی تھا۔ تارکِ شراب ہی نہیں۔ اس ام الخبائث کو منہ سے نہ لگانے والے بھی موجود تھے۔ قمار و جوأ سے احتراز کرنے والے، سود سے بچنے والے اور ظلم و زیادتی کا مقابلہ کرنے والے بھی اسی جاہلی سماج میں موجود تھے۔ اور حلف الفضول جیسی محمود مساعی کے ذریعہ ان کا سدباب کرتے تھے۔ دختر کشی کی لعنت محدود تھی اور کم از کم شہری اور بہت سے بالائی قبائل میں مردود سمجھی جاتی تھی۔ ان فضائل نامہ میں فیاضی، سخاوت، بہادری، شجاعت، ایمانداری، دیانتداری، سچائی، صداقت، وسیع القلبی، شہامت، وعدہ کی پابندی، امانت اور قبائلی عصبیت یعنی اپنے قبیلہ اور قوم سے اتھاہ محبت و بیکراں وفاداری جلی حروف اور سنہری زبان میں لکھی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مذہبی عقائد و اعمال میں ان کے ہاں شرک و کفر کی اقسام موجود تھیں تو "اللہ واحد" کا تصور و عقیدہ بھی۔ وہ رسالت کے بھی اقراری تھے۔ مگر آخرت کے منکر بن چکے تھے۔ عقائد و اعمال میں وہ اپنے آپ کو "دینِ ابراہیمی" کا پیرو سمجھتے تھے اور درحقیقت ان میں اسکی بعض باقیاتِ صالحات موجود بھی تھیں۔ ان میں نماز، روزہ، خیرات، حج قربانی اور بعض دوسرے اعمالِ بدنی و مالی شامل تھے۔ اور ان کی شہادت خود قرآن مجید دیتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی قبل بعثت زندگی اسی جاہلی عرب کے سماج میں پروان چڑھی اور معراجِ نبوت تک پہنچ گئی۔ یہ چالیس سالہ عہدِ حیات بھی مثالی تھا اور قرآن مجید نے اسے آپ کی صداقت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونبوت پر بطور دلالت پیش کیا ہے۔

فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ ط افلا تعقلون ٥(یونس ۱۶)

''میں رہ چکا تم میں ایک عمر اس سے پہلے، کیا پھر تم نہیں بوجھتے'' (ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی)

اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ ہاشمی قریشی، کی تربیت اور تعمیر و تشکیل براہِ راست نگاہِ ربانی اور علم الٰہی میں ہوئی تھی تاہم اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس مثالی تربیت اور بے داغ تعمیر کا کام جاہلی عرب کے سماج وتہذیب کے پروردہ ہاتھوں اور جسموں اور دماغوں کے ذریعہ ہی انجام پایا تھا۔ بی بی آمنہ، خواجہ عبدالمطلب، جناب زبیر وابوطالب دیگر اعمام وعمات اور اہلِ خاندان بنی ہاشم کے علاوہ حضرت حلیمہ سعدیہ اوران کا خانوادہ رضاعت کا آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت اور ساخت وپرداخت میں بنیادی بشری ہاتھ تھا اور وہ سب کے سب اسی عہدِ جاہلی کے پیداوار وارکان وافراد تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ خاندانِ بنو عبدمناف کی متحدہ سماجیات اور مکہ مکرمہ کی عام فضائے تہذیبی بھی کارگزار وکارفرما رہی تھی۔

اسی جاہلی عرب میں حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ ہاشمی کی بعثت ونبوت ہوئی۔ اس کے اسباب وعوامل اور محرکات وحالات پر بحث ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہی رہے گی لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ چھٹی صدی عیسوی کے جاہلی ماحول مکہ مکرمہ میں آپؐ پیدا اور ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں آپؐ مبعوث ہوئے۔ جاہلی عرب کا سماج اور تمدن محض تیرہ وتار نہیں قرار دیا جا سکتا۔ دوسرے انسانی سماج اس سے بھی زیادہ بے شعور، جاہلی، تاریک اور غیر انسانی تھے۔ حدیثِ نبوی ﷺ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قریش میں، قریش کے خانوادہ بنو عبدمناف میں اور اس خاندانِ بنی ہاشم میں اپنے انتخاب واصطفاد سے بہرہ ور فرمایا صرف ارادہ وتدبیر الٰہی کی شہادت نہیں فراہم کرتی بلکہ آپ ﷺ کے لئے چیدہ ومنتخبہ خاندانوں اور انسانی طبقوں کے مجموعی خصائل واوصاف کی طرف بھی واضح اشارہ کرتی ہے۔ حقیقت وفطرت شناسی کی بات یہ ہے کہ جاہلی عربوں میں سمجھ میں آجانے والے قبول حق کا مادہ بھی اس کا ایک اہم ترین سبب، عامل اور بنیاد تھا۔ اسی کو فطرت اللہ اور فطرتِ سلیم کہا گیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبل بعثت حیات نویسی:

ولادت ورضاعتِ نبوی کے باب میں تاریخ ووقت، ماہ وسال، تسمیہ وعقیقہ کے ساتھ ساتھ والدہ ماجدہ، جدامجد کے عشق ومحبت خصوصی اور اعمام وعمات کی الفت ویگانگت عمومی کا ذکر ہونا چاہیے اور اسی کے ساتھ اس محبت آگیں اور عصبیت زدہ فضا اور تہذیبی رسوم ورواج کا بیان بھی ہونا چاہیے جس میں نوخیز نونہالِ خاندان نے زندگی کی اولین ہمک سے آشنائی پائی۔ آخروہ کونسی جبلت، فطرت یا محبت تھی جس نے چچا ابولہب کو اپنی باندی ثویبہ کو رضاعت نبوی پر مامور کرنے پر مجبور کیا؟ حضرت حلیمہ سعدیہ کی رضاعتِ حلیمانہ اور تربیت مادرانہ حکیمانہ کے باب میں نوخیز طفلِ ہاشمی کی تعلیم وتربیت کے بشری پہلوؤں پر زور دینا چاہیے۔ خاندانِ بنوسعد بن بکر ثقیف مجموعی طور سے پانچ برس کی مدت پر تعلیم وتربیتِ نبوی میں مادری عربی زبان کا سیکھنا، چلنے پھرنے کی صورت پانا، تیراندازی اور دوسرے کھیل اور انداز سیکھنا، اور مجموعی طور سے رضاعی بھائی بہنوں اور ماں باپ کی ممتا بھری گود میں پرورش پانا اور زیست کرنے کا حسین انداز جاننا اور اپنانا بنیادی تربیتی پہلو ہیں جن کے صحیح اجاگر کرنے سے امتِ مسلمہ کے بچوں اور والدین کو تربیتِ اطفال کا صحیح اسوہ مل سکتا ہے۔

والدہ ماجدہ اور جدِ امجد کی پرورش، قیامِ مدینہ کے واقعات وحالات، مکہ مکرمہ میں لڑکپن کی اٹھان اور فکری وبدنی طہارت اعمام وعمات بالخصوص حضرت زبیر کی پرورش وپرداخت، نوجوانی میں مکہ مکرمہ کی سماجی وتہذیبی زندگی میں کارکردگی اولین تعمیر کعبہ میں فطرت اللہ کی کارفرمائی، جنگ فجار میں شرکت اور فنونِ حرب سے شناسائی، عرب تجارت میں شمولیت وشراکت اور بیس سال کی عمر شریف سے پورے مکی عہد میں عرب تجارت میں آپ کی مثالی شرکت وشرافت، حضرت خدیجہ سے شادی اور ان کا ساتھ ازدواجی زندگی اور اولادِ امجاد کی ولادت وتربیت، دوران تعمیر کعبہ آپ کی حکمت وقیادت اور حلف الفضول میں مجاہدانہ شمولیت وکارسازی کے واقعات کو ان کے صحیح تناظر میں پیش کرنا ضروری ہے۔ قبل بعثت واقعات وامور کو ان کے موقعہ ومحل اور ان تاریخی تناظر سے کاٹ دینے کا رجحان صرف اس بنا پر پایا جاتا ہے کہ اولین امامانِ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت یا معتمد و مستند سیرت نگاروں نے ان واقعات وحالات وامور کو ان کے صحیح مواقع پر صحیح تاریخی تناظر میں نہیں بیان کیا۔ کورانہ تقلید نے لکھنے والوں کی نظر خراب کی اور قارئین کے فکر و مطالعہ کو بے راہ، بے سود اور بے سمت کیا تو کیا خود سیرتِ نبوی ﷺ کے واقعات کو درہم برہم کر دیا۔

نگارشِ عہد بعثت - مکی دور حیات:

آغازِ بعثت نبوی اور ابتدائے تنزیلِ قرآن کریم کے درمیان جو چھ ماہ کا فرقِ زمانی پایا جاتا ہے بالعموم اس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث رویائے صادقہ اور حدیثِ نبوی ﷺ کہ رویائے صادقہ نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے اور متعدد روایات واحادیث ثابت کرتی ہیں کہ بعثت نبوی ۱۲ ربیع الاول ۱ نبوی کا واقعہ ہے اور قرآن مجید کی تنزیل کا آغاز اسی سال رمضان المبارک کی لیلۃ القدر کا معاملہ ہے۔ اسی طرح تنزیل قرآنی کے فترہ کے دوبارہ نزولِ قرآنی سے رسالت وتبلیغ کا آغاز ہوتا ہے جبکہ ہمارے سیرت نگار دونوں کو متصل واقعات کی حیثیت سے بیان کر دیتے ہیں۔ حضرت، ورقہ بن نوفل اسدی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک یا اولین ملاقات تنزیل قرآن کے اولین واقعہ کے بعد حضرت خدیجہ کی تحریک پر بیان کی جاتی ہے حالانکہ ابن اسحاق / ابن ہشام، اور سہیلی وغیرہ اہل السیر اور دوسرے ماخذ سے ان دونوں بزرگانِ کرام کی ملاقاتوں کے ایک سلسلے کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت ورقہ کی وفات کا واقعہ عہدِ تبلیغ کا ہے جبکہ اسے اولین تنزیل قرآن کے معاً بعد کا معاملہ بتا دیا جاتا ہے۔

خفیہ تبلیغ کے زمانے کے مسلمانوں اور بالخصوص اولین مسلموں کا قبائلی، سماجی، مذہبی، تہذیبی اور عددی تجزیہ نہیں کیا جاتا۔ اولین مسلموں کی ترتیب میں سمجھوتہ کا فارمولا استعمال کیا جاتا ہے جبکہ سابقین اولین کے باب میں قرآن مجید، حدیث شریف، اسلامی تاریخ اور اسلامی فقہ نے فضیلت وسابقیت کا معیار خدمات، جہادِ مالی وبدنی اور اسلام کے لیے طاقت وشوکت بننے کو قرار دیا ہے یہ وہم بھی حقیقت سے متصادم ہے کہ اولین مسلمان سب کے سب یا غالب اکثریت میں کمزور طبقات، ادنیٰ معاشرتی حلقوں اور بیکس لوگوں (ضعفاءُ المسلمین) سے وابستہ و پیوستہ تھے حالانکہ ابن اسحاق / ابن ہشام کی قبائلی فہرستِ مسلمانان اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صعیدی، مونٹگمری واٹ مودودی اور متعدد دوسرے تجزیہ نگاروں کے مطابق ان کی غالب اکثریت اشرافِ قریش/ خانوادوں کے نوجوان سپوتوں پر مشتمل تھی۔ اس کی تائید میں ٹھوس حقائق اور نا قابل انکار ثبوت موجود ہیں۔ خیالِ عام اور وہم انام کی تائید میں حضرت ابوسفیان اموی اور شاہ روم ہرقل کے مکالمے پر مبنی حدیث بخاری اور چند اسماء مستضعفین غلط طریقے سے پیش کئے جاتے ہیں۔ خفیہ تبلیغ کے کل مسلمانوں کی تعداد بہت کم دکھائی جاتی ہے۔ اس میں بچوں اور عورتوں کا شمار نہیں کیا جاتا۔ مکہ مکرمہ کے خاندانوں کی اجتماعی قبولیت اسلام کا حوالہ نہیں دیا جاتا اور شہرِ الٰہی سے باہر دوسرے عرب علاقوں میں اشاعتِ اسلام اور تعدادِ سابقین کا حوالہ نہیں دیا جاتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسی دورِ تاریخ ساز میں مکہ مکرمہ سے دور بسے ہوئے بلکہ دور دراز کے علاقوں اور قبیلوں میں اسلام پہنچا اور مسلمان وجود میں آئے تھے کہ مکہ و مدینہ کے درمیان بسے ہوئے غفار و اسلم کے قبیلے، مشرق میں بحرین اور عبدالقیس کے بدوی لوگ، جنوب میں اشعر، دوس، بجیلہ وغیرہ کے اہلِ اسلام اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔

علانیہ تبلیغ کے امرِ الٰہی کے بعد رسول اکرم ﷺ کی تبلیغی مساعی کا بیان و تجزیہ ابھی تک سیرت نگاروں کی تحریروں میں ادھورا اور تشنہ ہے۔ خاندان بنو عبد مناف کو دعوتِ نبوی اور اس کی مسلسل تکرار، عام اہلِ مکہ کو دعوتِ اسلام اور اس پر متواتر اصرار انتھک محنت و مشقت بلکہ جاں گسل و جاں گداز تبلیغ نبوی، دعوتِ نبوی ﷺ کے تبلیغی مشمولات، تلاوتِ قرآن کریم، خطبات نبوی دعوت کے طریقے گھروں، بازاروں میلوں ٹھیلوں، قبائلی آماجگاہوں، عمرہ کے مقاموں اور حج کے منسکوں، شبانہ روز کے دوروں، دارِ ارقم کی پہنائی میں تعلیم و ارشاد کے حلقوں، تاجروں، زائروں، حاجیوں اور عام آنے جانے والوں سے نبوی ملاقاتوں اور ہر آن و ہر وقت کی نبوی کاوشوں کا بیان ابھی تک تشنہ تحقیق و تحریر ہے۔

مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی ایک متعد بہ تعداد جمع ہو جانے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے غیر اسلامی ملک و ماحول میں اہلِ ایمان کی شیرازہ بندی اور مسلم معاشرہ کی تعمیر و تشکیل کی جو کوشش دارِ ارقم کے قیام کے زمانے اور مکی مواخاۃِ مسلمانان کے ذریعہ کی اس کا ابھی تک سیرت نگاروں کو بالعموم شعور ہی نہیں ہو سکا،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان وتحریر اور تحلیل وتجزیہ کی نوبت کیوں کر آتی ؟ اس پر طرفہ ستم یہ کہ اکثر وبیشتر سیرت نگاروں نے مکی مواخاۃ اور مدنی مواخاۃ اوران کے ذریعہ وجود میں آنے والے مسلم مکی اور مدنی معاشروں کو ہی خلط ملط کر دیا۔ اسی طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مذہبی روابط کا آغاز تاخیر سے کیا جاتا ہے جب کہ ان دونوں شہروں کے قدیم خاندانی قبائلی، ازدواجی، تجارتی اور مذہبی تعلقات کے پس منظر میں مدینہ منورہ میں اشاعتِ اسلام یا تعارفِ دین کا واقعہ ابتدائی مکی عہد کا ہے۔

ہجرت حبشہ اور مہاجرین حبشہ کا تجزیہ وتحلیل اور حبشہ میں مہاجرین مکہ کا قیام وسکونت ومعاشرت ابھی تک کسی کے حیطۂ فکر میں نہیں آیا کہ تجزیہ وتحلیل کے مرحلہ سے گزرتا طائف کا ایک ماہ قیام نبوی اور اس سفرِ مبارک کا تبلیغ نبوی کے ایک حلقہ کی حیثیت سے مطالعہ بھی ناقص ہے تیرہ سالہ مکی عہد حیات کے نبوی اکتسابات، اسلامی کامیابیوں، مسلمانوں کی کل تعداد، جزیرہ نمائے عرب میں ان کے پھیلاؤ کا مطالعہ بھی تحقیق طلب ہے۔

مدنی دورِ حیات کی نگارش:

ہجرتِ مدینہ منورہ کا مطالعہ بھی مزید غور وفکر اور تحقیق کا متقاضی ہے۔ دار الهجرة کی حیثیت سے مدینہ منورہ کا انتخاب کن غیر الٰہی، مادی، فوجی، اقتصادی، سیاسی، سماجی اور تہذیبی اسباب سے ہوا اور الٰہی انتخاب کی حکمتیں کیا تھیں؟ سیرت وحدیث کے مآخذ میں وہ معلومات موجود ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ مدینہ منورہ کی جغرافیائی حیثیت اور تہذیبی نوعیت الٰہی انتخاب کا سبب بنی تھی تجزیہ وتحلیل سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اوس وخزرج کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی قوت اور مکہ اور اہلِ مکہ سے ان کے دیرینہ اور گوناگوں تعلقات نے شہرِ نبوی میں اشاعت اسلام کی راہ ہموار کی تھی اور غالب آبادی کے قبولِ اسلام نے اسے دار الاسلام بنا دیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کا قبائلِ عرب سے حمایت ونصرت کا مطالبہ جسے کتبِ سیرت و حدیث میں ”عرض علی القبائل“ کے عنوان سے پیش کیا جاتا ہے اسی مقصد کے حصول کی خاطر تھا۔

اس سے زیادہ اہم اور بنیادی نوعیت کا معاملہ مہاجرینِ مکہ مکرمہ کی ہجرت، تعداد، دار الھجرۃ میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف خاندانوں میں ان کے ابتدائی دور میں بطور مہمانانِ خانہ اور ضیوف الرحمٰن کے قیام اور بعد میں مدنی مواخاۃ کے ذریعہ مدنی معاشرہ میں مستقل طور سے اتحاد و آمیزش کا ہے۔ مہاجرین مکہ کے علاوہ دوسرے مہاجرینِ بلاد و امصار کا تجزیہ و حوالہ بالعموم نہیں دیا جاتا جبکہ غفار و اسلم وغیرہ قبائل بدویہ کا انتقالِ مکانی اور قرب و جوار کے قبائل عرب جیسے جہینہ، مزینہ وغیرہ کا نقل مکانی اور مدینہ منورہ کی آبادی میں ان کی شمولیت ایک تاریخی واقعہ ہے۔ ان سب کی تعداد کا مطالعہ اس سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور مدینہ منورہ کی اقتصادی حالت اور معاشی مضبوطی کا جائزہ لینا بھی کہ دونوں نہ صرف لازم و ملزوم ہیں بلکہ مستشرقین اور جدید مورخین کے اس دعویٰ کے صحیح تجزیہ کے لیے ضروری بھی کہ مدنی معیشت ان نو واردانِ بساط اسلام کو انگیز کرنے کی بھرپور استطاعت و طاقت رکھتی تھی اور ان کی آمد و سکونت کی بنا پر غزوات و سرایا کے ذریعہ لوٹ مار اور اقتصادی و معاشی استحصال کی ضرورت نہ تھی۔ مدنی مواخاۃ کا ذکر بالعموم ایک عارضی انتظامِ معاشرت اور محض ابتدائی دور کا ایک واقعہ فاجعہ کے بطور کیا جاتا ہے جبکہ وہ حقیقتاً امتِ اسلامی کو وجود میں لانے والا واقعہ تھا جس کے مستقل اور دور رس سماجی، سیاسی اور اقتصادی اثرات تھے اور جو ایک مستقل نظامِ معاشرتِ اسلامی بھی ہے۔

تعمیر امتِ مسلمہ:

مدینہ منورہ میں اسلامی امت اور مذہبی ملت کے آغاز و ارتقاء، تعمیر و تشکیل اور استحکام و مضبوطی پر مسلم سیرت نگاروں سے زیادہ مستشرقین نے لکھا ہے۔ اس ضمن میں ان کے ہاں حسب معمول نفع کے ساتھ ضرر کا اور تریاق کے ساتھ زہر کا شائبہ زیادہ ہے۔ حیرت و افسوس کی بات ہے کہ مسلم سیرت نگاروں نے صحیفہ/کتابِ نبوی کا جسے دستورِ مدینہ کے نام سے شہرت حاصل ہے صحیح اور غائر مطالعہ نہیں کیا اور جو کچھ کیا اس کے تحت غیر مسلم عناصر، یہود وغیرہ کا اسلامی امت میں ادخال و انضمام دکھا دیا جبکہ ہر ایک کو یہ بھی تسلیم ہے کہ امتِ اسلامی کی بنیاد و نہار اور خمیر و قوام اسلام۔ مذہب ۔ ہے جو یہود وغیرہ کا نہیں تھا۔ اس کے دوسرے سماجی، سیاسی، اقتصادی اور تہذیبی جہات اور زاویوں کی طرف کسی کی نگاہ تک نہیں گئی۔ اسی طرح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے خالص مذہبی اقدامات واحکامات کی معاشرتی حکمت کی طرف توجہ نہیں مبذول ہوئی چنانچہ مذہبی شرائع واحکام کا مطالعہ غیر متحدہ اکائیوں اور غیر منسلکہ اقدامات کے بطور کیا جاتا ہے حالانکہ ان سب کی معاشرتی، سیاسی اور تہذیبی حکمتیں بھی تھیں اور ان کی انفرادی واجتماعی توقیت کی بھی۔ مکی اسلام اور مدنی اسلام کا شوشہ بالعموم مستشرقین اور جدید تعلیم یافتہ اہل سیر کی طرف سے چھوڑا جاتا ہے جس سے علماء محققین تک بایں طور متاثر نظر آتے ہیں کہ وہ مکی عہدِ حیات میں ان احکامِ شرعی کا سراغ نہیں پاتے جن کا نفاذ مدنی دورِ شریعت میں ہوا حالانکہ احکامِ شرعی یا تشریع وقانون سازی مکی دور سے شروع ہوئی اور مدنی دور تک اور وفاتِ نبوی کے وقت تک بتدریج ارتقاء وتکمیل پذیر ہوئی۔ اس تدریجی اور مسلسل تشریع اسلامی کا مطالعہ بھی نہیں اور شعور بھی کم ہے۔

مولانا شبلیؒ کے سوا بالعموم ہمارے سیرت نگار مدنی معاشرہ اسلامی میں انصار ومہاجرین کی معاشی تگ ودو اور اس کے نتیجہ میں وجود پذیر ہونے والی اسلامی معیشت کے عناصر اربعہ۔ تجارت، وزراعت، محنت اور حرفت۔ کا ادراک نہیں کرتے یا ان کو خالص مادی سودا سمجھ کر انہیں سیرتِ طیبہ کی پاکیزگی کے منافی جانتے اور اعراض کرتے ہیں حالانکہ وہ روحِ اسلامی کے اجسام وابدان اور معاشرہ اسلامی کے اعراض وارکان اور احکامِ شرعی کے دنیاوی ابعاد وجہات ہیں۔ یہ ایسا موضوعِ سیرت نبوی ہے جس کی طرف توجہ نہیں دی گئی ہے اور تو اور خود ذاتِ نبوی علی صاحبا الصلوۃ والسلام کی معیشت ومعاش کا مطالعہ قابلِ اعتناء نہیں سمجھا گیا۔

تعمیرِ امت اور مغازی نگاری:

غزوات وسرایائے نبوی کا باب بھی جداگانہ قائم کیا جاتا ہے اور سیرت طیبہ اور تاریخ اسلام کے عالی تر، ہمہ گیر اور وسیع تر حیطہ عمل میں ان جہادی مساعی کو آمیز وپیوست نہیں کیا جاتا۔ مولانا شبلی جیسے سیرت نگاروں نے سلسلہ غزوات کو ایک بابِ سیرت بنا کر پیش کیا تو غزوات پر دوبارہ نظریں ان کے محرکات، مسائل اور مقاصد کو زیر بحث لا کر سیرت وتاریخ کے بلند ووسیع تر فریم ورک (Frame W ork) ان کو صحیح تناظر میں پیش کرنے کی سعی ضرور کی مگر ایک متحد ومسلسل ومربوط مقصدِ حیات کی ایک ترکیبی کڑی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنصری سلسلہ کی حیثیت سے ان کو ہم آہنگ حیات کرنے میں ناکام رہے۔ یہ صحیح ہے کہ منصب نبوت کا تقاضاء ہے اور نہ مقصد کہ ریاست وحکومت واقتدار کا حصول ہو۔لیکن یہ بھی اسی قدر یا اس سے زیادہ صحیح ہے کہ فرد وافراد کی تعلیم وتربیت کے عظیم ترین کار نبوت کے ذریعہ انبیائے کرام علیھم السلام بالعموم اور حضرت محمد ﷺ نے بالخصوص ایک اسلامی امت برپا کرنے کی کوشش کی ہے جسے قرآن مجید نے امتِ واحدہ قرار دیا ہے خواہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضور ﷺ تک کسی بھی نبی مکرم کی امت رہی ہو۔امتِ اسلامی کا یہ تدریجی تسلسل اور تاریخی ارتقاء اُمتِ محمدی ﷺ یعنی صحابہ کرام کی صورتِ جمیل میں تکمیل پذیر ہوا۔ غزوات وسرایا اسی امتِ اسلامی واحدہ ویگانہ کی تعمیر وتشکیل اور اس کے نتیجہ میں خلافتِ الٰہی اور ریاستِ اسلامی کے ارتقاء وتکمیل کے اسباب وعوامل اور عناصر تھے۔

اسلامی جہاد اور نبوی فوجی تگ ودو کے سماجی، سیاسی اور قبائلی جہات کا جائزہ بھی ابھی تک ناقص یا یک طرفہ رہا ہے۔زیادہ تر توجہ قریش ویہود یا بعض غزوات وسرایا کے حوالے سے بعض دوسرے قبائل عرب پر مرتکز رہی ہے ۔ دوسرے قبائل کو نظر انداز کیا گیا ہے یا جزیرہ نمائے عرب کے سیاسی جغرافیے کے تناظر میں ان کا مطالعہ نہیں کیا۔تاریخی ترتیب اور توقیتی روایت کی بنا پر دوسرے غیر جہادی واقعات کے بیچ میں تداخل کی کارفرمائی ہوئی ہے اس لئے جہاد نبوی کا ایک مسلسل ومربوط نظام نظر نہیں آتا ان کا مقصد واحد و اعلیٰ کے علاوہ ان کے اقتصادی ومعاشی پہلوؤں کا جائزہ وتجزیہ سیرت نگاروں کے ہاں، قابل اعتبار نہیں ٹھہرا ہے حالانکہ سیرت نبوی کا یہ ایک انتہائی اہم پہلو اور تاریخ اسلامی کا بنیادی باب ہے اور جس کے صحیح مطالعہ کے بغیر جہاد اسلامی کا مطالعہ ناقص اور کسی تک غیر معتبر یا غیر مصدقہ رہ جاتا ہے۔اسلام اور ذاتِ نبوی کا دفاع بھی اس کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔

تنگنائے عرب سے وسیع کر کے پورے عالمِ انسانیت میں پیغام اسلام کو عام وسیع اور نافذ کرنے کی نبوی مساعی کا صحیح مطالعہ محض سلاطینِ عرب وعجم کے نام فرامینِ نبوی کا ایک باب قائم کر دینے سے نہیں کیا جاسکتا۔ بالعموم بادشاہوں کے نام مراسلاتِ نبوی، ان کے طرزِ عمل اور جوابات پر مشتمل مواد سے اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم آفاقی کارِنبوت کا باب پورا کر دیا جاتا ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ سفیرانِ نبوی کے اسمائے گرامی ان کے اسفارِ رسالت اور چند دوسری متعلقہ وغیر متعلقہ چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ کا یہ اقدام عالی مقام بعثتِ محمدی کو عربی سے آفاقی، محدود سے لامحدود، مقامی سے عالمی اور موقت سے ابدی بنانے کی خاطر تھا۔ یہ دراصل ختم نبوت اور خاتم النبی ﷺ کا عالمی اعلان تھا کہ اب صرف پیغام الٰہی پیغام محمد ﷺ کی صورت میں قابل قبول اور پسندیدہ ربانی ہے۔ مراسلاتِ نبوی کے اثرات۔ عالمی و آفاقی اثرات نتائج وثمرات کا کماحقہ تجزیہ کرنا ضروری ہے مدینہ منورہ کے شمالی علاقوں میں رسول اکرم ﷺ کے غزوات وسرایا بالخصوص رومی شہنشاہیت کے خلاف عملی اقدامات ان فرامین و پیغاماتِ نبوی کی عملی و منصبی و واقعی توسیعات تھیں اور ان ہی کے سبب پورے جزیرہ نمائے عرب میں اسلامی قوت وشوکت کو تسلیم کیا گیا۔

نبوی جاہ وحشمت، اسلامی سیاسی، فوجی طاقت اور اقتدار الٰہی کے ان صریح وعظیم اقدامات کے نتیجہ میں ہی پورے قبائل عرب نے تمام اطراف واکناف سے اپنے وفود، نمائندے اور سفراء خدمتِ نبوی میں مدینہ منورہ بھیجے تھے۔ ان کے عملی نتائج وثمرات یہ نکلے کہ پورا عرب مطیع ومنقاد ہوا اور اشاعت ونفاذِ اسلام کی راہ ہموار ہوئی۔ اسی کو نصرِ الٰہی اور فتحِ ربانی کہا گیا ہے۔ خاتم النبی ﷺ کے کارِنبوت ومقصدِ بعثت کی تکمیل اسلامی معاشرہ اور ریاست کے قیام کی صورت دلپذیر میں اپنے عروج ومعراج کو پہنچی۔ اس پورے بابِ سیرت کا سیرت طیبہ کے مجموعی تناظر وحیطہ عمل میں مطالعہ باقی ہے۔ اسی طرح وفاتِ نبوی کے باب اور اس کے معاً بعد خلافتِ اسلامی کے قیام وحکومت ربانی والٰہی کے تسلسل وتداخل ادوار کے فلسفہ کا مطالعہ بھی باقی ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ ولادت وبعثت سے لے کر وفات وخلافت تک ایک مسلسل ومربوط ارتقاء اسلامی کی حیثیت سے کرنے کی ضرورت ہے۔

تہذیبی اور تمدنی عناصر وارکانِ عہد نبوی کا جائزہ ابھی تک نہیں لیا گیا ہے۔ سیرت نبوی کے حوالے سے زمانِ نبوی میں اسلامی تہذیب وتمدن کے آغاز وارتقاء اور بنیادی عناصر کا مجموعی مطالعہ نہ کرنے کے سبب نہ تو عہدِ نبوی کے تمدنی جہات کا ادراک کیا جا سکا اور نہ اسلامی تہذیب کے بنیادی اور قوامی عناصر کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشاندہی ہی کی جاسکی ماکولات ومشروبات، لباس و پہناوے، برتن بھانڈے، سامانِ عیش وحیات، زیورات، خوشبوئیات، تجارت وحرفت زراعت ومحنت، کھیل اور تفریح، سماجی طبقات، اقتصادی اونچ نیچ، اور اسی طرح کے بہت سے دوسرے سماجی، اقتصادی اور تمدنی معلومات کا سراغ نہیں لگایا جاسکا۔ اور ان معلومات کی بنا پر اس عہدِ میمون کی تہذیبی بازیافت کی جاسکی۔ حالانکہ مصادرِ سیرت وحدیث میں اس موضوع وسیع وہمہ گیر پر اتنا مواد بکھرا ہوا موجود ہے کہ دفاتر کے دفاتر سیاہ کئے جاسکتے ہیں۔ اور عہد نبوی کی شاندار اسلامی تہذیب کا قصرِ اصلی تعمیر کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ ہے بہت مشکل بلکہ جانکاہ ودل سوز کام۔ رتی رتی اور ماشہ ماشہ بلکہ قطرہ قطرہ معلومات جمع کر کے ان کو ایک مربوط نظامِ تمدن کا حصہ بنانا جگر کاوی اور جان سوزی کے مترادف ہے مگر خون جگر کے بغیر تو ہر نقش ناتمام رہتا ہے۔

اگر عہدِ نبوی کی تہذیب وتمدن کی تاریخ، ہیئت اور ہیولیٰ تیار کرلیا جائے تو بہ آسانی یہ فرق وامتیاز اجاگر کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی غیر مبدل اور ترکیبی عناصر کون کون سے ہیں اور مقامی، قابلِ تغیر اور سطحی صورتیں کیا کیا ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت اور بدیہی واقعیت ہے کہ عہد نبوی کے عرب کی اسلامی تہذیب و تمدن میں اسلام کے آفاقی اور لازمی عناصر بھی موجود تھے اور مقامی عربی روایات ورسوم اور چھاپ بھی۔ غیر مبدل اسلامی عناصر تمام بلاد وممالک کی اسلامی تہذیب وتمدن کے لازمی عناصر ہیں خواہ ان کا تعلق فکر وخیال اور اصول وعقیدہ سے ہو یا عملی حیات وحرکات کے میدان سے، جبکہ مقامی عناصر خواہ وہ عربی عناصر ہی کیوں نہ ہوں اسلامی تہذیب وتمدن کے بنیادی عناصر وارکان نہیں ہیں۔ علمائے محققین نے اسی بنا پر سنتِ تعبدی اور سنتِ عادی میں فرق وتمیز روا رکھی ہے۔ یہ دراصل اسلامی تہذیب وطرزِ حیات کے اسلامی اور مقامی عناصر کی دو علامتیں ہیں۔

طریقِ مطالعہ ونگارش (Methodology):

مورخ وسیرت نگار مسعودی ابوالحسن علی بن حسین ۲۸۰_۳۴۵/۸۹۳_۹۵۶) کا تبصرہ کم از کم مشرقی اور مسلم سیرت نگاروں اور تاریخ نویسوں کے حق میں بڑا حقیقت پسندانہ ہے کہ ان کے نزدیک تاریخ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا سیرت نگاری محض واقعات کی کھتونی ہے۔ بالعموم ہمارے سیرت نگار حیاتِ نبوی کے واقعات وکوائف، سوانح وحوادث اور حالات وسوانح بیان کرتے چلے جاتے ہیں اور ان کے بیان وپیش کش میں تاریخی ترتیب وزمانی تسلسل کا خیال رکھتے ہیں۔

یہ طرحِ نگارش امامینِ ہمامین ابن اسحاق وابن ہشام نے ڈالی تھی جو کورانہ تقلید کے باعث مقبولِ انام وخواص ہوئی۔ سہل نگاری اور فنی تقاضوں سے نابلدی نے انہیں کی کتابِ سیرت کے مواد وطریق دونوں تک مشرقی سیرت نگاروں کی مساعی کو محدود کر دیا۔ بعض بعض نے کہیں کہیں دوسری بعض کتبِ سیرت کے مواد وطرزِ تحریر کے پیوند ضرور لگائے مگر ان کی طریقت وشریعتِ سیرت نگاری بیانیہ کی پابند نے والے رہی۔ اب زیادہ مقبول ومتداول رواج یہ ہے کہ دو چار کتابوں کی بنیاد پر دفاترِ سوانح اور کتبِ سیرت کے انبار لگائے جارہے ہیں جن میں کچھ بھی ان کا اپنا، نیا، طبعزاد نہیں ہوتا۔ سب کچھ مستعار ماخوذ بلکہ مسروقہ ہوتا ہے۔

امامانِ سیرت نبوی ﷺ نے باوجود بیانیہ اندازِ نگارش کے جا بجا تحلیل وتجزیہ اور تنقید وتبصرہ کا اسلوب بھی اپنایا ہے۔ مثلاً ابن اسحاق نے قدیم ترین مسلمانوں کا قبائلی تجزیہ پیش کیا ہے اور یہی اندازِ تحلیل مہاجرین حبشہ مہاجرین مدینہ، شرکاء بیعت اولی اور آخرہ، شرکاء بدر کبریٰ اور شہداء غزوات وسرایا کے سلسلہ میں اختیار کیا ہے۔ متن امام میں جا بجا تنسیخ وتغلیط، ترمیم وتفصیل اور تنقید وتحلیل کی شاذ صورتیں اختیار کر کے ابن ہشام ؒ نے فنی بصیرت اور تجزیاتی مطالعہ کا نمونہ دیا ہے۔ بعد کے سیرت نگاروں میں سہیلی (عبدالرحمٰن بن عبداللہ ۵۰۸۔۵۸۱ھ / ۱۱۱۴۔۱۱۸۵ء) نے تمام دستیاب روایات کی جمع وتدوین اور ضعیف وکمزور روایات واخبار کی تنقید وتغلیط کے ذریعہ اپنی تجزیاتی بصیرت کا ثبوت پیش کیا اور مفصل ترین سیرت نگاری کی طرح ڈالی۔ انہوں نے علوم اسلامی تمام متعلقہ ومحولہ مواد کو بھی ان مواقع ومحلات پر پیش کر کے نیا مواد ونیا علم سیرت ہویدا کیا۔ غریب الفاظ وتعبیرات کر کے لغوی جہات کو روشناس کیا۔ دینی مسائل وامور پر بحث ونظر کا دروازہ کھولا اور ایک نیا منظر نامہ سیرت نگاری پیش کیا۔ حافظ ابن کثیر دمشقی (اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء) اور ان کے طبقہ محدثینِ کرام کے سیرت نگاروں نے بالخصوص

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ مغلطائی (علاء الدین بن قلیج ۶۸۹۔۷۶۲ھ/ ۱۲۹۰۔۱۳۶۱ء) حافظ ابن جوزی (عبدالرحمن بن محمد تیمی صدیقی ۵۰۸۔۵۹۷ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۰) اور متعدد دوسرے اہلِ حدیث سیرت نگاروں نے روایاتِ سیرت کے ساتھ ساتھ احادیث و اخبار محدثین کا بھی اضافہ و آمیزہ تیار کیا۔ مطعون امام سیرت واقدی (محمد بن عمر واقدی م ۲۰۷/ ۸۲۳) نے جزئیات نگاری، نقد و تحلیل نویسی اور تفصیل و تشریح کی ایک نئی دنیا تخلیق کی۔ متاخرین میں امام حلبی (نورالدین بن علی ۹۷۵۔۱۰۴۴ھ/ ۱۵۶۷۔۱۶۳۴ء) نے امام شامی (محمد بن یوسف صالحی م ۹۴۲/ ۱۵۳۶) کے متن میں تشریح و اضافہ کا اور علامہ زرقانی (محمد بن عبد الباقی ۱۰۵۵۔۱۱۲۲/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰) نے بیشتر متونِ سیرت اور روایاتِ سوانح کی جمع و تدوین اور تفسیر و تفصیل کا نیا جہان پیدا کیا۔

اردو سیرت نگاروں میں مولانا شبلی نے بیانیہ سیرت نگاری اور تجزیاتی مطالعہ کی حسین طرحِ نو ایجاد کی۔ ان کی سیرت النبی کی جلد اول پر بیانیہ انداز غالب ہے اور کہیں کہیں تنقید و تبصرہ اور تحلیل و تجزیہ کی کارفرمائی ملتی ہے۔ واقعہ بحیرہ راہب، مبشراتِ کہان، حضرت زینب بنت جحشؓ سے ازدواجِ نبوی، محرک غزوہ بدر وغیرہ کئی مقامات سیرت تحلیل و تجزیئے کی کٹھالی سے گزرے ہیں۔ جبکہ "غزوات پر دوبارہ نظر" نامی باب مورخانہ تحلیل اور ناقدانہ تجزیہ کا شاہکار ہے اور جسے بدقسمتی سے وہ خود بھی سیرت نگاری کے فریضہ سے باہر کی چیز اور وکیل دفاع کی مثل سمجھتے تھے۔ ان کی دوسری جلد پر تجزیاتی مطالعہ غالب ہی نہیں اسکی بنیاد و نہاد بھی ہے اور وہ عہدِ سیرت طیبہ کی بازیافتِ نو کی نہایت مستحسن و کامیاب کوشش ہے۔ دوسرے اردو اور عربی سیرت نگاروں کا بھی طریق پیشکش بیانیہ ہی ہے اور چند مقاماتِ آہ و فغاں کے سوا تحلیل و تجزیہ سے عاری۔ مولانا سید سلیمان ندوی جامع و مرتب سیرۃ النبی شبلی نے اپنے اضافاتِ سلیمانی اور حواشی و تعلقات میں تحلیل و تجزیہ اور تنقید و تبصرہ کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اپنے استاد امام کے متعدد بیانات پر نقد و تبصرہ کیا ہے۔ اضافاتِ سلیمانی میں نئی معلومات تجزیہ کے سبب پیش کی ہیں۔ اور استاد گرامی کے چھوڑے ہوئے بیانات میں تجزیاتی و تحلیلی مطالعات کا رنگ و روپ بھرا ہے رسول اکرم ﷺ کی تجارتی سرگرمی، حضرت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام کے ذبح اسمعیل علیہ السلام کے رویائے صادقہ کی عینی نوعیت، خلافتِ الٰہی اور استخلاف فی الارض کی صورت، ابو طالب ہاشمی کے عدمِ قبول اسلام کی حقیقت وغیرہ متعدد مباحث تجزیاتی ہیں۔ ان کی مرتبہ بقیہ جلدوں کا سیرتِ نبوی سے براہ راست تعلق نہیں۔ اگرچہ ان میں تجزیاتی انداز غالب و کار فرما ہے۔ قاضی سلیمان منصور پوری کی رحمۃ للعالمین پر بیانیہ انداز غالب ہی نہیں سیرت نبوی پر اختصار غالب ہے اور متعلقاتِ سیرت سے بحث زیادہ ہے۔ یہاں تمام اردو سیرت نگاروں یا عربی اہل سیر کی کتبِ سیرت کا جائزہ تنقیدی مقصود نہیں ہے۔ صرف ان کے طریق نگارش کا نمونہ ہی مطلوب ہے۔

عہد جدید میں بعض عمدہ تجزیاتی مطالعاتِ سیرت اور کتبِ سوانح وجود میں آئے ہیں۔ ان میں مسعود احمد کی صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین کا اولین حصہ بعنوان سیرت النبی قرآن مجید اور صحیحین بخاری و مسلم کی آیات و روایات کی بنیاد پر بہت خوبصورتی اور عمدہ تحقیق و حسین ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس کی خامی یا محدودیت یہ ہے کہ وہ تمام روایات و اخبار سیرت ہی کو نظر انداز بلکہ غلط انداز نہیں کرتی بلکہ دوسری کتبِ حدیث میں موجود صحیح روایات سے بھی تعرض نہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ صرف روایاتِ صحیحین و آیات قرآنی کی بنا پر جامع و کامل سیرت نبوی مرتب و مدون کی جاسکتی ہے۔ ان کے دعویٰ میں شریک اور ادعاء میں سہیم ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری ہیں جنھوں نے تھوڑی وسعت قلب کا ثبوت دے کر صرف صحیح روایاتِ حدیث کی بنا پر السیرۃ النبویۃ الصحیحہ تالیف کر کے اس کا ثبوت پیش کیا ہو۔ ان تمام مطالعات مبنی بر حدیث میں نہ صرف سیرت نبوی کے عظیم ترین مواد اور کامل ترین ذخیرہ کو دریا برد اور طاق تغلیط کی زینت بنایا گیا ہے بلکہ حدیث و سیرت کے فنونِ عالی شان میں عداوت، تصادم، تنافر، تخالف، تمانع اور مخاصمت کا زہر بویا گیا ہے۔

ہمارے اس زمانِ عقل و خرد اور عصر تحقیق و تفتیش میں سیرت نگاری پر اعلیٰ تالیفی و تحقیقی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ افراد و اداروں، جامعات و مراکز، درسگاہوں اور دار العلوموں کا انفرادی فریضہ بھی ہے اور امتِ اسلامی کا مجموعی کار منصبی بھی۔ علماء و فقہا، دانش ور و دانش بین، قدیم و جدید تعلیم یافتہ کا فرض منصبی بھی ہے۔ بنیادی طور پر کتاب سیرت اور مطالعہ حیات کی نوعیت کی بنا پر طریق نگارش میں تبدیلی آئے گی مگر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی طریق فکر ونظر میں کوئی فرق روا رکھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

بنیادی طرزِ فکر اور طریق مطالعہ اور طرح پیشکش قرآن مجید کے اس اصولی بیان میں ملتی ہے کہ حق بات ہر حال میں کہی جائے اور رسول اکرم ﷺ کی شان عالی مقام کے تعلق سے جو بات زبانِ قلم سے نکالی جائے وہ آپ ﷺ کی شانِ ذات وصفات کے مطابق، کردارِ اعلیٰ کے موافق اور اخلاق فاضلہ کے مناسب وموزوں بھی ہو۔ کسی طرح فروتر نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث مبارک کہ آپ ؐ کا اخلاق قرآن ہے (کان خلقه القرآن) صرف اخلاق کے محدود اردو معنوں میں نہیں بلکہ وہ آپ ﷺ کی پوری حیات اور ساری سیرت کو محیط وشامل ہے۔ بلکہ وہ ایک اصولِ سیرت نگاری اور طریقِ تحقیق کا سنگ میل ہے۔ سورۃ حجرات کی آیاتِ کریمہ ۳۔۵ بلند آواز سے تخاطب وتکلم تک کو شانِ رسالت کے منافی قرار دیتی ہیں۔ ان کے حکم کا اطلاق بعد وفاتِ نبوی ﷺ مسجدِ نبوی میں نماز و درود صلوٰۃ وسلام اور پیام وکلام پر بھی جس طرح ہوتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ حیات وسوانح نبوی اور سیرتِ طیبہ ﷺ کی تحریر ونگارش اور تقریر وبیان پر بھی لازمی قدغن کا کام کرتا ہے سورۃ احزاب کی آیات کریمہ نمبر ۵۳۔۵۲ ایذاء وتکلیف کر حرام قرار دیتی ہیں اور قرآن مجید کی متعدد دوسری سورتوں کی آیاتِ مقدسہ شانِ رسالت کی حدود متعین کرتی ہیں۔ ان میں افراط وتفریط بھی شامل ہے اور مبالغہ وغلو بھی لہٰذا اصولی طور پر ہر وہ روایت، حدیث، تعبیر و تشریح اور تجزیہ وتحلیل اور مطالعہ ونگارش قابل رد ہے جو ذات والا اور صفات عالیہ کی شان کو کسی بھی لحاظ سے بٹہ لگائے۔

مآخذ ومصادرِ سیرت نبوی:

سیرت نویسی یا تحقیق وتصنیف میں اولین مرحلہ مواد کی نشاندہی، تعین اور تلاش وتدوین کا ہے اہلِ سیر بالعموم صرف روایاتِ سیرت کتبِ سیرت سے اخذ کرتے ہین اور اہلِ حدیث موجودہ ادعائی دور میں صرف کتبِ حدیث سے مجمع البحرین اور جامع حیثیات اہلِ قلم قدیم وجدید زمانے میں احادیث نبوی پر مشتمل صحائف مقدسہ سے بھی برابر استفادہ کرتے رہے ہیں اور سیرت نگاروں کی کتب وروایات سے بھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری (ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل ۱۹۴۔۲۵۶/۸۱۰۔۸۷۰) جیسی عظیم ترین حدیثی شخصیت بلکہ عبقری نے بابِ سیرت نبوی میں مستند ترین امامانِ سیرت حضرت عروہ بن زبیر اسدی (۲۲۔۹۴/۶۴۳۔۷۱۳)، امام زہری (محمد بن مسلم بن شہاب ۵۱۔۱۲۴/ ۶۷۰۔۷۴۲) کے علاوہ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ (۵۵۔۱۴۱/۶۷۴۔۷۵۸) کی روایات کا ذکر تراجم ابواب میں کیا ہے۔مولانا شبلی، ان کے جامع ومرتب مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا مودودی اور متعدد دوسرے اہل قلم سیرت نگاروں نے دونوں بحرین سیرت سے کسب نور کیا ہے اور قرآن مجید کے الٰہی سرچشمہ سے بھی۔

قدیم وجدید سیرت نگاروں نے بدیہی طور سے یا مضمر انداز میں تصادم روایات کی صورت میں روایات سیرت پر روایاتِ حدیث کو ترجیح دینے کا اصول قائم کیا ہے جسے بالعموم سنہری، مطلق، ناسخ اور غیر مبدل سمجھا جاتا ہے۔مولانا شبلی وسلیمان ندوی نے مقدمہ سیرت النبی میں اس اصول کو بانگ دہل بیان کیا ہے اور واحد معیار حق قرار دیا ہے خواہ ان روایاتِ حدیث کی بنا پر اسلام یا ذاتِ نبوی پر حرف آتا ہو، اور قواعد مسلمہ اور اصول ثابتہ کو زک پہنچتی ہو۔حافظِ حدیث اور ماہر سیرت امام مغلطای نے اشارتاً وااختصاراً یہ اصول وضع کیا کہ اہل سیر کا اجماع واتفاق تام منفرد روایات حدیث پر تصادم وتنافر کی صورت میں برہان قاطع ثابت ہوگا۔حافظ ابن حجر (احمد بن علی بن حجر ۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹) نے اور بعض دوسرے ماہرین حدیث نے اہلِ سیر کی رویات کی تصدیق وترجیح کے ذریعہ یا امامانِ حدیث پر نقد وتبصرہ وسیلہ سے اصولِ مغلطای کی بزبان خاموشی وبقلم حال تصدیق وتائید کی ہے۔

تدبر وتدبیر، عقل ودانش، منطق وفلسفہ اور تبحر علمی وتخصص فنی کے تقاضے بھی یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ جس نکتہ مسئلہ، امر، معاملہ، پہلو، زاویہ اور تعبیر وتفسیر پر ماہرین فن کا اجماع عام ہو یا ان کی اکثریت کا اتفاق عمومی ہو، اسے ترجیح حاصل ہو۔حضرات محدثین عظام کا مقصد تدوین اور مقصودِ تالیف سیرتِ نگاری یا حیات طیبہ ﷺ کی تفصیلات وجزئیات فراہم کرنا نہیں تھا۔ان کا مقصود اصلی سنتِ مطہرہ اور حدیث طاہرہ اور سیرت پاکیزہ سے اوران سے متعلق ووابستہ روایات واحادیث سے اسلامی حکم یا فقہی مسئلہ اخذ کرنا تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ دین وشریعت کی احکام سازی اور قوانین نویسی کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کتب وابواب فقہی کے تحت موادِ سیرت اور روایات حیات سے تعرض کرتے ہیں، معلومات فراہم کرنا یا سیرت نبوی کی بازیافت کرنا ان کے فنِ عظیم کے سلسلہ میں شامل نہیں۔ اسی بنا پر ان کا انداز پیشکش خبرِ واحد، حدیث آماد اور روایات غیر مسلکہ کی صورت میں الگ الگ ملتا ہے اور کسی موضوع پر خواہ وہ ان کا بنیادی دینی کام۔ فقہی استنباط اور حکمی تحقیق۔ کا ہو ایک مربوط و مسلسل بیانیہ نہیں ملتا اس سے زیادہ اہم اور نکتہ رس یہ حقیقت ہے کہ سیرت نبوی سے متعلق ان کے ہاں وہی احادیث وآثار اور روایات ملتی ہیں جن سے کوئی دینی مسئلہ، فقہی حکم، اسلامی قانون، تشریعی نکتہ، قانونی معاملہ اور مذہبی امر نکلتا ہو اسی سبب سے ان کے ہاں پوری سیرت نبوی کا احاطہ واستقصاء بھی نہیں ملتا۔

طریق محدثین کرام کے بالمقابل اہلِ سیر کا مقصودِ تالیف اور مقصدِ تدوین ذات وصفاتِ نبوی، حالات واکتساباتِ عہد، واقعات ومعاملاتِ عصر، امور واحکامِ دین اور تمام سوانح حیات وکارکردگی کے بارے میں معلومات ومواد جمع کرنا اور ان کو ایک مرتب ومسلسل بیانیہ کی صورت میں تمام شیفتگانِ راہِ الفت تک پہنچانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا طریقِ تدوین وتصنیف محدثین کرام سے الگ ہے۔ وہ اخبارِ احاد اور روایات واحادیث کو ان کے موضوعاتی مرتبہ ومحل کے اعتبار سے اپنی طرف سے مرتب ومدون کرتے اور حیطہ سوانح میں تاریخی ترتیب واقعات کے مطابق گوندھ کر پیش کرتے ہیں۔ ان کے ہاں سند کا اسی بنا پر اتنا اہتمام نہیں ہوتا کہ وہ اخبار احاد کے تسلسل وارتباط میں مانع ہوتی ہے۔

وہ مختلف رواۃ واخباریوں کی متعدد روایات میں موضوعات ومضامین کے لحاظ سے ادخال وادغام کا کام بھی کرتے ہیں۔ گونا گوں امور ومعاملات پر مشتمل روایت واحدہ اور خبر واحد کو مضمون وتاریخ کے لحاظ سے اجزاء میں منقسم کرتے ہیں اور پھر نقطہ آغاز سے نقطہ اختتام تک تمام مراحلِ حیات کا بیانیہ بایں طور پیش کرتے ہیں کہ وہ ایک مسلسل ومربوط اور جاری ساری بیانیۂ حیات بن جاتا ہے۔

طریقِ محدثین وطریقہ اہلِ سیر کے اختلاف وتباین کے باوجود سیرت نگار کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں ذخیرہ ہائے معلومات اور گنجینہ ہائے سعادت سے مواد و معلوماتِ سیرت زیادہ سے زیادہ تعداد و مقدار میں جمع کرے۔ بلکہ ان کے علاوہ دوسرے تمام مصادرِ علم وعرفان سے بھی بھرپور استفادہ کرے۔ ان میں قرآن کریم کی آیات ربانی مفسرین عظام کی تفاسیری روایات، فقہاء کرام کی فنی و علمی تحقیقات، لغت وادب کے امامانِ گرامی بیش بہا تحقیقات وتشریحات اور متعدد دوسرے علوم فنون اسلامی۔ تاریخ، جغرافیہ، نفسیات وغیرہ۔ کی قیمتی معلومات بھی شامل ہیں جب تک تمام دستیاب موادِ سیرت کی جمع وتدوین کا بنیادی کام نہیں کیا جاتا کہیں نہ کہیں معلوماتی خلاء باقی رہ جائے گا۔ اور تالیفاتِ سیرت اور مطالعاتِ سوانح ناقص رہ جائیں گے۔

ظاہر ہے کہ اس متنوع، رنگارنگ اور بوقلموں موادِ سیرت کی بے شمار روایات واخبار میں کہیں نہ کہیں تصادم وتنافر کا روڑا اٹکے گا۔ علمائے اسلام اور محققین علوم نے اس کو دور کرنے کے لئے ہی اصول تطبیق وتلفیقن وضع کیا ہے۔ اس سے کام لے کر بظاہر مخالف ومتصادم روایات واخبار میں مطابقت ومحبت اور توازن وتعامل پیدا کیا جائے گا کیونکہ بالعموم اکثر تصادمات ظاہری ہوتے ہیں اور حقیقت میں ان مختلف معلومات کا صحیح مقامات ومحلات، تناظر و پس منظر اور اطلاق وانطباق کا علم نہ حاصل ہونے کے سبب اختلاف وتصادم نظر آتا ہے اور دراصل ہوتا نہیں ہے۔ لیکن اگر کہیں صورت تصادم اور وجہ اختلاف رفع کرنے کا کوئی شائبہ ہی نہ ملے تو اہل سیرت و ماہرین سوانح کا اجماعی یا اکثریتی فیصلہ ناطق وفیصل ہوگا کہ یہی جہانِ علم مفتی اور دنیائے دانش کے قاضی کا فیصلہ ہے کہ قول فیصل ماہرین فن وتحقیق علم کا ہے نہ کہ جہان دیگر کے اماموں کا۔ قدیم وجدید سیرت نگاروں نے مختلف طبقاتِ شائقان کی ضرورت واحتیاج کے پیش نظر سیرت نبوی ﷺ پر مشتمل کتبِ سیرت کو سہ گانہ تقسیم کی صورت عطا کی ہے۔ عام استعداد کم فہم وذکاء اور ابتدائی درجات کے طلبہ علم کے لیے مختصرات سیرت، اوسط درجہ کی صلاحیت ولیاقت کے قارئین اور ثانوی درجات کے طلاب علموں کے لیے متوسط نوعیت کی کتب سیرت اور عالمانِ ذی شان، مخصصین فنون اعلیٰ درجات کے منتہی علماء ودانشوروں کے لیے مطوّل تالیفات بیشتر ماہرین سیرت جیسے ابن سید الناس (ابو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفتح محمد بن ابی بکر محمد یعمری ۶۷۱-۷۳۴ھ/۱۲۷۳-۱۳۳۴ء) ابن عبدالبر قرطبی (ابوعمرو یوسف بن عبداللہ ۳۶۸-۴۶۳ھ/ ۹۷۸-۱۰۷۰ء) حافظ مغلطائی وغیرہ نے مطول ومختصر کتبِ سیرت لکھ کرامتِ اسلامیہ کے تینوں طبقات میں سے اول وسوم کی ضروریات کی کفایت کرنے کی کوشش کی اردو میں قاضی سلیمان منصور پوری نے کم از کم منصوبہ تالیف بنا کر تینوں کی پیاس علم بجھانے کی راہ سجھائی۔ یہ بہت فطری اور منطقی تقسیم ہے اوران کے مطابق تالیفاتِ سیرت تیار کرنی چاہیں۔

اب طریقِ تالیف واسلوب تصنیف کا کڈھب سوال آتا ہے کہ یہ کتبِ سیرت کیونکہ اور کیسے تالیف کی جائیں۔ ظاہر ہے کہ عام ابتدائی کتبِ سیرت کا طرزِ تحریر بیانیہ ہوگا ہی ہوگا۔ لیکن ان میں محض ایک دو کتب قدیمہ کی معلومات کی انحصاری کا جرثومہ نہیں ہونا چاہیے۔ قدیم مؤلفین اور قرونِ وسطی کے اہلِ سیر کی کتاب سے نئی معلومات ومواد سے استفادہ ضروری ہے۔ سہیلی کی الروض الانف، ابن کثیر کی السیرۃ النبویہ اور شامی، حلبی زرقانی وغیرہ کی تالیفاتِ سیرت ابن اسحاق/ ابن ہشام کے علاوہ متعدد قدیم صاحبانِ کتب جیسے حافظ اموی کی معازی، عروہ بن زبیر کی مغازی اور دیگر اصحاب علم کی روایات موجود ہیں۔ ان کو بھی جگہ دینی اور سکہ رائج الوقت بنانا علمی فریضہ اور فنی تلازمہ ہے۔ ابھی تک ان کو محض نیا مواد قرار دے کر شاذ معلومات کے فروتر درجہ تک گرا کر مسترد کیا جاتا رہا ہے۔ ابن اسحاق وابن ہشام یا دوسرے مشہور عام مؤلفین کی معلومات وروایات نہ حتمی وقطعی ہیں اور جامع ومانع کہ دوسری روایات ومعلومات کے اخذ وقبول سے ان کی عصمت وطہارت پر حرف آتا ہے۔ ہر وہ نئی معلومہ اور جدید مواد اخذ وقبول اور رواج وروایات کا استحقاق فنی رکھتا ہے۔

جو سیرتِ طیبہ کے اسلامی حیطہ عمل میں چوکس بیٹھا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ دیکھا یا جاسکتا ہے کہ ان کی روایتی حیثیت اور روائتی معیار مقبول ومشہور ومعلوم روایات واخبار کے مطابق ہے یا نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ روایاتِ مشہورہ روایتی اور درایتی دونوں معیاروں پر مبنیہ شاذ ونئی روایات کے بالمقابل زیادہ کھری نہیں اترتیں۔ مثلاً جدامجد جناب عبدالمطلب ہاشمی کی وفات کے بعد نوخیز رسول اکرم ﷺ کی تعلم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتربیت اور نگہداشت کے بارے میں جناب ابو طالب ہاشمی کی کفالت کی روایت حافظ اموی کی بیان کردہ روایت کفالتِ جناب زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی سے دونوں اعتبار سے فروتر ہے۔ یا خاندان بنوعبدمناف میں خاندانی اتحاد و یگانگت کی روایات اموی۔ ہاشمی تنافر دکھانے والی روایات سے افضل و برتر ہیں ایسی نئی روایات و معلومات کے اخذ و قبول میں اصولِ تطبیق اولاً اختیار کرنا ضروری ہے اور بصورت عدم تطابق اصول ترجیح سے کام لینا لازمی ہے کہ فنی تقاضہ بھی یہی ہے اور دینی اسلامی اور اخلاقی مطالبہ بھی یہی ہے۔

کتبِ سیرت خواہ وہ کسی مرتبہ علم و دانش کی خاطر ہوں اب محض واقعات کی کھتونی اور صرف بیانیہ سرسری پر مبنی ہونے سے ماورا ہونی چاہیں۔ بیانِ واقعات و سوانح کا زمانہ گزر چکا کہ وہ تکرارِ محض سوا اور کچھ قاری کو نہیں دے سکتا۔ اب بیانیہ کو بھی تحلیل و تجزیہ کی کٹھالی سے گزرنے کا زمانہ اور یہی تقاضائے فن بھی ہے بغیر اس کے نئی معلومات کو پرانے ذخیرہ مواد میں سمویا نہیں جا سکتا۔ دوسرے اب قاری و طالب کا علم و دانش بلند تر ہو چکا ہے وہ شخصیت کی تعمیر نو اور عہد کی بازیافت چاہتا اور طلب کرتا ہے اور وہ چاہے یا طلب نہ کرے تو بھی فنی تقاضا ہے کہ تحلیلی انداز اور تجزیاتی اسلوب میں سیرتِ نبوی کو پیش کیا جائے کیونکہ اس صورت میں ذات و صفاتِ نبوی اور کمالات و اکتسابات حضرت اقدس کو ان کے صحیح تناظر و اسلامی پس منظر میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اسی کے ذریعہ رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ والا صفات کا علمی دفاع اور اسلام دین کا مذہبی تحفظ بھی ممکن ہے۔ شخصی احوال کے ساتھ دینی اقدار اور تہذیبی معاملات کو آمیز کیا جا سکتا ہے سماجی، اقتصادی، سیاسی اور دوسرے تمام انسانی امور و معاملات کو ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے مجموعی طور سے روح عصر، جانِ تہذیب اور عبقریت شخصی کی کامل بازیافت کی جا سکتی ہے۔

تجزیاتی مطالعہ اور تنقیدی نگارش کے ذریعہ ہی روایات و اخبار سیرت کا روایتی و درایتی مقام و مرتبہ متعین اور کھرے کو کھوٹے سے ممتاز کیا جا سکتا ہے۔ اہلِ سیر میں محققین کا طریقہ رہا ہو کہ وہ صحیح روایات کا انتخاب کرتے اور غلط اخبار کو مسترد کرتے رہے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ اخبار و روایات کے رواۃ، سلسلہ روایت اگر سند موجود ہے، پر بحث کر کے اس کا حسن و قبح معلوم کرتے ہیں اور حسنِ روایت و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواۃ کی صورت میں قبول اور قبح کی شکل میں مسترد کرتے ہیں اسی طرح بلاسند اور بلا سلسلہ رواِیت اخبار و روایات کے باب میں درایت کے اصول کا اطلاق کرتے ہیں جیسے کہ سندی روایات و اخبار کو معیار درایت پر کستے ہیں۔ سیرتِ نبوی کے باب میں درایتی اصول سب سے پہلے یہ ہونا چاہیے کہ وہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ سلم کی ذات گرامی شخصیت عالی اور کردارِ سامی کے شایان شان ہے کہ نہیں اور دوسرے یہ کہ وہ اسلامی اقدار، دینی معیار اور مذہبی روح سے میل کھاتا ہے کہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ وہ عام فطری واقعاتِ حیات اور منطقی معلوماتِ سیرت سے ہم آہنگ ہے کہ نہیں اور سب سے اہم یہ کہ وہ دوسرے اصولِ فن پر کھرا اترتا ہے کہ نہیں۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں رویات و اخبار کا روایتی و درایتی تجزیہ قبلِ بعثت واقعات و حالت میں بھی اسی طرح ہونا چاہیے جس طرح مدنی واقعات یا بعد نبوت کوائف کے تعلق سے کیا جاتا ہے عہد جاہلیت اور قبل بعثت واقعات واخبار بالعموم بلاسند ہوتے ہیں۔ ان کا روایتی معیار کم و بیش یکساں ہوتا ہے کہ وہ اخبارِ سینہ قصصِ پارینہ اور بیانات پاستاں طراز پر مبنی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر مقبولِ عام اور مشہور و متداول روایات پر ایسی چند روایات غیر مشہورہ سے معلومات کا اضافہ ہوتا ہے تو ان کو بلا تکلف بیانیہ سیرت میں سمونا چاہیے۔ مثلاً رسول اکرم ﷺ سب سے بڑے حقیقی چچا جناب زبیر بن عبد المطلب ہاشمی تھے اور ان کا قبل بعثت حیات نبوی میں خاصا اہم کردار رہا تھا مگر ان کا ذکر خیر دوسرے حقیقی چچا جناب ابو طالب بن عبد المطلب ہاشمی کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔ طرفہ ستم کہ اول الذکر کی تربیت و نگہداشت نبوی میں کارسازی کو موخر الذکر کی حق تلفی، بے توقیری اور متعصبانہ کاروائی قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ تعصب و جانبداری ہی نے اول الذکر کا حق غصب کیا ہے۔

امام و فیلسوفِ تاریخ ابن خلدون (عبد الرحمن بن محمد بن محمد حضرمی ۷۳۲۔۸۰۸ھ/۱۳۳۲۔۱۴۰۶ء) کے مطابق جانبدارانہ تاریخ نگاری ان سات جرائم نگارش اور گناہانِ تحریر میں سے ایک ہے جو تاریخ کو مسخ کرتی ہے۔ بلا شبہ یہ ایک بدیہی اور فطری حقیقت ہے کہ ہر لکھنے والا، ہر منصف، اور ہر سیرت نگار اپنے میلانات،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجحانات اور تعصّبات کا اسیر ہوتا ہے کیونکہ فطری تقاضوں کی اثر پذیری اور نفسیاتی گرہوں کی کارسازی سے کوئی بھی محفوظ و مامون نہیں لیکن دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے میلانات و رجحانات اور تعصّبات کو تاریخ اور سیرت کے واقعات کو چھپانے، توڑنے مروڑنے بدآمیز و بدرنگ کرنے، غلط معانی پہنانے آدھے سچ کی شکل دینے، بلاوجہ مسترد کرنے اور مسخ کرنے کی حرکت تو نہیں کرتا۔ اگر وہ دونوں یا چند پہلوؤں والی روایات کو بیان میں جگہ دیتا ہے تو اسے تعصب کا شکار اور غیر متوازن و جانبدار نہیں کہا جاسکتا۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام نے جناب زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حقیقی عمومت کا رشتہ قریبی چھپا کر اور جناب ابو طالب کو واحد حقیقی چچا ہونے کا تاثر دے کر جانبداری کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ حافظ اموی و امام ابن کثیر وغیرہ محققین فن نے دونوں رشتوں کا برملا اظہار کر کے حق وصداقت اور غیر جانبداری و معروضیت کا ثبوت پیش کیا ہے۔

فلسفہ تاریخ کے اسی بانی امام گرامی نے تاریخ کا ظاہری اور اندرونی پہلوؤں (ظاہر التاریخ و باطن التاریخ) کا عظیم الشان نظریہ پیش کر کے حقیقت امری کی بازیافت کا اچوک طریقہ ایجاد کیا ہے جو اپنی ساخت ونہاد میں خالص اسلامی ہے۔ ان کے خیال وفکر میں واقعات، روایات، اخبار دراصل تاریخ ظاہری یا بیرونی پہلو ہیں جو اصل و جان تاریخ وسیرت نہیں ہیں۔ وہ اسباب وعوامل اور عناصر جوان واقعات وکوائف ظاہری کی تشکیل کرتے اور ان کو منظر عام پر لاتے ہیں دراصل اندرونی یا باطنی پہلوہائے تاریخ ہیں اور ان کی کارفرمائی، ظواہر میں کارسازی کو جانے سمجھے اور تجزیہ کیے بغیر حقیقت کا ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ وہ دراصل روحِ تاریخ اور جان سیرت ہیں، اور ظاہری واقعات ان کے اعراض واجسام وابعاد سیرت نبوی کے تجزیاتی مطالعہ ونگارش میں اس حقیقی نظریہ یا روح سیرت کو کارفرما و کارساز بنائے بغیر حیات نبوی کو اس کے صحیح تناظر میں نہ سمجھا جاسکتا اور نہ الفاظ وعبارات میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون قاہرہ ۴۱۔۳۵)

ابعاد وجہات:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع وکامل سیرتِ نبوی مختصر ومتوسط ومطول کتابوں اور تالیفوں کے علاوہ ایک ہمہ جہت وہمہ گیر قاموسی سیرۃ النبی تالیف کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام مدتوں سے بلکہ پندرہ صدیوں سے مسلمانوں، شیفتگان نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اہل علم وتحقیق کے ذمہ واجب الادا چلا آرہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صبر آزما، وقت طلب، جاں گداز اور ساتھ ہی دلنواز وروح پرور کام ہے ایک طویل مسلسل جدوجہد، پیہم تگ ودو اور جماعتی واکادکی کام ہے۔ اس معجم السیر ۃ اور قاموس حیاۃ النبی ﷺ میں تمام مراحل حیات کے بارے میں تمام دستیاب روایاتِ سیرت وحدیث کو جمع ومرتب کرنا، تحلیل وتجزیہ اور تنقید وتبصرہ کے ذریعہ ان میں معتبر ومستند کو قبول کرنا، غیر صحیح وضعیف کو مسترد کرنا، اور حیات طیبہ کے ہر بابِ عالی مقام اور ہر مرحلہ شوق وجاں نثاری کو مفصل ومشرح بیان کرنا، اعتراضات وتنقیصات غیر وعدوان اسلام کا جواب باصواب فراہم کرنا، غرضیکہ ہر وہ کام اور ہر وہ عمل کرنا ہے جس کے ذریعہ سیرت طیبہ کو صحیح انداز میں پوری تفصیل کے ساتھ پیش کیا جاسکے۔

طویل ومفصل اور جامع وقاموس سیرت النبی کے دوش بدوش یک پہلو مطالعاتِ سیرت کی تالیف وتصنیف بھی وقت کا تقاضا اور علم کا مطالبہ اور قارئین وطالبان کی ضرورت ہے۔ ہمارے قدیم ترین حولیات نگاروں۔ سیف بن عمر تمیمی (م ۱۸۰/ ۷۹۶) ابومخنف لوط بن یحیٰ ازدی (م ۱۵۷/ ۷۷۴ء)، عوانہ بن حکم کلبی (م ۱۴۷ء/ ۷۶۴)، مدائنی (م ۲۲۵ھ) اور متعدد دوسروں نے زمانہ قدیم میں اور احمد باشمیل وغیرہ نے غزوات وسرایہ کے باب میں کم از کم عہد جدید میں ان کے حجم وضخامت ابعاد واعراض اور وسعت وحدبندی کا ایک خاکہ پیش کر دیا ہے۔ حولیات نگاروں کے طریق کار اور طرز نگارش سے استفادہ کی سفارش کی جارہی ہے۔ ان کی ہرزہ سرائی، غلط بیانی، جانبداری، مسخ نگاری قصہ گوئی اور ایسے ہی دوسرے اساطیری اور غیر فنی وغیر اسلامی عناصر واعراض سے احتراز کلی بھی تجویز کیا جارہا ہے۔ موضوعاتی کتابچے اس کے نتیجہ میں وجود میں لائے جاسکتے ہیں۔ جیسے ولادتِ نبوی پر ایک کتابچہ، رضاعتِ نبوی پر دوسرا، والد ماجد پر تیسر والدہ ماجدہ پر چوتھا اور اسی طرح ہر مسئلہ ومعاملہ وپہلو پر ایک مستقل کتابچہ جس میں تمام معلومات وروایات تجزیاتی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز سے سموئی جا سکتی ہیں۔

ثانوی کتبِ سیرت اور کتابچہ ہائے حیات کے پہلو بہ پہلو ان گنت قدیم کتابوں، تالیفوں اور مصادر و مآخذ میں موجود روایاتِ سیرت کے جمع و تدوین اور تالیف کا کام بھی کرنا ضروری ہے جو سیرت نگاری کے ابعاد و جہات ہی کو وسعت نہیں دے گا بلکہ صحیح منہج نگارش بھی متعین و عام کرنے میں معاونت کرے گا۔ عہد جدید میں بعض ایسی حسین و جمیل مساعی منظر عام پر آ چکی ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے حضرت ابوالاسود کی روایاتِ سیرت حضرت عروہ بن زبیر اسدی کی سند پر جمع کی ہیں۔ مرتب گرامی نے ان کی بنیاد پر حضرت عروہ کی مفقود کتاب المعازی کی بازیافت کی ہے۔ گمشدہ کتب المعازی کی بڑی تعداد ہے جو قدیم ماخذ میں منتشر روایاتِ امامانِ سیرت کی تلاش و تحقیق اور جمع و تدوین کر کے وجود میں لائی جا سکتی ہیں۔ ان کی دو تین مثالیں اور بھی ہیں اکرم ضیاء العمری کی مساعی سے ایک عرب محقق نے اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ڈاکٹر جمشید احمد ندوی نے امام سیرت موسیٰ بن عقبہ کی روایاتِ سیرت کو ایک جگہ جمع کر کے شائع کر دیا ہے۔ موخر الذکر نوجوان محقق نے حافظ اموی کی روایات سیرت کو جمع کر کے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے کی صورت میں پیش اور محفوظ کیا ہے۔ ایسی مساعی جمیلہ بعض دوسرے اہل سیر کی کتب و روایات باب میں بھی جاری ہیں اور بعض کے بارے میں تجویز پیش کی جا رہی ہے۔

بدنام و مطعون امامِ سیرت واقدی (محمد بن عمر واقدی ۱۳۰۔۲۰۷ھ/ ۷۴۷۔۸۲۳ء) کی صرف ایک صحیح کتاب سیرت کتاب المغازی کے عنوان سے ابھی تک چھپی ہے اور بالعموم یہ سمجھا جاتا ہے کہ مؤلف گرامی نے صرف مغازی نبوی سے تعرض کر کے صرف یہی باب سیرت پوری کتاب کی صورت میں مرتب کیا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے امام ابن اسحاق کی کتاب سیرت ''کتاب **المبدأ والمبعث و المغازی** کی طرز پر اپنی کتاب ''**التاریخ و المبعث و المغازی**'' مدون و مرتب کی تھی جس میں تین حصے تھے اول قبل بعثت و بعث کے حالات سے بحث کرتا تھا دوسرا البعثت و بعثت کے عام واقعات سیرت سے اور تیسرا غزوات و سرایا سے موجودہ کتاب اسی ضخیم و عظیم اور کامل و جامع کتاب سیرت کا محض تیسرا جزو ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام کتبِ سیرت، مصادرِ حیات اور بہت سی کتب حدیث وفقہ میں واقدی کی روایات سیرت وتاریخ موجود ہیں۔ سردست ان میں سے کلائی (ابوالربیع سلیمان ۵۶۵۔۶۳۴/ ۱۱۷۰۔۱۲۳۷) کی کتاب الاکتفاء ابن سید الناس کی ''عیون الاثر''، حافظ ابن حجر عسقلانی کی ''فتح الباری''، قاضی ابو یوسف کی کتاب ''الخراج'' کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ تمام روایات واقدی کو جمع کرنے سے مفقودہ حصوں کی بازیافت کی جاسکتی ہے اور پوری کتابِ سیرت واقدی جمع کر کے ایک اہم علمی کام کیا جاسکتا ہے۔ اس خدمت تحقیق وتالیف کے بعد ہی مطعون امامِ سیرت کا صحیح مقام ومرتبہ اور ان کی خدماتِ فن کی صحیح قدر وقیمت آنکی جاسکتی ہے۔ ورنہ ابھی تک جو کچھ ان کے اور ان کے کام کے بارے میں کہا گیا ہے۔ وہ اقوال اور تبصروں کی بنا پر اور ادھورے بلکہ ناقص ترین مطالعہ کی بنا پر کہا اور لکھا گیا ہے۔

مفقودہ اور منتشر وپراگندہ کتبِ سیرت اور ان کے مؤلفین کرام کی مجموعی روایات واخبار واقوال کو جمع ومرتب کرنے کے علاوہ ایک خاص باب، پہلو مسئلہ یا نکتہ پر تمام ممکنہ دستیاب مصادر وماخذ کی روایات ومرویات کو ایک جلد خاص میں مدون ومرتب کر کے طالبان ومحققین کے استفادہ کے لئے سیرت نگاری کی جہات میں توسیع کی جاسکتی ہے۔ عہدِ جدید میں ایسی بعض مساعی جمیلہ اور مجموعہ اور مجموعہ ہائے ابواب سیرت منظرِ عام پر آچکے ہیں بطور مثال ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری نے غزوہ مریسیع سے متعلق تمام روایات واخبار کو "مرویات غزوہ بنی المصطلق" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ مرویاتِ غزوات اور دوسرے واقعات سے متعلق اخبار وروایات کے بعض اور مجموعے بھی جدید محققین بالخصوص عرب اہلِ علم کی توجہ سے منظر عام پر آچکے ہیں یا آنے کے انتظار مسعود میں ہیں۔

منظوم سیرت نبوی کی کتب ورسائل پر ابھی زیادہ توجہ نہیں دی گئی ہے۔ سوائے ''الفیہ'' حافظ عراقی کے۔ ایسی متعدد کتبِ منظومہ موجود ہیں جو قدیم اہلِ سیر یا قرونِ وسطیٰ کے ماہرینِ فن کی عنایت وتوجہ سے چھپ چکی ہیں ان محقق ایڈیشنوں کے علاوہ ان کے منثور شروح بھی اہلِ تحقیق وعلم کی توجہ وترتیب کے منتظر ہیں۔ بالعموم ان کتب سیرت میں زیادہ نیا مواد نہیں ملتا مگر ان میں حیرت انگیز طور سے ایجاز واختصار کا عنصر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دریا کو کوزہ میں بند کرنے کا کارنامہ ملتا ہے۔ جو طلبائے علم کی علمی ضرورت پوری کرنے کے علاوہ سیرت نبوی کو زبان زد عام اور حفظ و حافظہ میں محفوظ کرنے میں کافی معاون ہوسکتا ہے۔ نظم اور اس کی حدود کی بنا پر فکر و خیال پر قدغن بڑھ جاتی ہے اور معلومات بھی کافی سکڑ جاتی ہیں لیکن اسی کے ساتھ تعبیر و تشریح کی رنگا رنگی اور دل کو چھو لینے والی کیفیت میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

اہل علم و تحقیق اور ماہرین فن کے کرنے کا ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ دنیا کی ان گنت لائبریریوں اور کتب خانوں میں محفوظ مگر نگاہوں سے اوجھل مخطوطات سیرت کو تلاش کریں۔ ان کے متون کی تصحیح و ترتیب و تہذیب کریں۔ اور حواشی و تعلیقات سے ان کو آراستہ پیراستہ کر کے دنیا علم اور قدردان فن کے آگے پیش کریں۔ جدید عہدِ تحقیق و جستجو اور معاصر اہلِ علم و فن نے بالعموم اور عرب محققین کرام نے اس طرف توجہ مبذول کی ہے اور کثرت سے سیرت نبوی پر مشتمل نصوص اور مصادر سیرت منصۂ شہود پر ان کی عنایت سے آچکے ہیں لیکن ابھی تک یہ کوششیں زیادہ تر انفرادی ہیں۔ اداری اور اجتماعی نہیں بن سکی ہیں۔ سیرت نگاری یا سیرت حفاظتی کے اس پہلو کی طرف خاطر خواہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

مخطوطاتِ سیرت میں جو ابھی جلد ہی مطبوعات بنے ہیں ان میں امام ابوزرعہ دمشقی (عبدالرحمٰن بن عامر م ۲۸۲/ ۸۹۵) کی "سیرت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم و تاریخ الخلفاء الراشدین" ہے جو دمشق سے ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی ہے۔ اور سب سے اہم ابن اسحاق کی گمشدہ سیرت نبویہ ہے جس کے دو ناقص مخطوطے ہی سہی ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کوشش و تحقیق سے جلد ہی مصر سے ۱۹۶۷ء شائع ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ حافظ ابن عبدالبر کی ''الدر''، ابن النفیس (م ۶۸۷) کی ''الرسالۃ الکاملیۃ'' اور بعض اور مخطوطاتِ سیرت شامل ہیں۔

قدیم اور مستند اہل سیر کی بعض انتہائی اہم اور بیش بہا تالیفاتِ سیرت مخطوطات کی صورت میں غیر ملکی یا مغربی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ان میں مثال کے طور پر حافظ مغلطائی کی ضخیم و عظیم تر کتابِ سیرت "الزہر الباسم فی سیرۃ ابی القاسم" بھی مخطوطہ ہے۔ ان کی مختصر سیرت مغلطائی بار بار چھپ چکی ہے مگر اصل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب ابھی تک پردہ خفاء میں مستور ومکنون ہے شاید اس بنا پر کہ اس کا ابھی تک کی معلومات کے مطابق واحد مخطوطہ صرف لائیڈن کے کتب خانے میں پایا جاتا ہے اور اس کی بازیابی وحصول کی راہ میں سد سکندری حائل ہے جسے اصطلاح زر میں زرمبادلہ کہتے ہیں۔ اس قسم کے اور بہت سے مخطوطات مختلف غیر ملکی اور برصغیر پاک وہند کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ خدا بخش اورینٹل لائبریری پٹنہ نے بعض مخطوطاتِ سیرت پر کام شروع کرادیا ہے۔ دوسرے کتب خانوں اور ان کے سربراہوں کے لئے صلاۓ عام ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نگاری کا منہج

* ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

اس کائنات میں انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات بھی ہیں لیکن انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات کے پاس گزشتہ حالات و واقعات' تجربات و مشاہدات کا کوئی سرمایہ نہیں ہے گویا جس طرح جنگل کی زندگی گزاری جاتی ہے یہ بھی گزارتے ہیں آخر ریچھوں اور بندروں کو کیا معلوم کہ ان کے جداعلیٰ کون تھے؟ کن کن جنگلوں وادیوں اور پہاڑوں سے چھلانگیں مارتے ہوئے ان کے آباء واجداد موجودہ مقام تک پہنچے؟ کن کن حالات سے انہیں دوچار ہونا پڑا؟

لیکن ان کے مقابلہ میں انسان ہیں جنہوں نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو حال کی تعمیر میں ماضی کے تجربات و واقعات سے نفع اٹھایا جائے اور اس کے لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ گذرے ہوئے واقعات کو محفوظ کرلیا جائے انسانوں کی اسی کوشش کا نام تاریخ اور آثار قدیمہ ہے اگرچہ ابتداءِ اس کی طرف توجہ کم رہی لیکن آج یہ ایک مسلمہ ناگزیر ضرورت ہے جس کی وجہ سے ہر قوم اپنی توانائی کا بڑا حصہ اس پر صرف کررہی ہے اپنے گڑے ہوئے مردوں مدفون ہڈیوں اور کتبوں کو جمع کیا جارہا ہے ایک ایک ٹھیکری کو چن کر جوڑ کر پڑھنے کی کوشش کی جارہی ہے اور انہی پر حقیقی یا خیالی بلند و بالا تاریخی عمارتیں کھڑی کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ گویا تاریخ کی علمی ضرورت کو دنیا کی اکثر قوموں نے تسلیم کرلیا ہے۔

دنیا کی اسی تاریخ کے ایک عظیم الشان' حیرت انگیز انقلابی حصہ کا نام حدیث نبوی و سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (یہ ملحوظ رہے اصطلاحی تاریخ مراد نہیں)

میرا مطلب ہے جن انقلابات وحوادث سے گزر کر نسل انسانی آج ہم تک پہنچی ہے اس میں ایک ایسا واقعہ جس نے کسی خاص شعبہ حیات ہی میں نہیں بلکہ مذہبی' سیاسی' معاشرتی' اخلاقی تمام شعبوں میں انسانیت کا رخ پلٹا دیا جس سے مغرب و مشرق عرب و عجم سب متاثر ہوئے اس حیرت انگیز انقلاب کی روداد

* قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد کراچی، انچارج خالد ایم اسحٰق ایڈ وکیٹ لائبریری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس کسی قوم وامت کے پاس ماضی کا جو بھی سرمایہ ہے وہ وثوق واعتماد میں تاریخ کے اس حصہ جسے ہم حدیث یا سیرت نبوی کا عنوان دیتے ہیں مقابلہ نہیں کرسکتا ہے۔

سرمایہ سیرت ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو یا دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اس کے بارے میں قرآن نے واضح حکم دیا ہے:

﴿ فاقصص القصص لعلهم يتفكرون ﴾ (۱)۔

''یعنی لوگوں کو پچھلے قصے سنایا کرو تا کہ وہ سوچیں۔''

قصص الانبیاء کو احسن القصص کہا گیا ہے گویا انبیاء کی سیرت بیان کرنے کی طرف خصوصی طور سے متوجہ کیا گیا ہے۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور آپ کے احوال زندگی کا عمیق مطالعہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے ضروری ہے بلکہ غیر مسلم لوگوں کے لیے بھی ایک فریضۂ انسانی کا درجہ رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے تو یہ مطالعہ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ ہمیں خالق کائنات نے اپنی کتاب میں اس کا حکم دیا ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ اس کے رسول کی اطاعت کریں (۲) رسولؐ کی زندگی اسوۂ حسنہ ہے (۳) ہمیں اپنے آپ کو انہی کے رنگ میں رنگنے اور ڈھالنے کی کوشش کرنا چاہیے لیکن ہم اس حکم کی تعمیل صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب کہ سیرت طیبہ سے واقفیت حاصل کرلیں بار بار پڑھیں، سنیں، دوسروں کو سنائیں، خود یاد رکھیں، دوسروں کو یاد دلائیں۔

ایک غیر مسلم کے لیے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ اس لیے فریضہ انسانی کا درجہ رکھتا ہے کہ نوع انسانی میں سے مرد کامل کا صرف یہی ایک نمونہ ہے (۴)۔ کوئی مانے یا نہ مانے لیکن یہ جان لینا تو ہر

۱۔ سورہ الاعراف:۱۷۶

۲۔ سورہ النساء/۵۹اور۸۳

۳۔ سورہ الاحزاب:۲۱

۴۔ قرآن کی اس آیت ﴿اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی پر فرض ہے کہ ہر پہلو سے کامیاب وکامران اور ہر اعتبار سے مکمل انسان کیسا ہوتا ہے؟ اس لیے کہ ہر شخص میں کامیاب وبامقصد زندگی گزارنے کی فطری خواہش ہوتی ہے اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے کسی کو آئیڈیل تسلیم کرنا پڑتا ہے اور وہ ذات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں ہے۔ لیکن اس موقعہ پر کچھ وضاحت اس بارے میں کہ سیرت ہے کیا؟

سیرت کی لغوی تعریف:

" سیرۃ " سَارَ یَسِیرُ سَیْرًا سے چلنے پھرنے کے معنی میں آتا ہے اس کے علاوہ اس کے معنی ہیں طریقہ، راستہ، روش شکل وصورت جس کے معنی ہیں طرز عمل برتاؤ یہ لفظ دو خودمختار سیاسی وحدتوں کے تعلقات معاملات کے لئے بھی بولا جاتا ہے (۶) فقہاء ومحدثین کے ہاں لفظ سیرت وسیر مغازی اور جہاد کے معنوں میں مستعمل ہے چنانچہ امام مسلم کی جامع میں کتاب السیر والجہاد (۷) اور حافظ ابن حجر کی فتح الباری میں کتاب المغازی والسیر کے عنوانات موجود ہیں (۸) فقہ میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں مستعمل ہے بلکہ اسی نام سے متعدد کتب ہیں (۹) ابن اسحٰق اور واقدی کی کتب کو کتب سیر کے ساتھ کتب مغازی بھی انہی معنوں میں کہا جاتا ہے (۱۰)۔

لسان العرب کے مطابق سیرۃ حسن السیرۃ اچھے چال چلن کے معنی میں ہے (۱۱)۔ تاج

۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج/۱۴۔ ا ص/۴۷ (دانش گاہ پنجاب لاہور طبع اول ۱۹۸۰ء) اور دائرہ المعارف الطرس البستانی ج/۱۰ ص ۳۰۹ (دارالمعرفۃ بیرت لبنان)

۶۔ حمید اللہ ڈاکٹر محمد۔ سیر یا قانون بین المالک (ماہنامہ) فکر ونظر (اسلام آباد ج۔۵ ش۔۱۱ مئی ۱۹۶۸ء ص/۸۰۹ سیَر کے موضوع اور کتب پر ڈاکٹر صاحب کا مذکورہ مضمون اور خطبات بہاولپور میں موجود لیکچر کا مطالعہ کریں۔

۷۔ القشیری ابو الحسین مسلم بن الحجاج . صحیح مسلم ج/۲ حصہ اول ص: ۱۳۰. ۱۸۹ (مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۷۷ھ)

۸۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری ج: ۸، ص: ۳ (دار الفکر بیروت ۱۹۹۲ء)۔

۹۔ تمام بڑی کتب فقہ میں کتاب الجہاد والسیر کے عنوانات سے ملیں گے اسی طرح مستقل کتب بھی لکھی گئی ہیں جیسے امام محمد کی کتاب السیر الصغیر اور السیر الکبیر وغیرہ

۱۰۔ ندیم الواجدی، نقوش رسول نمبر لاہور۔ ج: ۱، ص: ۲، ذ ج: ۱ ش |۱۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء ادارہ فروغ اردو لاہور۔

۱۱۔ ابن منظور ' لسان العرب ج: ۴، ص: ۳۸۹ ' احیاء التراث العربی بیروت: ۱۹۸۸ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العروس کے مطابق طریقہ اور برتاؤ کے معنی میں ہے کہا جاتا ہے سار الوالی فی رعیتہ سیرۃ حسنۃ یعنی حاکم نے رعایا کے ساتھ اچھے طریقہ کا برتاؤ کیا (۱۲) یہی معنی الصحاح نے بھی بیان کئے ہیں (۱۳)

سیرۃ کا لفظ سوانح حیات کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔(۱۴) تاریخ بیان کرنے کے معنی میں بھی ہے۔(۱۵) اور ذاتی جواہر بھی بیان کیا گیا ہے۔(۱۶) قرآن میں متعدد مقامات پر یہ لفظ آیا ہے مثلاً ﴿سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ﴾ (۱۷) ''ہم اسے اسی ہیئت میں کر دیں گے جس میں پہلے تھی۔'' یہاں سیرۃ حالت و ہیئت کے معنی میں ہے۔ دوسری جگہ اس کی جمع استعمال ہوئی ہے: ﴿قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین﴾ (۱۸) ''اے نبی لوگوں سے کہہ دیجئے کہ زمین میں گھوم پھر کر جھٹلانے والوں کا انجام دیکھ لو۔'' یہاں سیر کا لفظ غور و فکر کے معنی میں ہے یعنی جس کے حالات میں غور و فکر کیا جائے وہ سیرت ہے۔(۱۹)

خلاصۂ کلام یہ کہ سیرۃ کا لفظ (۱) جانا' روانہ ہونا' چلنا (۲) روش' طریقہ (۳) شکل و صورت اور ہیئت (۴) کردار (۵) طرز زندگی' زندگی کے نشیب و فراز (۶) عادت (۷) قصے' کہانی' سابقہ واقعات (۸) اور ایسی سوانح جسے غور و خوض کے ساتھ لکھا و بیان کیا جائے ان سب پر لغوی طور پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔(۲۰)

۱۲۔ الزبیدی' سید محمد مرتضیٰ تاج العروس ج:۳' ص:۲۸۷ وزارۃ الارشاد والانباء کویت:۱۹۶۵ء

۱۳۔ الفارابی أبی نصر اسماعیل بن حماد الجوھری. تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ المسمی الصحاح ج:۲' ص:۵۹۳. ۵۹۴. محشی عبد اللہ بن بری دار احیاء التراث العربی بیروت/ لبنان الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۹ء مزید دیکھیں القاموس المحیط ج:۲' ص:۵۶ اور المعجم المعظم ج:۳ ص:۱۴۸۷ . مصباح اللغات ص:۳۸۷

۱۴۔ جامع اللغات ج:۳' ص:۴۵۴

۱۵۔ فیروز الدین ،فیروز اللغات ص:۷۸۵ . فیروز سنز لمیٹڈ کراچی:۱۹۶۵

۱۶۔ امروھوی، قائم رضا نسیم ،جدید نسیم اللغات اردو ص:۶۰۰ (اورسید مرتضیٰ حسین)

۱۷۔ سورۃ طٰہٰ:۲۱

۱۸۔ سورۃ النحل:۳۶

۱۹۔ خالدؔ ڈاکٹر انور محمود۔اردو نثر میں سیرت رسول ص:۱۳ اقبال اکادمی لاہور پاکستان (مقالہ پی ایچ ڈی) طبع اول ۱۹۸۹ء

۲۰۔ خالدؔ ڈاکٹر انور محمود۔اردو نثر میں سیرت رسول ص:۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت کی اصطلاحی تعریفات:

(۱) اصطلاح میں پروفیسر عثمان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور اخلاق و عادات بیان کرنے کا نام سیرت ہے۔(۲۱)

(۲) مولانا ادریس کاندھلوی کے مطابق آنحضرت کی اصل سیرت تو سارا ذخیرۂ احادیث ہے لیکن متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات و سرایا کے حالات و واقعات کے مجموعہ کو سیرت کہتے تھے۔(۲۲)

(۳) اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق سیرت کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی (سوانح) پر اس کا اطلاق ہوتا رہا ہے اور اب بھی اس کا خصوصی مفہوم یہی ہے۔(۲۳)

(۴) قاسمی صاحب کے مطابق سنت کہتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو قولاً' فعلاً' تقریراً' صفت خُلُقِیَة یا خَلْقِیَة یعنی سیرت خواہ نبوت سے پہلے کے زمانہ پر مشتمل ہو یا بعد کے زمانہ پر سب کو سیرت کہا جاتا ہے۔(۲۴)

(۵) محمد سرور کی رائے ہے سیرت کا لفظ جب مطلقاً بولا جاتا ہے تو شریعت میں اس سے مراد وہ کام ہوتا ہے جو نبی نے کرنے کا حکم دیا یا جس سے روکا یا جسے جائز سمجھا۔(۲۵) اور سیرت بھی ایک قسم کی تاریخ ہے۔(۲۶)

(۶) شاہ عبدالعزیز ابن شاہ ولی اللہ کے مطابق:

"آنچہ متعلق بوجود پیغمبرما صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام و آن عظام

۲۱۔ یورش' پروفیسر عثمان خالد۔ فن سیرت نگاری۔ ص:۸

۲۲۔ کاندھلوی' مولانا محمد ادریس۔ سیرۃ المصطفیٰ ج:۱ص:۳۰ مکتبہ عثمانیہ بیت الحمد جامع اشرفیہ لاہور۔۱۹۸۵ء

۲۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج:۱۴۔۱ص:۷۴

۲۴۔ قاسمی محمد جمال الدین۔ قواعد التحدیث ص:۳۵۔ مطبوعہ البابی الحلبی ۱۹۶۱ء

۲۵۔ محمد سرور، بن نایف زین العابدین۔ دراسات فی السیرۃ النبویۃ ص:۲۷ دار الارقم:۱۹۸۶ء

۲۶۔ ایضاً ص:۷۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

است واز ابتدائے تولد آنجناب تاغایت وفات آن را سیرت گویند'۔ (۲۷)

'' جو کچھ ہمارے پیغمبر اور حضرات صحابہ کی عظمت اور ان کے وجود سے متعلق ہو جس میں آنحضرت کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کئے گئے ہوں وہ سیرت ہے۔''

سیرت کی یہ تعریف پچھلی تعریفات سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتی ہے اس میں نبی کی ذات وسیرت کے بیان کے ساتھ صحابہ کی ذات وسیرت کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس کی تائید اگلی تعریفات سے بھی ہوتی ہے۔

(۷) مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے حدیث کی تعریف اس طرح کی ہے کہ اس میں سیرت نبوی وسیرت صحابہ دونوں شامل ہیں۔ لکھتے ہیں:

'' حدیث کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ رسول اللہ کے اقوال وافعال اور واقعات جو ان کے سامنے پیش آئے لیکن ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی لیکن بعضوں نے اسے آگے بڑھا کر پیغمبر کے صحابہ اور بعضوں نے صحابہ کے شاگردوں یعنی تابعین کے اقوال وافعال کو بھی اس فن کے ذیل میں شریک کرلیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ حدیث مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ انسانیت کے اہم ترین انقلابی عہد کی تاریخ کا معتبر ترین ذخیرہ ہے۔ (۲۸) اور اپنے موقف کی دلیل کے طور پر لکھا ہے فن حدیث کے سب سے بڑے امام، امام بخاری نے اپنی کتاب کا جو نام رکھا ہے۔ اگر اسی پر غور کرلیا جائے تو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ میں نے جو کہا ہے' یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ سمجھنے والوں نے ہمیشہ اس فن کو اسی نگاہ سے دیکھا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب آج تو صرف ''بخاری شریف'' کے نام سے مشہور ہے لیکن یہ اس کتاب کا اصلی نام نہیں ہے بلکہ خود حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا نام '' اَلْجَامِعُ الصَّحِیْحُ الْمُسْنَدُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ اُمُوْرِ

۲۷۔ دھلوی' شاہ عبدالعزیز محدث، عجالہ نافعہ ص:۱۴اص:۴۸' مترجم وشارح ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی:۱۹۶۴ء

۲۸۔ گیلانی' مولانا مناظر احسن، تدوین حدیث ص:۸' مجلس نشریات اسلام کراچی:۱۹۹۷ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَسُنَنِہٖ وَ اَیَّامِہٖ" رکھا ہے۔اس میں اموراورایام کے الفاظ قابل غور ہیں ۔جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی صحیح تعریف امام بخاری کے نزدیک ان تمام امور کو حاوی ہے جن کا کسی نہ کسی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہو۔آگے ایام کے لفظ نے تو اس کی تعریف کواور بھی وسیع کر دیا۔یعنی وہی بات جو میں نے عرض کی تھی کہ فن حدیث دراصل اس عہد اور زمانہ کی تاریخ ہے جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی ہمہ گیر، عالم پر اثر انداز ہونے والی ہستی انسانیت کو قدرت کی جانب سے عطا ہوئی۔(۲۹)

خلاصہ کلام یہ کہ حدیث کی تعریف سیرت کا احاطہ کرنے کے ساتھ صحابہ کے حالات کا بھی احاطہ کرتی ہے۔

(۸) مولانا ابوالکلام آزاد نے سیرت کی جو تعریف کی ہے وہ بھی اسی مفہوم کی وسعت کی تائید کرتی ہے۔" سنت وسیرت کی جگہ "قرآن وکتاب" کا لفظ بول دیا جائے کہ نام دو ہو گئے مگر حکایت شہد وعسل سے زیادہ نہیں،یعنی بات وہی ایک رہی۔دلالت وتسمیہ میں تعدد ہوا،مدلول ومسمّٰی میں نہیں۔"

"عباراتنا شتي وحسنک واحد" (ہماری عبارتیں والفاظ الگ الگ ہیں مگر تیرا حسن ایک ہے) یا پھر اسی نسخہ کے اجزاء وتوابع، جیسے آثار وسیر صحابہ وسلف امت اور معارف وبصائر ماخوذہ ومکتسبۂ کتاب وسنت کہ گو اشکال واسماء میں تفرقہ وامتیاز ہوا، مگر بحکم "علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدین" (۳۰) (میری اور خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع اپنے اوپر لازم کرلو) اور "وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (۳۱) (اوران میں دوسرے لوگ ہیں جو ان سے ملے نہیں) اور "فَاُوْلٰئِکَ مَعَ

۲۹۔ ایضاً:ص:۹

۳۰۔ حدیث نبوی ﷺ

۳۱۔ سورۃ الجمعۃ:۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ اَنعَمَ اللّٰهُ عَلَيهِمْ'' (۳۲)(یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا انعام ہے)اور ''مَا اَنَا عَلَيهِ وَ اَصْحَابِی'' (جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہے)معنی وحکماً' جزء وکل' اصل وفرع' مصدر ومشتق' یا شمس وکواکب کا سا معاملہ واقعہ ہوا ہے۔ روشنی صرف ایک ہی ہے اور ایک ہی کی ہے اگرچہ چاند سے بھی مل جائے اور چمکیلے ستاروں سے بھی......اور اگر یہ دونوں صورتیں بھی نہیں تو پھر جو کچھ ہے' نہ تو علم ہے اور نہ شفاء' بلکہ خود جہل اور مرض۔(۳۳)

آگے لکھتے ہیں:''سوانح وایام بھی سیرت نبویہ کے مختلف اجزاء ہیں بلکہ ہدایت قرآنی وحکمت نبوی کے عملی ومجسم ثمرات ہونے کے لحاظ سے دلائل وآیات نبوت کے حکم میں داخل ہیں پس یقیناً آپ کی سیرت مکمل نہ ہوتی اگر ان کے حالات بھی قرآن میں پوری شرح وتفصیل سے نہ ملتے۔'' (۳۴)

لفظ ''سیرت'' کی اصطلاح کا اوّلین استعمال:

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ابتداء ''مغازی' یعنی غزوات کا لفظ استعمال ہوتا تھا (غزوہ ان جنگوں کو کہا جاتا ہے جس میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت کی ہو)۔(۳۵) جس کا سبب یہ تھا کہ ابتدائی کتابوں میں آپ ﷺ کے غزوات کا تذکرہ زیادہ اور حیات طیبہ کا ذکر کم ہوتا تھا بعد میں چونکہ حیات طیبہ کا حصہ وافر تعداد میں شامل ہو گیا اس لیے اس کا سابقہ صحیح نام ''سیرت'' استعمال ہونے گا۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (The Encyclopaedia of Islam) کے مقالہ نگار جی لیوی ڈیلا ویڈا (G. Levi della vida) کی تحقیق کے مطابق حضور کی سوانح عمری کے لیے ''سیرت'' کا استعمال سب سے پہلے ابن ہشام نے کیا ہے وہ اپنی کتاب کو ھذا کتاب سیرۃ رسول اللہ کا نام دیتے ہیں۔(۳۶)

۳۲۔ سورۃ النساء: ۶۹

۳۳۔ ابوالکلام آزاد' رسول رحمت ص: ۴۔۵

۳۴۔ ایضاً ص: ۱۹

۳۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج: ۱۴۔ ا ص: ۴۷

۳۶۔ The Enceyclopaedia of Islam Leiden Vol:4 p/439

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا پہلی کتاب جسے سیرت النبی کا نام دیا گیا وہ سیرت ابن ہشام ہے ورنہ لفظ سیرت کا استعمال نبی کریم ﷺ کی سوانح کے لیے اس سے پہلے بھی بولا جاتا تھا مگر کتابوں کو "مغازی" کا نام دیا جاتا تھا سیرت کا نہیں (۳۷) اس کا ثبوت یہ ہے کہ متعدد احادیث میں آپ کی سوانح کے لیے صحابہ نے سیرۃ کا لفظ استعمال کیا ہے (۳۸) اور عہد نبوی کے شاعر حضرت کعب بن مالک نے غزوہ احد کے موقع پر نعتیہ قصیدہ کہتے ہوئے فرمایا تھا۔

الحق منطقه والعدل سيرتة فمن يجئ اليه ينج من ثبب (۳۹) "آپ کی بات حق ہے آپ کی سیرت عدل ہے جس نے آپ کی پیروی کی وہ ہلاکت سے نجات پا گیا" جس سے واضح ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیرت کا لفظ عام مستعمل تھا۔

سیرت النبی کی دیگر علوم اسلامیہ سے یکسانیت اور امتیازی خصوصیات کا جائزہ:

سیرت النبی بعض خصوصیات کے لحاظ سے حدیث بھی ہے اور تاریخ بھی سوانح بھی ہے میلاد بھی اور بعض خصوصیات کے لحاظ سے فرق بھی ہے لہٰذا سیرت کے مقام کے تعین کے لیے اس فرق کو سمجھنا ضروری ہے۔

سیرت اور حدیث:

سیرت وحدیث میں تین اعتبار سے یکسانیت پائی جاتی ہے:

(۱) اصحاب حدیث (محدثین) تین امور کو جمع کرتے ہیں پہلی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا۔ دوسری یہ کہ رسول اللہ نے کیا کام کیا تیسری یہ کہ رسول اللہ کے سامنے یا آپ کے زمانہ میں کیا کیا گیا۔ اصحاب سیرت (سیرت نگار) بھی انہی تینوں امور کو جمع کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے دونوں کا کام ایک جیسا ہوا۔

(۲) محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی صحت دریافت کرنے کے لیے قواعد وضوابط

۳۷۔ یہی بیشتر اہل علم کی رائے ہے۔ دیکھئے طبقات ابن سعد ج:۲۔ اص:۱۸ ج:۳۔۲ص:۱۵۲ کتاب ۱۱ غانی ج:۱۹:ص ۵۹ تفصیل ملاحظہ کریں اردو نثر میں سیرت رسول ص:۷۔۸

۳۸۔ احمد بن حنبل' مسند احمد ج:اص:۱۷۵ اور ص:۱۲۸ اور دیکھئے المعجم المفهرس لا لفاظ الحديث۔

۳۹۔ ابوالفتح ڈاکٹر محمد صغیر الدین۔ صحابہ کرام کی نعت گوئی ص:۱۱۴ اظہار سیرت نمبر فروری:۱۹۷۹ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتب کئے ہیں لہٰذا بغیر کسی سند کے حدیث قبول نہیں کی جاتی۔ اصحاب سیر بھی بغیر سند۔ کے یا جھوٹے شخص کی روایت کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

(۳) اصحاب سیر اور اصحاب حدیث حقیقت کے اعتبار سے دو الگ جماعتیں نہیں ہیں بلکہ جتنے محدثین ہیں وہ سیرت نگار بھی ہیں جو سیرت نگار ہیں وہ محدث بھی ہیں مگر دونوں کے مقاصد و اہداف الگ الگ ہیں لہٰذا وجوہ ترجیح تبدیل ہو جاتی ہیں (۴۰) سیرت و حدیث میں آٹھ اعتبار سے فرق پایا جاتا ہے۔

1۔ سیرت میں واقعات کے ربط و ترتیب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ لیکن حدیث میں آپ کے حالات موجود ہونے کے باوجود سیرت کی طرح ترتیب لازمی نہیں بلکہ جہاں جس پہلو کی ضرورت ہوتی ہے محدث بیان کر دیتا ہے (۴۱) اس کی وضاحت میں ابوالبرکات لکھتے ہیں۔ محدثین کا مقصود بالذات احکام کو جاننا ہوتا ہے اور رسول ﷺ کی ذات سے بحث ضمناً یا التزاماً ہوتی ہے اور سیرت نگار کے ہاں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ (۴۲)

2۔ سیرت کا مستند ترین مواد کتب احادیث ہی میں ہے اگرچہ بعض اوقات سیرت نگاروں نے روایات کے بارے محدثین کی طرح مکمل احتیاط نہیں برتی۔ یہی وجہ ہے حدیث کی روایات کا درجہ سیرت کی روایات سے بلند ہے۔ (۴۳)

3۔ محدثین ساری توجہ اس نکتہ پر صرف کرتے ہیں کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یا نہیں جبکہ سیرت نگار اس نکتہ پر توجہ دینے کے ساتھ یہ بھی جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ حضور نے کب کہا؟ یا کس وقت یہ کام کیا یا آپ کے سامنے کیا گیا دوسرے یہ کہ ایسا کہنے یا کرنے کا سبب کیا تھا۔ (۴۴)

4۔ سیرت نگار حضور کے اقوال، افعال، واقعات کو مربوط و مسلسل بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور

۴۰۔ ابوالبرکات، عبدالرؤف داناپوری۔ اصح السیر ص: ۸۔۹

۴۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج: ۱۴۔ ۱، ص: ۷۴

۴۲۔ ابوالبرکات، عبدالرؤف داناپوری۔ اصح السیر ص: ۸

۴۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج: ۱۴، ص: ۷۴

۴۴۔ ابوالبرکات، عبدالرؤف داناپوری۔ اصح السیر ص: ۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب وعلل کو بھی جاننا چاہتے ہیں جبکہ محدثین صرف روایت کی صحت پر توجہ دیتے ہیں۔(۴۵)

5۔ وجوہ ترجیح کے الگ الگ ہونے کی وجہ سے محدثین وسیرت نگار دو الگ جماعتیں بن گئیں اور دونوں کے معیار تحقیق میں بھی فرق آ گیا۔محدثین رواۃ کی ثقاہت' تقویٰ اور دیانت کی کمی زیادتی کی بنا پر مقبول رواۃ کی روایتوں میں اختلاف کی صورت میں ترجیح دیتے ہیں۔سیرت نگار حالات کی موافقت اور واقعات کے علم کی بنا پر دو میں سے کسی ایک روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔(۴۶)

6۔ ندیم الواجدی لکھتے ہیں سیرت میں درجہ صحت سے کم درجہ کی روایات سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔حدیث میں اس کی گنجائش نہیں ہے لیکن یہ صرف ان احادیث کے لیے ہے جن کا تعلق احکام ومسائل سے ہوتا ہے(۴۷) علامہ عثمانی نے لکھا ہے علماء کا بڑا گروہ اس کا قائل ہے کہ حدیث ضعیف سے فضائل اعمال اور قصص وغیرہ میں استدلال کیا جاسکتا ہے اس گروہ میں امام احمدؒ امام شافعیؒ ابوداؤدؒ امام نووی اور امام ابوحنیفہؒ شامل ہیں۔(۴۸) امام ابوحنیفہ ضعیف احادیث سے احکام میں بھی استفادہ کرتے ہیں اور رائے پر ترجیح دیتے ہیں لیکن صحیح حدیث پر ترجیح نہیں دیتے۔(۴۹)

(۷) مولانا ادریس کاندھلویؒ لکھتے ہیں حدیث آٹھ علوم کے مجموعے کا نام ہے اور سیرت اس کا ایک جزء ہے۔(۵۰)

(۸) حدیث کی کتابیں فقہی ابواب کی ترتیب پر تقسیم ہوتی ہیں اور سیرت کی کتابیں سنین یا واقعات کی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں۔(۵۱)

مولانا شبلی نعمانی سیرت وحدیث کے فرق کا سبب بیان کرتے ہوئے ان الفاظ میں تجزیہ کرتے ہیں:

۴۵۔ ایضاً

۴۶۔ ایضاً ص/۹

۴۷۔ ندیم الواجدی' سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو، نقوش رسول نمبر ج:اص:۵۳ش۔۱۳۰دسمبر۱۹۸۲ء

۴۸۔ عثمانی' شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد، فتح الملھم ج:اص:۵۸مدینہ پریس بجنور ہندوستان

۴۹۔ نقوش رسول نمبر ج:اص:۵۳بحوالہ فیض الباری ج:اص:۵۸

۵۰۔ کاندھلوی' مولانا محمد ادریس، سیرۃ المصطفیٰ ج:اص:۳

۵۱۔ ابوالبرکات' عبدالرؤف داناپوری، اصح السیر ص:۱۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیر ایک جداگانہ فن ہے اور بعینہ فن حدیث نہیں ہے اور اس بنا پر اس کی روایتوں میں اس درجہ کی شدت احتیاط ملحوظ نہیں رکھی جاتی' جو فن صحاح ستہ کے ساتھ مخصوص ہے اس کی مثال یہ ہے کہ فقہ کا فن قرآن و حدیث ہی سے مأخذ ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بعینہٖ قرآن یا حدیث ہے یا ان دونوں کے ہم پلہ ہے۔

مغازی اور سیرت میں جس قسم کی جزئی تفصیلیں مقصود ہوتی ہیں وہ فن حدیث کے اصل بلند معیار کے موافق نہیں مل سکتیں اس سے ارباب سیر کو تنقید اور تحقیق کا معیار کم کرنا پڑتا ہے' اس بنا پر سیرت و مغازی کا رتبہ فن حدیث سے کم رہا۔

جس طرح امام بخاری و مسلم نے یہ التزام کیا کہ کوئی ضعیف حدیث بھی اپنی کتاب میں درج نہ کریں گے اس طرح سیرت کی تصنیفات میں کسی نے یہ التزام نہیں کیا آج بیسیوں کتابیں قدماء سے لے کر متاخرین تک کی موجود ہیں مثلاً سیرت ابن اسحاق' سیرت ابن ہشام' سیرت ابن سید الناس' سیرت دمیاطی' حلبی' مواہب لدنیہ' کسی میں یہ التزام نہیں۔'' (۵۲)

سیرت اور تاریخ:

اسلامی علوم میں سیرت کو ایک نیم تاریخی نیم سوانحی صنف قرار دیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کا فن تاریخ فن سیرت نگاری سے متاثر ہوا ہے۔ (۵۳)

سیرت تاریخ کی ایک نوع ہونے کے باوجود فن تاریخ سے الگ اور ممتاز صنف ہے۔ تاریخ کی چند تعریفیں کی جاتی ہیں مشہور ماہر تاریخ کافیجی (م ۸۷۹ھ) نے اپنی کتاب '' **المختصر فی علم التاریخ**'' میں یہ تعریف کی ہے کہ تاریخ زمانے کے حالات اور ان حالات کے متعلقات کی یقینی تلاش کا نام ہے۔ سخاوی (م ۹۰۲ھ) نے اپنی مشہور تصنیف ' **الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ**'' میں کہا ہے کہ زمانے کے واقعات کی موقت جستجو کا نام تاریخ ہے۔ دور وسطی کے مغربی مفکرین کہتے ہیں کہ تاریخ زندہ

۵۲۔ شبلی نعمانی' علامہ۔ سیرۃ النبی، ج: ۱، ص: ۲۴، مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور۔ ۱۴۰۸ھ

۵۳۔ خالد' ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرت رسول ص: ۲۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ کا نام ہے۔(۵۴)

ابونصر اسماعیل بن حماد الجوھری (م ۳۹۸ھ) کہتا ہے کہ تاریخ کے معنی وقت بتانا ہیں۔(۵۵) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (Encyclopaedia Britannica) کے مطابق تاریخ کو دو مفاہیم میں استعمال کیا جاتا ہے کبھی واقعات کے بیان پر اور کبھی بذات خود واقعات کو تاریخ کا نام دیا جاتا ہے۔(۵۶) یہاں تاریخ اور سیرت کے چار فرق بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) پہلا فرق:

تاریخ کا موضوع انسان اور زمانہ ہے (۵۷) اس کے بالمقابل سیرت کا موضوع ایک محبوب انسان اور اس کا بابرکت عہد ہے اس عہد میں رونما ہونے والے واقعات بھی سیرت کا حصہ ہیں۔

(۲) دوسرا فرق:

یہ ہے کہ تاریخ کا موضوع عموماً ملک اور زمانہ ہوتا ہے جن میں ضمناً شخصیات زیر بحث آتی ہیں جبکہ سیرت میں ایک مخصوص شخصیت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موضوع بنا کر ضمنا ملک و زمانہ اور اس کے خدوخال کو اجاگر کیا جاتا ہے۔(۵۸)

(۳) تیسرا فرق:

سیرت کے ماخذ جس قدر مستند اور قابل اعتبار ہیں تاریخ کو ان کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں ہے۔ تاریخ کا مدار صحت مند ماخذ کے بجائے قیاس پر زیادہ ہوتا ہے لیکن سیرت میں قیاس کو دخل نہیں ہے بلکہ روایات جس طرح پہنچیں انہیں من وعن ذکر کر دینا سیرت نگار کا پہلا فرض ہے۔ ان روایات میں جس

۵۴۔ جمال الدین، عبد الصاحب۔ عربوں میں تاریخ کا مطالعہ (مترجم ندیم الواجدی) رسالہ رگ سنگ کانپور جنوری ۱۹۷۳ء

۵۵۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرت رسول ص:۲۴

۵۶۔ Enceyclopaedia Britannica vol/11p/529 (Article History)

۵۷۔ السخاوی ’الاعلان بالتوبیخ لمن ذم اھل التاریخ (اردو) ص:۳۰ مرکزی اردو بورڈ لاہور

۵۸۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرت رسول: ص:۲۶

17185

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر چھان پھٹک اور کاوش سے کام لیا جاتا ہے۔ وہ الگ قابل غور ہے۔(۵۹)

(۴) چوتھا فرق:

یہ ہے کہ ہمارے سامنے جن مؤرخوں کے ذریعہ تاریخیں پہنچی ہیں خود ان مؤرخوں کا اس زمانہ سے جس زمانہ کی انہوں نے تاریخ لکھی ہے کوئی تعلق نہیں ہے اگر ہے بھی تو اس درجہ کا نہیں ہے جس درجہ کا صحابہ کا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا بلکہ اکثر مؤرخین تو تاریخ کے خود بھی عینی شاہد نہیں ہیں جبکہ صحابہ اس تاریخ کے جسے ہم سیرت کہتے ہیں عینی شاہد ہیں لہٰذا عام تاریخ کا سیرت سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔(٦٠)

فاضل دیوبند مولانا مناظر احسن گیلانیؒ تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس اس وقت تاریخ کے جو عام ذخیرے ہیں عموماً ان کا تعلق کسی قوم کی حکومت، کسی عظیم الشان جنگ، الغرض اس قسم کی منتشر اور پراگندہ گوناگوں چیزوں سے ہے جن کا احاطہ آسان نہیں ہے۔ بخلاف اس کے سیرت وحدیث اس تاریخ کا نام ہے جس کا تعلق براہ راست ایک خاص شخصی وجود یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہے ایک قوم ایک ملک، ایک حکومت، ایک جنگ کے تمام اطراف وجوانب کو صحیح طور سے سمیٹ کر بیان کرنا ایک طرف ہے اور دوسری طرف ملک نہیں، ملک کی کوئی خاص قوم نہیں کسی قوم کا کوئی قبیلہ نہیں، کسی قوم کا کوئی خانوادہ نہیں بلکہ صرف ایک واحد بسیط شخص کی زندگی کے واقعات کا بیان کرنا ہے۔ خود اندازہ کیجئے کہ احاطہ وتدوین کے اعتبار سے دونوں کی آسانی و دشواری میں کوئی نسبت ہے؟ پہلی صورت میں کوتاہیوں، غلط فہمیوں، غلطیوں کے جتنے قومی اندیشے ہیں یقیناً اسی نسبت سے دوسری صورت میں صحت وواقعیت کی اسی قدر عقلاً توقع کی جاسکتی ہے۔(٦١)

سیرت اور میلاد:

سیرت اور میلاد دونوں کا مقصود بالذات حب رسالت، تذکرہ رسالت اور فروغ اُسوہ حسنہ ہے

۵۹۔ ندیم الواجدی، سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو، نقوش رسول نمبر ج: اص: ۵۷

٦٠۔ گیلانی، مولانا مناظر احسن، تدوین حدیث ص: ۱۱

٦١۔ ایضاً: ۱۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ عنوان برصغیر میں خاص مناظراتی پس منظر کا حامل ہے ۔مگر یہاں ایک خاص نکتہ پیش نظر رکھنے کے قابل ہے کہ میلاد یعنی نبی کریم کی ولادت اس سے کسی مشرک کو کوئی تکلیف نہیں تھی آپ کی ولادت پر کسی نے خفگی و ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ سب نے خوشی منائی تھی انہیں آپ کی ولادت (میلاد) سے کوئی تکلیف نہیں ان کو تکلیف آپ کی تعلیمات (سیرت) سے تھی ۔ برصغیر میں میلاد کو بہت فروغ حاصل ہوا جس کا سبب عیسائیوں ہندوؤں اور سکھوں کا اپنے پیشواؤں کا جنم دن (یوم پیدائش) منانا بھی ہے۔ یہی ردّعمل اس کے فروغ کا بڑا اسبب بنا۔ سیرت اور میلاد میں چھ اعتبار سے فرق ہے:

1۔ سیرت میں نبی کریم ﷺ کی مکمل سیرت بیان ہوتی ہے جبکہ میلاد میں ولادت' معجزات معراج اور وفات وغیرہ کا بیان ہوتا ہے مکمل سیرت نہیں ہوتی تمام میلاد ناموں میں کچھ کمی بیشی کے ساتھ یہی قدر مشترک ہے۔

2۔ سیرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' آپ کے صحابہ تک حالات ہوتے ہیں جبکہ میلاد ناموں میں ضمنی واقعات مثلاً واقعہ کربلا بزرگوں کا تذکرہ بھی شامل ہوتا ہے۔(۶۲)

3۔ سیرت میں تاریخی یا واقعاتی ترتیب کو مدنظر رکھا جاتا ہے جبکہ میلاد میں ایسا ضروری نہیں ہے۔

4۔ عہد حاضر میں ایک اور فرق نمایاں ہوگیا ہے خواتین میں میلاد اور جلسہ میلاد مخصوص ہوگیا جبکہ عام جلسے سیرت کے نام سے منعقد ہوتے ہیں۔

5۔ سیرت میں عموماً مثبت و مستند واقعات بیان کئے جاتے ہیں جبکہ میلاد میں عموماً متنازعہ موضوعات زیر بحث لائے جارہے ہیں۔

6۔ برصغیر میں جو کتب میلاد آغاز میں رائج رہیں ان میں اکثر منظوم ہیں بعد میں منظوم ونثر مجموعے زیادہ مقبول ہوئے جبکہ سیرت کی غالب تعداد نثر میں ہے۔

سیرت اور نعت:

نعت کہتے ہیں تعریفی اوصاف بیان کرنا اصطلاحاً یہ لفظ نبی کریم ﷺ کے اوصاف محمودہ کو منظوم

۶۲۔ جاوید' محمد مظفر عالم' صدیقی، اردو میں میلاد النبی ص:۹۶ (فکشن ھاؤس لاہور۔ طبع اول ۱۹۹۸ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا نثر کی صورت میں بیان کرنے پر استعمال کیا جاتا ہے۔(۶۳)

1۔ سیرت کی طرح نعت کا دائرہ بھی وسیع ہے اس میں سیرت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ لیکن آج کل نعت کا اطلاق منظوم سیرت پر کیا جاتا ہے نثر پر نہیں۔(۶۴)

2۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ سیرت میں آپ کی تعلیمات غالب طور سے بیان کرتے ہیں جبکہ نعت میں اظہار عقیدت کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے۔

3۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ عہد حاضر میں جن نعتوں کا رواج چل رہا ہے ان کا ادب اور سیرت سے تعلق کم موسیقی اور صوتی اثرات وردھم سے زیادہ ہے۔

سیرت اور سوانح:

سوانح کو حیات (Life) اور بایوگرافی (Biography) کہا جاتا ہے اس کی تعریف جوزف ٹی شیلے نے یہ کی ہے کہ سوانح عمری ایک شخص کی پیدائش سے موت تک کے افکار و افعال کا بیان کرنا ہے۔ کارلائل کے نزدیک یہ ایک انسان کی تاریخ ہے(۶۵) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مطابق سوانح کا موضوع ایک انسان ہے اور اس کی ایسی زندگی ہے جو حقیقتاً بسر کی گئی ہو(۶۶) سیرت میں بھی سوانح موجود ہے لیکن پانچ اعتبار سے فرق ہے۔

(۱) پہلا فرق یہ ہے سیرت حیات انسانی کے ایک ایسے مثالی نمونے کو موضوع بناتی ہے جو ہر خطا و تقصیر سے پاک ہے جبکہ سوانح میں ان خوبیوں کا ہونا ضروری نہیں۔

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ سیرت میں تقدس ہے غور و خوض ہے جبکہ سوانح میں اس عنصر کا ہونا ضروری نہیں۔

(۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ سوانح میں واقعہ کی صداقت صرف روایت یا سماعت کی بنیاد پر ہوتی ہے جبکہ

۶۳۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرت رسول ص:۱۱

۶۴۔ فرمان فتح پوری، اردو کی نعتیہ شاعری ص:۲۱

۶۵۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرت رسول ص:۱۹

۶۶۔ Enceycloapaedia Britannica vol/3 p/636 (Articale Biography)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت میں واقعہ کی صداقت روایت ودرایت (حدیث کے اصول تنقید) کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔اس لحاظ سے سیرت سوانح سے زیادہ مستند ہے۔

(۴) سوانح میں تصور کشی تخیل وقیاس کی بنیاد پر ہوتی ہے جبکہ سیرت میں اس کی گنجائش ہی نہیں بلکہ دروغ گوئی کے زمرہ میں شامل ہونے کے سبب حرام ہے۔

(۵) سوانح میں خوبیاں وخامیاں دونوں بیان کی جاتی ہیں جبکہ سیرت کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خامیوں سے پاک ہیں اور معصوم ہیں لہٰذا آپ کی خامیاں نکالنا حرام اور گستاخی رسالت ہے۔یہی وہ نکتہ ہے جہاں مستشرقین دھوکہ کھا گئے ہیں اور عام بشر و نبی میں فرق قائم نہیں رکھ سکتے ہیں اور ہرزہ سرائی کے مرتکب ہوئے ہیں سیرت کے مفہوم کی تعین و تقابلی مطالعہ کے بعد اب میں مختصراً سیرت نگاری کا ارتقائی جائزہ پیش کروں گا۔

سیرت نگاری کا ارتقاء:

حدیث اور سیرت دونوں کا ارتقا ساتھ ساتھ شروع ہوا حضرت جعفر طیار نے شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں جب تعلیمات نبوی پیش کیں تو اس نے آپ کی سیرت حسب ونسب پوچھا اور ابوسفیان سے تصدیق کر کے آپ کی تعلیمات کو سچا تسلیم کیا خود آپ نے جب فاران کی چوٹی پر لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی چاہی تو سب سے پہلے اپنی سیرت کو پیش کیا تمام حاضرین نے آپ کو صدیق وامین تسلیم کیا یعنی آپ کی سیرت کی تصدیق کی لیکن جب آپ نے اسلام کی دعوت دی تو سب نے انکار کر دیا۔

ان واقعات سے یہ واضح ہوتا ہے اس معاشرہ میں کسی کی بات سننے اور یقین کرنے سے پہلے اس کے حسب نسب اور کوائف (سیرت) کی تصدیق کی جاتی تھی پھر اس کی تعلیمات پر غور کیا جاتا تھا اسی طرح بعض اکابر صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ومغازی بیان کرنے میں زیادہ معروف تھے یا کہا جائے زیادہ عمدگی سے بیان کرتے تھے لہٰذا صحابہ وتابعین ان سے رجوع کرتے تھے خلفاء راشدین میں حضرت علی سے شمائل ترمذی میں امام ترمذی نے مفصل روایات نقل کی ہیں جن میں آپ کا حلیہ بیان کیا گیا ہے۔شبلی نعمانی نے امام بخاری کے حوالہ سے لکھا ہے غزوۂ احد کے ذیل میں منقول ہے حضرت طلحہ جو اکابر صحابہ میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تھے۔ مغازی (سیرت) بیان کرتے تھے۔(٦٧) ہاں البتہ عہد نبوی میں با قاعدہ تدوین کی عام اجازت نہیں اوراس عدم اجازت کے وہی اسباب تھے جوحدیث کے بارے میں بیان کئے گئے ہیں (٦٨) جس طرح حدیث لکھنے کی مخصوص صحابہ کواجازت تھی یقیناً سیرت لکھنے کی اجازت بھی ہوگی وہ زمانہ چونکہ نزول وحی کا زمانہ تھالہٰذاوحی سے حدیث کے خلط ملط ہونے کا خدشہ تھادوسرے لوگوں کی توجہ صرف قرآن کی طرف مبذول رکھنی تھی اس لیے عام لوگوں کوصرف قرآن لکھنے کی اجازت تھی۔ سیرت کی ایک قسم نعت عہدنبوی میں رائج تھی (٦٩) قرن اوّل میں سیر ومغازی کی تدوین میں تاخیر کاایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ میں چونکہ اسلام تیزی سے پھیل رہا تھا لہٰذلوگوں کوزیادہ ضرورت احکام کی تھی نبی کریم کے حالات جاننے کی نہیں تھی۔ امام زہری سے پہلے سیرت اورحدیث کے عالموں میں کچھ زیادہ فرق نہیں تھا۔ جومحدث تھاوہ سیرت نگاربھی تھا۔ البتہ بعض علماء صاحب المغازی کے نام سے مشہور تھےاس کی وجہ یاتو یہ تھی کہ انہیں سیرت ومغازی کی روایات زیادہ معلوم تھیں یاوہ زیادہ بیان کرتے تھےاس لیے دیگرمحدثین کے مقابلہ میں انہیں صاحب المغازی کے نام سے یادکیا گیا۔

سیرت ومغازی پرابتدائی کتابیں:

سیرت ومغازی کے موضوع پرپہلی کتاب ''مغازی'' کے نام سے حضرت ابان بن عثمان بن عفان غنی رضی اللہ عنہ(ولادت تقریباً ٢٠ہجری مطابق ٦٤٠ءوفات ١٠٠تا١٠٥ھ۔کے درمیان مطابق ٧١٨تا ٧٢٢بیان کی گئی ہے) کی ہے آپ خلیفہ ثالث کے بیٹے معروف تابعی حدیث'فقہ اورمغازی وسیرت کے عالم تھے(٧٠) یہی تحقیق ڈاکٹرمصطفیٰ صبری کی ہے(٧١)

٦٧۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ج:ا حصہ اول ص:٢٨

٦٨۔ تفصیلی اسباب کے لئے مطالعہ کریں خطبات بہاولپورڈاکٹرحمیداللہ، تاریخ تدوین حدیث اورمولانا مناظراحسن گیلانی کی تدوین حدیث اورمولانارفیع عثمانی کی کتابت حدیث اورڈاکٹرعبدالرؤف ظفرکی التحدیث فی علوم الحدیث وغیرہ۔

٦٩۔ معروف شعراء میں حضرت حسان بن ثابت' کعب بن مالک' عبداللہ بن رواحہ' عامربن سنان' ثابت بن قیس بن شماس'ان میں بیشتر شعراء کاکلام بھی سیرت نگاروں نے نقل کیا ہے تفصیل کے لیے دیکھیے نقوش سیرت رسول ج:٥ ص:٦٠١ واورج:١٢اص:٣٥

٧٠۔ ابن سعد'محمد الطبقات الکبریٰ ج:٥'ص:٥٦انفیس اکیڈمی کراچی

٧١۔ نقوش رسول نمبر:ج:اص:٦١(مقالہ ندیم الواجدی)بحوالہ موقف العلم والعقل ج/اص:٤٧

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابان کے بعد حضرت عروہ بن زبیر (ولادت تقریباً ۲۳ھ مطابق ۶۴۲ء وفات ۹۴ھ مطابق ۷۱۲ء) شعبی (م ۱۰۹ھ) وھب بن منبہ (م ۱۱۰ھ) شرحبیل بن سعد (م ۱۲۳ھ) اور عاصم ابن عمر بن قتادہ انصاری (م ۱۲۱ھ) محمد بن مسلم ابن شہاب زہری (م ۱۲۴ھ) محمد بن اسحٰق (م ۱۵۰ھ) کے نام لیے جاتے ہیں مؤخر الذکر عاصم ابن عمر کو عمر بن عبدالعزیز نے حکم دیا کہ وہ جامع مسجد دمشق میں سیرت و مغازی کا حلقہ درس قائم کرکے باقاعدہ لوگوں کو تعلیم دیں (۷۲) اسی طرح ابن شہاب زہری کو حدیث کی جمع و تدوین اور تدریس کے لیے مقرر کیا۔ سیرت و مغازی پر دوسری کتاب ''کتاب المغازی'' کے نام سے عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے آپ ہی نے لکھی ہے (۷۳) اس کے بعد تیسری کتاب محمد بن اسحٰق اور چوتھی کتاب موسیٰ بن عقبہ کی ہے۔ (مگر یہ دستیاب نہیں ہے)

غلط شہرت:

اس موقع پر یہ وضاحت کردوں کہ تقریباً تمام سیرت نگاروں نے مذکورہ بالا سیرت کی پہلی کتاب کو نظر انداز کیا ہے کسی نے امام زہری کو کسی نے ابن اسحٰق کو پہلا سیرت نگار لکھا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ (۷۴) بلکہ صحیح یہ ہے کہ پہلے سیرت نگار عروہ بن زبیر ہیں یہ عبداللہ بن زبیر کے بھائی ہیں آپ کی کتاب مغازی رسول اللہ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب کی ایڈیٹ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے اور اردو میں محمد سعید الرحمٰن کے ترجمہ کے ساتھ ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔

ابتدائی سیرت نگاروں کے تین طبقے:

محمد توفیق حسین نے سیرت نگاروں کو ترتیب زمانی کے لحاظ سے تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے:

پہلے طبقہ کے مشہور ترین اشخاص میں ابان بن عثمان بن عفان (ولادت تقریباً ۲۰ھ اور وفات ۱۰۰۔۱۰۵ کے درمیان)، عروہ بن زبیر بن العوام (ولادت تقریباً ۲۳ھ اور وفات ۹۴ھ) شرحبیل

۷۲۔ ابن حجر، شہاب الدین العسقلانی تہذیب التہذیب: ۵، ص: ۵۳ ترجمہ عاصم بن قتادہ انصاری مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۲۶ھ

۷۳۔ ایضاً ج: ۵، ص: ۴۴۵

۷۴۔ تفصیل کے لیے دیکھئے اردو دائرہ معارف اسلامیہ: ۱۴۔ اص: ۸۔۱۷، سیرت النبی، ج: ۱، ص: ۳۰، نقوش، رسول نمبر (مقالہ ندیم الواجدی) ج: اص: ۶۱۔۶۲ وغیرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن سعد (وفات ۱۲۳ھ) اور وہب بن منبہ (وفات ۱۱۰ء) ہیں۔

دوسرے طبقہ کے مشہور ترین اشخاص میں عبداللہ بن ابوبکر بن حزم (وفات ۱۳۵ھ)، عاصم بن عمرو بن قتادہ (وفات ۱۲۰ھ) اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری (وفات ۱۲۴ھ) ہیں۔

تیسرے طبقہ کے اہم ترین اشخاص میں موسیٰ بن عقبہ (وفات ۱۴۱ھ) معمر بن راشد (وفات ۱۵۰ھ) اور محمد بن اسحٰق (وفات ۱۵۰ھ یا ۱۵۳) ہیں۔ ابن اسحٰق سے زیاد البکائی (وفات ۱۸۳) اور بکائی سے سیرت کی مشہور کتاب کے مؤلف ابو محمد عبدالملک بن ہشام الحمیری (وفات ۲۱۸ھ) نے علم حاصل کیا۔ اسی طبقہ کے اشخاص میں محمد بن عمر الواقدی (وفات ۲۰۷ھ) اور ان کے شاگرد محمد بن سعد (وفات ۲۳۰ھ) ہیں۔ (۷۵)

ابوالبرکات امام زہری کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام زہری کے وقت میں چار عالم بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ ابن المسیبؒ مدینہ میں۔ شعبیؒ کوفہ میں حسن بصریؒ بصرہ میں۔ اور مکحول شام میں۔ یہ سب ائمہ حدیث بھی ہیں اور ائمہ سیر بھی۔ زہری ان چاروں کے فیض یافتہ تھے۔ اور امام زہری کے شاگردوں ہی نے سنن اور سیرت کو بظاہر دونوں کی حیثیت سے نمایاں کیا۔ ایک طرف امام مالک اور سفیان بن عیینہ جیسے ائمہ حدیث ان کے شاگرد تھے۔ جنہوں نے علم حدیث کی بنیاد کو مستحکم کیا۔ اور دوسری طرف امام السیر والاخبار محمد بن اسحٰق بن یسار۔ اور اور موسیٰ بن عقبہ ان کے شاگرد تھے جن کی روایات اور تصنیفات سے فن سیرۃ ایک مستقل فن بن گیا۔

مغازی موسیٰ بن عقبہ۔ اور معازی ابن اسحٰق سیرۃ کی دو تصنیفات ہیں۔ اس فن میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ سب کی بنیاد ان دو کتابوں پر ہے۔ دونوں بڑے مرتبہ کے محدث تھے۔ موسیٰ بن عقبہ پر تو کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ مگر ابن اسحاق پر امام مالکؒ نے جرح کی ہے۔ محدثین کی بڑی جماعت اس جرح کو قبول نہیں کرتی اور شاید اسی جرح کی وجہ سے محدثین نے یہ قاعدہ بنایا کہ معاصر کی جرح معاصر کے

۷۵۔ حسین، محمد توفیق، سیرت نبوی پر گذشتہ صدی میں عرب مؤرخین کی نگارشات (مترجم ڈاکٹر مسعود الرحمٰن خان ندوی) نقوش رسول نمبر: ج/۴، ص: ۲۷۸ش: ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۳ء ادارہ فروغ اردو لاہور۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق میں مقبول نہ ہوگی۔ گو جرح کرنے والا کسی مرتبہ کا ہو۔(۷۶)

عجیب بات یہ ہے کہ سیرت ابن اسحاق پر سب سے زیادہ تنقید کی گئی ہے اور سیرت ابن ہشام کی سب نے زیادہ تعریف کی گئی ہے حالانکہ سیرت ابن ہشام دراصل سیرت ابن اسحٰق ہی کی نئی ترتیب و تہذیب ہے اور کچھ اضافات بھی کئے گئے ہیں۔(۷۷) ان ابتدائی کتب سیرت کے بعد آج تک اس موضوع پر ہزاروں تصنیفات سینکڑوں زبانوں میں شائع ہوکر منصۂ شھود پر آچکی ہیں۔

اصول سیرت/ ماخذ و مصادر:

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کے بھی کچھ اصول ہیں جن سے استفادہ کرتے ہوئے سیرت النبی لکھی جانی چاہیے ان اصولوں کی تعداد و ترتیب میں اختلاف ہے اس موضوع پر مستقل کتب اگر چہ نہیں لکھی گئیں ہیں لیکن ضمناً کتب سیرہ میں یہ بحث موجود ہے۔ اسلام کے دیگر موضوعات مثلاً حدیث کے لیے اصول حدیث، فقہ کے لیے اصول فقہ اور علم کلام کے لیے اصول علم کلام، علم تاریخ کے لیے اصول علم تاریخ کا فن موجود ہے جس کے ذریعہ ان علوم کی ترتیب و تدوین اور پرکھنے میں مدد لی جاتی ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ اصول سیرت النبی پر بھی مستقلاً لکھا جاتا اور مآخذ و مصادر کا تعین کیا جاتا تاکہ اس علم میں فنی بنیادوں پر مناہج کا تعین آسان ہو جاتا۔ اس موضوع پر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر کی کتاب "سیرت نبوی کے مصادر و مراجع" پبلشر سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ۱۹۹۴ء ملاحظہ کی جاسکتی ہے جس میں مکمل تفصیل موجود ہے۔

پہلا ماخذ قرآن:

سیرۃ النبی کا مطالعہ کرنے کے لیے سب سے پہلے قرآن کی طرف رجوع کیا جائے گا کہ قرآن سیرت النبی کے اس پہلو کی طرف کیا رہنمائی کرتا ہے۔ عہد نبوی و عہد صحابہ میں یہی طریقہ رائج تھا۔ خود قرآن نے انبیاء کے قصے بیان کرنے کا حکم دیتے ہوئے کہا ہے: ﴿ **فاقصص القصص لعلهم**

۷۶۔ ابوالبرکات، عبدالرؤف دانا پوری، اصح السیر ص:۱۳

۷۷۔ ابن خلکان، ابی العباس شمس الدین، وفیات الاعیان ج: ۱ ص: ۲۹۰ المطبعۃ المیمنیۃ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یتفکرون ﴾(۷۸) لوگوں کو پچھلے قصے سنایا کرو تاکہ وہ سوچیں۔ قصص الانبیاء کو احسن القصص (بہترین قصے) قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کہانیوں کی کتاب نہیں ہے لیکن انبیاء کی سیرت کے اہم حصوں کی طرف رہنمائی ضرور کرتا ہے۔

ایک دفعہ کچھ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

((اِن خلق رسول الله كان القرآن))(۷۹)

''رسول کے وہی اخلاق تھے جو قرآن بیان کرتا ہے۔''

قرآن نے آپ کی حیات مبارکہ کے پہلوؤں کی وضاحت کی ہے۔ جس میں آپ کی ابتدائی زندگی، یتیمی، غربت، جوانی میں مالی فراغت، تلاش حق، بعثت، نزول وحی دعوت وتبلیغ، کفار کی مخالفت، اسلام کا فروغ، معراج، ہجرت، غزوات، خود آپ کے اخلاق عادات، کی مختلف انداز میں وضاحت کی ہے یہی وجہ ہے تمام سیرت نگاروں نے سیرت کا پہلا ماخذ قرآن کو تسلیم کیا ہے۔ (۸۰) لیکن عملی صورت حال یہ ہے کہ صرف قرآن سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کی سیرت پر اتنا نہیں لکھا گیا جتنا لکھا جا، چاہیے تھا اس کا شکوہ مولانا ابوالکلام آزاد سمیت دیگر افراد کو بھی رہا ہے (۸۱) حتی کہ معروف سیرت نگار علامہ شبلیؒ بھی تذبذب کا شکار رہے کہ کیا صرف قرآن سے سیرت النبیؐ لکھی جا سکتی ہے۔ (۸۲) اس کا عملی جواب ابوالکلام آزاد نے خود دیا اور بقول خود پہلی کتاب سیرت پر قرآن کی روشنی میں تیار کی یہ کتاب قرآن کی سورتوں کی ترتیب پر

۷۸۔ سورہ الاعراف:۱۷۶

۷۹۔ مالک بن انس، موطاء باب حسن الخلق ص:۹۰۴ اور کنز العمال ج:۳ ص:۱۶

۸۰۔ دیکھئے السيرة النبوية فی ضوء المصادر الأصلية ،الدكتور مهدى رزق الله احمد مطبوع، جامعهة الملک السعود الطبعة الاولیٰ ۱۹۹۲ء ص:۱۶ اور فقه السيرة الدكتور محمد سعيد رمضان البوطى انتشارات لقمان قم ص:۲۲ اور سیرت نبوی ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی مترجم مزمل حسین اقمیر انٹر پرائزز لاہور ۱۹۸۹ء ص:۳۰۔۳۱ اردو نثر میں سیرت رسول ڈاکٹر انور محمود خالد ص:۴۵ تا ۵۲ اور دراسات فی السیرۃ النبویہ محمد سرور بن نایف زین العابدین دار ۱۱۱ رقم ۱۹۸۶ء ص:۷۰

۸۱۔ ابوالکلام آزاد رسول رحمت ص:۱۸

۸۲۔ ایضا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے(۸۳) باوجود یہ کہ یہ دعویٰ قابل تحقیق ہے پھر بھی کچھ کوششیں ایسی ہوئی ہیں جن میں قرآن کی بنیاد پر سیرت لکھی گئی ہے۔جیسے''جمال مصطفی ''عبدالعزیز عرفی کی (۸۴) نبوة محمد فی القرآن ، الدکتور حسن ضیاء الدین عتر کی (۸۵) اور سیرة الرسول صورة مقتبسة من القرآن الکریم محمد عزہ دروزہ کی (۸٦) النبی الامین و القرآن المبین مولانا عبیداللہ سندھی کی (مطبوعہ کراچی) رسول کریم فی القرآن العظیم شمس الدین کی (مطبوعة الفیصل لاہور)۔

''نبی قرآن کی روشنی''میں عزیز ملک کی (دیا پبلشرز اسلام آباد) بولتا قرآن محمد رئیس کی (نور بک ڈپو فیصل آباد) قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ نقوش رسول نمبر کی جلد اوّل بھی اسی کوشش کی کڑی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں۔قرآن دنیا کی واحد کتاب ہے جو ہر سوال کا جواب دیتی ہے اس کا لانے والا کون تھا؟ کیسے زمانے میں آیا؟ کس ملک میں پیدا ہوا؟ اس کے خویش و یگانہ کیسے ۔تھے؟ قوم ومرز بوم کا کیا حال تھا؟ اس نے کیسی زندگی بسر کی؟ اس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا اور دنیا نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ اس کی باہر کی زندگی کیسی تھی اور گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا؟ اس کے دن کیسے بسر ہوتے تھے اور راتیں کن کاموں میں کٹتی تھیں؟ اس نے کتنی عمر پائی؟ کون کون سے اہم واقعات وحوادث پیش آئے؟ پھر جب دنیا سے جانے کا وقت آیا تو دنیا اور دنیا والوں کو کس عالم میں چھوڑ گیا؟ اس نے جب دنیا پر پہلی نظر ڈالی تھی تو دنیا کا کیا حال تھا۔اور جب واپسیں نظر وداع ڈالی تو وہ کہاں سے کہاں تک پہنچ چکی تھی؟ غرض ایک وجود' مقاصد وجود اور اعلام صداقت وعظمت کے لیے اس کے وقائع میں سے جن جن باتوں کی ضرورت ہوسکتی ہے' وہ سب کچھ صرف قرآن ہی کی زبانی دنیا معلوم کرسکتی ہے اور اس بارے میں بھی قرآن اپنے سے باہر کا

۸۳۔ ایضاص:۱۹اورص:۲۳

۸۴۔ یہ گیلانی پبلشرز کراچی سے اگست ۱۹۸۱ء میں پہلی دفعہ شائع ہوئی چار جلدوں پر مشتمل ہے الاتقان للسیوطی کی ترتیب نزول کے اعتبار سے سیرت لکھی ہے ہر جلد ۳۰۰ تا ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۸۵۔ یہ دار البشائر الاسلامیہ سے ۱۹۹۰ء میں ایک جلد میں ۷٦۳ صفحات پر شائع ہوئی ہے اس میں شخصیت کے مختلف پہلو سے متعلق آیات کو الگ الگ جمع کر کے اس کی روشنی میں سوانح' بعثت' اخلاق' نبوت کا اثبات' اور اعتراضات کے جوابات پیش کئے گئے ہیں۔

۸٦۔ یہ دو جلدوں میں لکھی گئی ہے دیکھئے السیرة النبویة فی ضوء المصادر الاصلیة ص ١٦

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابد امحتاج نہیں اور یہ سب کچھ از قبیل اشارات و مرموزات نہیں جیسا کہ ارباب نکات و دقائق کا طریقہ استنباط ہے۔ بلکہ صاف صاف اور کھلا کھلا بیان، جو فقہا کے طریق و استنباط اشارۃ النص سے کہیں زیادہ واضح وظاہر اور اگر رموز و اشارات و تلمیحات کا طریقہ اختیار کیا جائے تو پھر خاص خاص آیتوں کو چھانٹنے کی کیا ضرورت ہے؟ پورے قرآن میں بجز اس ایک ذکر کے اور کوئی ذکر ہی نہیں۔

اگر غور کیا جائے تو فی الحقیقت یہ معاملہ بھی منجملہ خصائص اور اعجاز قرآن ہے کہ کسی پیغام کی صداقت جانچی نہیں جاسکتی، جب تک پیغام لانے والے کی صداقت و امانت نہ جانچی جا سکے اور وہ ممکن نہیں، جب تک اس کی پوری زندگی اور زندگی کے اعمال و وقائع دنیا کے سامنے نہ ہوں پس اس اعتبار سے آج تمام عالم میں اگر کوئی صحیفہ آسمانی ایسا ہے، جو اپنے لانے والے کی زندگی کے وقائع و سوانح ہر زمانے اور ہر عہد میں خود اپنی زبانی سنا سکتا ہے تو وہ بحکم " هٰذا كتابنا ينطق عليكم بالحق "(۸۷) '' یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں حق کے ساتھ بولتی ہے۔'' بجز قرآن حکیم و محفوظ کے اور کوئی نہیں۔ اس کے سوا جس قدر کتب سماویہ موجود ہیں وہ یا تو اپنی صداقت کی اور ساری باتوں کی طرح اس بارے میں بھی بالکل خاموش ہیں حتی کہ اپنے لانے والوں کے وجود کے اثبات سے عاجز اور اگر اس کی شخصیت کا ذکر بھی کرتے ہیں تو ایسے مجہول و سراپا شکوک و ارتیاب کی شکل میں جس سے اثبات کی جگہ اور زیادہ سلب و نفی کا یقین پیدا ہو جاتا ہے۔(۸۸)

آگے مزید لکھتے ہیں اگر دنیا سے تاریخ اسلام کی ساری کتابیں معدوم ہو جائیں دنیا نے جو کچھ چھٹی صدی عیسوی کے ایک ظہور دعوت کی نسبت سنا ہے وہ سب کچھ بھلا دے اور صرف قرآن ہی دنیا میں باقی رہے جب بھی آنحضرت کی شخصیت مقدسہ اور آپ کی سیرت و حیات کے براہین و شواہد مٹ نہیں سکتے۔(۸۹) اور حقیقت یہ ہے کہ ﴿ و رفعنالک ذکرک ﴾(۹۰) ''ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔''

۸۷۔ سورۃ جاثیہ : ۲۹

۸۸۔ ابوالکلام آزاد، رسول رحمت ص:۱۹۔۲۰

۸۹۔ ایضاً ص۱۹

۹۰۔ سورۃ الم نشرح : ۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح قرآن کبھی فنا نہیں ہوگا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی ہمیشہ زندہ رہے گی۔

لیکن اعتدال اور حقیقت سے زیادہ قریب بات ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی ہے، لکھتے ہیں:

''قرآن نے حالات نبوی کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بجائے اجمال سے کام لیا ہے مثلاً جب کسی غزوہ کا ذکر کرتا ہے تو اسباب پر روشنی ڈالتا ہے۔ جزئیات پر نہیں صرف جنگ کے نصیحت آموز پہلوؤں کو نکھارتا ہے اور عبرت آموز واقعات پر تبصرہ کرتا ہے اور یہی معاملہ انبیاء کے قصوں اور اقوام ماضیہ کے حالات کے ساتھ بھی ہے اس لیے ہم سیرت نبوی سے متعلق قرآنی نصوص پر اکتفا نہیں کر سکتے ہیں اور ان سے حیات رسول کی مکمل تصویر پیش کرنے سے عاجز ہیں۔(۹۱)

لہٰذا سیرت النبی کے لئے قرآن کے بعد دیگر مأخذ سے بھی استفادہ کرنا ہوگا۔

دوسرا مأخذ تفسیر قرآن:

قرآن کے بعد دوسرا مأخذ تفسیر مأثور ہی ہوسکتا ہے یعنی نبی کریم اور آپ کے صحابہ سے منقول تفسیری روایات سیرت نگاروں نے اس مأخذ کا یا تو ذکر ہی نہیں کیا۔(۹۲) یا پھر اسے چوتھے(۹۳) اور پانچواں (۹۴) نمبر پر رکھا ہے جبکہ اسے دوسرے نمبر پر ہونا چاہئے تھا(۹۵) تفسیر کا مادہ فسر ہے یعنی واضح کرنا کھولنا(۹۶) اصطلاح میں اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ قرآن کے معنی ومفہوم معلوم کئے جاتے

۹۱۔ سباعی، ڈاکٹر مصطفیٰ۔ سیرت نبوی ص:۳۱

۹۲۔ جیسے سیرت النبی شبلی نعمانی اردو دائرہ معارف اسلامیہ یہی حال دیگر اہم کتب سیرت کا ہے۔

۹۳۔ دیکھئے اردو میں میلاد النبی محمد مظفر عالم ص:۱۸۰

۹۴۔ دیکھئے اردو نثر میں سیرت رسول ڈاکٹر انور محمود خالد ص:۱۵۸

۹۵۔ جیسے کہ دکتور مهدی رزق اللہ نے اپنی کتاب السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الأصلیة میں تفسیر کو قرآن کے بعد رکھا ہے: ص۱۶

۹۶۔ الفارابی، ابی نصر اسماعیل بن حماد الجوهری۔ الصحاح ج:۲ص:۶۶۹ اور القاموس المحیط مجد الدین محمد الفیر وزآبادی ص:۵۸۷ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۹۳ اور القاموس الجدید وحید الزماں ص:۷۰۲ ادارہ اسلامیات لاہور ۱۹۹۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں احکام واسرار سے بحث کی جاتی ہے۔ نص قرآنی:

﴿و أنزلنا اليک الذکر لتبين للناس ما نزل اليهم﴾(۹۷)

''ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ لوگوں کے لیے اس کی تفسیر بیان کریں۔''

سے معلوم ہوتا ہے پہلے مفسر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ جب قرآنی آیات کی تشریح وتوضیح کی جاتی ہے تو سیرت رسول کی نسبت سے وہ مقامات زیادہ اہم ہو جاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنایا ہے۔ یا آپ کی زندگی کے مختلف واقعات کی طرف اجمالی اشارے کئے ہیں (ایسے موقع پر آپ کی وضاحت ہی حقیقی تفسیر اور سیرت کی بنیاد ہوتی ہے) اسی طرح جب یہ معلوم کرنا ہو کہ آیات قرآنی کے نزول کے اوقات' اسباب اور مقامات کون کون سے تھے؟ اور ان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے کیا تعلق تھا؟ (اس کی وضاحت تفسیر سے ہوتی ہے) اسی لیے کتب تفاسیر سیرت النبی کا اہم سرچشمہ قرار دی گئی ہیں (۹۸) بعض محدثین نے ان تفسیری روایات کو اپنی حدیث کی کتاب کا حصہ بنا کر یکجا کر دیا ہے جیسے امام بخاری نے ''کتاب تفسیر القرآن'' کے عنوان سے تفسیری روایات کو جمع کر دیا ہے (۹۹) بعض محدثین نے مستقلاً تفسیر لکھ دی ہیں اور صحابہ وتابعین سے منقول تفسیری روایات کو جمع کر دیا ہے۔

تفسیر قرآن سے متعلق خلفاء ثلاثہ سے کم جبکہ حضرت علی' حضرت ابن عباس اور اُبی بن کعب سے زیادہ روایات منقول ہیں ان روایات کو تفسیر کی شکل دے دی گئی ہے صحابہ کے عہد کی سب سے مشہور تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس (م ۶۸ھ) کی تنویر المقباس فی تفسیر ابن عباس ہے (۱۰۰) اس میں علی ابن ابی طلحہ (م ۱۴۳ھ) کے طرق سے جو روایات ہیں وہ صحیح ہیں محمد بن سائب الکلبی (م ۱۴۶ھ) کے طُرق سے جو

۹۷۔ سورہ النحل: ۴۴

۹۸۔ خالد' ڈاکٹر انور محمود۔ اردو نثر میں سیرت رسول' ص: ۱۵۸

۹۹۔ العسقلانی ابن حجر۔ فتح الباری ج: ۹' ص: ۳ دار الفکر بیروت: ۱۹۹۲

۱۰۰۔ اس کا اردو ترجمہ تین جلدوں میں تفسیر ابن عباس کے نام سے مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کے ترجمہ کے ساتھ کلام کمپنی کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات ہیں وہ مشکوک ہیں(۱۰۱) عہد صحابہ کی دوسری اہم تفسیر اُبی ابن کعب انصاری (م ۱۹ھ) سے منسوب ہے ان تفسیری روایات کو ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) اپنی تفسیر میں جمع کیا ہے(۱۰۲) عہد صحابہ کے بعد تابعین میں مجاہد بن جبر مخزومی (۲۱ھ-۱۰۲ھ) عطاء بن ابی رباح (۲۷ھ-۱۱۴ھ) حسن بصری (م ۱۱۰ھ) وغیرہ کی تفاسیر مستند ہیں عہد تبع تابعین میں سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ) ابوبکر بن ابی شیبہ (م ۲۳۸ھ) وغیرہ نے تفسیر مأثور کا بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ تفسیر مأثور ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) قرطبی اور تفسیر ابن کثیر میں بھی موجود ہے۔ بعض محدثین سے منقول تفسیری روایات کو مستقل تفسیری صورت میں جمع کر دیا گیا ہے(۱۰۳) اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیرت النبی کے لئے تفسیر مأثور کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جس سے سیرت النبی لکھتے ہوئے مدد لی جاسکتی ہے۔ (تفصیل حاشیہ میں ہے:۱۰۳)

۱۰۱۔ سیوطی، جلال الدین۔ الاتقان فی علوم القرآن (مترجم ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی) ج:۲ص:۶۰۳

۱۰۲۔ ایضا

۱۰۳۔ ایسی تفاسیر کی مختصر فہرست یہ ہے (۱) **تفسیر الثعالبی المسمی بجواهر الحسان فی تفسیر القرآن عبد الرحمن بن محمد بن مخلوف الثعالبی المالکی** (۷۸۶ھ-۸۷۵ھ) تحقیق علی محمد معوض پانچ جلدیں ۳۰۰۰ ہزار صفحات پر ادارہ احیاء التراث العربی بیروت نے ۱۹۹۷ء میں عمدہ تحقیق کے ساتھ شائع کی۔

(۲) **مرویات مالک بن انس فی التفسیر جمع تحقیق تخریج محمد بن رزق اللہ،** ۱۰۸ صفحات پر ایک جلد میں شائع ہوئی۔

(۳) تفسیر الامام الشافعی محمد بن ادریس الشافعی تحقیق مجدی بن منصور ایک جلد دار الکتب العلمیۃ بیروت سے ۲۰۰ صفحات میں شائع ہوئی

(۴) مرویات اُم المؤمنین عائشۃ فی التفسیر الدکتور سعود بن عبداللہ الفنیسان ایک جلد مکتبۃ التوبۃ سے ۱۹۹۲ میں ۵۰۰ صفحات سے تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔

(۵) تفسیر الحسن البصری دکتور شیر علی شاہ و دکتور عمر یوسف کمال مقالہ پی ایچ ڈی پانچ جلدیں مطبوعہ جامعہ احسن العلوم کراچی ۱۹۹۳ء دو ہزار سے زائد صفحات پر مع تحقیق جمع و ترتیب کے ساتھ الدکتور عبدالرحیم نے بھی دو جلد میں تیار کیا ہے اسی نام سے دار الحدیث جامعۃ الازھر سے شائع ہوئی ہے تقریباً ۱۰۰۰/ایک ہزار صفحات پر مگر تحقیق بنسبت پہلے نسخہ کے کم درجہ کی ہے۔

(۶) تفسیر القرآن امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی (۱۲۶ھ-۲۱۱ھ) تحقیق الدکتور مصطفیٰ مسلم محمد چار جلدوں تین اجزاء میں مکتبہ الرشد ریاض سے ۱۹۸۹ء میں ۱۵۰۰ سو صفحات پر شائع ہوئی ہے۔

(۷) تفسیر النسائی، امام أبی عبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی النسائی تحقیق الحلیمی الصری پی ایچ ڈی مقالہ دو جلدیں مکتبۃ السنۃ القاھرۃ سے۔ ۱۶۰۰ صفحات پر عمدہ تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

(۸) تفسیر سفیان ابن عیینہ (۱۰۷ھ مطابق ۷۲۵ء۔ ۱۹۸ھ مطابق ۸۱۴ء) احمد صامحاری ایک جلد میں المکتب الاسلامی بیروت سے ۱۹۸۳ء میں ۴۳۸ صفحات میں تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا ماخذ حدیث نبوی:

حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف اس عہد میں بلکہ جب تک دنیا باقی ہے صاحب قرآن کی سیرت و حیات مقدس کے مطالعے سے بڑھ کر نوع انسانی کے تمام امراض قلوب وعلل ارواح کا اور کوئی علاج نہیں۔اسلام کا دائمی معجزہ اور ہمیشگی کی حجۃ اللہ البالغہ قرآن کے بعد اگر کوئی چیز ہے۔تو وہ صاحب قرآن کی سیرت ہے اور دراصل قرآن اور حیات نبوۃ معناً ایک ہی ہیں۔قران متن ہے اور سیرۃ اس کی تشریح۔قرآن علم ہے اور سیرۃ اس کا عمل' قرآن صفحات و قراطیس مابین الدفتین اور فی صدور الذین اوتو العلم (۱۰۴) قرآن اہل علم کے سینوں میں ہے اور یہ ایک مجسم وممثل قرآن تھا جو یثرب کی سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتا تھا۔(۱۰۵)

قرآن کریم سے حدیث رسول کا تعلق ویسا ہی ہے جیسا تعلق رسول اکرم ﷺ کا خدا کی ذات سے ہے یعنی جس طرح آپ کی ذات گرامی اللہ کے پیغامبر' ترجمان اور اس کے احکام کو نافذ کرنے والی ہے اسی طرح آپ کی حدیث قرآن کی شارح' ترجمان' تفسیر اور تعیین ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:

﴿ وأنزلنا إليک الذکر لتبين للناس ما نزل اليهم﴾(۱۰۶)

''ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے اس کی تشریح کرتے جائیں جو ان کے لیے اتاری گئی ہے۔

---

(۹) تفسیر سفیان الثوری امام عبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری الکوفی (۱۶۱ھ-۷۷۷ء) یہ ایک جلد میں ہے۔اسے ابی جعفر محمد نے ابی حذیفہ النھدی سے روایت کیا ہے دار الکتب العلمیۃ بیروت سے ۱۹۸۳ء میں ۴۸۲ صفحات پر مع تحقیق شائع ہوئی ہے۔

(۱۰) تفسیر عبداللہ بن عباس ایسے تنویر المقیاس کے نام سے ابی طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی نے ایک جلد میں مرتب کیا ہے صندوق بوستہ مصریہ سے ایک جلد میں چھپی ہے اردو میں تفسیر ابن عباس کے نام سے تین جلد میں عابد الرحمٰن کے ترجمہ کے ساتھ کلام کمپنی کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

۱۰۴۔ سورۃ العنکبوت/۴۹

۱۰۵۔ ابوالکلام آزاد'رسول رحمت ص:۱۱

۱۰۶۔ سورۃ النحل:۴۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسان بن عطیہ کہتے ہیں:

" كان جبريل ينزل على النبی صلى الله عليه وسلم بالقرآن والسنة تفسر القرآن"(۱۰۷)

"جبرائیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن لے کر نازل ہوتے تھے اور سنت (حدیث) قرآن کی تفسیر کرتی تھی۔"

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:" علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کی تمام اعضاء وجوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لیے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتی ہے۔(۱۰۸)

یہی وجہ ہے قرآن کی تفہیم حدیث کی تعلیم پر موقوف ہے۔ قرآن کے مجمل احکام کی تفصیل عموم کی تخصیص' اور مدلولات کی تعیین کا واحد اور مستند ذریعہ حدیث ہے۔ یہی وجہ ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿ما آتاكم الرسول فخذوه و ما نهاكم عنه فانتهوا﴾(۱۰۹)

"رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکے اس سے رک جاؤ اسی کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

((حدثوا عنی و لا حرج))(۱۱۰)

"مجھ سے جو کچھ سنتے ہو اسے آگے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

لیکن ساتھ تاکید بھی کردی:((من كذب على متعمدًا فليتبوأ متعده من النار)) کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ صحاح ستہ میں موجود ہے۔(۱۱۱)" کہ جس نے میری طرف جھوٹی بات منسوب کی

۱۰۷۔ البغدادی ابو بکر احمد بن علی الخطیب، کتاب الکفایة فی علم الروایة ص: ۱۸ دائرہ المعارف عثمانیہ حیدر آباد ۱۳۹۰ھ

۱۰۸۔ گیلانی' مولانا مناظر احسن، مقدمہ تدوین حدیث مکتبہ تھانوی دیو بند۔۱۹۸۳ء

۱۰۹۔ سورة الحشر :۷

۱۱۰۔ القشیری . ابو الحسین مسلم بن الحجاج . صحیح مسلم ج: ۱ ص: ۴۱۴

۱۱۱۔ ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی سنن ابن ماجہ، صحیح مسلم باب تغلیظ الکذب مسند احمد ج: ۴ حدیث: ۳۳۴ صحیح بخاری کتاب العلم وغیرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔'' تاکہ لوگ اس مستند ذریعہ سے نبی کی سیرت سنوار کر بیان کرنے کے بجائے کہیں جھوٹ کو نبی کی طرف منسوب کر کے سیرت کا حلیہ بھی نہ بگاڑ دیں (یہی آج ہو رہا ہے)۔

یہاں ایک بات کی اور وضاحت ضروری ہے کہ حدیث کے معنی جدید کے ہیں حدیث کے مقابلہ پر جو لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ قدیم ہے۔ حدیث کو حدیث غالباً اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن قدیم ہے اور حدیث بمقابلہ قرآن جدید ہے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔

اصطلاح شریعت میں حدیث سے مراد وہ کلام ہے جس کی نسبت حضور کی طرف کی جاتی ہے گویا اسے قرآن کے مقابلہ میں استعمال کیا گیا ہے کیونکہ قرآن قدیم ہے۔(۱۱۲)

علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: ''جو بات نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر کے کہی جائے اس پر حدیث کا اطلاق کرنا اللہ کے قول و اما بنعمة ربک فحدث سے مستعار ہے۔(۱۱۳)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے کلام کو لفظ ''حدیث'' سے تعبیر فرمایا ہے۔(۱۱۴)

قرآن کے بعد تیسرا ماخذ حدیث ہے۔(۱۱۵) حدیث کو بنیادی ماخذ کی حیثیت سے اکثر سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے (۱۱۶) حدیث کی تدوین عہد نبوی میں شروع ہوگئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) نے صحیفۂ صادقہ کے نام سے مجموعۂ حدیث مرتب کیا تھا۔(۱۱۷) حضرت ابو ہریرہ (م ۵۸ھ)

۱۱۲۔ سیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی ج:۱ص:۴۲ دار الکتب الحدیثہ مصر:۱۳۸۵ھ

۱۱۳۔ عثمانی، شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد۔ (مقدمہ) فتح الملہم (بحث تعریف حدیث)

۱۱۴۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری کتاب الرقاق کتاب العلم (اصح المطابع دھلی)

۱۱۵۔ میں نے چونکہ تفسیر کو دوسرا ماخذ قرار دیا ہے۔ اس لئے حدیث تیسرے نمبر پر آ گئی ہے ورنہ اکثر سیرت نگاروں نے حدیث کو دوسرا مأخذ قرار دے کر تفسیر کو بعد میں ذکر کیا ہے۔

۱۱۶۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: ڈاکٹر مصطفیٰ کی سیرت نبوی ص:۳۱۔ ڈاکٹر انور محمود خالد کی اردو نثر میں سیرت رسول ص:۵۳۔ محمد سرور بن نائف کی دراسات فی السیرۃ النبویۃ ص:۴۷ محمد مظفر کی اردو میں میلاد النبی ص ۱۵۹۔ الدکتور مھدی رزق اللہ کی السیرة النبوية فی ضوء المصادر الأصلية ،ص:۱۶ .الدكتور محمد سعيد رمضا ن ابوطی کی فقه السيرة ص:۲۲ شبلی کی سیرت النبی ج:۱ ص:۶۰ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج:۱۴۔ ص:۷۵

۱۱۷۔ ابو داؤد ' سليمان بن اشعث سليماني . سنن ابی داؤد باب كتابة العلم اورمسند دارمی باب من رخص فی كتابة العلم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بھی حدیث کے مختلف مجموعے مرتب کئے تھے ایک مجموعہ اپنے شاگرد ہمام بن منبہ کیلیے مرتب کیا تھا یہ آج بھی محفوظ ہے(۱۱۸) امام اعظم ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) فقہی احکام پر مشتمل احادیث کا ایک مجموعہ کتاب الآثار کے نام سے مرتب کیا جو آج بھی محفوظ ہے(۱۱۹) امام مالک بن انس (۹۳ھ۔۱۷۹ھ) نے چالیس سال کی محنت کے بعد ۱۴۳ھ میں موطا کے نام سے حدیث کا مجموعہ مرتب کیا جو مؤطا امام مالک کے نام سے آج ہمارے پاس ہے۔امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) نے حدیث کی انسائیکلو پیڈیا تیار کر دی جو آج ہمارے پاس مسند احمد کے نام سے موجود ہے۔اس میں چالیس ہزار احادیث ہیں جو ساڑھے سات لاکھ میں سے منتخب کی گئی ہیں(۱۲۰) ان کے بعد حدیث کی چھے مشہور کتابیں صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن النسائی، سنن ترمذی، سنن ابن ماجه ہیں ان تمام کتب احادیث میں بڑا مستند سیرت نبوی کا ذخیرہ موجود ہے جس سے آپ کی حیات مبارکہ کی ''جامع فکر اخذ ہوتی ہے اور وہ بھی سندوں کے ذریعہ انتہائی مستند انداز میں(۱۲۱) محمد مسعود عالم قاسمی نے حدیث کے لٹریچر کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

1۔ پہلے طبقہ میں موطا امام مالک، بخاری اور مسلم ہیں صحت کے لحاظ سے ان کا درجہ سب سے بلند ہے۔

2۔ دوسرے طبقہ میں ابوداؤد، ترمذی اور نسائی شامل ہیں ان کتب کا دوسرا درجہ ہے۔

3۔ تیسرے طبقہ مسند ابی یعلی مصنف عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ مسند ابو داؤد الطیالسی سنن بیہقی، طحاوی اور طبرانی شامل ہیں ان میں صحیح ضعیف ہر قسم کی روایات شامل ہیں۔

4۔ چوتھے طبقے میں وہ روایات ہیں جنہیں بعد میں جمع کیا گیا ہے جیسے کتاب الضعفاء ابن حبان کی

۱۱۸۔ صحیفة همام بن منبه پر ایک تحقیق ڈاکٹر حمید اللہ کی ہے دوسرے نسخہ پر ڈاکٹر رفعت فوزی عبدالمطلب نے تحقیق تخریج کا کام کیا ہے یہ نسخہ مکتبة الخانجی قاهره سے ۱۹۸۵ء میں ۲۷۰ صفحات پر شائع ہوا ہے

۱۱۹۔ ابی حنیفه ' النعمان بن ثابت ۔ کتاب الآثار بروایت امام محمد بن حسن الشیبانی یہ ایک جلد میں مختلف حضرات کی تعلیقات کے ساتھ متعدد مطابع سے شائع ہو چکی ہے جس میں الرحیم اکیڈمی کراچی اور ادارۃ القرآن شامل ہیں اس کا مسند امام اعظم کے نام سے محمد حسن نے ترجمہ کیا ہے مطبوعہ سعید اینڈ سنز کراچی۔

۱۲۰۔ خالد ڈاکٹر انور محمود۔اردو نثر میں سیرت رسول ص: ۶۷

۱۲۱۔ سباعی ڈاکٹر مصطفیٰ۔سیرت نبوی ص: ۳۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکامل ابن عدی کی تاریخ دمشق ابن عساکر کی شامل ہیں۔

5۔ پانچویں طبقہ میں وہ کتب احادیث شامل ہیں جن میں ان روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ جو فقہاء صوفیا اور مؤرخین کے ہاں معروف ہیں یہ تقسیم دراصل شاہ ولی اللہ کی ہے۔(۱۲۲)

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے حدیث کے لٹریچر کی صحیح وضعیف کے اعتبار سے تین قسمیں کی ہیں۔ فرماتے ہیں:

''حدیث کی کتابیں تین قسم کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مصنف اپنی کتاب میں یہ التزام کرے کہ صحیح حدیث کے سوا اور کسی قسم کی حدیث بیان نہ کرے، جیسے بخاری شریف اور صحیح مسلم وغیرہ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے نسخہ طبیب کہ اس میں جو ہے وہ بیمار کے لیے مفید ہے۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ صحیح اور ضعیف ہر قسم کی حدیثیں لاتے ہیں، پر صحیح کو جدا بتلا دیتے ہیں اور ضعیف کو جدا ضعیف کہہ جاتے ہیں۔ جیسے ترمذی شریف کہ اس میں کسی حدیث کو لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کسی کو ضعیف کہہ جاتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے جیسے اکثر کتب طب میں ادویہ مفردہ، مرکبہ، لکھتے ہیں اس کے ساتھ یہ لکھ دیتے ہیں کہ یہ دوا نافع ہے اور یہ مضر سو کتب طب میں دیکھ کر کوئی نادان، بھی دوا استعمال نہیں کرتا۔ ایسے ہی، حادیث ضعیفہ کو کتب احادیث میں دیکھ کر استدلال کرنا عاقل کا کام نہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مصنف اپنی کتاب میں موضوعات یا احادیث ضعیفہ کو جمع کر دے اور غرض اس التزام سے یہ ہو کہ دین داران سادہ لوح ان احادیث کو غیر معتبر سمجھ کر عمل کرنے سے باز رہیں۔ یہ کتاب ایسی ہے جیسے طبیب پرہیز کی چیزوں کی تفصیل لکھ کر حوالہ کر دے تا کہ کل کے دن کوئی دھوکہ نہ کھاوے۔ موضوعات ابن جوزی وغیرہ سب اسی قسم کی ہیں۔(۱۲۳)

لہٰذا سیرت النبی قلمبند کرتے ہوئے صرف یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ یہ حدیث ہے بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ حدیث کس درجہ کی ہے محدثین حدیث تحقیق کے لیے جن اصولوں کو جاری کرتے ہیں سیرت کے لیے بھی وہی اصول جاری ہونے چاہئیں اصول تنقیح کو احکام الحدیث کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جائے گا بلکہ

۱۲۲۔ قاسمی، محمد مسعود عالم۔ فتنہ وضع حدیث اور موضوع احادیث کی پہچان ص:۱۳۶ اہلحدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی۔

۱۲۳۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرۃ المصطفی ج: ص:٦۔ بحوالہ الاجوبۃ الکاملۃ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں سیرت کی روایات پر بھی جاری کیا جائے گا۔(۱۲۴) اس سلسلہ میں شبلی نعمانی نے حدیث سے سیرت نبوی اخذ کرنے کے انتہائی جامعیت کے ساتھ گیارہ اصول نقل کئے ہیں۔

(۱) سب سے پہلے واقعہ کی تلاش قرآن مجید میں' پھر احادیثِ صحیحہ میں' پھر عام احادیث میں کرنی چاہیے' اگر نہ ملے تو روایات سیرت کی طرف توجہ کی جائے۔

(۲) کتب سیرت محتاج تنقیح ہیں اور ان کے روایات واسناد کی تنقید لازم ہے۔

(۳) سیرت کی روایتیں بہ اعتبار پایہ صحت' احادیث کی روایتوں سے فروتر ہیں' اس لیے بصورت اختلاف احادیث کی روایات کو ہمیشہ ترجیح دی جائے گی۔

(۴) بصورت اختلاف روایات احادیث' رواۃ ارباب فقہ وہوش کی روایات کو دوسروں پر ترجیح ہوگی۔

(۵) سیرت کے واقعات میں سلسلہ علت ومعلول کی تلاش نہایت ضروری ہے۔

(۶) نوعیت واقعہ کے لحاظ سے شہادت کا معیار قائم کرنا چاہیے۔

(۷) روایات میں اصل واقعہ کس قدر ہے؟ اور راوی کی ذاتی رائے وفہم کا کس قدر جزو شامل ہے۔

(۸) اسباب خارجی کا کس قدر اثر ہے۔

(۹) جو روایت عام وجوہ عقلی' مشاہدہ عام' اصول مسلمہ اور قرائن حال کے خلاف ہوگی' لائق حجت نہ ہوگی۔(۱۲۵)

(۱۰) اہم موضوع پر مختلف روایات کی تطبیق وجمع سے اس کی تسلی کر لینی چاہیے کہ راوی سے ادائے مفہوم میں تو غلطی نہیں ہوئی ہے۔

(۱۱) روایات احاد کو موضوع کی اہمیت اور قرائن حال کی مطابقت کے لحاظ سے قبول کرنا چاہیے۔(۱۲۶)

۱۲۴۔ ایضا: ص:۷

۱۲۵۔ شبلی نعمانی کا یہ اصول قابل تحقیق ہے۔موصوف درایت دعقل میں فرق قائم نہیں رکھ سکے ہیں۔تفصیل کے لئے دیکھئے ابوالبرکات کی اصح السیر ص:۳۰۔۱۳۱ اور شبلی خود بھی وجوہ عقلی کی وضاحت کرنے میں ناکام رہے ہیں دیکھئے سیرت النبی ج: ۱ ، ص:۵۶تا۵۹

۱۲۶۔ نعمانی علامہ شبلی۔سیرت النبی ج:۱،ص:۶۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اصولوں کی روشنی میں سیرت پر مختلف کتابیں عربی اردو میں لکھی گئی ہیں۔ عربی میں الدکتور محمد بن محمد شھبۃ کی کتاب ۱۲۰۰/صفحات پر دو جلدوں میں السیرۃ النبویۃ فی ضوء القرآن والسنۃ کے نام سے دار القلم دمشق سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی ہے اردو میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی تین ضخیم جلدوں میں سیرۃ المصطفیٰ کے نام سے مکتبہ عثمانی بیت الحمد جامعہ اشرفیہ لاہور سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی ہے اس کے علاوہ علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی سیرت النبی بھی انہی اصولوں کی روشنی میں قرآن و حدیث سے اخذ کر کے مستند روایات کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

چوتھا ماخذ کتب مغازی وسیر:

کتب مغازی اور کتب سیرت النبی (جس کی جمع سیر ہے) جیسا کہ پہلے وضاحت کر چکا ہوں دونوں ایک ہیں اور سیرت کے مضمون کا دونوں عنوانات احاطہ کرتے ہیں تمام سیرت نگاروں نے سیرت کے ماخذ میں اسے بھی شامل کیا ہے (۱۲۷) میں نے اسے حدیث کے بعد اس لئے ذکر کیا ہے کہ یہ بھی حدیث ہی ہے لیکن بالاتفاق محدثین سے کم درجہ کی کتب ہیں اس لئے کہ کتب مغازی میں روایت کے ساتھ درایت کے اصولوں کی مکمل پابندی نہیں کی جاتی حالانکہ بقول مولانا کاندھلوی محدثین نے جرح وتعدیل کے جو اصول مقرر کئے ہیں وہ حدیث وسیرت دونوں کے لئے ہیں۔ (۱۲۸) یہی شبلی نعمانی کی بھی رائے ہے۔

محدثین نے نقد روایت کے جو اصول قائم کئے تھے ان میں سے بیشتر سیرۃ کی روایتوں میں نظر انداز کر دیے گئے' کتب احادیث سے بے اعتنائی برتی گئی' سیرۃ میں قدمانے جو کتابیں لکھیں ان سے مابعد کے لوگوں نے جو روایتیں نقل کیں وہ انہیں کے نام سے کیں اور اس میں تدلیس کا عمل جاری ہو گیا' روایت کے مختلف مدارج کا خیال نہیں رکھا گیا' واقعات میں سلسلہ علت ومعلول قائم نہیں کیا گیا' نوعیت واقعہ کے

۱۲۷۔ خالد' ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرت النبی ص:۹۳ تا ۱۳۶۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی سیرت رسول ص:۳۳۔۳۵ محمد مظفر کی اردو میں میلاد النبی ص:۱۵۹ الدکتور محمد سعید رمضان بوطی کی فقہ السیرۃ ص:۲۲ الدکتور مھدی رزق اللہ کی السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الاصلیۃ ص:۲۱ وغیرہ

۱۲۸۔ کاندھلوی مولانا محمد ادریس، سیرۃ المصطفیٰ: ج:۱ص:۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے شہادت کا معیار قائم نہیں رکھا گیا اور کبھی روایت میں قیاس کو بھی شامل کر لیا گیا۔ خارجی اسباب کے حوالے سے روایت کو نہیں پرکھا گیا۔ دلائل عقلی اور قرائن حالی کی پروا نہیں کی گئی۔ (۱۲۹)

بایں ہمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مغربی سیرۃ نگاروں نے قدیم سیرۃ نگاروں کی ان کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا اور سر ولیم میور Sir William Miur جیسے مصنفین نے تو ان پر بنیاد رکھ کر افسانے تراش لیے، جس کے خلاف سرسید کو خطبات احمدیہ اور شبلی کو سیرۃ النبی لکھنی پڑی۔ شبلی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یورپ کا کوئی عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر قلم اٹھانے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا اور اس بیان میں مبالغے کے باوجود اتنی حقیقت ضرور ہے کہ مغربی سیرۃ نگاروں کی دو بنیادی کمزوریاں یا اصول واضح ہیں۔ اول تو (الحاد اور لادینی کے باوجود) ان کا مزاجاً عیسائی ہونا، دوم ان کا یہ دعویٰ کہ وہ سیرۃ میں معروضی نقطہ نظر سے (جو علمائے یورپ کا عام نقطۂ نظر ہے) کام لینے پر مجبور ہیں۔ منٹگمری واٹ Montgommery Watt جیسے بظاہر غیر جانبدار سیرۃ نگار نے بھی یہی دعویٰ کیا ہے۔ مغربی نقاد قدیم سیرۃ نگاری کو تذکرۃ المقدلیسین (Hagiography) جس میں مقدس ہیرو کے مناقب بڑھا چڑھا کر بیان کئے جاتے ہیں) کے زمرے میں شامل کر کے اسے ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں اور مدعی ہیں کہ وہ پیغمبر اسلام کو ایک بشر اور ایک عام لیڈر سمجھ کر ان کی بے لاگ سوانح عمری لکھیں گے۔ منٹگمری واٹ نے اسی دعوے کے ساتھ اپنی کتاب What is Islam میں آنحضرت پر بطور قائد نظر ڈالی ہے، لیکن اس طریق کار میں کمی یہ ہے کہ فاضل مصنف مقام و منصب نبوت سے ہٹ کر سرور کائنات کو ایک عام قائد کی حیثیت سے دیکھنا چاہتا ہے حالانکہ اس قیادت میں جو نبوت کے ساتھ وابستہ ہے اور اس میں جو ایک عام ذہین و فطین قائد سے ظہور میں آتی ہے بڑا فرق ہے۔ اسی طرح بعض مصنفین نے انہیں بطور فاتح اور سپہ سالار پیش کیا ہے اور اس سلسلے میں لفظ مغازی سے بے جا فائدہ اٹھایا ہے۔

بہر حال یہ نقطہ نظر کا فرق ہے اور ان تعصبات کی تو کوئی حد ہی نہیں جو تنقیدی (critical) اور عملی (scientific) طریق کار کی آڑ میں ظاہر ہوئے ہیں اور جن میں مغرب کے اکثر سیرت نگار مبتلا نظر

۱۲۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج:۱۴۔ اص:۷۴۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے ہیں۔(۱۳۰)

قطع نظر مغربی سیرت نگاروں کے مسلمانوں نے اس شعبہ میں جو خدمات انجام دی ہیں، وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ ان سیرت نگاروں میں زیادہ معروف و اہم یہ ہیں: ابان بن عثمان غنی(۸۶ھ۔۱۰۰تا۱۰۵ھ) عروہ بن زبیر(م۹۴ھ) شرجیل بن سعد(م۱۲۳ھ)، وھب بن منبہ (م۱۱۰ھ)، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم(م۱۳۰ھ)، عاصم بن عمر(م۱۱۹ھ)، ابن شہاب الزہری(م۱۲۴ھ)، موسیٰ بن عقبہ(م۱۴۱ھ)، معمر بن راشد(م۱۵۴ھ)، محمد بن اسحاق (م۱۵۱ھ)، ابو معشر السندی، (م۱۷۰ھ)، الواقدی(م۲۰۷ھ)، ابن ہشام(م۲۱۳ھ) اور محمد بن سعد(م۲۳۰ھ) وغیرہ زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کی کتابوں کو امہات الکتب کا درجہ حاصل ہے کیونکہ باقی کتابیں ان کے بعد لکھی گئی ہیں اور ان میں مذکور واقعات و احوال کم و بیش انہی ابتدائی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ آپ کے محاسن و محامد کے بیان میں صحابہ کبار اور ابتدائی دور کے شعراء کے اشعار بھی انہی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ ان کتابوں میں مذکور روایات اور واقعات کو سیرت میں کثرت اور تسلسل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح ان کتب سیرت سے بطور خاص استفادہ کیا جاتا رہا ہے۔(۱۳۱)

سیرت نگاروں کے بعد اہم کتب سیر و مغازی پیش خدمت ہیں۔

مغازی رسول اللہ یہ عروہ بن زبیر کی سیرت النبی پر پہلی تصنیف ہے اسے آپ کے شاگرد ابوالاسود نے روایت کیا ہے جن کا نام محمد تھا یہ قلمی نسخہ کی شکل میں محفوظ تھی اسے ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی نے ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے، اس کا اردو ترجمہ محمد سعید الرحمٰن نے کیا ہے ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔(۱۳۲)

عربی نسخہ کب اور کہاں سے شائع ہوا تفصیل نہیں مل سکتی ہے۔(۱۳۳)

۱۳۰۔ ایضاً ص:۱۷۶۔۱۷۷ محمد حسین ھیکل کے بقول انہوں نے اپنی کتاب حیاۃ محمد انہی دو طرفہ کمزوریوں کے ازالہ کے لیے لکھی ہے۔

۱۳۱۔ صدیقی، محمد مظفر عالم جاوید، اردو میں میلاد النبی ص:۱۷۹

۱۳۲۔ اس کے محقق فاضل دیوبند ہیں موصوف کا اس کتاب کے آغاز میں عمدہ مقدمہ ہے۔

۱۳۳۔ احمد الدکتور مھدی رزق اللہ، السیرۃ النبوۃ فی ضوء المصادر الأصلیۃ ص:۲۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن شہاب زہری (۵۱ھ۔۱۲۴ھ) کی کتاب المغازی (آپ نے یہ کتاب غالباً حضرت عمر بن عبدالعزیز کی فرمائش پر لکھی (۱۳۴)' ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل (م ۱۳۱ھ۔۱۳۷ھ) کی کتاب المغازی ' موسیٰ بن عقبہ بن ربیعہ بن ابی عیاش الاسدی (۵۵ھ۔۱۴۱ھ) کی کتاب المغازی' معمر بن راشد (۹۶ھ۔۱۵۰ھ) کی کتاب المغازی' محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار (۸۵ھ۔۱۵۱ھ) کی کتاب المغازی والسیر 'ابن ہشام (ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری م ۲۱۳) کی سیرت رسول اللہ (محمد بن اسحاق کی کتاب کی ترمیم شدہ شکل ہے)' ابومعشر السندی (م ۱۷۰ھ) کی کتاب المغازی (۱۳۵)' ابوعبداللہ محمد بن عمر الواقدی (۱۳۰ھ۔۲۰۷ھ) کی التاریخ والمغازی والمبعث اوراس کے علاوہ ازواج النبی '' وفات النبی'' السیرۃ وغیرہ (۱۳۶) ' محمد بن سعد بن منیع الزہری (۱۲۸ھ۔۲۳۰ھ) کی طبقات الکبیر' طبقات الصغیر' تاریخ اسلام' کتاب اخبار النبی (۱۳۷) ولید بن مسلم القرشی (م ۱۹۵ھ) کی کتاب المغازی' عبد الرزاق بن ہمام ، النافع الحمیری (م ۲۱۱ھ) کی کتاب المغازی' ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم (م ۲۸۵ھ) کی کتاب المغازی' حافظ ابوسعید عبدالملک نیشاپوری (م ۴۰۶ھ) کی شرف المصطفیٰ (آٹھ جلدوں پر مشتمل سیرت رسول ہے) امام ابوعمر یوسف بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) کی الدرر فی اختصار المغازی والسیر (۱۳۸) قاضی ابوالفضل عیاض بن عمرو (م ۵۴۴ھ) کی الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ' ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی (م ۵۸۱ھ) کی الروض الانف (دوجلدوں میں سیرت ابن ہشام کی شرح ہے)' حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) کی شرف المصطفیٰ (۱۳۹)' شیخ ظہیر الدین علی بن محمد بن مسعود گازرونی (م ۶۹۴ھ) کی المنتقی فی سیرۃ المصطفیٰ '' (سیرت گازرونی کے نام سے معروف ہے)' محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری (م ۶۹۶ھ) کی خلاصۃ السیر (سیرت نبوی کی بارہ مختلف کتابوں کا انتخاب

۱۳۴۔ نعمانی علامہ شبلی ،سیرت النبی ،ج ۱:ص ۱۹

۱۳۵۔ ابن ندیم ،الفہرست ص:۱۵۱ مترجم محمد اسحٰق بھٹی ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور ۱۹۹۰

۱۳۶۔ الحموی' یاقوت معجم الادباء ج:۷' ص:۵۸

۱۳۷۔ ابن ندیم ،الفہرست ص:۱۵۱

۱۳۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج:۱۱ ص:۵۰۸

۱۳۹) نعمانی ،علامہ شبلی ،سیرت النبی ج:۱ ص:۳۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے)' حافظ عبدالمومن الدمیاطی (م ۷۰۵ھ) کی المختصر فی سیرۃ سید البشر (۱۴۰) (سیرت دمیاطی کے نام سے مشہور ہے)' ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس اندلسی (م ۷۳۴ھ) کی عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر' علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن مکرّ بن ایوب سعد زرعی دمشقی (ابن قیم جوزیہ م ۷۵۱ھ) کی زاد المعاد فی ھدیٰ خیر العباد (۱۴۱) (سیرت اور خصائل وشمائل کے موضوع پر تحقیقی کتاب ہے)' حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) کی السیرۃ النبویہ' چار جلدوں پر مشتمل ہے' حافظ ابراہیم بن محمد البرہان الحلبی (م ۸۴۱ھ) نے نور النبر اس فی سیرۃ ابن سید الناس'' کے نام سے عیون الاثر کی شرح لکھی ہے (۱۴۲)' علاؤالدین مغلطائی (م ۷۶۲ھ) کی سیرۃ مغلطائی کے نام سے مشہور ہے' شیخ احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی (م ۹۲۳ھ) کی سیرت پر' المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ فی السیرۃ النبویہ (۱۴۳)' محدث محمد بن یوسف الشامی (م ۹۴۲ھ) کی کتاب' سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد...... سیرت شامیہ کے نام سے مشہور ہے۔' اس کتاب میں حضور کے فضائل واحوال شروع سے آخر تک سب تحریر کئے گئے ہیں' کتب سیرت میں اکثر اس کے حوالے موجود ہیں (۱۴۴) علامہ نور الدین علی بن برہان الدین الحلبی (م ۱۰۴۴ھ) کی کتاب' انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون' (سیرت حلبیہ کے نام سے مشہور ہے (۱۴۵) محمد بن عبدالباقی الزرقانی (م ۱۱۲۲) نے آٹھ جلدوں میں المواھب اللدنیہ (قسطلانی) کی شرح لکھی ہے۔ اور علامہ سید احمد الدحلانی المکی (م ۱۳۰۴ھ) کی کتاب السیرۃ الدحلانیہ' معروف کتابیں ہیں۔ (۱۴۶)

۱۴۰۔ ایضاح: ا/ص: ۳۵

۱۴۱۔ ابن قیم الجوزی، زاد المعاد ج: ا/ص: ۲۰ مترجم رئیس احمد جعفری

۱۴۲۔ سخاوی الاعلان بالتوبیخ لمن ذم اھل التاریخ اردو ص: ۱۹۰

۱۴۳۔ یہ سیرت محمدیہ کے نام سے عبدالجبار خان آصفی کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

۱۴۴۔ اس کتاب کے متعدد محقق نسخے شائع ہو چکے ہیں لیکن سب سے عمدہ تفصیلی تحقیق کے ساتھ بارہ جلدوں میں مصر سے شائع ہوا ہے۔

۱۴۵۔ اس کا ایک نام ام السیر بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ نام اسم بامسمی ہے اسکا چھ جلدوں میں انتہائی عمدہ ترجمہ مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند نے کیا ہے یہ پہلے ہندوستان سے شائع ہوئی تھی اب دارالاشاعت کراچی سے نئی کمپوزنگ کے ساتھ ۱۹۹۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۴۶۔ الدکتور مھدی رزق اللہ نے السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الأصلیۃ کے آغاز میں ص: ۲۳ تا ۱۴۲ ایسے ۶۲ افراد کا تذکرہ کیا ہے جن کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان کتب سے استفادہ کرتے ہوئے سیرت نگار کو اصول درایت و روایت پیش نظر رکھنا چاہیے تاکہ من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار(۱۴۷) (جس نے جان بوجھ کر میری جانب جھوٹ کی نسبت کی اسے چاہئے جہنم کے عذاب کے لیے تیار رہے) کی وعید سے محفوظ رہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ کتب مغازی وسیر میں زندگی کے جملہ پہلوؤں مع غزوات (جنگوں) تذکرہ کیا جاتا ہے گویا یہ کتب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی مکمل ترجمانی کرتی ہیں

پانچواں ماخذ کتب شمائل:

سیرت نبوی کا ایک اہم مأخذ کتب شمائل ہیں جن میں آپ کے حلیہ مبارک، عادات، خصائل، معمولات زندگی، لباس، نشست و برخاست، قد، رنگ، بال، جسم کے نشیب و فراز، خورد و نوش، مرغوبات و مکروہات غرض بشری احوال کی تفصیلات جمع کی جاتی ہیں شمائل کا مطالعہ کرنے سے نبی کریم کا جسمانی ہیولیٰ پوری تفصیل کے ساتھ اس طرح نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ أبي و أمي) سامنے کھڑے ہیں۔ جس حد تک شمائل میں جزئیات نگاری کی گئی ہے اس کی مثال نہیں ملتی یہی اس مأخذ کی خصوصیت ہے۔ سیرت نگاروں نے اسے بھی مستقل مأخذ کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔(۱۴۸) کچھ کتب شمائل مستقبل کتابی شکل میں لکھی گئی ہیں اور کچھ کتب احادیث کا حصہ ہیں کتب شمائل میں اولیت کا شرف امام ترمذی (م۲۷۹ھ) کی ''کتاب الشمائل''/ شمائل ترمذی'' کو حاصل ہے جس کا اصل نام الشمائل النبوية والخصائل المصطفوية ہے۔ امام ترمذی نے اسے چار سو احادیث کی مدد سے تیار کیا ہے اس کے مباحث کو ۵۶ ابواب میں تقسیم کیا ہے اس کتاب کی اہمیت و مقبولیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی اردو عربی و دیگر زبانوں میں پچاسیوں شرح لکھی جا چکی ہیں۔ جس میں اردو میں مولانا محمد زکریا کی شرح زیادہ مشہور ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تلخیص اور تحقیق کے ساتھ ایک شرح شیخ ناصر الدین

کتب کا ذکر ملتا ہے لیکن کتابیں دستیاب نہیں یا ضائع ہو چکی ہیں۔

۱۴۷۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرت رسول ص: ۱۷۳۔۱۷۴

۱۴۸۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الدکتور مهدی رزق اللہ کی السیر النبویۃ فی ضوء المصادر الاصلی ص: ۱۸۔ اردو نثر میں سیرت رسول ص: ۱۷۳ تا ۱۷۶ اردو میں میلاد النبی ص: ۱۵۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

البانی نے عربی میں کی ہے۔(۱۴۹)

اس موضوع پر سب سے بڑی کتاب قاضی عیاض اندلسی (م۵۴۴ھ) کی کتاب **الشفاء بتعریف حقوق المصطفی** ہے یہ چار حصوں پر مشتمل ہے(اس کے اردو میں بھی دو ترجمے ہو چکے ہیں) پہلے حصہ میں عظمت مصطفیٰ اور حلیہ مبارک کا تفصیلی ذکر ہے اس کی عربی میں شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض کے نام سے شرح لکھی ہے۔شمائل پر ابوالعباس مستغفری۔(م۴۳۲ھ) کی شمائل النبی ہے۔ابن المقری غرناطی (م۵۵۲ھ) کی شمائل النور۔مجد الدین فیروز آبادی (۸۱۷ھ) کی سفر السعادۃ شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی (م۱۳۵۰ھ) کی وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول ایک اور کتاب جسے اس موضوع پر شہرت حاصل ہوئی وہ بغوی کی الانوار فی شمائل النبی المختار ہے۔(۱۵۰)

کچھ شمائل کا حصہ وہ ہے جو صحاح ستہ سمیت مختلف کتب احادیث میں مختلف عنوانات کے ساتھ شامل ہے۔مثلاً صحیح بخاری میں کتاب الادب' کتاب الإستئذان 'کتاب اللباس کے نام وعنوان سے موجود ہے۔صحیح مسلم میں کتاب البر والصلة ولآداب' کتاب فضائل النبی' کتاب اللباس والزینة ' کتاب الزهد والرقائق کے عنوانات کے ساتھ موجود ہے۔جامع ترمذی میں مستقل شمائل کے علاوہ ابواب البر والصلة اور ابواب الإستئذان کے عنوانات کے ساتھ شمائل موجود ہیں یہی صورت حالت تقریباً تمام کتب احادیث کی ہے۔

چھٹا ماخذ کتب دلائل النبوة والمعجزات:

سیرت نبوی کا ایک مأخذ کتب دلائل النبوۃ ہیں یعنی وہ کتابیں جن میں نبی کریم کے معجزات روحانی کارناموں' پیش گوئیوں اور ایسی باتوں کو جمع کیا گیا ہے۔جو آپ کی نبوت کی سچائی کی دلیل ہیں اس موضوع پر دو کتابوں کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے۔ایک ابونعیم اعفھانی (اصبھانی) (م۴۳۰ھ) کی دلائل النبوۃ دوسری جلال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ) کی خصائص الکبری ہے جو کہ اس

۱۴۹۔ خالد ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرت رسول ص:۱۷۳تا۱۷۶

۱۵۰۔ احمد الدکتور مھدی رزق اللہ، السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الأصلیۃ ص:۱۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوع پر انتہائی جامع ہے اس کا پورا نام **الخصائص الکبریٰ فی المعجزات خیر الوری** ہے۔ سیوطی نے بیس سال کی محنت کے بعد اسے لکھا ہے اور احادیث (صحیحہ وضعیفہ) کی مدد کے ذریعہ ایک ہزار معجزات نبوی شمار کرائے ہیں ان دونوں کتابوں کا اردو میں بھی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ سیوطی کی اسی موضوع پر ایک کتاب **الخصائص الصغریٰ** کے نام سے ہے یہ مختصر کتاب ہے(۱۵۱) اس کے علاوہ اس موضوع پر ابن قتیبہ (م ۲۷۶ھ) کی دلائل النبوۃ ابو اسحاق حربی (م ۲۵۵ھ) کی دلائل النبوۃ۔ ابوبکر بیہقی (م ۴۵۸ھ) دلائل النبوۃ امام مستغفری (م ۴۳۲ھ) کی دلائل النبوۃ۔ جلال الدین بلقینی (م ۸۲۴ھ) کی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم قابل ذکر ہیں۔

کتب دلائل نبوۃ دراصل اثبات نبوت اور دفاع منصب نبوت وایقان نبوۃ کو پیش نظر رکھ کر مرتب کی گئی ہیں جس کے ذریعہ سیرت النبی نئے زاویہ سے چیلنج کے انداز میں سامنے آئی ہے لیکن اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب میں صحت روایت کا التزام کم رکھا گیا ہے لہٰذا سیرت نگار کو اس پر خصوصی توجہ مرکوز رکھنی چاہیے۔

ساتواں ماخذ اسلام کی تاریخی کتابیں:

تاریخ کا درجہ کتب سیرت سے کم ہے اس لیے اس کا ذکر بھی بعد میں کیا۔ہے۔ یہاں ہماری مراد وہ کتابیں ہیں جنہیں قدیم مسلم اسکالرز نے اسلام کی عام تاریخ کی حیثیت سے قلمبند کیا ہے۔ اس میں عہد نبوی اور اس سے قبل کے حالات، بعد کے حکمرانوں کے حالات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ بہت سے واقعات کا پس منظر جو کتب سیرت سے واضح نہیں ہوتا اسے کتب تواریخ واضح کرتی ہیں اس لیے سیرت نگاروں نے تاریخ کو بھی سیرت کا ماٗخذ قرار دیا ہے۔ جن لوگوں نے تاریخ پر باقاعدہ کتابیں لکھیں ان میں سے بہت سی کتابیں اب دستیاب نہیں ہیں، جیسے ابو معشر سندھی (م ۱۷۰ھ) ان کی کتاب اب موجود نہیں لیکن تاریخ طبری میں اس کتاب کے کچھ حصے محفوظ ہیں۔ اسی طرح واقدی (م ۲۰۷ھ) کی متعدد کتب تاریخ پر تھیں جس میں **التاریخ الکبیر** زیادہ اہم ہے۔ مگر اب نہیں ملتی اسی طرح مدائنی ۱۳۵ھ۔ ۲۲۵ھ) اس کی ۲۴۵

۱۵۱۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی تحقیق کے ساتھ مجلہ تحقیق پنجاب یونیورسٹی لاہور ج:۲ ش۔۳ص:۶۳۔۱۱۲ پر شائع ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کتابیں شمار کی گئی ہیں جس میں کچھ تاریخ پر تھیں ابن سعد نے طبقات کے علاوہ تاریخ پر بھی مستقل کتاب لکھی تھی (۱۵۲) کچھ کتابیں وہ ہیں جو آج موجود ہیں جیسے امام بخاری کی التاریخ الکبیر اور التاریخ الصغیر دونوں میں سیرت النبی کا مختصر حصہ موجود ہے ایک تاریخ الاوسط بھی ہے۔(۱۵۳) ابوحنیفہ احمد بن داؤد الدینوری (م۲۸۲ھ) کی اخبار الطوال چار سو صفحات پر ہے اس میں حضرت آدم سے، عہد نبوی و خلافت راشدہ کے بعد ۲۱۸ھ تک کا ذکر ہے۔ تاریخ یعقوبی یہ احمد بن أبي یعقوب (م۲۸۴ھ) کی ہے۔ اس کا نام کتاب التاریخ الکبیر بھی لکھا گیا ہے۔ یہ دو جلدوں پر ہے۔ اور آدم علیہ السلام سے ۲۵۹ھ تک کے حالات کا احاطہ کرتی ہے۔ جس میں عہد اسلامی کے بعد کے حکمران بھی شامل ہیں البتہ خصوصیت یہ ہے کہ اپنی اسناد مکمل واضح کر دیتا ہے لیکن اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جامع اور مفصل ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (۲۳۵ھ۔۳۱۰ھ) کی تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ طبری ہے یہ حضرت آدم سے شروع ہو کر عہد اسلامی سمیت روم و فارس کے واقعات کا ۳۰۲ھ تک احاطہ کیا گیا ہے۔ طبری نے عہد نبوی و خلفاء راشدین پر جو مواد لیا ہے وہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ احمد بن خثیمہ بغدادی (۲۰۵ھ۔ ۲۹۹ھ) کی تاریخ ابن أبي خثیمہ ہے جو کہ تاریخ کبیر کے نام سے بھی موسوم ہے اس کے علاوہ مسعودی (م ۳۴۶ھ) کی دو کتب ہیں "التنبیه والإشراف" یہ چار حصوں پر ہے پہلا حصہ سیرت النبی دوسرا عہد خلفاء راشدین پر ہے۔ اس میں ۳۴۴ھ تک کے حالات کا احاطہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ دوسری مروج الذہب و معادن الجواہر ہے۔ اس میں بھی پہلی جلد میں عہد آدم سے عہد عثمانی تک کا بیان ہے۔ اس کا اختتام بھی ۳۳۶ھ پر ہوتا ہے۔ ایک اہم کتاب ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی (۵۱۰۔۵۹۷ھ) کی ہے۔ یہ ۱۸ جلدوں میں جدید تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ پہلی دو جلدیں عہد نبوی سے پہلے کا احاطہ کرتی ہیں۔ بقیہ جلدیں عہد نبوی سے ۵۷۴ھ تک کا احاطہ کرتی ہیں اس کا مکمل نام ہے **المنتظم فی تاریخ الامم و الملوک** اس کا طرز تحریر یہ ہے کہ ہر دس سال کی تاریخ کا احاطہ کر کے اس زمانہ کی معروف شخصیات کی

۱۵۲۔ خالد ڈاکٹر انور محمود۔ اردو نثر میں سیرت رسول ص: ۱۳۷۔۱۳۸

۱۵۳۔ نعمانی اور شبلی۔ سیرت النبی ج:۱ ص:۳۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوانح بیان کرتا ہے اس کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ یہ بغداد کے حالات وہاں کے محدثین فقہاء کا تذکرہ بھی تفصیل سے کرتا ہے۔عز الدین علی بن محمد الجزری (۵۵۵ھ۔۶۳۰ھ) کی الکامل فی التاریخ یہ بارہ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے صرف تین جلدوں کا اردو میں ترجمہ ہوا ہے۔ یہ بھی عہد آدم سے ۶۲۸ھ تک کے واقعات کا احاطہ کرتی ہے۔موصوف کی دوسری کتاب اسد الغابہ ہے(جس کا ذکر رجال میں آئے گا) موصوف نے واقعات پر تحقیق کی ہے۔عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن علی (۶۷۲ھ۔۷۳۲ھ) کی تاریخ ابوا لفداء ہے جس کا نام المختصر فی اخبار البشر ہے۔ یہ بھی اسلام کے پہلے سے ۷۲۹ھ تک کا احاطہ کرتی ہے۔

اسماعیل بن عمر عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر (۷۰۱ھ۔۷۷۴ھ) کی البدایة والنهاية فی التاريخ ہے۔موصوف نے بھی عہد نبوی سے ۷۶۸ھ تک کا احاطہ کیا ہے۔اس میں حضور ﷺ کے حالات نہایت مربوط اور محنت کے ساتھ لکھے گئے ہیں یہ سات جلدوں میں ہے۔نفیس اکیڈمی کراچی سے کوکب شادانی کے اردو ترجمہ کے ساتھ آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ابن خلدون (۷۳۲ھ۔۸۰۸ھ) کی تاریخ ابن خلدون ہے۔ یہ سات جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔اس کا مقدمہ کتاب کی خصوصیت ہے۔آخر میں ایک اہم ترین کتاب کا تذکرہ کروں گا۔"تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام" شمس الدین محمد بن عثمان الذھبی (۶۷۳ - ۷۴۸) کی عظیم ترین مستند انداز میں لکھی گئی کتاب ہے۔ یہ عہد نبوی سے شروع کر ۶۸۰ھ تک شائع ہو چکی ہے۔(بلکہ میری لائبریری میں موجود ہے) ابھی مزید دس جلدیں متوقع ہیں۔ موصوف نے پوری کتاب سنین کی ترتیب لکھی ہے اور یہ تاریخ کے ساتھ سوانح بھی ہے۔البتہ ابتداء کے مقابلہ میں اختتامی جلدیں زیادہ مفصل ہیں۔بلا مبالغہ یہ تاریخ اسلام کی سب سے مفصل کتاب ہے۔یہ تو تھیں عام تاریخ کی کتابیں اسی طرح ابن عساکر کی تاریخ مدینۃ دمشق مختصر تین جلدوں میں ہے اور مفصل کی اب ۷۰/جلدیں شائع ہو کر ہمارے پاس آ چکی ہیں یہ نسخہ تحقیق کے ساتھ ہے۔

آٹھواں مأخذ کتب تاریخ حرمین:

کچھ تاریخی کتابیں عمومی حیثیت سے لکھی جاتی ہیں جیسا کہ آپ نے اوپر ملاحظہ کیا۔ کچھ کتابیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص علاقوں اوران علاقوں کی جزئیات' جغرافیہ' وغیرہ کو پیش نظر رکھ کر لکھی جاتی ہیں۔ایسی کتابیں عام کتب تواریخ کے مقابلہ میں زیادہ جزئیات کا احاطہ کرتی ہیں، زیادہ جامع ہوتی ہیں۔مکہ و مدینہ جنہیں حرمین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسان کی۔یہ خصوصیت کسی اور خطہ کو حاصل نہیں۔اسی طرح اشارہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

﴿ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وھدیً للعالمین﴾(۱۵۴)

''یعنی سب سے پہلا گھر مکہ کی سرزمین پر کعبہ ہے جسے لوگوں کی ہدایت اور برکت کے لئے قائم کیا گیا ہے۔''

یہی وجہ ہے میں نے اسے مستقل مأخذ سیرت کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔اس موضوع پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں مکہ اور مدینہ کی تاریخ کے ساتھ مقامات مقدسہ' حضور کی سیرت' آثار قدیمہ' اور قدیم تہذیب کا ذکر ملتا ہے۔محبّ الدین الطبری کی کتاب القریٰ لقاصد أم القریٰ۔محمد عبدالمعبود کی تاریخ المکة المبارکة کہ دو جلدیں اس کا اردو میں ایک جلد میں ترجمہ کیا گیا ہے۔تاریخ العمارة المسجد الحرام حسین عبداللہ کی ہے۔عبداللہ بن محمد اسحٰق کی چھے جلدوں میں اخبار مکہ ہے شیخ احمد بن عبدالحمید کی کتاب عمدة الأخبار فی مدینة المختار۔ تاریخ المدینة المنورہ محمد بن عبدالمعبود کی۔شیخ ازرقی کی اخبار مکہ اور فضائل کعبہ اور ابن شبہ کی چار جلدوں میں تاریخ المدینہ المنورة شمس الدین السخاوی کی التحفة اللطیفة فی التاریخ المدینة تین جلدوں میں فصول من تاریخ المدینة المنورة علی حافظ کی اور المدینة بین الماضی والحاضر۔ابراہیم بن علی العیاشی کی۔ اخبار مدینه الرسول محمد بن نجار کی۔خلاصه الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ علی بن عبداللہ سمھودی کی۔جمال الدین محمد جاراللہ کی الجامع اللطیف فی فضل مکة و أھلھا و بناء البیت الشریف۔عاتق بن غیث بلادی کی فضائل مکه و حرمة البیت الحرام۔ابراہیم ملا خاطر کی فضائل المدینة المنورة أبی االبفاد محمد بن احمد ابن الضیاء المکی الحنفی کی تاریخ مکة المشرفة والمسجد الحرام

۱۵۴۔ آل عمران (۹۶/۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمدینة الشریف والقبر الشریف اور یوسف رغد العاملی کی معالم مکة والمدینة قابل ذکر ہیں۔ یثرب قبل الاسلام اور المسجد النبوی عبر التاریخ محمد سید وکیل کی شفاء الغرام بأخبار بلد الحرام تقی الدین الفاسی المکی کی دو جلدیں اخبار مکہ فاکہی کی چھے جلدوں میں ہے۔

نواں مأخذ کتب جغرافیہ:

تاریخ کی ایک صنف کتب جغرافیہ اور اقالیم ہیں جن میں مختلف ممالک اور علاقوں کی تقسیم، ان کے نام بحری بری راستوں کی رہنمائی ملتی ہے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کون سا خطہ کب کس ملک کے زیر نگیں رہا۔ ان کتب سے ہمیں جزیرۃ العرب کی اسلام سے پہلے کی پوزیشن اور عہد نبوی کے مد و جزر پھر فتوحات و بغاوتوں کے سلسلوں کو سمجھنے میں سہولت اور مدد حاصل ہوتی ہے۔ اس میں جدید اٹلس بھی شامل ہیں اس کے بغیر نبی کریم کے ہجرت کے لئے منتخب شدہ راستہ کو سمجھنا یا غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود کر مدینہ کا دفاع کرنا یا غزوہ بدر الکبریٰ کے موقع پر مسلمانوں کا ابوسفیان کو گھیرنا اور اس کا راستہ بدل کر بچ نکلنا یہ وہ مباحث ہیں جنہیں سیرت نگار انہی کتب کے ذریعہ سمجھ کر دوسروں کو سمجھا سکتا ہے اس موضوع پر جو کتب لکھی گئی ہیں یہ عام کتب کی تاریخ سے کچھ مختلف ہیں۔

اس موضوع پر فتوح البلدان بلاذری کی زیادہ مشہور ہے اس کا اردو ترجمہ ابوالخیر مودودی اور دیگر افراد نے کیا ہے۔ یہ شائع ہو چکا ہے۔ الخطط المقریزی تقی الدین المقریزی کی ہے۔ معجم البلدان شہاب الدین کی چھے جلدوں میں ہے۔ المسالک والممالک بی قاسم بن خرد ازبة کی۔ اثار البلاد واخبار البلاد زکریا ابن محمد قزوینی کی ہے۔ المنازل والدیار اسامہ بن منقذ کی ہے۔ مسالک الممالک أبی اسحاق ابراہیم کی ہے الإطلس التاریخی للمعلمین العربی الاسلامی سعد الدین کی ہے۔ احسن التقاسیم فی معرفة الأقالیم مقدسی کی ہے، معروف ہے البشاری کے نام ہے اس پر حواشی دکتور محمد مخزوم کے ہیں معجم ما استعجم عبداللہ بن عبدالعزیز کی ہے دو جلد میں مراصد الإطلاع علی أسماء الأمکنة یہ معجم البلدان یا قوتی کا اختصار ہے جسے صفی الدین بغدادی نے کیا ہے اور تین جلدوں میں شائع ہوا ہے اردو میں اس موضوع پر محمد رابع ندوی (موجودہ مہتمم دار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العلوم ندوۃ العلماء لکھنو) کی جزیرۃ العرب ہے اور سید سلیمان ندوی کی ارض القرآن ہے۔

عہد حاضر میں ضرورت ہے جدید اسلوب نگارش کے مطابق سیرت نگار، تاریخ کی اس صنف سے استفادہ کرتے ہوئے سیرت کے پیغام کو قاری تک پہنچائے تا کہ اسے سمجھنا آسان ہو جائے۔

دسواں مأخذ کتب الأنساب:

یعنی ایسی کتابیں جن میں کسی شخص، خاندان، قبیلہ، قوم اور نسل کے نسب، رشتہ، خون کے تعلق سے بحث کی جائے۔ عربوں کے ہاں نسب بہت اہمیت رکھتا تھا۔ انسان تو انسان عرب اونٹ گھوڑوں اور دیگر حیوانات تک میں حسب نسب کا خیال رکھتے تھے اور اسی بنیاد پر انسانوں، قوموں، قبیلوں سے سلوک و معاملات کرتے تھے تاریخ کی اس نوع کو سمجھے بغیر اس معاشرہ کو جس میں ہمارے پیغمبر مبعوث ہوئے سمجھنا ممکن ہی نہیں اور معاشرہ وتہذیب اور رواجات حسب ونسب کی اہمیت کو سمجھے بغیر نبی کریم کی معاشرتی مشکلات کو سمجھنا اور آپ کس طرح ان مشکلات سے نبرد آزما ہوئے سمجھنا ممکن ہی نہیں، جو یہ نہیں جانتا کہ لے پالک بیٹے کی اس معاشرے میں کیا حیثیت تھی وہ کیسے سمجھ سکتا ہے کہ آپ نے لے پالک بیٹے کی بیوی سے شادی کر کے کتنا اہم کام کتنی ہمت کے ساتھ انجام دیا۔ جو اس زمانہ کی قبائلی عصبتوں کو نہیں جانتا وہ سیرت کے اس پہلو کو قطعاً نہیں سمجھ سکتا کہ آپ مکہ سے طائف کیوں گئے تھے اور دوبارہ مکہ میں کس بنیاد پر آئے تھے، اہل مکہ نے جب ابوبکرؓ کو مکہ سے نکال دیا تھا تو وہ دوبارہ کس بنیاد پر مکہ میں رہتے تھے۔ شاہ حبشہ نے جعفرؓ طیار سے نبی ﷺ کی تعلیمات سننے کے باوجود کیوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب نسب کی بابت سوالات کئے تھے اور جب ابوسفیانؓ نے بھی آپ کے حسب نسب کی تصدیق کی تو شاہ حبشہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نہ صرف تصدیق کی بلکہ مہاجرین کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ اس زمانہ کا انسانی اسٹیٹس اسی انساب کی بنیاد پر طے ہوتا تھا۔ مجھے اس بات پر حیرت ہے کسی بھی سیرت نگار نے اتنے اہم پہلوؤں کو سیرت کا مأخذ نہیں قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس علم کو جانے بغیر سیرت نگاری ہی ناقص ہے۔

اس موضوع پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ یہ ہیں **انساب الاشراف** احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری (۲۷۹ھ/۸۹۴ء) کی ہے اس کے ایک نسخہ پر ڈاکٹر حمید اللہ نے تحقیق کی ہے اور دوسرا نسخہ جو **المکتبۃ**

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التجارية دار الفکر بیروت سے تیرہ جلدوں میں ۱۹۹۶ھ میں شائع ہوا ہے اس پر سہیل زکار اور ریاض زرکلی نے تحقیق کی ہے۔

جمهرة انساب العرب یہ أبی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ) کی ہے اس پر عبدالسلام نے تحقیق کی ہے، دار المعارف مصر سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوتی ہے۔۷۰۰/ صفحات ہیں معجم قبائل العرب القديمیه و الحديثة عمر رضا کحالة کی ہے۔تین جلدوں میں ۱۲۰۰ صفحات پر دار العلم للملائیین بیروت سے ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی ہے۔

جمهرة نسب قريش و اخبارها زبیر بن بکار (۱۷۲ھ۔۲۵۶ھ) کی ہے۔محمود شاکر کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ دار العروبۃ قاہرہ سے ۵۹۱ صفحات پر شائع ہوئی ہے۔

الأنساب یہ أبی سعید عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی (م ۵۲۶ھ) کی ہے۔ دائرہ المعارف عثمانیہ دکن سے ۱۹۶۶ء میں پانچ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، ہر جلد ۴۰۰ تا ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ الأغصان لمشجرات انساب عدنان و قحطان اسے سید علی عبدالکریم الفضل شرف الدین نے مرتب کیا ہے۔ یہ دار القیاس کراچی سے ۱۹۹۳ء میں ۴۹۲ صفحات پر عربی میں شائع ہوئی ہے، اس میں نبی کریم ﷺ کے خاندانی شجرے دیئے گئے ہیں۔ کتاب النسب قاسم بن سلام (۱۵۴ھ۔۲۲۴ھ) کی ہے۔تحقیق کے سات دار الفکر بیروت سے ۱۹۸۹ء میں ۴۷۵ صفحات پر شائع ہوئی ہے۔

الاشتقاق (خاندان نبوی کے انساب پر) أبی بکر محمد بن الحسن بن درید تحقیق عبدالسلام کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

گیارھواں مأخذ کتب رجال:

ڈاکٹر حمیداللہ صاحب لکھتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر (۱۰ھ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدت مند لاکھ ڈیڑھ لاکھ تھے جو حاضر نہیں تھے۔ان کی تعداد یقیناً اس سے کئی گنا زیادہ ہوگی ماہرین حدیث کے مطابق جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے ایک لاکھ سے زائد ہے دنیا کی کسی شخصیت کے حالات کے اتنے سارے عینی شاہدین کیا اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ملیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔(۱۵۵) ایسے حضرات کے ذریعہ جب تمام سرمایہ سیرت وحدیث تحریر ہوگیا تو ان تمام راویوں کے احوال کو بھی ضبط تحریر میں لایا گیا اسی تحریر شدہ ذخیرہ علم کا نام علم رجال اور ایسی کتابوں کا نام کتب رجال ہے۔ بقول جرمن اسکالر ڈاکٹر اسپرنگر "کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص (راویوں) کا حال (سوانح حیات) معلوم ہوسکتا ہے۔(۱۵۶)

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں: سیرت نبوی کے واقعات بعد میں قلمبند ہوئے ابتداء سب زبانی روایتوں کی شکل میں تھے۔ مصنفین کا مأخذ کوئی کتاب نہیں تھی۔ حالانکہ اس قسم کا موقع جب دوسری قوموں کو پیش آتا ہے۔ یعنی کسی زمانہ کے حالات مدت کے بعد قلم بند کئے جاتے ہیں' تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی بازاری افواہیں قلم بند کر لی جاتی ہیں' جن کے راویوں کا نام ونشان تک معلوم نہیں ہوتا' ان افواہوں میں سے وہ واقعات انتخاب کر لیے جاتے ہیں جو قرائن اور قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد یہی خرافات ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتے ہیں۔ یورپ کی تاریخی تصنیفات اسی اصول پر لکھی گئی ہیں۔

لیکن مسلمانوں نے اس فن سیرت کا جو معیار قائم کیا وہ اس سے بہت زیادہ بلند تھا' اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام راویوں کا نام بہ ترتیب بتایا جائے۔ اسکے ساتھ یہ بھی تحقیق کیا جائے کہ جو اشخاص سلسلہ روایت میں آئے کون لوگ تھے؟ کیسے تھے؟ کیا مشاغل تھے؟ چال چلن کیسا تھا؟ حافظہ کیسا تھا؟ سمجھ کیسی تھی؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ؟ سطحی الذہن تھے یا دقیقہ بین؟ عالم تھے یا جاہل؟ ان جزئی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ سینکڑوں ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کردیں' ایک ایک شہر میں گئے' راویوں سے ملے' ان کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائی جو لوگ ان کے زمانے میں موجود نہ

۱۵۵۔ حمید اللہ' ڈاکٹر محمد۔ رسول اکرم کی سیاسی زندگی ص:۲۴

۱۵۶۔ خالد ڈاکٹر انور محمود۔ اردو نثر میں سیرت رسول ص:۵۴۔۵۵ بحوالہ الاصابۃ انگریزی کا مقدمہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے'ان کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کئے۔اور کسی شخص کے رتبہ وحیثیت کی پروانہ کی بڑے بڑے مقتداؤں اور بادشاہوں کی سراغ رسائی اور پردہ دری کر کے ان کے حالات مرتب کئے۔(۱۵۷)

شاہ عبدالعزیز (م۱۲۳۲ھ) لکھتے ہیں صدر اول یعنی تابعین وتبع تابعین کے دور سے امام بخاری وامام مسلم کے دور تک راویوں کے حالات کی جستجو کی اور جس شخص میں شمہ برابر بھی بد دیانتی کذب یا سوء حفظ (یادداشت کی کمزوری) محسوس کی اس کی حدیث نہیں قبول کرتے۔(۱۵۸)

اس فن کے ابتدائی ماہرین میں ابن عباس (م ٦٨ھ) انس بن مالک (م۹۳ھ) شعبی (م۱۰۴ھ) ابن سیرین (۱۱۰ھ) اعمش (م۱۴۸ھ) شعبہ (م۱۶۰ھ) امام مالک (م۱۷۹ھ) ابن مبارک (م۱۸۱ھ) ابن عیینہ (م ۱۹۷ھ) یحییٰ ابن معین (م ۲۳۳ھ) اور احمد بن حنبل (م۲۴۱ھ) شامل ہیں۔(۱۵۹)

اس سلسلے کی سب سے پہلی کتاب مشہور محدث یحییٰ ابن سعید القطان (م۱۹۸ھ) نے لکھی تھی' پھر ان کے تلامذہ یحییٰ ابن معین (م۲۳۳ھ) امام احمد بن حنبل (م۲۴۱ھ) ابوخیثمہ (م۲۳۴ھ) اور عمرو ابن علی الفلاس (م۲۴۹ھ) وغیرہ نے اس فن میں داد تحقیق لی۔ پھر ان لوگوں کے تلامذہ امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ نے ادھر توجہ کی۔(۱۶۰)

جو کتابیں راویان حدیث کے حالات پر لکھی گئی ہیں ان میں کچھ تو وہ ہیں جن میں صرف صحابہ کے حالات ہیں کچھ وہ ہیں جن میں بلا تخصیص حالات جمع کئے گئے ہیں۔طبقات ابن سعد یہ اردو میں آٹھ عربی میں نو جلدوں میں ہے اور بارہ جلدوں میں بھی شائع ہوئی ہے۔اس کی پہلی دو جلدوں میں آنحضرت کی سوانح ہے اس کے بعد صحابہ کے حالات ہیں۔

صفة الصفوة ابن جوزی کی تین جلدوں بخاری کی التاریخ الکبیر آٹھ جلدوں میں اور

۱۵۷۔ نعمانی علامہ شبلی۔سیرت النبی ج:اص:۳۹

۱۵۸۔ دھلوی،شاہ عبدالعزیز محدث۔عجالہ نافعہ ص:۲

۱۵۹۔ خالد ڈاکٹر انور محمود۔اردو نثر میں سیرت رسول ص:۱۶۸

۱۶۰۔ الواجدی'ندیم۔نقوش رسول نمبر ج:اص:٦٦

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ الصغیر بھی دو جلدوں میں مطبوعہ ہے۔ **کتاب الکنی**، الموصلی کی ہے۔ **کتاب الجرح و التعدیل** احمد بن عبداللہ العجلی کی ہے، **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ** عز الدین ابن الأثیر کی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ **الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ** ابن حجر عسقلانی کی ہے آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے؟۔ **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب** ابن عبدالبر کی دو جلدوں میں ہے۔

لسان المیزان ابن حجر عسقلانی کی ۱۰ جلدوں میں ہے **میزان الاعتدال** محمد بن احمد الذھبی کی ۷ جلدوں میں ہے۔ **تھذیب الکمال** جمال الدین یوسف المزی کی ۳۵ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ کتاب الثقات ابن حبان التمیمی کی ۹ جلدوں میں ہے۔ ذہبی کی **سیر اعلام النبلاء** ۲۴ جلدوں میں ہے اس کا خلاصہ بھی چار جلدوں میں شائع ہو گیا ہے **الکامل فی ضعفاء الرجال** أبی أحمد عبداللہ عدی الجرجانی کی نو جلدوں میں ہے۔ **توضیح المشتبہ فی ضبط اسماء الرواۃ و أنسابھم** ابن ناصر الدین القیسی الدمشقی کی ہے **کتاب الوافی بالوفیات** ۲۲ جلدوں میں خلیل بن أیبک کی ہے. **معجم الادباء** یاقوت الحموی کی ۲۰ جلدوں میں ہے۔ یہ وہ کتابیں جن سے استفادہ کر کے ہم سارے مأخذ (جس میں تفسیر سمیت سارے شامل ہیں) سے کھرا کھوٹا' صحیح غلط' الگ کر کے سیرت نگاری کے اعلیٰ اصول جاری کرتے ہوئے سیرت نگاری کر سکتے ہیں۔

بارھواں مأخذ کتب اصول حدیث:

یعنی سیرت کے لئے رجال کی بنیاد پر تحقیق کے بعد جن اصولوں کے ذریعہ کھوٹے کھرے، سچے جھوٹے' قوی ضعیف' کی ترجیح مقرر کی جاتی ہے، ان ضابطوں اصولوں کا نام اصول حدیث ہے۔ اصول حدیث کے ذریعہ روایتاً درایتاً کسی روایت کا مقام و درجہ متعین ہوتا ہے اور اسی بنیاد پر اس سے معلوم ہونے والے حکم کا درجہ معلوم ہوتا ہے۔ فرض ہے، واجب ہے، مستحب ہے، حرام ہے، مکروہ ہے، مباح ہے وغیرہ وغیرہ علماء نے اصول حدیث پر متعدد کتب عربی اردو میں تحریر کی ہیں۔ اور یہ بات صراحتاً لکھ دی ہے کہ جو اصول حدیث میں جاری ہوتے ہیں، وہی اصول سیرت میں بھی جاری ہوں گے (۱۶۱)۔ اسی سے اندازہ

۱۶۱۔ کاندھلوی' مولانا محمد ادریس۔ سیرۃ المصطفیٰ ج:۱ص:۷ اور سیرت النبی شبلی ج:۱ص:۶۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگایا جاسکتا ہے۔ سیرت نگار کے لئے یہ فن کتنی اہمیت کا حامل ہے۔ ندیم الواجدی لکھتے ہیں:

روایات میں بھی محدثین نے درجات قائم کردیئے ہیں۔ احادیث مرفوع بھی ہیں منقطع وموقوف بھی۔ شاذ بھی ہیں مرسل بھی، غریب بھی منکر بھی، حسن یا صحیح بھی۔ ان میں سے ہر ایک کی متعدد قسمیں ہیں اور ہر قسم کا الگ حکم۔ پھر یہ کہ راوی نے عن فلان کہہ کر روایت بیان کی ہے یا ''اخبرنا'' کے ساتھ یا دوسرے لفظوں میں۔ ان سب صورتوں کے احکام علیحدہ ہیں۔ بعض صورتیں اہم ہیں اور بعض اس سے کم درجے کی۔ اس پوری کدوکاوش سے جو فن سامنے آیا اسے علم درایت کہتے ہیں۔

اس موضوع پر بھی ان گنت کتابیں لکھی گئیں۔ حافظ ابن حجر کی نخبۃ الفکر اور اس کی شرح اصول حدیث کی مشہور کتابیں ہیں اور دینی مدارس کے نصاب میں داخل ہیں۔ کتاب کی اہمیت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ متعدد علماء نے اس کی شروح لکھیں مثلاً ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) نے شرح ''شرح النخبۃ'' مولانا عبدالحی خطیب جامع رنگون نے ''السلعة القربی فی توضیح شرح النخبة'' اور مولانا اکرم ابن عبد الرحمٰن سندھی نے ''امعان النظر'' لکھی، اس فن پر کچھ اہم کتابوں کے نام یہ ہیں۔ ابو محمد عبدالرحمٰن رازی (م ۳۲۷ھ) ''علل الحدیث'' تقی الدین ابن صلاح (م ۶۴۳ھ) مقدمہ ابن صلاح امام نووی (م ۶۷۶ھ) ''التقریب الراوی'' امام سیوطی (۹۱۱ھ) کی طاہر بن صالح الجزائری کی ''توجیه النظر'' حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) ''الھی الساری فی مقدمة شرح البخاری'' شمس الدین السخاوی (م ۹۰۲ھ) ''شرح الفیه'' وغیرہ۔

ہندوستان کے علماء نے بھی اس موضوع پر کتابیں لکھیں۔ ان میں مولانا عبد الحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) کی ''الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل'' اور ''ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی'' بہت مشہور ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ) کی کتاب ''مختصر'' کی شرح ہے۔ شیخ نظام الدین حلوی کاکوروی نے ''المنهج'' سید مرتضیٰ ابن محمد حسین بلگرامی (م ۱۲۰۵ھ) نے ''بلغة الغریب فی مصطلح آثار الحبیب'' شاہ عبدالعزیز دہلوی نے ''العجالة النافعه'' نواب صدیق حسن بھوپالیؒ (م ۱۳۰۷ھ) نے ''منهج الاصول الی اصطلاح احادیث الرسول''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھیں۔اصول حدیث میں ایک عربی رسالہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۱۰۵۲ھ) کا بھی ہے۔اس سلسلے میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی (م۱۳۶۹ھ کا ذکر نہ کرنا سخت ناانصافی ہوگی۔ یہ مقدمہ بڑے سائز کے ۱۰۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔(۱۶۲)

علامہ شبلی نعمانی نے اختصار کے ساتھ ۱۲/ اصول بیان کئے ہیں (جن میں سے کچھ یقیناً قابل تحقیق ہیں) ملاحظہ فرمائیں:

(۱) جو روایت عقل کے مخالف ہو۔

(۲) جو روایت اصول مسلمہ کے خلاف ہو۔

(۳) محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو۔

(۴) قرآن مجید یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو اور اس میں تاویل کی کچھ گنجائش نہ ہو۔

(۵) جس حدیث میں معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو۔

(۶) معمولی کام پر بہت بڑے انعام کا وعدہ ہو۔

(۷) وہ روایت رکیک المعنی ہو، مثلاً کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ۔

(۸) جو راوی کسی شخص سے ایسی روایت کرتا ہے کہ کسی اور نے نہیں کی اور یہ راوی اس شخص سے نہ ملا ہو۔

(۹) جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو، بایں ہمہ ایک راوی کے سوا کسی اور نے اس کی روایت نہ کی ہو۔

(۱۰) جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو سینکڑوں آدمی اس کو روایت کرتے باوجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے اس کی روایت کی ہو۔

ملا علی قاری نے جو موضوعات کے خاتمہ میں حدیثوں کے نامعتبر ہونے کے چند اصول تفصیل سے لکھے ہیں اور ان کی مثالیں نقل کی ہیں، ہم اس کا خلاصہ اس موقع پر نقل کرتے ہیں۔

1۔ جس حدیث میں فضول باتیں ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نہیں نکل سکتیں، مثلاً

۱۶۲۔ الواجدی، ندیم۔نقوش رسول نمبر ج:۱ص:۶۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ ''جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے' اللہ اس کلمہ سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے' جس کی ستر زبانیں ہوتی ہیں' ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہوتے ہیں۔''

2۔ وہ حدیث جو مشاہدہ کے خلاف ہو مثلاً یہ حدیث کہ بینگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے۔

3۔ وہ حدیث جو صریح حدیثوں کے مخالف ہو۔

4۔ جو حدیث واقع کے خلاف ہو مثلاً یہ کہ دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

5۔ وہ حدیث جو انبیاء علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو۔ مثلاً یہ حدیث کہ تین چیزیں نظر کو ترقی دیتی ہیں۔ سبزۂ زار' آب رواں' خوبصورت چہرہ کا دیکھنا۔

6۔ وہ حدیثیں جن میں آئندہ واقعات کی پیشین گوئی بقید تاریخ مذکورہ ہوتی ہے مثلاً یہ کہ فلاں سن اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئے گا۔

7۔ وہ حدیثیں جو طبیبوں کے کلام سے مشابہ ہیں مثلاً یہ کہ ہریسہ کے کھانے سے قوت آتی ہے یا یہ کہ مسلمان شیریں ہوتا ہے اور شیرینی پسند کرتا ہے۔

8۔ وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہوں مثلاً ''عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز کا تھا۔''

9۔ وہ حدیث جو صریح قرآن کے خلاف ہو' مثلاً دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے' کیونکہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دے گا کہ قیامت کے آنے میں اس قدر دیر ہے' حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔

10۔ وہ حدیثیں جو خضر علیہ السلام کے متعلق ہیں۔

11۔ جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں۔

12۔ وہ حدیثیں جو قرآن مجید کی الگ الگ سورتوں کے فضائل میں وارد ہیں' حالانکہ یہ حدیثیں تفسیر بیضاوی اور کشاف وغیرہ میں منقول ہیں۔

ان اصولوں سے محدثین نے اکثر جگہ کام لیا اور ان کی بناء پر بہت سی روایتیں رد کر دیں' مثلاً ایک واقعہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو جزیہ سے معاف کر دیا تھا اور معافی کی دستاویز لکھوادی تھی، ملا علی قاری اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے۔

(۱) اس معاہدہ پر سعد بن معاذ کی گواہی بیان کی جاتی ہے حالانکہ وہ غزوہ خندق میں وفات پا چکے تھے۔

(۲) دستاویز میں کاتب کا نام معاویہ ہے حالانکہ وہ فتح مکہ میں اسلام لائے۔

(۳) اس وقت تک جزیہ کا حکم ہی نہیں آیا تھا، جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ تبوک کے بعد نازل ہوا ہے۔

(۴) دستاویز میں تحریر ہے کہ یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائے گی، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بے گار کا رواج ہی نہ تھا۔

(۵) خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی، ان سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا۔

(۶) عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا، حالانکہ ان لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی تو خیبر والے کیونکر معاف ہو سکتے تھے۔

(۷) اگر جزیہ ان کو معاف کر دیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے ہوا خواہ اور دوست اور واجب الرعایۃ ہیں، حالانکہ چند روز کے بعد خارج البلد کر دیئے گئے۔ (۱۶۳)

تیرھواں مأخذ عہد نبوی کا معاصرانہ ادب:

اس معاصرانہ ادب میں، ادب جاہلیہ، ادب اسلام، مخضرمی شعراء کا کلام، لغت، سفرنامے، نعتیہ کلام سب شامل ہیں، اس لئے کہ ان کے ذریعہ اس زمانہ کی معاشرت، آراء موافق ومخالفت، نفسیات کے مطالعہ کے ذریعہ سیرت نگار صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔

(۱) نعتیہ کلام میں سب سے پہلا درجہ نعتیہ شاعری کو دوں گا اس لیے کہ نعتیہ کلام وہ صنف ہے سیرت کی جسے سیرت نگار مأخذ اور استشہاد کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں جن شعراء نے نعتیہ کلام کہا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں (۱) حضرت ابو طالب آپ نے اپنی ایک نظم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خاندان بنو ہاشم کی عمدہ خصوصیات کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ ۹۵ اشعار پر مشتمل ابو طالب کے ایک اور قصیدہ

۱۶۳۔ نعمانی، علامہ شبلی سیرت النبی ج:۱ص:۴۲۔۴۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر ملتا ہے جس کے چند اشعار ابن ہشام نے اپنی سیرت النبی میں ذکر کیے ہیں۔ (۱۶۴)

(۲) اعشٰی سبعہ معلقہ کا شاعر ہے اس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ کہا ہے (۱۶۵) اس زمانہ میں چونکہ اپنے موقف کو اشعار کی شکل میں بیان کیا جاتا تھا اور اس کے ذریعہ اپنے نسب' تاریخ، ذاتی آراء کا اظہار کیا جاتا تھا۔ تو یہ بات یقینی ہے کہ اگر مزید تتبع کیا جائے تو اس زمانہ کی موافق ومخالف آراء کی روشنی میں عہد نبوی کی مشکلات اور فروغ اسلام کے اسلوب کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اس عہد کے شعراء بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک عہد جاہلیہ کے دوسرے عہد اسلام کے جو شعراء عہد اسلام میں مسلمان ہو گئے انہیں مخضرمی شعراء کا نام دیا جاتا ہے (اس مناسبت سے اس بحث کا نام مخضرمی ادب بھی رکھا جا سکتا ہے)

جو مسلمان نہیں ہوئے ان کے بارے میں آپ نے ملاحظہ کیا جو مسلمان نعت گو شعراء ہیں ان میں سر فہرست (۱) حسان بن ثابت ہیں۔ سیرت ابن اسحٰق میں ان کی ۷۸ نظمیں موجود ہیں جس میں دشمنوں کے اعتراضات کے جوابات ہیں۔ ابوسفیان جو پہلے اسلام نہیں لائے تھے۔ ان کی مذمت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ہے زاد المعاد میں بھی آپ کے ۷ اشعر مذکور ہیں۔ (۱۶۶) (۲) کعب بن زہیر بن ابی سلمٰی کا نعتیہ قصیدہ بھی مشہور ہے ابن اسحٰق نے اپنی سیرت میں ۵۱ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۳) عبداللہ بن رواحہ حضرت حسان کے بعد آپ کے اشعار زیادہ ملتے ہیں لیکن زیادہ اشعار کے مضامین اسلام کی مدح مشرکین کی مذمت پر مشتمل ہیں۔ (۴) عبداللہ بن زبعریٰؓ یہ اسلام کے ابتدائی دور میں مشرکین کی ترجمانی کرتے اور حسان ان کا جواب دیتے تھے بعد میں یہ مسلمان ہو گئے اور اسلام کی مدح میں شعر کہنے لگے ان کا کفر واسلام دونوں زمانہ میں کہا گیا کلام سیرت نگاروں کے لئے مأخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ (۱۶۷) (۵) کعب بن مالک مدینہ کے پانچ مشہور شعراء میں سے تھے مختلف غزوات کے موقعہ پر نعتیہ اشعار کہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ایک مرثیہ کہا آپ کے اشعار ابن ہشام نے اپنی سیرت میں نقل کئے ہیں۔ (۶) عباس بن مرداس بن خنسا۔

۱۶۴۔ خالد ڈاکٹر انور محمود۔ اردو نثر میں سیرت رسول ص:۱۸۲

۱۶۵۔ ایضا

۱۶۶۔ ایضا

۱۶۷۔ ایضا ص:۱۸۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاعر تھے۔ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے آنحضرت کی مدح میں اشعار کہے ہیں، ان کے علاوہ عامر بن سنان ثابت بن قیس بن شماس وغیرہ کے نعتیہ کلام بھی سیرت کے مأخذ کی حیثیت سے سیرت نگاروں کے پیش نظر رہے ہیں اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ اشعار چونکہ جلد شہرت پا جاتے ہیں جس کے سبب اس میں ردو بدل کرنا ممکن نہیں رہتا بالخصوص عرب کے معاشرہ میں جہاں شعراء کا کلام یاد رکھنا فخر و علمیت کی بات تھی لہٰذا یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ اشعار نثر کے مقابلہ میں زیادہ مستند کلام ہے اور اسکے توسط سے جو بات ہم تک پہنچے گی اس میں یقیناً صحت ہوگی اس لئے کہ اشعار میں قطع برید کرنا بنسبت نثر کے بہت مشکل ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بھی ہمعصر شعراء کے کلام کو اہم ماخذ قرار دیا ہے۔(۱۶۸) معاصرانہ ادب میں دوسرا اہم مأخذ کتب مذاہب مقدسہ ہیں، انہیں الزامی مأخذ کا عنوان دینا زیادہ بہتر ہوگا اور اسی حیثیت میں سیرت نگار آج تک ان کتب کے حوالے دیتے رہے ہیں۔ کتب مقدسہ بھی دو قسم کی ہیں پہلی قسم ان کتب کی ہے جنہیں ہم آسمانی کتب کا عنوان دے سکتے ہیں جیسے انجیل (برنا باس/متی) کلام مقدس کے نام سے بھی مقدس بائیبل کے نام سے بھی اور کتاب العهد الجدید کے نام سے بھی موجود ہے اس کے علاوہ دیگر دو کتابیں توریت اور زبور ہیں۔ ان تین کتابوں کے علاوہ دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ مثلاً ہندوؤں کی بھگوت گیتا اور گرونانک کی گرنتھ' چپ جی (منظوم کلام کا ترجمہ) وغیرہ ان تمام کتابوں میں نبی کریم کے سچا ہونے کا اور آپ کی آمد کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی صریح علامات موجود ہیں جنہیں مختلف حضرات نے انتہائی محنت کے ساتھ غیر مسلموں کے خلاف الزامی حیثیت سے عربی اردو میں مرتب کیا ہے عربی میں **البشارات والمقارنات** محمد الصادقی کی **محمد الرسول فی التورات ولانجیل** عبد اللطیف ۔ **محمد فی التوراة والانجیل والقرآن** ابراهیم خلیل احمد۔ **الادلة علی صدق النبوة المحمدیة ورد الشبهات عنها** (مقالہ پی ایچ ڈی) هدیٰ عبدالکریم مرعی کی قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ اسی موضوع پر اردو میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں ایک کتاب مولانا اشرف علی تھانوی کی **شهادة الاقوام** کے نام سے ہے۔

۱۶۸۔ حمید اللہ' ڈاکٹر محمد۔ رسول اکرم کی سیاسی زندگی ص: ۲۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالت کے سائے میں ڈاکٹر عبدالحلیم عویس مترجم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کی ہے۔

آخری نبی اور تورات بشیر احمد جالندھری، فارقلیط کون ہے، بشیر احمد حسین، اناجیل اور ہمارے نبی عبداللطف ڈسکوی۔ محمد کی نبوت پر بائبل کی گواہی احمد دیدات۔ انبیاء سابقین اور بشارت سید المرسلین ابو الحسنات محمد اشرف۔ مذاہب عالم میں تذکرہ خیر الانام۔ یثاق النبین (دنیا کی جملہ مذہبی کتب میں محمد رسول اللہ مولانا عبدالحق ودیارتھی کی انتہائی عمدہ لاجواب کتاب ہے اصل مأخذ کے حوالہ جات وپیراگرافوں کے ساتھ ان کتب میں زیادہ تر آسمانی اور کچھ کتب مقدسہ کے حوالے سے بھی مباحث ہیں لیکن کچھ کتابیں خاص کتب مقدسہ کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ جیسے گروگرنتھ صاحب اور اسلام ابوالامان امرتسری۔ سکھ مت اور توحید سید حامد علی ویدک دھرم اور دین اسلام عباداللہ گیانی۔ اگر اب بھی نہ جاگے تو؟ شمس نوید عثمانی کی ہندو کتب کے ذریعہ آنحضرت کی نبوت کو سچا ثابت کیا ہے۔

یہ تو وہ کتب تھیں جنہیں کتب مقدسہ کے حوالوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے الزامی حیثیت سے لکھا گیا ہے کچھ کتابیں وہ ہیں جن میں بعد کے غیر مسلموں کے اعترافات اور نبی کریم کو جو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے اسے جمع کیا ہے یہ مباحث مذکورہ بالا کتب میں بھی ضمناً آئے ہیں۔ اس موضوع پر سب سے عمدہ کتاب تجلیات سیرت کے نام سے ڈاکٹر حافظ محمد ثانی صاحب کی فضلی سنٹر سے شائع ہوئی ہے اس کے علاوہ ستار طاہر کی ایک عالم ہے ثناخواں آپ کا اور پروفیسر بقا شریف کی رسول اکرم مغربی اہل دانش کی نظر میں بہر زماں بہر زماں (غیر مسلموں کا نعتیہ خراج عقیدت) نور احمد میرٹھی ”مقام رسول اپنوں اور غیروں کی نظر میں“ محمد اکرم کمبوہ کی قابل ذکر ہیں۔

نعتیہ کلام اور کتب مقدسہ کا بحیثیت مأخذ تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے ابوالبرکات لکھتے ہیں:

قدیم عرب کے تاریخی معلومات کے ذرائع باقی نہ رہے۔ صرف دو ذریعے ہیں کہ اس سے جو کچھ معلوم ہو وہ تو بلاشبہ صحیح ہے لیکن اس کے سوا اور جتنے ذرائع ہیں سب مشتبہ ہیں۔ ایک قرآن پاک ہے اس سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ دوئم خود جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیانات ہیں ان دو کے سوا عرب جاہلیت کے اشعار اور زبانی روایتوں کا درجہ ہے۔ مگر جس طرح ہندوستان کے بت پرستوں میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رامائن اور مہابھارت کے متعلق مبالغہ آمیز بیانات اور اشعار مشہور ہیں ویسے ہی عربوں میں بھی تھے۔ ان میں سے ان باتوں کی صحت میں شبہ نہیں جس کی تصدیق قرآن پاک یا احادیث صحیحہ سے ہوتی ہے۔ لیکن اس کے بعد وہ باتیں بھی قابل سماعت ہوسکتی ہیں جو مختلف بیانات میں قدر مشترک کا حکم رکھتی ہوں۔ عرب کی تاریخ کا کچھ حصہ بائیبل میں بھی ملتا ہے۔ مگر موجودہ بائیبل تحریف شدہ ہے۔ تاہم تاریخ کی کوئی تحریر اس سے زیادہ قدیم نہیں مل سکتی اور یہ یقینی بات ہے کہ جس قدر تحریف زبانی روایات میں یا شعراء کے کلام میں ہوئی ہے۔ اتنی ایک مذہبی کتاب میں نہیں ہوسکتی۔ اس لئے بائیبل کی روایتوں کو دوسرے بیانات پر یقیناً ترجیح حاصل ہوگی۔ (۱۶۹)

کتب و آثار ادب جاہلیہ۔ ادب جاہلیہ یعنی وہ ادبی مواد خواہ نظم کی صورت میں ہو یا نثر کی صورت میں اسلام سے پہلے رائج تھا وہ بھی مأخذ سیرت کی حیثیت سے اہمیت کا حامل ہے اس لئے کہ اس کے ذریعہ سیرت نبوی اور عہد نبوی کے پس منظر کو جاننے میں انتہائی مدد ملتی ہے۔ اس زمانہ کا ادب اج لٹریچر میں محفوظ ہو چکا ہے۔ اس حوالہ سے بہت سی کتب موجود ہیں جیسے تاریخ ادب عربی حسن زیات کی اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے ۔ **الادب الجاهلی** ،طه حسین کی (اس کا بھی اردو ترجمہ ہو چکا ہے) تاریخ **الادب العربی العصر الجاهلی** ڈاکٹر شوقی ضیف کی تاریخ ادب عربی مقتدیٰ حسن کی اردو میں۔ **المدبنه فی صدر الاسلام الحیاة الادبیة دکتور محمد عید الخطراوی** کی۔ **مصادر الشعر الجاهلی و قیمتها التاریخیة الدکتور** ناصرالدین الأسد (مقالہ پی ایچ ڈی) شرح الشعر **الجاهلی الدکتور احمد جمال العمری**۔ ادباء العرب بطرس البستانی کی چار جلدوں میں **الموجز فی الادب العربی** حنا الفاخوری کی چار جلدیں **الحیاة الاجتماعیة فی الشعر الجاهلی** الدکتور فاطمہ عبدالفتاح کا (پی ایچ ڈی مقالہ ہے) **تاریخ العرب قبل الاسلام** جرجی زیدان کی۔ **بلوغ الارب شکری** آلوسی کی چار جلدیں۔

شعر الحرب **فی الجاهلیة عند الاوس والخزرج دکتور** محمد عبد الحظر اوی کی ہے۔

تاریخ الادب العربی جعفر سید باقی۔ **نهایت الارب فی فنون الادب** شہاب الدین النوری کی ۱۸

۱۶۹۔ ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری۔ اصح السیر۔ ص: ۳۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلدوں میں ہے۔ کتاب الکامل للمبرد چار جلدوں میں ہے۔ **المدینة فی العصر الجاهلی الحیاة الادبیة** اور **المدینة فی العصر الجاهلی الحیاة الاجتماعیة والسیاسیة والثقافیة** دکتور محمد عید الخطر اوی کی کتابیں قابل ذکر ہیں ان کتابوں میں موجود مواد کے ذریعہ عہد جاہلیہ (جو کہ ۱۰۰ سالوں پر محیط ہے) کی مکمل تصویر اور ابتدائی عہد اسلامیہ کی تاریخ تہذیب و معاشرت سامنے آجاتی ہے۔ سیرت نگاروں کے لئے ضروری ہے۔ اس مواد کو پیش نظر رکھ کر عہد نبوی کا پس منظر واضح کریں تاکہ سیرت نبویہ خوب نکھر کر سامنے آئے۔

اسی طرح سیرت نگار کو آثار قدیمہ (آرکیالوجی) کا بھی علم ہونا چاہیے اس لئے کہ عہد حاضر میں قدیم کتبات، آبادیاں اور ان کے آثار سکے، استعمال کی اشیاء تاریخ کی تدوین میں اہم رول ادا کر رہی ہیں مجھے نہیں معلوم کہ کتب تواریخ حرمین کے علاوہ اس پر مستقل کچھ کتابیں لکھی گئی ہیں یا نہیں اگر اس پہلو پر کام نہیں ہوا تو ضرورت ہے توجہ دینے کی۔

اسی طرح کچھ کتب ادبیہ وہ ہیں جن میں جاہلی ادب کے بمقابلہ ادب اسلامیہ پر بہت لکھا گیا ہے اور اسلام نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت نے زبان وادب پر جو نقوش چھوڑے ہیں اور عربی ادب میں نئے محاورات وامثلہ کے ذریعہ اضافہ کیا ہے سیرت نگار کو اس سے بھی استفادہ کرنا چاہیے اس لئے کہ اس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سمجھنا اور سمجھانا دونوں آسان ہو جاتا ہے۔ اس موضوع پر سب سے **معرکة الآراء کتاب البیان والتبیین أبی عثمان عمر بن الجاحظ** کی چار جلدوں میں عبد السلام محمد ھارون کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اسی طرح ابی **حیان التوحیدی علی بن محمد بن العباس** کی **البصائر والذخائر الدکتورة وداد القاضی** کی تحقیق کے ساتھ پانچ جلدوں (دس حصے) میں شائع ہوئی ہے۔

مقدم الذکر میں نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت پر جاحظ نے انتہائی عمدہ بحث کی ہے۔ **کتاب الکامل للمبرد** اور **العقد الفرید** قرطبی کی بھی ابتدائی عہد کے ادبی ذخیرہ کا ماخذ ہے۔ اسی طرح **المدینة فی صدر الاسلام الحیاة الادبیة** اور **المدینة فی صدر الاسلام الحیاء**

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاجتماعية والسياسية والثقافية دکتور محمد عید الخطر اوی کی کتابیں سیرت نگار کے لئے مأخذ کی حیثیت کی رکھتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ سیرت نگار کو ادب جاہلیہ، ادب اسلامیہ (بالخصوص ابتدائی عہد) اور آثار قدیمہ کو مأخذ کی حیثیت سے پیش نظر رکھنا چاہیے۔

کتب لغت اور سفر نامے:

سیرت نگار کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت فصحاء کے ساتھ مروجہ عہد نبوی کے لسانی اختلافات کا اور مستعملہ الفاظ کا بھی علم ہونا چاہیے اور ان علوم سے سیرت نگاری میں مدد لینی چاہئے تاکہ آپ کی زبان مبارک سے نکلنے والے جملوں کے پس منظر کو صحیح طور سے سمجھ سکے۔ عہد نبوی میں عربی زبان کے مختلف قبائل میں مختلف لہجے رائج تھے۔ یہی وجہ ہے قرآن کو سترہ قراءتوں میں پڑھنے کی اجازت ہے اور وہ تمام قرائتیں (لہجے) آج بھی محفوظ ہیں۔ اسی طرح زبان مختلف ادوار میں اپنے اندر نئے الفاظ جذب کرتی ہے۔ پرانے الفاظ میں بہت متروک ہو جاتے ہیں۔ آج شاہ عبدالقادر و شاہ رفیع الدین کا ترجمہ زبان کی تبدیلی ادائیگی کی تبدیلی اور گرامر کی تبدیلی کے سبب متروک ہے۔ حالانکہ مستند ترین ترجمہ ہے۔ اس موضوع پر بھی ماہرین لغت نے بہت عمدہ کلام کیا ہے۔ بحیثیت فن کے اس موضوع پر فقه اللغة الدکتور علی عبدالواحد وافی کی اور ڈاکٹر داؤد سلام کی دراسة اللهجات العربية قديميه اور کتب قرأت عشرہ استفادہ کے قابل ہیں کتب لغت میں الصحاح أبی نصر المقدسی کی پانچ جلدیں مع تحقیق عبد الرحمٰن اور المعجم المفصل فی شواهد اللغة العربية (۱۴ جلدیں) اور موسوعة أمثال العرب (سات جلدیں) اور المعجم المفصل فی اللغويين العرب (دو جلدیں) الدکتور أمیل بدیع یعقوب (عیسائی) کی قابل ذکر ہیں اور الدکتور محمد تونخی راجی کی المعجم المفصل فی علوم اللغة (دو جلدیں) بہت اہم ہیں۔ المحيط فی اللغة اسماعیل بن عباد کی دس جلدوں میں تاج العروس محمد مرتضی الحسینی الزبیدی کی بیس جلدوں میں المحكم والمحيط الاعظم سات جلدوں میں بن سیدة کی۔ الموسوعة العربية فی الألفاظ الضدبة والشذرات اللغوبة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نو جلدوں میں محمد بن محمد المساوی الیمانی کی۔

لسان العرب ابن منظور کی اٹھارہ جلدوں میں تھذیب اللغة أبی منصور محمد بن احمد الازھری کی پندرہ جلدوں میں۔ لغات الحدیث مولانا وحید الزماں کی اردو میں چھ جلدیں اسی طرح غریب الحدیث ابوعبید قاسم بن سلام الھروی کی چار جلدوں میں النھایۃ فی غریب الحدیث ابن الاثیر کی پانچ جلدوں میں (۱۷۰) غریب الحدیث أبی سلمان الخطابی البستی کی تین جلدوں میں اور المجموع المغیث أبی موسیٰ أصفھانی کی انتہائی اہمیت کی حامل ہیں جن کے بغیر سیرت نگار اپنی سیرت مکمل ہی نہیں کرسکتا۔

جہاں تک سفر ناموں کا تعلق ہے اس بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں۔ بیرونی لوگوں کے ہمعصر سفر نامے بھی اہمیت کے حامل ہیں اس لئے کہ سفر ناموں کے ذریعہ سیرت نبوی کے معاشرہ پر اثرات، استحکام اور تدابیر کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ (۱۷۱) لیکن میرے علم میں نہیں ہے کہ اس زمانہ میں سفر نامے لکھنے کا رواج تھا یا نہیں یقیناً مکہ اور مدینہ ایسا خطہ ہے جہاں نہ صرف جزیرۃ العرب کے بلکہ دیگر اقوام کے تمام قافلے بھی بغرض سفر تجارت گزرتے تھے گویا مرکز تھا اور قدامت کے لحاظ سے بھی۔ یہاں ہونے والی تبدیلیوں کا دیگر اقوام کو ضرور علم ہوتا ہوگا لیکن مجھے اس پہلو پر تواریخ حرمین کے علاوہ مستقل کتابوں کا علم نہیں ہوسکا ہے۔

چودھواں مأخذ کتب ''اسلامی معلومات عامہ'':

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھنے والی کی جرنل نالج یعنی عام معلومات بہتر ہونی چاہیے اور سیرت نبوی کے مأخذ کے طور پر ایسی کتابوں سے استفادہ کرنا چاہئے جن میں عام اسلامی معلومات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہو۔ یہ معلومات مختلف شکلوں میں ہمارے پاس موجود ہیں جیسے ابن قتیبہ (۲۷۶ھ) کی ''المعارف'' اس میں آدمؑ سے لے کر عہد نبوی ﷺ کے بعد تک کی اہم معلومات، جزئیات کی شکل میں جمع کردی گئی ہیں۔ اس طرح المحبر أبی جعفر محمد بن حبیب بن امیہ الھاشمی البغدادی (م ۲۴۵ھ) ۴۱۷ صفحات پر دار المعارف عثمانیہ دکن سے ۱۹۴۲ء میں شائع ہوئی ہے اس میں عہد نبوی خلفاء راشدین ان کی اولادوں حتیٰ

۱۷۰۔ اس کا نیا نسخہ سات جلدوں میں ابوعبدالرحمٰن کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

۱۷۱۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد۔ رسول اکرم کی سیاسی زندگی، ص:۲۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اولادوں کی ماؤں کہ کس کی ماں کردتھی کس کی ایرانی اور کسی کی عربی تھی مواخات کس کی کس کے ساتھ ہوئی عرب کے موسم کیسے تھے کون کون مختون (ختنہ کے ساتھ) پیدا ہوا، جیسے عجیب وغریب جزئی معلومات جمع کردی گئیں ہیں۔ اسی طرح عبدالحئ کتانی کی دوجلدوں میں ''التراتیب الاداریہ ''معلومات و استخراج مسائل سیرت النبی کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔

کچھ کتابیں اوائل کے عنوانات سے لکھی گئی ہیں کہ کون سا کام کس عہد میں کس نے سب سے پہلے کیا یا کون سی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سب سے پہلے کس نے کی جیسے جمعہ سب سے پہلے کہاں پڑھا گیا کس نے پڑھایا پہلا مؤذن کون تھا، کہاں اذان دی، پہلا شہید کون تھا وغیرہ اس موضوع پر محبّ الدین أبي الولید محمد بن شحنۃ کی روض المناظر فی علم الاوائل والأواخر سنین کی ترتیب پر میل محمد مھنی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔علی اصغر چودھری کی اردو میں عہد نبوی کے نادر واقعات (اولیات کی بنیاد پر) ہے۔سید ہاشم الخطیب کی کتاب الاوائل فی الاسلام ابی ھلال العسکری کی دوجلدوں میں الأوائل ولید قصاب کی تحقیق کے ساتھ ہے۔اسی طرح سیرت نگار کو سنین درج کرتے ہوئے مروجہ تقویم خواہ وہ عیسوی ہو ہندی ہو یا ایرانی کا بھی لحاظ رکھنا اور علم ہونا چاہیے تاکہ قاری کے فہم سے قریب تر ہو کر اسے سیرت سے مستفید کیا جائے۔

بہر حال یہ چند معروضات تھیں جس میں میں نے سیرت النبی کے بعض نئے مآخذ کی نشاندہی کی ہے۔
امید ہے قارئین وسامعین اس طالب علمانہ کاوش پر میری رہنمائی فرمائیں گے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نگاری کے ابتدائی مراحل

* ڈاکٹر علی اصغر چشتی

امت مسلمہ کے افراد کے لئے سیرت نبوی کا مطالعہ محض ایک علمی مشغلہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک اہم دینی ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم آپ ﷺ کا اسوہ معلوم کرنے کیلئے آپ ﷺ کی سیرت کی طرف رجوع کریں۔

جولوگ رسول اللہ ﷺ کے ہم وطن اور ہم عصر تھے اور جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ اصول اسلام سیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی آپ ﷺ کا اسوہ ان کے سامنے تھا۔ لیکن جب آپؐ نے وصال فرمایا تو بعد کی نسلوں کیلئے آپؐ کی سیرت مبارکہ حدیث وروایات کی روشنی ہی میں شمع ہدایت کا کام دے سکتی تھی۔ اس دینی ضرورت کے اقتضا سے اہل اسلام نے اپنے ہادی برحق کے احوال واقوال کو اس احتیاط اور تفصیل سے محفوظ کرلیا کہ بقول مولانا شبلی! اس کی زبان کا ایک ایک حرف، اس کی حرکات وسکنات کی ایک ایک ادا اور اس کے حلیہ وجود کے ایک ایک خدوخال کا عکس لے لیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل وشباہت، رفتار وگفتار، مذاق طبیعت طرز معاشرت، خورد ونوش، لباس اور نشست و برخاست کی ایک ایک تفصیل اس طرح قلمبند کرلی ہے کہ کسی شخص کے حالات زندگی آج تک اس جامعیت کے ساتھ ضبط تحریر میں نہیں آسکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کے اکثر بانیوں کی تصویریں ناتمام ہیں اور تو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی زندگی کا اکثر حصہ تاریکی کے پردہ میں مستور ہے حتی کہ ان کی پیدائش اور رفع دونوں کے متعلق مختلف مذاہب واقوام کی روایات اور آراء میں اس قدر اختلاف پایا جاتا ہے جس سے ایک عام آدمی کیلئے ان کی زندگی ایک چیستان بن کر رہ گئی ہے۔

* ڈین فیکلٹی آف عربیک اینڈ اسلامک سٹڈیز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نگاری کی ابتداء:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ابتداء نبوت ہی سے آپ کے اصحاب کی غیر معمولی توجہ کا مرکز بن گئی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حین حیات یہ دستور شروع ہو چکا تھا کہ جب ایک صحابی دوسرے صحابی سے ملتا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرتا اور وہ اس کے جواب میں کسی تازہ وحی یا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کے دل میں اپنے پیشوا کی ذات مبارک انکے اخلاق و عادات اور ان کی تعلیم و تلقین کو دریافت کرنے کا شوق بڑھتا گیا۔ اس شوق و جستجو سے رفتہ رفتہ روایات کا ایک وسیع ذخیرہ پیدا ہو گیا۔ جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا۔ آخر کار جب مسلمانوں کے ہاں دوسری صدی ہجری میں تصنیف و تالیف کا رواج ہوا تو اہل علم نے ان روایات کو قلم بند کرنا اور ان کو مضامین کے اعتبار سے مرتب کرنا شروع کیا۔ جن روایات کا تعلق عقائد و عبادات سے تھا اور جن سے فقہی احکام مستنبط ہو سکتے تھے ان سے علم حدیث کی کتابیں مدون ہوئیں۔ اور ان روایات سے جن میں رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی مذکور تھے۔ فن سیرت کا سرمایہ تیار ہوا اور وہ روایات جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے واقعات مذکور تھے۔ فن مغازی کا موضوع قرار پائیں۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کے غزوات کو تاریخی لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے بعض اوقات ''مغازی'' کا اطلاق تمام فن سیرت پر ہوتا ہے۔

سیرت اور مغازی کا مفہوم:

سیرت کے لغوی معنی چال چلن اور روش کے ہیں۔ یہ لفظ صاحب سیرت کے پورے احوال زندگی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ محدثین اور مؤرخین نے کتاب '' السیـرۃ'' کے نام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات جمع کئے ہیں۔ جن میں مغازی کا تذکرہ بھی ہوتا ہے۔ البتہ فقہاء کے نزدیک سیرت کے مفہوم میں یہ وسعت نہیں ہے۔

ان حضرات کے نزدیک جہاد اور غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفین کے ساتھ جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ فرمایا ہے وہ سیرت کے زمرہ میں آتا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کی تصریح کی ہے۔(۱)
حافظ ابن حجر کی تحقیق اور تجزیہ کے مطابق ابتداء میں مغازی کی اصطلاح محدود مفہوم کی حامل تھی۔ لیکن بعد میں اس کا مفہوم وسیع ہو گیا اور سیرت کی کتابوں کا نام "کتاب المغازی" پڑ گیا۔ چنانچہ مغازی عروہ بن الزبیر، مغازی ابان بن عثمان، مغازی محمد بن شہاب زہری، مغازی ابن اسحاق مغازی موسیٰ بن عقبہ اور واقدی وغیرہ سیرت کی کتابیں ہیں۔ اور ان میں مغازی کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔(۲)

علم حدیث اور مغازی کا باہمی تعلق:

علم السیر والمغازی علم حدیث ہی کا یک اہم حصہ ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال وافعال سے بحث ہوتی ہے۔ جن کا تعلق غزوات وسرایا سے ہے۔ امام حاکم نیشا پوری نے اپنی کتاب " معرفة علوم الحدیث" میں علم السیر و المغازی کو علوم الحدیث کی اقسام میں شمار کیا ہے۔(۳)

امام حاکم کی طرح خطیب بغدادی نے بھی سیر ومغازی کو علم حدیث میں شامل کیا ہے۔ اور اپنی کتاب "شرف اصحاب الحدیث" میں لکھا ہے کہ حدیث میں انبیاء کے واقعات، زہاد اولیاء کے احوال، بلغاء کے مواعظ، فقہاء کے کلام، عرب وعجم کے حکام کے فضائل، امم ماضیہ کے قصے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغازی وسرایا کی تفصیلات، آپ ﷺ کے احکام وقضایا، خطب، مواعظ، معجزات، آپ کی ازواج مطہرات، اولاد واصحاب اور ان کے فضائل ومناقب اور انساب واعمار کا ذکر ہوتا ہے۔(۴)

جن اسلامی علوم وفنون کی ابتداء مدینہ منورہ سے ہوئی، ان میں حدیث اور فقہ و فتوی کی طرح علم سیر ومغازی بھی شامل ہے۔ جس کا تعلق علم حدیث سے ہے۔ یہیں سے جہاد فرض ہوا، یہیں سے غزوات و

۱۔ فتح الباری . کتاب الجهاد والسیر . ج۲ ص۳
۲۔ فتح الباری . کتاب المغازی . ج۷. ص ۲۷۹
۳۔ علوم الحدیث. ص۲۳۸
۴۔ شرف اصحاب الحدیث. ص۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرایا کی مہمات روانہ ہوتی تھیں اور یہیں واپس آ جاتی تھیں۔ امام مالک کا قول ہے کہ مدینہ منورہ میں تقریباً دس ہزار صحابہ کا انتقال ہوا۔ عبداللہ بن عبدالکریم کا بیان ہے کہ وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بیس ہزار صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ (۵)

مدینہ منورہ خاص طور سے علم المغازی کے لئے مشہور تھا اور اساتذہ وشیوخ اس کیلئے طلبہ کو مدینہ جانے کا مشورہ دیا کرتے تھے کہ امام سفیان بن عیینہ کا مشہور قول ہے "من اراد المغازی فالمدینة" یعنی جو شخص مغازی سیکھنا چاہے وہ مدینہ منورہ کا رخ کرے۔ (٦)

مدینہ غزوات وسرایا کا مرکز رہا۔ یہاں سیر ومغازی کے اوّلین علماء ومصنفین گزرے۔ اور یہیں سے فن مغازی کی تدوین وتالیف کی ابتداء ہوئی۔ دوسرے شہروں کے علماء مغازی کا سلسلہ یہیں کے علماء اور رواۃ سے ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے یہیں مغازی کو مستقل فن کی حیثیت حاصل ہوئی۔ اور یہیں کے تین ہم عصر علماء نے ایک ہی دور میں کتاب المغازی مرتب کیں۔ عروہ بن زبیرؒ (م۔۹۴ھ)۔ ابان بن عثمان (م۔۱۰۵ھ) اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری (م۱۲۴ھ)

مدینہ میں تدوین مغازی کے دو دور:

مدینہ میں مغازی کی تصنیف اور مصنفین کے دو دور ہیں۔ پہلا دور پہلی صدی کے نصف ثانی سے اس کے خاتمہ تک ہے جو اسلام میں باقاعدہ تصنیف وتالیف سے قبل تھا۔ اس میں مغازی وسیر کے مصنف مدینہ منورہ کے فقہاء تھے۔ جو دیگر علوم کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اس فن کے بارے میں بھی ماہر تھے۔

دوسرا دور دوسری صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں تالیف کا باقاعدہ سلسلہ چلا۔ علیحدہ علیحدہ موضوعات پر کتابیں لکھی گئیں۔ اس دور میں محدث، فقیہ، مفسر، مؤرخ وغیرہ کے امتیازی القاب کا استعمال شروع ہوا۔

۵۔ ترتیب المدارک، قاضی عیاض۔ ج ۱۔ ص ٦٧

٦۔ صمیری اخبار ابی حنیفه، ص ٧٥

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور اول کے رواۃ:

طبقہ صحابہ میں جن حضرات کی روایات کو علم السیر والمغازی میں تداول حاصل رہا۔ ان میں جابر بن عبداللہ، ابو سعید خدری، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن عباس، رافع بن خدیج، انس بن مالک اور براء بن عازبؓ کے نام زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں۔

ان کے بعد طبقہ صحابہ میں عقبہ بن عامر جہنی، زید بن خالد جہنی، عمران بن حصین، نعمان بن بشیر، معاویہ بن ابو سفیان، سہل بن سعد ساعدی، عبداللہ بن یزید خطمی، مسلم بن مخلد، ربیع بن کعب اسلمی، ہند بن حارثہ اسلمی، اسماء بن حارث اسلمی وہ حضرات ہیں جو سیر و مغازی کی تدوین کے ابتدائی دور تک حیات رہے۔ اور ان سے اس موضوع کی روایت نے رواج پایا۔ سیرت کا بیشتر سرمایہ انہی صحابہ کی بیان کردہ روایات و آثار پر مشتمل ہے۔

صحابہ کرام کے بعد ان کے تلامذہ یعنی تابعین کا دور ہے۔ جنہوں نے احادیث و آثار اور سیر و مغازی کے واقعات اپنے شیوخ، اور خاندانی بزرگوں سے سن کر بیان کئے۔ اس طبقہ میں انصار اور مہاجرین اور دوسرے صحابہ کی اولاد کے پاس روایات و آثار کا سرمایہ نسبتاً زیادہ رہا۔ ان کے بعد تبع تابعین کا دور آیا جنہوں نے صحابہ اور تابعین کے علم کو آگے بڑھایا۔ سیرت کا تمام سرمایہ انہی صحابہ تابعین اور تبع تابعین کی روایت، معلومات، اقوال اور آثار سے جمع کیا گیا ہے۔ (۷)

کتاب المغازی لِعُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ المدنی:

مدینہ منورہ کے تین ہم عصر مصنفین مغازی کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے پہلے کتاب مرتب کی، اتنا معلوم ہے کہ عروۃ بن از بیر (م ۹۴ھ) اور ابان بن عثمان (م ۱۰۵ھ) نے سب سے پہلے مغازی پر کتابیں لکھی ہیں۔ اور محمد بن شہاب الزہری (م ۱۲۴ھ) نے ان کے بعد اپنی کتاب مرتب کی ہے۔

حافظ ابن کثیر نے عروہ کے بارے میں اپنی تاریخ " البدایة و النهایة" میں لکھا ہے۔

" كَـانَ عَـالِـمًـا ، مَأْمُوْناً ، ثَبِتًا ، حجة عالماً با لسير ، و اول من صنف المغازی"

۷۔ طبقات ابن سعد ج ۲. ص ۳۷۶۔۳۷۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج: ۹، ص: ۱۰۱)

''عروہ بن الزبیر بہت بڑے عالم تھے، قابل اعتماد تھے، فن سیر و مغازی کے ماہر تھے۔ اور مغازی کے فن میں اوّلین منصف ہیں۔''

"و یقال اول من صنف فیھا عروۃ بن الزبیر" (ج: ۹، ص: ۱۰۱)

''ابو عبداللہ عروہ بن زبیر کے والد حضرت زبیر بن عوام عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق ہیں۔ حضرت عمر فاروق کے آخری دورِ خلافت میں پیدا ہوئے۔ عروہ نے بہت سے صحابہ اور صحابیات سے حدیث روایت کی ہے۔ فقہی روایات آپ نے اپنی خالہ حضرت عائشہ سے اخذ کیں۔ آپ حضرت زید بن ثابت کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

عروہ جہاں فقہ و فتوی کے امام تھے وہاں مغازی و سیر کے عالم و مصنف تھے۔ غزوات و سرایا کے واقعات اپنی خالہ حضرت عائشہ اور والد حضرت زبیر بن عوام سے سنتے تھے۔ آپ کے شیوخ میں عبداللہ بن عباس جو کہ مغازی کے عالم و معلم تھے۔ اور اس فن تعلیم کے لئے باقاعدہ مجلس درس منعقد کرتے تھے۔ (۸)

عروۃ کی کتاب المغازی کی ترویج و اشاعت اس دور کے رواج کے مطابق روایت کے ذریعہ ہوگئی تھی اور آپ کے کئی تلامذہ نے آپ سے اس کی روایت کی۔ ابو الاسود محمد بن عبدالرحمان، جن کی تربیت عروہ نے خود کی تھی اس کے راوی اور معلم ہیں۔

ابو الاسود کے علاوہ محمد بن شہاب الزہری اور سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بھی عروہ بن زبیر سے مغازی کی روایت کی ہے۔ ابو الاسود کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں:۔

"نزل ابو الاسود مصر و حدث بھا کتاب المغازی لعروۃ الزبیر عنہ" (۹)

''ابو الاسود نے مصر جا کر عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی کی تعلیم انہی کی روایت سے دی''۔

عروہ بن زبیر کی کتاب اگر چہ احوال و اوضاع کی وجہ سے محفوظ نہ رہ سکی تاہم ابو الاسود اور دیگر رواۃ کی روایت سے اس کی روایات متداول رہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ابو الاسود کی سند سے عروہ

۸۔ کشف الظنون: ۴۷/۲

۹۔ سیر أعلام النبلاء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روایات سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور ان روایات کو مستند قرار دیا ہے۔

ابن ندیم نے ابوحسان حسن بن عثمان زیادی (م۔۲۴۳ھ) کی تصانیف میں عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی کا تذکرہ کیا ہے ابوحسان زیادی بغداد کے قاضی واقدی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ان کی تصنیفات میں مغازی عروہ بن زبیر کا شمار اس لحاظ سے ہے کہ انہوں نے عروہ کی کتاب المغازی میں اضافہ کر کے مستقل کتاب مدوّن کر لی تھی۔

ابان بن عثمان مدنی:

عروہ بن زبیر کے ہم عصر علماء کے سیر و مغازی میں ابان بن عثمان (م ۱۰۵ھ) کا نام نامی بہت نمایاں ہے۔آپ کی ولادت ۲۰ھ میں ہوئی۔ مدینہ کے فقہاء میں آپ کا شمار تھا۔حضرت زید بن ثابت سے بھرپور استفادہ کیا۔آپ نے اپنے والد سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا اسامہ بن زید سے بھی روایات اخذ کی ہیں۔آپ کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ان میں محمد بن شہاب زہری اور مغیرہ بن عبد الرحمٰن زیادہ مشہور ہیں۔مغیرہ کتاب المغازی کے راوی ہیں۔

ابان بن عثمان نے ۸۲ھ سے قبل کتاب المغازی لکھی۔زبیر بن بکار (م ۲۵۶ھ) نے اپنی کتاب فی الاخبار میں لکھا ہے۔کہ ۸۲ھ میں سلیمان بن عبدالملک حج کے سلسلہ میں حجاز چلے گئے۔یہ اس کی ولی عہدی کا دور ہے مدینہ کے اعیان و اشراف استقبال کے لئے نکلے۔سلیمان نے ابان بن عثمان، عمرو بن عثمان اور ابوبکر بن عبداللہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے متبرک مقامات کی زیارت کی۔جن جگہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، یا صحابہ شہید ہوئے سب کو دیکھا۔پھر جبل احد اور ابراہیم کی زیارت کرتا ہوا قبا تک گیا۔اور ہر مقام کے بارے میں ابان بن عثمان اور دیگر اہل علم سے معلومات حاصل کرتا رہا۔اور یہ حضرات اس کو تفصیلات بتاتے رہے۔قبا پہنچ کر سلیمان بن عبدالملک نے ابان بن عثمان سے کہا کہ آپ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور مغازی، کتابی شکل میں مرتب و مدون کر دیں۔ابان نے جواب دیا کہ میں پہلے ہی اس موضوع پر روایات جمع کر چکا ہوں۔سلیمان بن عبدالملک نے اس کتاب

۱۰۔ فی الاخبار. ص ۲۲۲، ۲۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونقل کرنے کا حکم دیا بلکہ دس کاتبوں کو مقرر کر کے کتاب ان کے حوالہ کر دی اور انہوں نے کھال میں سے نقل کر دیا۔(۱۰)

سلیمان بن عبدالملک اور عبدالملک بن مروان نے بعد میں اس کاپی کے ساتھ کیا سلوک کیا یہ ایک الگ بحث ہے۔ بہرحال کتاب المغازی کا اصل نسخہ ابان بن عثمان کے پاس محفوظ رہا آپ کے شاگرد مغیرہ بن عبدالرحمان کی روایات سے منتقل ہوتا رہا۔

مغیرہ بن عبدالرحمان نے کتاب المغازی کی تعلیم و تدریس کے لئے بڑا اہتمام کیا۔ آپ اپنی اولاد اور تلامذہ کو اس کی تعلیم بھی دیتے تھے اور اس کی ترویج کی ترغیب بھی دیتے تھے۔ ابن سعد نے ان کے صاحبزادے کے حوالہ سے لکھا ہے۔

" قال یحیٰ بن المغیرة بن عبد الرحمان عن ابیه انه لم یکن عنده خط مکتوب من الحدیث المغازی النبی ﷺ اخذها من ابان بن عثمان، فکان کثیر ما تقرأ علیه و أمرنا بتعلیمها"(۱۱)

" یحیٰ بن مغیرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس حدیث کا کوئی لکھا ہوا صحیفہ نہیں تھا۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی کتابی شکل میں محفوظ تھے۔ جو انہوں نے ابان بن عثمان سے حاصل کئے تھے اور انہوں نے ہم کو ان کے اخذ کرنے کی ہدایت کی تھی۔"

ابن سعد نے انہی الفاظ میں واقدیؒ کا قول نقل کیا ہے:۔

" و روی عنها، و کان قلیل الحدیث الامغازی رسول اللّٰه أخذها من ابان بن عثمان، و کان کثیر ما تقرأ علیه، و یأمرنا بتعلیمها"(۱۲)

" مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے علماء حدیث نے استفادہ کیا ہے۔ مغیرہ قلیل الحدیث تھے۔ البتہ رسول اللہ کے مغازی کی تعلیم ابان بن عثمان سے حاصل کی تھی اور بسا اوقات اس کی تعلیم ان سے حاصل کی جاتی تھی۔ اور وہ ہم کو اس کی تعلیم کا حکم دیتے تھے۔"

۱۱۔ طبقات ابن سعد. ج۵.ص ۱۵۶

۱۲۔ طبقات ابن سعد . ج۵.ص ۲۱۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن اسحاق نے بئیر معونہ کے ذکر میں ابان بن عثمان سے ایک طویل روایت بیان کی ہے۔ابان کے شاگردوں میں یعقوب بن عتبہ ثقفی مشہور محدث اور سیر و مغازی کے عالم تھے۔ابن اسحاق نے یعقوب بن عتبہ سے گیارہ روایات اخذ کی ہیں۔تاریخ طبری میں بھی یعقوب بن عتبہ کی روایات اچھی خاصی تعداد میں ملتی ہیں۔

کتاب المغازی لابن شہاب الزہری:

ابتدائی دور سے تعلق رکھنے والے فن سیر و مغازی کے تیسرے مصنف ابو بکر محمد بن مسلم بن شہاب زہری (م ۱۲۴ھ) ہیں۔امام زہری علماء تابعین میں دینی و علمی جامعیت میں بے مثال اور سیر و مغازی کے مصنف و امام تھے۔اور اس فن کو دنیا و آخرت کا علم قرار دیتے تھے۔ان کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن مسلم کا بیان ہے:۔

سمعت عمی الزهری يقول: "علم المغازی علم الآخرة والدنيا"(۱۳)

"میں نے اپنے چچا زہری کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ علم المغازی آخرت اور دنیا میں کام آنے والا علم ہے۔"

امام زہری مغازی کا درس دیتے وقت اپنے شاگرد محمد بن اسحاق کی روایات کو بڑی اہمیت سے بیان کرتے ہیں۔عمر بن عثمان کا بیان ہے کہ زہری ابن اسحاق کی ان روایات کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔جن کو انہوں نے عاصم بن قتادہ سے روایت کیا ہے۔ایک بار امام زہری سے ابن اسحاق کی کتاب المغازی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا: "هذا اعلم الناس بها" 'یہ مغازی کے سب سے بڑے عالم ہیں۔'(۱۴)

صحیح بخاری کی کتاب المغازی کی ایک روایت میں انہوں نے اپنی کتاب المغازی کا ذکر کیا ہے۔غزوۂ بدر کے سلسلہ میں امام بخاری نے روایت کی ہے:

۱۳۔ البداية والنهاية. ج۳.ص ۲۴۱

۱۴۔ التهذيب. ج۹. ص ۴۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عن موسیٰ بن عقبة، عن ابن شهاب قال:" هذه مغازی رسول الله ﷺ فذکر الحديث "(۱۵)

"موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ ابن شہاب نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی ہیں اس کے بعد واقعہ بیان کیا۔"

حافظ ابن حجر نے ہذہ کا مشار الیہ زہری کی کتاب المغازی کو بتایا ہے۔

غالباً زہری نے یہ کتاب پہلی صدی کے خاتمہ پر لکھی جب انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے احادیث کی تدوین کا کام کیا۔ امام مالک کہتے ہیں کہ سب سے پہلے زہری نے علم حدیث کو مدون کیا ہے۔"(۱۶)

زہری مدینہ منورہ سے شام چلے گئے، جہاں اموی خلفاء نے ان کی خوب خاطر مدارت کی اور ان کے علوم وفنون کو مدون کرایا عبدالملک بن مروان نے ان کو اپنے مقربین میں شامل کیا۔ ہشام بن عبدالملک نے ان کو اپنی اولاد کا اتالیق مقرر کیا۔ یزید بن عبدالملک نے ان کو عہدہ قضاء پر فائز کیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں زہری کو عالم اسلام کا سب سے بڑا عالم قرار دیا اور ان سے کتابیں لکھوائیں۔ کاتب مقرر کئے جنہوں نے دو سال تک ان کے علوم کو کتابی شکل میں جمع کیا۔ (۱۷)

امام زہری کے شاگرد معمر بن راشد کہتے ہیں: ہم سمجھتے تھے کہ ہم نے زہری سے بہت زیادہ علم حاصل کیا ہے۔ مگر جب ولید بن یزید کا قتل ہوا تو اس کے خزانہ سے زہری کی کتابیں چوپایوں پر لاد کر لائی گئیں۔ تب ہمیں اندازہ ہوا کہ زہری کے پاس اس سے کئی گنا زیادہ علم تھا۔ جو ہم نے ان سے حاصل کیا تھا۔(۱۸)

فن مغازی میں زہری کی جامعیت کا اعتراف ان کے معاصرین کو بھی تھا امام مالک نے ایک

۱۵۔ صحیح البخاری. ج ۳. ص ۱۰

۱۶۔ جامع بیان العلم ج ۱. ص ۷۶

۱۷۔ جامع بیان العلم. ج ۱. ص ۷۷

۱۸۔ طبقات ابن سعد. ج ۲. ص ۳۸۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ زہری کی درس گاہ سے اٹھنے کے بعد ان سے کوئی سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سبق سننے کے بعد کسی استاد سے دوبارہ نہیں پوچھا۔ یہ سن کر عبدالرحمٰن بن مہدی تعجب سے کہنے لگے۔ کہ زہری مغازی کی اتنی طویل طویل روایات کیسے یاد کر لیتے تھے۔ (۱۹)

زہری کے بہت سے تلامذہ نے ان کی کتاب المغازی کی روایت کی جن میں موسیٰ بن عقبہ ممتاز ہیں۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں:

"کتاب موسی بن عقبه عن الزهری من اصح الکتب" (۲۰)

"زہری سے روایت کی ہوئی موسیٰ بن عقبہ کی کتاب فن مغازی کی سب سے صحیح کتاب ہے۔"

امام بخاری نے اپنی صحیح میں مغازی کے ذکر میں چالیس سے زیادہ روایات ابن شہاب زہری کی نقل کی ہیں جن میں اکثر موسی بن عقبه عن الزهری کی سند سے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ مغازی موسیٰ بن عقبہ امام زہری کی روایات کا مجموعہ ہے۔ (۲۱)

امام زہری کے دوسرے شاگرد جن سے ان کی کتاب المغازی کی روایت کا سلسلہ چلا، معمر بن راشد صنعانی ہیں۔ معمر کی کتاب المغازی درحقیقت زہری کی کتاب المغازی کا نسخہ ہے جس میں دوسرے شیوخ کی روایات بھی آتی ہیں۔ امام زہری کے شاگرد محمد بن اسحاق ان سے مغازی کی روایت کرنے میں سب سے آگے ہیں۔

عبدالرزاق بن ہمام صنعانی نے اپنے شیخ معمر بن راشد کی کتاب المغازی کی روایت کر کے اس میں دوسری روایات کو بھی شامل کیا اور یہ کتاب المغازی عبدالرزاق بن ہمام کی طرف منسوب ہوئی۔ جس کا بیشتر حصہ معمر بن راشد کی روایت سے ابن شہاب زہری کی کتاب المغازی کا ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں یہ کتاب پانچویں جلد کے ص ۳۱۳ سے ص ۴۹۲ تک ہے جس کی زیادہ تر روایات کی طباعت و اشاعت کے

۱۹۔ الجرح والتعدیل۔ ج ۲۔ ص ۸۲

۲۰۔ تهذیب التهذیب۔ ج ۱۔ ص ۲۶۲

۲۱۔ فتح الباری۔ کتاب المغازی ج ۷۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد زہری کی کتاب المغازی کا اچھا خاصا حصہ محفوظ ہو گیا ہے۔

امام زہری کے تلامذہ:

امام زہری کے تین تلامذہ ایسے ہیں جنہوں نے فن مغازی وسیر میں اپنے شیخ کی روایات کو جمع کیا اور اس ضمن میں ایسا علمی کام کیا جسے اساس اور بنیاد کی حیثیت حاصل ہے۔ان تین حضرات میں سے معمر بن راشد کا تذکرہ اختصار کے ساتھ ہو گیا ہے۔موسی بن عقبہ اور محمد بن اسحاق کے بارے میں یہاں اجمالاً گفتگو کی جارہی ہے۔

(۱) موسی بن عقبہ:

موسیٰ بن عقبہ حضرت زبیر بن عوام کے موالی میں سے تھے انہوں نے عہد رسالت کی اخبار و روایات کے جمع کرنے میں کمال جانفشانی کا ثبوت دیا یہاں تک کہ ''صاحب المغازی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔امام مالک بن انس آپ کے بڑے مداح تھے۔اور لوگوں سے کہتے تھے۔کہ اگر فن مغازی سیکھنا ہو تو موسیٰ بن عقبہ سے سیکھو اس لئے کہ وہ قابل اعتماد ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ کی کتاب المغازی کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے روایات کی صحت کا پورا پورا اہتمام کیا ہے۔کم عمر اور ناقص رواۃ کی روایات سے اجتناب کیا ہے۔آپ نے محض ان روایات کو جمع کیا۔ جن کے راوی ثقہ اور عادل تھے۔موسیٰ بن عقبہ کے مغازی کی روایت ان کے بھتیجے اسماعیل کی مدت حیات تک شائع رہی واقدی،ابن سعد اور طبری کی کتابوں میں اس کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں۔لیکن اس وقت اس کا ایک حصہ ملا ہے جسے پروفیسر...... نے جرمنی ترجمے کے ساتھ ۱۹۰۴ء میں شائع کر دیا تھا۔

موسی کی کتاب محدود معنوں میں مغازی پر مشتمل نہیں ہے۔ابن سعد کی تیسری اور چوتھی جلد کے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ کی کتاب میں حبشہ کو ہجرت کرنے والوں کی فہرستیں بھی شامل تھیں۔ اسی طرح العقبہ کی دونوں بیعتوں میں حصہ لینے والوں کی فہرست بھی اس میں موجود تھی۔اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ جنگ بدر میں لڑنے والوں کی تفصیل بھی اس کتاب میں دی گئی تھی۔اس ضمن میں امام مالک کا قول ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"من كان في كتاب موسىٰ قد شهد بدر افقد شهد ها، و من لم يكن فيه فلم يشهدها" (۲۲)

"موسیٰ کی کتاب یں جس شخص کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ وہ بدر میں موجود تھا وہ ضرور تھا اور جس کا نام اس میں نہیں ہے وہ وہاں نہیں تھا۔"

موسیٰ بن عقبہ اسناد کا التزام کرتے ہیں۔ اور ان کے جو اقتباسات محفوظ ہیں۔ ان میں شاید ہی کہیں کوئی سند محذوف ہوئی ہو مگر ان اسناد سے یہ اندازہ ہونا بہت مشکل ہے کہ موسیٰ نے ان میں کتنا مواد کتابوں سے لیا ہے۔" (۲۳)

موسیٰ کی کتاب میں تاریخی ترتیب سے لکھے ہوئے واقعات بھی ملتے ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے:

"كتاب موسى بن عقبه عن الزهري اصح الكتب" (۲۴)

"موسیٰ بن عقبہ کی کتاب زہری کی روایت سے سب سے صحیح کتاب ہے۔"

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں:

"عليكم بمغازي موسىٰ، فانه ثقة" (۲۵)

حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

"و عند موسىٰ بن عقبه في المغازي و هي اصح ما صنف في ذالك عند الجماعة" (۲۶)

"حافظ ابن حجر کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کی کتاب ان کے دور تک محفوظ اور

۲۲۔ حافظ ابن حجر. فتح الباری. ج۷. ص ۳۶۱

۲۳۔ ابن سعد . ج۵. ص۲۱۶

۲۴۔ تذكرة الحفاظ. ج ۱. ص ۱۴۰

۲۵۔ فتح الباری. ج۸. ص ۱۲

۲۶۔ فتح الباری. ج۸. ص ۱۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متداول تھی۔‘‘

محمد بن اسحاق مدنی:

امام زہری کے تلامذہ کی صف میں تیسری شخصیت محمد بن اسحاق کی ہے۔ جن کی تالیف کتاب المغازی نے ان کے تمام ہم عصر اور بیشتر علماء کی شہرت کو ماند کر دیا ہے ان کی تالیف سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور صحیح کتاب کی صورت میں ملی ہے۔

ابوبکر محمد بن اسحاق بن یسار (م۔۱۵۱) مدینہ میں رہے آپ کے شیوخ کی فہرست بہت طویل ہے، جن میں ابان بن عثمان، محمد بن شہاب زہری، عاصم بن قتادہ انصاری، یعقوب بن عقبہ ثقفی، سعد بن ابراہیم اور ہشام بن عروہ مغازی کے امام اور مصنف ہیں۔ علی بن عبد المہدی کا قول ہے کہ اہل مدینہ کی روایات کا مدار محمد بن شہاب زہری کے بعد مالک بن انس اور محمد بن اسحاق پر ہے۔‘‘(۲۷)

ابن اسحاق نے مغازی پر شروع ہی سے خاصی توجہ دی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ میں مغازی حفظ کر لیا تھا بعد میں بھول گیا تو دوبارہ یاد کر لیا۔ علم المغازی میں ان کی جامعیت اور شہرت کا حال یہ تھا کہ ان کے شیخ امام زہری سے ان کی مغازی کے بارے میں سوال کیا گیا تو استاد نے اپنے شاگرد کے بارے میں یہ شہادت دی: ’’ **هو اعلم الناس بها** ‘‘(۲۸)

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر سے مغازی کی جو روایات بیان کی ہیں امام زہری ان کو بڑے اطمینان سے لیا کرتے تھے۔ امام احمد ابن اسحاق کے بارے میں کہتے تھے کہ مغازی کی روایات ان سے اخذ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں:۔

’’ من اراد ان يشرف فی علم المغازی، فهو عيال علی محمد بن اسحاق. ‘‘(۲۹)

سیرت ابن اسحاق کے نام سے (۱۴۰۱ھ) میں ترکی سے شائع کیا ہے:۔

۲۷۔ کتاب العدل. ص ۳۴

۲۸۔ تاریخ بغداد. ج ۱. ص ۲۱۹

۲۹۔ تاریخ بغداد. ج ۱۳. ص ۴۲۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابومعشر السندی:

ابومعشر یحیٰی بن عبدالرحمان السندی (م ۱۷۰ھ) ابن اسحاق کے معاصرین میں سے ہیں۔ ابو معشر مدینہ کے فقہاء ومحدثین میں خاص مقام ومرتبہ کے مالک تھے۔ مگران کی شہرت سیر ومغازی کے علاوہ مصنف کی حیثیت سے زیادہ ہے۔ فن مغازی میں ان کے شیخ ہشام بن عروہ اور شاگرد واقدی ہیں۔

ابومعشر نے مغازی کا زیادہ حصہ علماء مدینہ کی مجالس میں ان سے سن کر یاد کرلیا تھا۔ ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے محمد بن ابومعشر سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کے والد نے مغازی کیسے یاد کی؟ انہوں نے بتایا: ''تابعین حضرات ان کے شیخ کے پاس بیٹھ کر مغازی کا تذکرہ کرتے تھے اور والد یاد کرلیا کرتے تھے۔''

ابن اسحاق کی طرح ابومعشر نے بھی بغداد میں کتاب لکھی۔ ابوجعفر منصور نے مہدی کیلئے ابن اسحاق سے کتاب المغازی لکھنے کی فرمائش کی اور خود مہدی نے ابومعشر کو اپنے یہاں بلا کر کتاب المغازی لکھنے میں تفصیلات فراہم کیں۔ ابومعشر کے شاگرد واقدی کو خلیفہ ہارون رشید مدینہ سے بغداد لے گیا تھا۔ اورانہوں نے وہیں ابومعشر کی بہت سی روایات بیان کی ہیں۔ ان کی کتاب کے راوی محمد بن ابومعشر سندی بغدادی ہیں۔ جو ان کے ساتھ مدینہ سے بغداد گئے تھے۔ اور محمد بن ابومعشر سے ان کے صاحبزادے ابوسلیمان داؤد بغدادی نے اس کتاب کی روایت کی۔ اور ان سے قاضی احمد بن کامل نے روایت کی۔ خطیب نے داؤد محمد بن ابومعشر کے حال میں لکھا ہے:

''لہ عن ابیہ' عن ابی معشر کتب المغازی'' رواہ عنہ احمدبن کامل القاضی''
(۳۰)

''ابومعشر کی کتاب کے ساتھ بھی اہل علم نے اعتناء کیا۔ اور وہ مدتوں ان میں متداول رہی۔ فتح الباری میں بھی جابجا اس کے حوالے سے روایات موجود ہیں۔''

۳۰۔ تاریخ بغداد. ج ۱۳. ص ۴۲۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عمر واقدی مدنی (م۔۲۰۷ھ):

ابو معشر کی طرح محمد بن عمر واقدی کا تعلق بھی مدینہ سے رہا۔ واقدی نے ابن جریج 'اوزاعی' ابن ابی کعب' مالک بن انس' سفیان ثوری' ربیعہ ورائی' ابو معشر سندی اور محمد بن عبداللہ وغیرہ سے روایت کی۔

ان سے ان کے تلمیذ خاص اور کاتب محمد بن سعد' ابو حسان زیادی محمد بن اسحاق اور ابوبکر بن شیبہ وغیرہ نے استفادہ کیا۔

بغداد جانے سے پہلے واقدی مدینہ میں مسجد نبوی میں باقاعدہ مغازی کا درس دیتے تھے۔ یوسف بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ واقدی مسجد نبوی کے ایک ستون کے پاس درس دے رہے ہیں۔ پوچھا کہ کس چیز کا درس دے رہے ہیں؟ تو کہا کہ "جز من المغازی" یعنی مغازی کے ایک حصہ کا۔" (۳۱)

واقدی ۱۸۰ھ میں بغداد گئے جہاں ان کو بڑی شان وشوکت کی زندگی ملی۔ بغداد کے قاضی بنائے گئے۔ انہوں نے کتاب المغازی کہاں لکھی۔ اس کی تصریح نہیں ملتی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تدوین مدینہ میں ہوئی۔ درمیان میں کچھ دنوں شام میں بھی رہے ہیں۔

واقدی کے یہاں دو آدمی ان کی کتابیں لکھنے اور نقل کرنے پر مقرر تھے۔ وفات کے بعد چھ سو بنڈل کتابوں کے چھوڑے۔ ہر بنڈل میں دو آدمیوں کے بوجھ بھر کتابیں تھیں۔

واقدی کی کتاب المغازی ہر دور میں علماء کے نزدیک معتبر رہی ہے۔ اور انہوں نے کتب حدیث کی طرح اس کی سماعت و روایت کی ہے۔ محمد بن عباس بغدادی (م ۳۸۲ھ) نے بڑی بڑی کتابوں کی روایت کی ہے جن میں ابن سعد کی کتاب الطبقات، مغازی واقدی اور مغازی سعید اموی بھی شامل ہے۔ (۳۲)

واقدی کی کتاب تین بار چھپ چکی ہے۔ پہلی بار ایشیاءٹک سوسائٹی کلکتہ سے ۱۸۵۵ھ میں شائع ہوئی۔ دوسری بار مصر سے شائع ہوئی۔ اور تیسری بار ۱۹۶۴ء میں دار المعارف قاہرہ سے ڈاکٹر مارسدن جونس

۳۱۔ تاریخ بغداد. ج۳. ص۵

۳۲۔ الانساب. ج۵. ص ۱۱۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ تین ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی۔

محمد بن سعد بصری بغدادی:

ابوعبداللہ محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ) واقدی کے شاگرد رشید اور کاتب الواقدی کے لقب سے مشہور ہیں۔ حدیث وفقہ، سیر ومغازی، تاریخ، اخبار واحادیث کے ثقہ امام ہیں۔ ان کی ولادت بصرہ میں ۱۶۸ھ کی حدود میں ہوئی۔ خطیب نے لکھا ہے کہ محمد بن سعد اہل علم وفضل میں سے ہیں۔ انہوں نے صحابہ وتابعین اور اپنے زمانہ تک کے **طبقات میں** بہت بڑی کتاب تصنیف کی ہے۔ (۳۳)

طبقات ابن سعد کی ابتدائی دو جلدیں سیرت اور مغازی کے بیان میں ہیں۔ ابتدائی جلد میں سیر و مغازی کے اپنے شیوخ کے نام دیئے ہیں۔ محمد بن عمرو واقدی، عمر بن عثمان، موسیٰ بن محمد، محمد بن عبداللہ، موسی بن یعقوب سے لے کر محمد صالح تمار تک تمام شیوخ کی فہرست دی ہے جن سے ابن سعد نے براہ راست روایت کی ہے ان کے علاوہ محمد بن اسحٰق، موسی بن عقبہ، ابومعشر سندی سے اپنے سلسلہ سند سے روایت کی ہے۔ اور اپنے استاد واقدی کی طرح ان سب کی روایات کو یکجا کر کے کتاب المغازی مرتب کی ہے۔ جو الطبقات الکبری میں شامل ہے۔ یہ کتاب یورپ اور بیروت میں آٹھ جلدوں میں چھپی ہے۔ پروفیسر زخاؤ (Sachou) نے ایک جماعت کے ساتھ مل کر اس کو ایڈٹ کیا ہے۔ اس کتاب کے راوی حسین بن محمد بغدادی (م ۲۸۹ھ) ہیں۔ علماء کے نزدیک نہایت مستند اور معتبر ماخذ ہے۔

کتاب المغازی، عبدالملک بن ہشام:

سیرت ابن ہشام:

ابومحمد عبدالملک بن ہشام بصری (۲۱۸ھ) کا وطن بصرہ ہے۔ مگر مصر میں مستقل طور سے آباد ہو کر وہیں۔ ۲۱۸ھ میں فوت ہوئے۔ تاریخ سیر ومغازی، انساب، ادب اور نحو کے مشہور عالم **ومصنف** تھے۔ انہوں نے محمد بن اسحاق کے شاگرد رشید زیاد بن عبداللہ کوفی کی ابن اسحاق سے روایت کردہ **کتاب المغازی** کو اصل قرار دے کر اس میں حک واضافہ کیا اور اس کی تنقیح کی۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں۔

۳۳۔ تاریخ بغداد۔ ج۵۔ ص ۳۲۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابو محمد عبد الملک بن ہشام صاحب المغازی ہیں۔ جنہوں نے کتاب السیرۃ کو بہترین انداز میں مرتب کیا اور اس کو ابن اسحاق کے شاگرد بکائی سے نقل کیا''۔ (۳۴)

ابن خلکان کہتے ہیں:

یہی ابن ہشام ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغازی و سیر مصنف ابن اسحاق کو جمع کر کے اس کو مہذب کیا۔ اور اس کی تلخیص کی جس کی شرح سہیلی نے کی ہے۔ اور یہی کتاب سیرت ابن ہشام کے نام سے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ (۳۵)

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ان شاء اللہ میں اس کتاب کی ابتداء حضرت اسماعیل اور ان کی صلبی اولاد کے ذکر سے کروں گا۔ جن میں نہ رسول اللہ کا ذکر ہے اور نہ قرآن میں ان کے متعلق کچھ نازل ہوا ہے نہ انکے ذکر کی کوئی وجہ ہے۔ اور نہ ہی ان میں کسی واقعہ کی شہادت ہے۔ ابن اسحاق کی کتاب کے ایسے اشعار کو بھی چھوڑ دوں گا۔ جن سے میری تحقیق میں اہل علم ناواقف ہیں۔ نیز ایسی باتوں کا ذکر چھوڑ دوں گا۔ جن کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں کو ناگواری کا باعث ہیں۔ اور بکائی کی روایت سے ان کا ثبوت نہیں ہے۔ ان کے علاوہ سب باتیں مفصل بیان کروں گا۔

سیرت ابن ہشام کی روایت اس کے مصنف سے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ مصری نے کی ہے۔ ابن ہشام کی تصنیفات میں ایک کتاب شاہان حمیر انساب میں ہے اور ایک کتاب سیرت سے متعلق اشعار کی شرح میں ہے مگر جو مقبولیت و شہرت سیرت ابن ہشام کو حاصل ہوئی کسی اور کتاب کو نہیں ہوئی۔

ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عمر و سہیلی اندلسی (م ۵۸۱ھ) نے الروض الانف کے نام سے سیرت ابن ہشام کی بہترین ضخیم شرح لکھی ہے اور ایک سو بیس سے زائد کتابوں سے اس کو مکمل کیا ہے۔

۳۴۔ العبر. ص ۳۷۴

۳۵۔ وفیات الاعیان. ج ۱. ص ۳۱۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''فن سیرت نگاری کا اجمالی جائزہ''

* ڈاکٹر محمد اکرم رانا

فن حدیث کی طرح فن سیرت نگاری بھی روایت اور درایت کے اصولوں کا پابند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب فن حدیث اور فن سیرت کی تدوین ہوئی تو روایت اور درایت دونوں جہتوں سے اچھی طرح تحقیق کا کام لیا گیا۔ سیرت نگاروں نے تحقیقی اعتبار سے فن سیرت کا ایسا معیار قائم کیا جو دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔ مشہور مستشرق اسپرنگر ''اصابہ'' کے دیباچہ میں لکھتا ہے: ''نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری، نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو''۔(۱) یہ فن اصول روایت کہلایا۔

حکیم عبدالرؤف دانا پوری نے اصول درایت کے طور پر یہ رائے دی کہ سیرت نگار کو سیرت سے پوری واقفیت ہونی چاہیے، وہ رسول اللہ ﷺ کے وقت کے واقعات وحالات پر گہری نظر رکھتا ہو۔ شبلی نعمانی نے سیرت نگاری میں احتیاط کے لئے محدثین کے مسلم فن درایت کی بنیاد پر گیارہ اصول مرتب کئے ہیں۔ جن کا سیرت نگار کو خیال رکھنا چاہئے۔(۲)

جہاں تک سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماخذ ومنابع کا تعلق ہے ان میں قرآن مجید، کتب احادیث، کتب مغازی وسیر، کتب تاریخ، کتب تفاسیر، کتب اسماء الرجال، کتب شمائل، کتب دلائل النبوۃ کتب آثار واخبار اور معاصرانہ شاعری شامل ہیں۔(۳)

حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگاروں کا سلسلہ طویل ہے۔ جس کو ختم کرنا ناممکن

---

* شعبہ اسلامیات، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

۱۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، مطبع سعیدی، قرآن محل، کراچی س ن، ج ۱، (مقدمہ: ذیلی حاشیہ، ص 8-10)

۲۔ مقدمہ سیرۃ النبی ﷺ از شبلی، ص 83 دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ ''علم سیرۃ'' ڈاکٹر سید عبداللہ، ج 1-1، ص 175

۳۔ ڈاکٹر انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور 1989ء، ص 40

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن بقول مارگولیتھ اس میں جگہ پانا باعث شرف ہے ۔(۴) تصنیف وتالیف سیرت کا سلسلہ یقیناً طویل ہے۔تاہم مثالی سیرت نگاری کے نمونے کم ملتے ہیں ۔اس مضمون میں قدیم اور جدید ہر دوادوار کے ایسے جید نسخوں کا تعارف کرایا جائے گا جو باقی سیرت نگاروں کے لئے بطور ماخذ مستعمل ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔سیرت نبوی ﷺ پر اس قدر کتابیں معرض وجود میں آ چکی ہیں ۔جو نہ صرف مسلمانوں نے تحریر کی ہیں بلکہ غیر مسلموں بشمول ہندوؤں نے بھی اس فن پر قلم اٹھایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی تعلیمات نے دنیا میں حیرت انگیز انقلاب برپا کردیا۔اسلام نے صرف چند سالوں میں حجاز کی سرزمین سے نکل کر مشرق ومغرب میں اپنے پیغام کو عام کردیا۔جس کے نتیجہ میں اہل اسلام نے اپنے ہادی برحق کے احوال واقوال کو اس احتیاط اور تفصیل سے محفوظ کیا کہ بقول مولانا شبلی اس کی زبان کا ایک ایک حرف ،اس کی حرکات وسکنات کی ایک ایک ادا اور اس کے حلیہ وجود کے ایک ایک خدوخال کا عکس لے لیا ہے۔(۵)

بانی اسلام کی زندگی اور ان کے مشن کے ہر شعبہ کے متعلق اس قدر کثیر اور وافر مواد موجود ہے کہ ایک مورخ یا سیرت نگار انگشت بدنداں ہوکر رہ جاتا ہے ۔وہ اس بات کا فیصلہ کرنے میں مشکل محسوس کرتا ہے کہ کن کتابوں کو اپنی تحقیق کا مآخذ بنائے ۔فن سیرت ،فن مغازی ،فن تفسیر اور فن حدیث میں مسلمانوں نے کمال درجہ تک مہارت حاصل کی ۔سینوں سے ارشادات رسول ﷺ اور تاریخی روایات منتقل ہوکر جمع وکتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔سیرت کا باقاعدہ آغاز خلافت راشدہ (عہد صحابہ) کے بعد خلافت بنوامیہ کے زمانہ میں ہوا۔پھر یہ سلسلہ رفتہ رفتہ آگے بڑھتا رہا۔یہاں تک کہ اسے عروج وارتقاء خلافت عباسیہ بغداد کے عہد میں حاصل ہوا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی فرمائش پر اسلامی روایات کا ذخیرہ کاغذات پر منتقل کرنے کی ذمہ داری اس وقت کے سب سے بڑے عالم امام محمد بن مسلم شہاب الزہری (م ۱۲۴ھ) کے کندھے پر ڈالی

۴۔ مارگولیتھ، Muhammad and the Rise of Islam لندن، 1905ص 3

۵۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، مقدمہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی۔(٦)ایک روایت کے مطابق اموی حکمرانوں کی فرمائش پر انہوں نے سیرت اور مغازی پر مستقل تصانیف چھوڑیں۔تاہم یہ کتابیں ہم تک نہ پہنچ سکیں۔ایک بات جو مکمل دیانت داری کے ساتھ کہی جاسکتی ہے وہ یہ کہ فن مغازی پر سب سے بڑا نام موسیٰ بن عقبہ(م ۱۴۱ھ) کا ہے۔آپ کی تحریر کردہ کتاب المغازی اہل علم کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔جس کے حوالے واقدی،ابن سعد اور طبری کی کتابوں میں موجود ہیں۔تاہم یہ کتاب بھی زہری کی کتاب کی طرح زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکی۔تاہم ابتدائی سیرت نگاروں میں ابان بن عثمان،عروۃ بن الزبیر،وھب بن منبہ،عاصم بن عمر،شرحبیل بن سعد،عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم اور ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن کے نام بھی لئے جاسکتے ہیں۔(٧)

فن سیرت میں محمد بن اسحاق (م ۱۵۰ھ) کا نام تعارف کا محتاج نہیں۔علامہ بلاذری کی روایت کے مطابق خلیفہ منصور عباسی کی فرمائش پر آپ نے سیرت کی کتاب تحریر کی۔ابن اسحاق کی سیرت میں معلومات کی فراوانی تھی اس لحاظ سے اسے جامع اور مفصل سیرت کی کتاب کہا گیا۔دراصل یہی وہ کتاب ہے جس پر بعد میں آنے والے مورخین اور مصنفین نے اعتماد کیا اور اسے ماخذ اولین قرار دیا کیونکہ اس سے پہلے کے نوشتے ناپید ہو چکے تھے۔ابن خلدون اور امام طبری جیسے فاضل محققین بھی اس کتاب سے حوالے دیتے نظر آتے ہیں۔ساتویں صدی ہجری تک یہ تالیف محفوظ رہنے کے باوجود اصل حالت میں ہم تک نہ پہنچ سکی۔تاہم ڈاکٹر حمید اللہ جو کہ اسلامی علوم وفنون کے مستند سکالر ہیں اس کتاب کے کچھ صفحات محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

قدرت نے ابن اسحاق کی سیرت کو محفوظ کرنے کا بہترین بندوبست کیا۔سیرت ابن ہشام (م 213ھ) کی شکل میں یہ کتاب تلخیص کی صورت میں آج ہمارے پاس محفوظ ہے۔اس کتاب کو اتنی شہرت حاصل ہوئی کہ لوگ ابن اسحاق کی اصل کتاب کو بھول گئے۔سیرت ابن ہشام اصل عربی میں جرمن مستشرق وسٹن فیڈ (Wusten Feid) کے ہاتھوں شائع ہوئی۔اب اس کے متعدد تراجم ہو چکے ہیں۔

٦۔ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ،رسول اکرم ﷺ کے سیرت نگار،مجلہ فکر ونظر،ادارہ تحقیقات اسلامی،انٹرنیشنل یونیورسٹی،اسلام آباد،ص89

٧۔ تفصیل کیلئے دیکھئے۔ڈاکٹر انور محمود خالد،اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ،ص 92-107

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریزی زبان میں سب سے بہترین ترجمہ پروفیسر گیوم (Galume) نے کیا اور جرمن زبان میں پروفیسر وائل (Weil) نے اسے شائع کیا۔ اردو زبان میں اس کے تراجم جو ہوئے ہیں ان میں مولوی محمد انشاء اللہ اور مولوی محمد حلیم انصاری نے 1914ء میں مکمل کیا۔ دوسرا ترجمہ یاسین علی نے 1915 میں شائع کرایا۔ ایک اور ترجمہ مولوی قطب الدین احمد صاحب کا ہے جو حیدر آباد دکن سے 1948ء میں منظر عام پر آیا۔ ابن الوقشی (م 489ھ) جن کا نام ہشام بن احمد بن ہشام بن خالد ہے نے بڑی مہارت اور اتقان کے ساتھ سیرت ابن ہشام کی شرح لکھی جس کا نام ''تنبیہات ابن الوقشی'' رکھا۔ ابن الوقشی معتزلہ سے متاثر تھے۔ تاہم ان کی سیرت نگارانہ سرگرمیوں سے کسی کو انکار نہیں۔(۸)

سیرت ابن ہشام کی بہترین شرح ابوالقاسم عبدالرحمان سہیلی (م 581ھ) کی ''الروض الانف'' کے نام سے ہے۔ موجودہ دور میں جو مصنف بھی سیرت پر قلم اٹھانے کا خواہش مند ہوتا ہے وہ اس شرح سے مستفید ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ ایک سو بیس کتابوں کا یہ نچوڑ ہے۔ یہ کتاب جامع اور محققانہ ہے۔ علم وادب' اسماء الرجال وانساب اور فقہی ونحوی معلومات کا خزانہ ہے۔(۹)

متقدمین میں ایک نام محمد بن عمر واقدی (207ھ) کا ہے۔ واقدی کی کتاب المغازی شہرت میں کسی کتاب سے کم نہیں۔ یہ ابن اسحاق کی سیرت کی طرح مفصل، مبسوط اور جامع ہے۔ امام طبری اور ابن سعد نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ جس سے جرمن مستشرق ویلہاؤزن (Welhausen) نے اس کا جرمن میں ترجمہ کیا۔ مسٹر جونز (Jones) نے 1964ء میں ایڈٹ کر کے سیرت نگاروں میں اپنا نام محفوظ کر لیا۔ اس کتاب کی قسمت یہ ہے کہ ہمیشہ Controversial رہی ہے۔ یورپین سیرت نگار اس کتاب پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔

واقدی کے شاگرد محمد بن سعد (230ھ) کی طبقات ابن سعد کو علمی حلقوں میں کون نہیں جانتا۔ انہوں نے اپنی تحقیق کا دائرہ کار سیرت نبوی ﷺ سے بڑھا کر صحابہ کرام اور تابعین تک کر دیا۔ تاہم اپنی کتاب کے ابتدائی حصہ میں سیرت رسول ﷺ کا بیان کیا۔ جس میں اپنے استاد سے استفادہ کیا۔ یہ کتاب

۸۔ ڈاکٹر نثار احمد، اسلامی اندلس میں سیرت نگاری کا ارتقاء، فکر ونظر (سپین نمبر) 199ء، ص 147

۹۔ السہیلی، الروض الانف، مطبع الجمالیہ، مصر 1914ء، ص 3

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر زخاؤ (Sachou) نے 8 جلدوں میں ایڈٹ کی ۔ پہلی دو جلدوں میں سیرت کا بیان ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے ۔ جو عبداللہ العمادی نے 1944ء میں کیا۔ اس کے علاوہ انساب الاشراف کے نام سے علامہ بلاذری کی تصنیف اہل علم کے ہاں بہت ہی مقبول اور متداول ہے۔ آنحضور ﷺ کے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مکمل نقشہ پیش کیا۔ انہوں نے چند نئی روایات کو بھی اپنے ہاں جگہ دی ہے۔ یہ کتاب بھی سیرت نبوی ﷺ کے بنیادی مصادر میں شمار ہوتی ہے۔ ڈاکٹر حمیداللہ نے اس کتاب کو ایڈٹ کر کے شائع کر دیا ہے۔

تاریخ اسلام اور سیرت پر ایک اور مستند کتاب امام محمد بن جریر طبری (310 ھ) کی ہے۔ اس کتاب کی جتنی خوبیاں گنوائی جائیں کم ہیں امام طبری سیرت، تفسیر اور تاریخ کے امام تصور ہوتے ہیں انہوں نے ساری عمر دین کیلئے وقف کی۔ سیرت نبوی ﷺ پر ایک ضخیم حصہ مدون کیا۔ یہ کتاب اردو میں بھی منتقل ہو چکی ہے۔ اس کے مترجم سید محمد ابراہیم ندوی تھے۔

اندلس کے سیرت نگاروں کے بارے میں اگر تفصیلات مرتب کی جائیں تو ابن عبدالبر (م 463 ھ) کا نام لئے بغیر چارہ نہیں۔ حصول علم میں انہوں نے ایسی مہارت حاصل کی کہ اپنے پیش رو اندلسی علماء پر فوقیت حاصل کر لی۔ ان کی عظمت کی گواہ خود ان کی اپنی تصنیفات ہیں۔ وہ عالم فقیہ، محدث ہونے کے علاوہ سیرت نگاران اندلس کے بہترین نمائندہ اور مروج سیرت نگاری کی دلیل اعظم ہیں۔ (۱۰) انہوں نے سیرت پر ایک مکمل و جامع تصنیف چھوڑی۔ جس کا نام ''الدرر فی اختصار المغازی والسیر'' ہے۔ مصری عالم ڈاکٹر شوقی نے اس کو شائع کیا۔ ابن عبدالبر اپنی کتاب کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔ ''میں نے نبی ﷺ کی بعثت عہد رسالت کے ابتدائی حالات، غزوات کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے''۔ بقول شوقی انہوں نے سیرت پر ایک مختصر تصنیف پیش کی ہے۔ نیز انہوں نے لکھا ہے کہ سیرت پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں غیر ضروری اور غیر متعلق مباحث پائے جاتے ہیں تو انہیں خیال ہوا کہ وہ صرف آبدار موتیوں کو چن لیں۔ ان کی کتاب کی قدر و قیمت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ اندلسی عالم ابن حزم نے بھی اپنی کتاب''

۱۰۔ ڈاکٹر نثار احمد، اسلامی اندلس میں سیرت نگاری کا ارتقاء، ص 143

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو امع السیر ''میں کچھ روشنی''الدرر'' سے حاصل کی ہے۔

افریقی سیرت نگاروں میں قاضی عیاض کا نام ''کتاب الشفاء'' کی بدولت سیرت کی بلندیوں تک جا پہنچا۔ قاضی صاحب نے رسول اکرم ﷺ کے اخلاق، معجزات اور کرامات کو ایسے طریقہ سے بیان کیا کہ ان کی والہانہ عقیدت و محبت نکھر کر سامنے آ گئی۔ ایسی وارفتگی پہلے کسی کتاب میں نہ دیکھی گئی۔ یہ کتاب مصر، ترکی اور ہندوستان سے متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔ اس کتاب کی شروحات بھی بے شمار ہیں۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون کے پانچ صفحات پر مشتمل تفصیل فراہم کی ہے۔ بقول ابن فرحون یہ کتاب اپنی انفرادیت کے سبب مشرق و مغرب میں مقبول عام ٹھہری ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ''شمیم الریاض'' کے نام سے محمد اسمعیل کاندھلوی نے کیا۔ دوسرا ترجمہ نذیر احمد جعفری نے کیا ایک اور ترجمہ احمد علی شاہ نے لاہور میں 1914ء میں کیا۔

سیرت پر ابوالفتح ابن سید الناس (671ھ) کا ذکر تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی سیرت کی کتاب فصاحت کا اعلیٰ نمونہ ہے ان کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان کا طرز بیان محدثین جیسا ہے نہ کہ مورخین جیسا۔ معتبر اور مستند روایات پر مشتمل ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی مدح میں قصائد بھی لکھے ہیں۔ اس کتاب کا ماخذ علامہ ابن عبدالبر کی کتاب ''الدرر'' ہے۔ ابن قیم الجوزیہ (م 751ھ) کی ''زادالمعاد'' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات بیان کر کے فقہی احکامات متعارف کراتی نظر آتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کتاب سیرت نبوی ﷺ پر عمل کرنے پر ابھارتی ہے۔ اس کا اردو میں ترجمہ 1924ء لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

فن سیرت اور فن حدیث کے امام ابو العباس احمد بن محمد شہاب الدین قسطلانی (م 923ء) کی کتاب ''المواهب اللدنية'' بڑی مشہور ہوئی۔ علمی حلقوں میں یہ کتاب مقبولیت کی حدوں کو چھو چکی ہے۔ اس کی مقبولیت کا ثبوت یوں پیش کیا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کی کئی شروحات لکھی گئیں۔ جن میں زرقانی کی شرح سب سے زیادہ مقبول ہوئی۔ مولانا شبلی نعمانی نے بھی اس سے استفادہ کیا۔ اس کتاب کا ترجمہ مولانا عبدالجبار خان آصفی نے کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت کی ایک اور مشہور کتاب ''سیرت حلبیة '' کے نام سے مشہور ہے۔مؤلف کا نام علامہ علی بن برہان الدین حلبی (م1044ء) ہے۔اس کتاب کے مآ خذ دو ہیں۔ایک کا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ ابن سیدالناس کی کتاب ''عیون الاثر فی فنون السیر '' ہے۔دوسری سیرت الشامی کے نام سے مشہور ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں ایسے مسائل بھی شامل کئے ہیں جن کا تعلق عقائد یعنی علم الکلام اور اصول الدین سے ہے۔دوسرا عبادات یعنی فقہ سے متعلق ہے۔

مصری سکالر محمد حسین ہیکل شبلی کی طرز کے مصنف ہیں ۔انہوں نے جدید زمانے میں پیش پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے۔اپنے مقدمہ میں وہ لکھتے ہیں کہ ان کی سیرت لکھنے کا مقصد مسیحی سوانح نگاروں کے الزامات کا جواب دینا ہے۔دوسرا آنحضرت ﷺ کو عہد حاضر کے مسلمانوں کے لئے بھی بطور نمونہ پیش کرنا ہے۔(۱۱)

ہیکل کی لکھی ہوئی سیرت مشرق ومغرب میں از حد مقبول ہے۔موجودہ دور کے سیرت نگاروں کے لئے اہم مآ خذ ہے۔اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ دوسری زبانوں میں اس کے تراجم سامنے آ چکے ہیں۔انگریزی زبان میں اس کا بہترین ترجمہ اسماعیل راجی الفاروقی نے کیا ہے۔اردو میں اس کا ترجمہ ابو یحیٰی محمد امام خان نوشہروی نے کیا۔مقدمہ کا ترجمہ محمد حسین رضی نے 1940ء میں ''مقدمہ زندگی محمد ﷺ'' کے نام سے کیا۔مصر کے ایک اور سیرت نگار توفیق الحکیم ہیں۔ان کی کتاب ''محمد صلعم'' ادبی شاہکار ہے۔اس کا اردو ترجمہ عبدالرزاق ملیح آبادی نے کیا۔

یورپی سوانح نگاروں نے بھی حضور ﷺ کی سیرت پر بہت کچھ لکھا ہے۔ان میں منٹگمری واٹ کی کتابوں ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایٹ مکہ'' اور ''محمد ﷺ ایٹ مدینہ'' کو کافی اہمیت حاصل ہوئی ۔ پروفیسر موصوف نے کوشش کی ہے کہ آزادانہ طرز اختیار کریں تا کہ انکی کتاب Controversial نہ بن سکے۔ اس لئے وہ ایک طرف مسیحی برادری کو یہ سبق دیتے ہیں کہ وہ اپنی تحقیق میں تعصب کو چھوڑ دیں ۔دوسری طرف مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ یورپی مستشرقین کی ہر کتاب پر شک وشبہ کا سوال نہ اٹھائیں۔اس کے علاوہ

۱۱۔ محمد حسین ہیکل، The Life of Muhammad،اسلامی بک ٹرسٹ کوالالمپور،1993ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت پر انگریزی زبان میں بے شمار کام ہوا ہے۔ نہ صرف انگریزی بلکہ جرمن، فرانسیسی اور دیگر زبانوں میں بھی آنحضرت ﷺ کی زندگی محفوظ ہو چکی ہے۔

جب ہم برصغیر میں داخل ہوتے ہیں تو ہماری سب سے پہلی نظر سرسید احمد خان پر پڑتی ہے۔ سرسید احمد خان کا شمار برصغیر کے ان مشہور سیرت نگاروں میں ہوتا ہے۔ جنھوں نے مستشرقین کی گمراہ کن سرگرمیوں کا بہت مدلل اور موثر جواب دیا۔ سرسید احمد خان نے سر ولیم میور کی کتاب ''لائف آف محمد'' کے جواب میں اپنی مشہور زمانہ کتاب ''خطبات احمدیہ'' تحریر کی۔ جس کو اردو زبان میں سیرت کی پہلی تصنیف کہا جانا چاہیے۔

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ A series of Essays on the life of Mohammad کے عنوان سے 1870ء میں لندن سے شائع ہوا۔

سر ولیم میور کی کتاب ''لائف آف محمد' ' چار جلدوں میں 1861ء میں شائع ہوئی۔ یوں تو سر ولیم میور سے قبل بھی عیسائی مصنفین کا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معاندانہ رویہ شروع تھا لیکن ولیم میور نے خود مسلمان مصنفین کی کتابوں کے حوالے دے کر نبی پاک ﷺ کی تنقیص کی۔ سرسید احمد کہتے ہیں یہ بات بہت ''خطرناک'' تھی۔ بقول مولانا الطاف حسین حالی سرسید اس کتاب کا جواب دینے کے لئے ہر وقت بے چین رہتے تھے۔ (۱۲)

سرسید نے ''خطبات احمدیہ'' لکھ کر فن سیرت نگاری کے جن اصولوں کی بنیاد رکھی وہ قابل ذکر ہیں:

1۔ سیرت کے ماخذ کی تنقید اور چھان بین۔
2۔ مغربی مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ۔
3۔ انجیل سے قرآنی صداقت کے ثبوت۔
4۔ عرب کے جغرافیائی اور نسلی واقعات کی تحقیق۔
5۔ اسلام کی تمدنی حیثیت کا مطالعہ۔

۱۲۔ مولانا الطاف حسین حالی، حیات جاوید، عشرت پبلشنگ ہاؤس، لاہور 1971ء، ص 426

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''خطبات احمدیہ'' موضوع اور اسلوب ہر دو اعتبار سے اپنی پیش رو کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ سادگی، بے تکلفی، بے ساختگی اور مدعا نویسی سرسید کی تحریر کی خصوصیات ہیں۔ سرسید سلاست اور روانی کو بہت پسند کرتے تھے۔ سر ولیم میور کے جواب میں ان کا انداز عالمانہ اور سنجیدہ رہا نہ کہ معاندانہ، مخاصمانہ یا مناظرانہ۔

برصغیر میں خدمت سیرت کے سلسلہ میں ایک اور نام قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا ہے۔ ان کی ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' کو جو شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ وہ شبلی کی سیرۃ النبی ﷺ کو چھوڑ کر کسی کتاب کے حصے میں نہیں آئی۔ ان کی کتاب تین جلدوں پر مشتمل، روایات کی صحت، واقعات کی ترتیب، مطالعہ کی وسعت، نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے والہانہ لگاؤ کو ظاہر کرتی ہے۔ آپ کی کتاب کے بارے ایک خوبصورت تبصرہ یہ ہے کہ ''مصنف نے اس کتاب کے صفحات پر دماغ کے ساتھ ساتھ دل کے ٹکڑے بھی رکھ دیئے ہیں۔ ایک ایک لفظ سے عشق نبوی ﷺ اور حب انسانیت نمایاں ہے''۔ (۱۳)

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اشاعت کے بعد سے جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن، جامعہ عباسیہ بہاولپور، ندوۃ العلماء، لکھنو، دارالعلوم دیوبند، انجمن حمایت اسلام لاہور اور اسلامی یونیورسٹی سعودی عرب اور دیگر اسلامی مدارس نے شامل نصاب کرلیا۔ (۱۴)

قاضی صاحب کی اس کتاب کی خصوصیات جو میرے ذوق مطالعہ کی وجہ بنی وہ ان کا عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات دینا ہے۔ قاضی صاحب نے قرآن اور صاحب قرآن پر وارد اعتراضات کا جہاں جہاں سمجھا شافی جواب دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ قرآن کا یہودیوں اور عیسائیوں پر احسان ہے کہ اس نے انبیاء کی سچی شان دنیا پر ظاہر کی ورنہ انہوں نے تو اپنے انبیاء پر شرمناک الزامات وارد کئے تھے۔ قاضی صاحب کے نزدیک سیرت نگاری کا حقیقی مقصد حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اجاگر کرنا ہے۔ کیونکہ

۱۳۔ ڈاکٹر انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، ص 501

۱۴۔ منصور پوری، رحمۃ للعالمین ﷺ، شیخ غلام اینڈ سنز، لاہور، مقدمہ، ص 8

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ محبوب خلائق، محبوب ملائک اور محبوب خدا ہیں۔ تاہم جہاں تک اسلام کی حقانیت اور بانی اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے والی بات ہے۔ اگر سرسید کی خطبات احمدیہ اور منصور پوری کی رحمۃ للعالمین کا تقابل کریں تو جو چیز سامنے آتی ہے وہ یہ ہے۔

سرسید کی خطبات احمدیہ میں کارلائل، گبن، ڈیون پورٹ، گاڈ فرے، ہگنز، ولیم میور، پادری فنڈر، اسپرنگر، جارج سیل، پریڈو اور پوکاک کے ناموں کی تکرار ہے۔ جبکہ رحمۃ للعالمین کے صفحے صفحے پر کتاب پیدائش، کتاب استثناء، کتاب یسعیاہ، کتاب خروج، کتاب تواریخ، کتاب سلاطین، انجیل لوقا، انجیل متی انجیل یوحنا، مکاشفات یوحنا، ملاکی نبی کی کتاب، یوسیاہ نبی کی کتاب کے نام دکھائی دیتے ہیں"۔ (۱۵)

سیرت النبی ﷺ از شبلی کے ساتھ اگر اس کتاب کا تقابل کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ رحمۃ للعالمین کا تعلق دل کے ساتھ ہے اور سیرت النبی ﷺ کا دماغ کے ساتھ۔ (۱۶)

جدید دور کی بطور مآخذ مستعمل ہونے والی سیرت کی کتاب مولانا شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی ﷺ ہے۔ شبلی کا مطالعہ جدید وقدیم ہر دو اصولوں کا امتزاج ہے۔ سیرۃ النبی ﷺ کا اہم کارنامہ ایک طرف یہ ہے کہ انہوں نے یورپی مصنفین کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات پر کاری ضرب لگائی۔ دوسری طرف سیرت نگاری کے اور سیرت نگاروں کے لئے اصول مرتب کئے۔

شبلی نے اپنی سیرت کا ایسا مقدمہ تحریر کیا۔ جس سے مغازی، سیرت، حدیث اور تاریخ کا فرق نکھر کر سامنے آ گیا۔ شبلی نے غزوات، غلامی تعداد ازواج جیسے مسائل پر مغربی آراء کو بیان کر کے علمی اور اسلامی نقطہ نظر واضح کیا۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ شبلی وسلمان کی مرتب کردہ یہ سیرت ہمارے دینی ادبیات عالیہ میں بلند حیثیت کی مالک ہے۔ اس میں حضور ﷺ کی لفظی شبیہہ بھی آ گئی ہے اور اسوۂ بھی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہانی نہیں دین ہے اور یہی چیز اسے سیرت کی باقی کتابوں سے ممتاز کرتی ہے۔ (۱۷)

سیرت النبی ﷺ کی تالیف کے وقت مصنف ایک فرد واحد نہیں تھا۔ بلکہ ایک ٹیم کا کپتان تھا۔

۱۵۔ ڈاکٹر انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، ص525

۱۶۔ منصور پوری، مہر نبوت، ص4

۱۷۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، فن سیرت نگاری پر ایک نظر، فکر ونظر ادارہ تحقیقات اسلامی، 1976ء، ص13

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے سید سلیمان ندوی، عبدالماجد دریا آبادی، عبدالسلام ندوی، مولانا حمید الدین فراہی اور سید نواب علی اور بعض اوقات ابوالکلام آزاد جیسے نابغہ روزگار کی معاونت بھی حاصل رہی ۔ اتنے افراد کی آراء اور ہمدردی سے جو تخلیق ہوگی وہ یقیناً ایک شاہکار ہوگی ۔

شبلی کو سیرت سے جو محبت تھی وہ ان کی زندگی کے آخری الفاظ سے بھی ظاہر ہوتی ہے وہ سید سلیمان ندوی کو بلا کر کہتے ہیں ۔ ’’سیرت، سیرت، سیرت‘‘ یعنی ’’سب کام چھوڑ کے‘‘ سیرت مکمل کرنا ۔

سید سلیمان ندوی نے بستر مرگ پر آخری سانس لیتے ہوئے اپنے استاد سے جو وعدہ کیا تھا اسے انتہاء درجے کے احساس ذمہ داری کے ساتھ پورا کیا ۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ سید صاحب نے ’’سیرۃ النبی ﷺ‘‘ کو ایک زندہ جاوید کارنامہ، لازوال یادگار اور غیر فانی توشہ آخرت بنا دیا ۔ اس کی زبان اتنی بلند پایہ اور معیاری ہے کہ اردو ادب بہت ترقی کے باوجود اس سے آگے نہیں بڑھ سکا ۔

سیرت النبی ﷺ کے اگر صرف ماخذ ہی شمار کئے جائیں تو بذات خود ایک چھوٹی سی کتاب بن جاتی ہے ۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتنی عرق ریزی ہوئی ہوگی ۔ ان کتابوں کی محض ورق گردانی کے لئے ہی ایک عرصہ درکار ہوتا ہے ۔ سیرت النبی ﷺ کا اسلوب نہایت دلکش ہے ۔ اس میں جن اصولوں کو روا رکھا گیا ہے ۔ ان سے اختلاف کی گنجائش نہیں رہی ۔ مولانا نے یورپین سیرت نگاروں کے افکار باطلہ کی نہ صرف تردید کی بلکہ ان کے تمام الزامات کی قلعی کھول دی ۔ انہوں نے ولیم میور، مارگولیتھ اور ولہا وزن کے افکار پر ضرب کاری لگائی ۔ آپ کی کتاب میں اس لحاظ سے عشق و محبت کا وہی رنگ ہے جو خطبات احمدیہ میں پایا جاتا ہے ۔

- شبلی کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے ۔ انہوں نے عربی سیرت نگاروں، مورخوں اور ارباب روایت کے بے بنیاد اور مشکوک بیانات کو بھی ہدف تنقید بنایا ۔ انہوں نے ان محدثین پر افسوس کا اظہار کیا جنہوں نے قصہ غرانیق کی روایات کو بہ سند نقل کیا ۔ (۱۸)

شبلی کی سیرت نگاری میں عصری افکار کی جھلک بھی دیکھنے کو ملتی ہے ۔ بقول سید عبداللہ شبلی اپنے

۱۸۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، ج2، ص241

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشروؤں سے یکسر مختلف ہے۔ کیونکہ شبلی نے آپ ﷺ کی ذات کو روحانیت کامل اور پاکیزگی کا ارفع اور کامل نمونہ قرار دیا ہے۔(۱۹)

اس کتاب کی تکمیل میں سید سلیمان ندوی کا بھی اتنا ہی حصہ ہے۔ جتنا شبلی کا۔ جہاں شبلی کی شخصیت شوخ، گرم جوش، جذباتی اور نفاست پسند تھی۔ وہاں سلیمان ندوی سنجیدہ، بردبار، معتدل مزاج اور ٹھنڈے انسان تھے۔

اور یہی صفات ان کے اسلوب کا خاصہ بنیں۔ تصانیف میں شبلی کے انداز کو مشرقی اور سید صاحب کے انداز کو مغربی قرار دیا گیا ہے۔ شبلی والے حصے میں اگر حضور ﷺ کی لفظی شبیہہ کا بیان ہے تو سلمان والے حصے میں اسوہ حسنہ اور دینی احکام کی روح کا ذکر ہے۔ آخر میں یہ کہنا بجا ہے کہ سیرت نبوی ﷺ پر یہ انسائیکلوپیڈیا ہے۔ بقول اختر وقار عظیم ''آج تک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محققانہ عمدہ اور جامع المعلومات کتاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں لکھی گئی''۔(۲۰)

سید سلیمان ندوی کا ایک عمدہ شاہکار نبوت ''خطبات مدراس'' کے نام سے منصہ شہود پر آیا۔ آپ نے معروف زمانہ آٹھ خطبے 1925ء میں اسلامی تعلیمی انجمن میں دیئے اور 1926ء میں انہیں کتابی شکل دی۔

شاہ معین الدین ندوی کا تبصرہ اس کتاب کی قدر و قیمت میں چار چاند لگا دیتا ہے وہ لکھتے ہیں ''یہ تنہا کتاب اسلام اور پیغمبر اسلام کی صداقت و عظمت اور دوسرے مذاہب پر برتری کے ثبوت کے لئے کافی ہے''۔(۲۱)

سیرت النبی ﷺ اور رحمتہ للعالمین کی شہرت و مقبولیت کے بعد اردو کی بیشتر کتب وہ درجہ و مرتبہ یقیناً نہ پاسکیں جو ان کا حق تھا۔ تاہم عاشقان رسول ﷺ اپنی عقیدت و محبت کا ثبوت سیرت کی کتابیں لکھ کر دیتے رہے اور دیتے رہیں گے۔ ان میں ایک نام مولانا محمد اشرف علی تھانوی کا بھی ہے اپنے

۱۹۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، سرسید احمد خان اور ان کے رفقاء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1994ء، ص 14

۲۰۔ اختر وقار عظیم شبلی بحیثیت مورخ، تصنیفات، لاہور، 1968ء، ص 139

۲۱۔ ڈاکٹر انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ ص 619

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب'' لکھ کر ایک دفعہ پھر لوگوں کو گرما دیا۔ مصنف کی یہ خواہش تھی کہ ایسی کتاب ہو جو ہر گھر میں پڑھی جا سکے۔ جس سے ہر عام خاص، بچہ بوڑھا، عورت و مرد پڑھا ہوا ان پڑھ مستفید ہو سکے۔ اس کتاب کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ہر بیان کے بعد ایک نتیجہ نکالا گیا ہے یا کوئی نصیحت کی گئی ہے۔ جس سے سننے اور پڑھنے والے سیرت رسول ﷺ پر عمل کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ (۲۲)

علم و تحقیق کی وسعت یا گہرائی اور اپنی معلومات کو خوبصورتی کے ساتھ دلنشین طریقہ پر بیان کرنا یا تحریر میں لانا یہ وہ کمالات ہیں جن میں بڑی حد تک کسب کو بھی دخل ہے۔ لیکن عشق کی آگ اور دل کا سوز و گداز وہ دولت ہے۔ جو صرف خدا کی دین پر موقوف ہے۔ جب وہ کمال اور یہ خداداد دولت کہیں جمع ہو جائیں اور دونوں مل کر کوئی تصویر تیار کریں تو جیسی کچھ تیار ہو گی ''النبی الخاتم'' از سید مناظر احسن گیلانی اس کی زندہ مثال ہے۔

مولانا منظور نعمانی کہتے ہیں: ''یہ کتاب اگرچہ سیرت پر لکھی گئی ہے جو تاریخ ہی کا ایک شعبہ ہے لیکن مصنف کا مقصد اس سے صرف سوانح نبویہ کی تدوین نہیں ہے ....بلکہ ان کا مطمع نظر اس سے تبلیغ اور دعوت الی الحق ہے''۔ (۲۳)

النبی الخاتم دراصل ایک طویل مقالہ ہے جو ایک کتاب کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اسے ''دریا بکوزہ'' کی مثال سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا انداز ایک جوشیلے خطیب کا ہے اس میں مکی زندگی کو دل کی زندگی اور مدنی زندگی کو دماغ کی زندگی کہا گیا ہے۔ (۲۴)

کلاسیکی انداز کی ایک اور ضخیم کتاب مشہور عالم دین اور شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی سیرت المصطفی ﷺ ہے اس کا انداز وہی ہے جو عربی کی دیگر کتب سیرت کا تھا۔ ڈاکٹر انور محمود خالد لکھتے ہیں۔ ''سیرت المصطفی ﷺ'' اپنی تکنیک، اسلوب بیان اور طرز فکر کے اعتبار سے ''اصح السیر'' حکیم عبدالرؤف دانا پوری سے خاصی مشابہت رکھتی ہے۔ حکیم صاحب اور مولانا ادریس نے غزوات نبوی صلی

۲۲۔ مولانا اشرف علی تھانوی، حبیب خدا، مکتبہ عالیہ لاہور، 1978ء، مقدمہ

۲۳۔ سید مناظر احسن گیلانی، النبی الخاتم ﷺ، الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، 1999ء، ص 2

۲۴۔ ڈاکٹر انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، ص 639

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں زیادہ اہمیت دی ہے۔ دونوں کو فقہی مسائل سے زیادہ دلچسپی ہے دونوں نے اپنی اپنی تصانیف کی بنیاد احادیث نبوی ﷺ پر رکھی ہے۔ دونون اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ دونوں کو اس بارے کوئی دلچسپی نہیں کہ مغربی دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے کن کن غلط فہمیوں کا شکار ہے''۔

مولانا کاندھلوی نے علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم اور علامہ زرقانی کی تقلید میں سیرت کے واقعات پر تبصرہ بھی کیا ہے اور موقع بہ موقع بعض لطیف حقائق و معارف کی طرف اشارے بھی کئے ہیں۔ جن سے سیرت کا لطف دوبالا ہو گیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ پرفتن دور میں ایسی کتاب سیرت کی اشد ضرورت ہے۔ جسے پڑھ کر مسلمان آنحضرت ﷺ کے اسوہ مبارک کو مشعل راہ بنا سکیں۔

مولانا کا عاشقانہ روپ اور شان نبوت ﷺ پر فدا ہونا کتاب کی اہمیت کو اور بڑھا دیتا ہے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سیرت کی یہ کتاب ان قارئین کے لئے از حد ضروری ہے جو عربی زبان سے آشنا نہیں لیکن عربی کتب پڑھنے کی آرزو اور خواہش رکھتے ہیں۔ سیرت المصطفی اس کمی کو پورا کر دیتی ہے۔ (۲۵)

سیرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ایک اور کتاب مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کی ہے۔ اس کتاب میں کم و بیش واقعات سیرت وہی ہیں جو دیگر کتب سیرت میں پائے جاتے ہیں۔ بعض جگہوں پر سر ولیم میور کے اٹھائے ہوئے سوالات کے جوابات بھی ملتے ہیں۔ تاہم یہ کتاب ان روایات سے پرہیز کرتی ہے جو آنحضرت ﷺ کو فوق البشر ہستی بنا کر پیش کرتے ہیں۔

ایک اور نادر کتاب مولانا ثناء اللہ امرتسری کی ہے۔ جس کا نام ''محمد رشی'' ہے اس مصنف کی اس سے بھی بڑھ کر کتاب ''مقدس رسول ﷺ'' بہت بڑا رتبہ پا گئی۔ کیونکہ یہ کتاب راجپال نامی ناشر کی کتاب ''رنگیلا رسول'' کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ ''رنگیلا رسول'' میں ذات رسول ﷺ پر شرمناک جملے کہے گئے ہیں۔ مولانا نے ان جملوں کا منہ توڑ جواب دیا۔

مولانا ثناء اللہ پیغمبر اسلام کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتے تھے۔ ان کا قلم ہمیشہ شمشیر بے نیام تھا۔

۲۵۔ محمد ظہیر الدین، محمد ادریس کاندھلوی کی علمی خدمات، تحقیقی مقالہ برائے ایم اے عربی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۷۴ء، ص ۱۷۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نگاروں میں مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی نے نئے ڈھب سے کام کیا ہے۔اس کتاب میں بعض ایسے ابھرتے ہوئے مباحث پر قلم اُٹھایا ہے۔جو کم از کم اردو زبان کی سیرت کی کتب میں مفقود ہے اس کتاب میں جا بجا عارفانہ نکات اور سوز و درد کی کیفیات بیان کی گئی ہیں۔عقلی مباحث اور نفسیاتی نکتے بھی درج ہیں۔اس طرح ''پیغمبر انسانیت'' اپنی نوعیت کی ایک الگ کتاب ہے۔اسے جو باتیں دیگر کتب سیرت سے ممتاز کرتی ہیں اس میں حضور ﷺ کا انسانی اقدار کو ایک خاص انداز میں اجاگر کرنا ہے۔(۲۷)

آخری کتاب کا ذکر کرنے سے پہلے دو کتابوں کا ذکر نہ کیا گیا تو بات ادھوری رہ جائے گی۔یہ دو کتابیں نعیم صدیقی کی ''محسن انسانیت'' اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ''سیرت سرور عالم'' ہیں۔محسن انسانیت آنحضرت ﷺ کو بنی نوع انسان کے ایک ایسے نجات دہندہ کی حیثیت سے پیش کرتی ہے جس نے دنیا میں سب سے بڑا انقلاب برپا کیا۔

سیرت سرور عالم آنحضرت ﷺ کی سیرت وکردار اور آپ ﷺ کے ابدی پیغام کو جس خوبصورت اور عالمانہ انداز میں پیش کرتی ہے اسکی مثال دور حاضر کی کتب سیرت میں کم ملتی ہے۔

اس دور کی نمایاں کتابوں میں مفتی محمد شفیع کی آداب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مولانا طاہر القادری کی دریتیم، عبدالماجد دریا آبادی کی خطبات ماجدی، مولانا ابوالکلام آزاد کی رسول رحمت، ڈاکٹر نصیر ناصر کی پیغمبر اعظم وآخر سید اسعد گیلانی کی رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب، ڈاکٹر حمید اللہ کی عہد نبوی میں نظام حکمرانی اور پیر کرم شاہ الازہری کی ضیاء النبی ہیں۔

عصر حاضر میں ضیاء النبی جہاں اردو ادب کا بہترین شاہکار ہے وہاں محبت رسول ﷺ کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بھی ہے۔ضیاء النبی میں ابتدائی طور پر ایران، یونان، روم، مصر، ہندوستان، چین اور خطہ عرب کے ماحول اور معاشرتی خرابیوں کی عکاسی جس انداز میں کی گئی ہے۔اس کی وجہ سے کتاب کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

۲۶۔ ڈاکٹر انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، ص666

۲۷۔ محمد جعفر شاہ پھلواری، محمد پیغمبر انسانیت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2 کلب روڈ لاہور، 1995ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم یہ بات وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ پیر صاحب کی سیرت نگاری کی نبیاد محبت وعشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسے تحقیق کے مسلمہ اصولوں کے مطابق لکھا گیا ہے۔اس سے فن تاریخ وسیرت نویسی کو حسن ملا ہے۔

یہ کتاب قدیم اور جدید ماخذ کا نچوڑ ہے۔نیز سیرت نگاری کے ہر پہلو کی نمائندگی کرتی ہے۔یہ سیرت جہاں زمانی ترتیب کی حامل ہے وہاں شمائل واخلاق نبوی،موضوعاتی مطالعہ،ادب وانشاء کواجاگر کرتی ہے۔نیز اس میں سیرت نگاری کے جمالیاتی وتجزیاتی اسلوب کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔(۲۸)

آخر میں عرض مدعا یہ ہے کہ سیرت النبی ﷺ پر لکھنے والوں کا شمار ناممکن ہے۔دنیا کی لاتعداد زبانوں میں سیرت نگاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت،کردار،حیات وکمالات پر طبع آزمائی کی ہے۔جوکوئی اس ہستی کی خوبی بیان کرتا ہے وہ یقیناً اپنا نام تاقیامت زندہ کرلیتا ہے۔ہماری یہ کوشش رہی ہے۔کہ آج تک کی نمائندہ سیرت کی کتب کا اجمالی تعارف کرادیں۔لیکن یہ بات حتمی نہیں ہے کہ ہم نے سب کتابوں کا تعارف کرادیا ہے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیرت کی ہر وہ کتاب جس میں ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایک دفعہ آگیا وہ قابل بیان اور قابل تبصرہ ہے۔لیکن اس کارروائی میں یقیناً دفتر کے دفتر درکار ہیں اور یہ مقام اس بوجھ گراں کو اٹھائے کا چنداں متحمل نہیں ہوسکتا۔

۲۸۔ عبداللہ صالح،اردوادب میں ضیاءالنبی ﷺ کی منفرد خصوصیات،ضیائے حرم(ضیاءالامت نمبر)اپریل 1999ء،لاہور ص۲۷۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب طبقات' تاریخ اور اسماء الرجال میں سیرت نگاری کا منہج

* ڈاکٹر سہیل حسن

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین و بعد:

رسول اکرم ﷺ کی سیرت کا یہ اعجاز ہے کہ ہر زبان' ہر زمانے میں اور سیرت کے ہر پہلو پر کتابیں تصنیف کی گئیں ہیں' آپ کی سیرت کا ذکر قرآن کریم سے شروع ہوا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ان شاء اللہ

تاریخ سیرت نگاری کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ سلسلہ صحابہ کرام کے دور سے ہی شروع ہو گیا تھا اور صحابہ کرام میں ایسے حضرات کے نام ملتے ہیں جو کہ سیرت سے متعلقہ روایات بیان کرنے میں نمایاں تھے' ان میں حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم کے نام شامل ہیں۔(۱)

اور اس قدیم سیرت نگاری کی وجہ سے سیرت نبوی میں کسی قسم کی تحریف' مبالغہ اور اضافہ کی گنجائش کم سے کم ہو گئی ہے۔

سیرت کے اوّلین ابتدائی مصادر میں قرآن کریم' کتب حدیث' کتب دلائل و شمائل' کتب سیرت' **کتب تاریخ و طبقات اور کتب اسماء الرجال شامل ہیں۔**

اور ضمنی مصادر میں کتب ادب' شعری دیوان' کتب تراجم اور کتب جغرافیہ' سیرت کے مسائل

---

* صدر شعبہ علوم القرآن والحدیث، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

۱۔ طبقات ابن سعد ۵/ ۲۹۲' مسند احمد ۳/۱۷۶' ۱۸۰' ۱۸۴' ۲۰۴' ۲۰۷' ۲۲۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلجھانے میں ہماری مدد کرتی ہیں۔

قرآن کریم کے بعد کتب حدیث سیرت کا ایک اہم مصدر ہے اور بغور دیکھا جائے تو وہ تمام علوم جن کا دارو مدار نقل و روایت اور اسناد پر ہے حدیث نبوی ہی سے ظہور پذیر ہوئے' مثلاً: سیرت و مغازی تاریخ وطبقات اور تراجم وسوانح' یہاں تک کہ تفسیر قرآن اور قراءت سے متعلقہ علوم وفنون حدیث نبوی سے ہی پیدا ہوئے اور آہستہ آہستہ ترقی پاتے چلے گئے۔ ابتداء میں یہ سب علوم حدیث میں اس لئے شامل تھے کہ ان سب کو رواۃ وحفاظ کے حافظہ میں جگہ ملی تھی' رفتہ رفتہ یہ جزوی علوم اپنے نام اور موضوعات کے اعتبار سے حدیث سے الگ ہوتے چلے گئے اور بعد میں ہر ایک نے ایک مستقل علم کی حیثیت اختیار کر لی۔

سیرت کے مصادر میں کتب تاریخ اور طبقات اہم حیثیت رکھتی ہیں' زیر نظر مقالے میں انہی دونوں مصادر اور اسماء الرجال کی کتب میں سیرت کا جائزہ پیش کرنا مقصود ہے۔

۱۔ **کتب طبقات:** طبقات رواۃ سے متعلق تصانیف حدیث نبوی سے متفرع ہونے والی اولین کتابیں ہیں' جن کے ذریعے سے ہم روایۃ حدیث کے احوال اور مختلف ادوار اور طبقات سے روشناس ہوتے ہیں۔ طبقات کے مؤلفین میں امام مسلم بن الحجاج' امام نسائی اور محمد بن سعد الھاشمی کے نام مشہور ہیں۔ اور طبقات کا ذکر آتے ہی طبقات ابن سعد کا نام تصور میں گردش کرنے لگتا ہے اور واقعی یہ کتاب اس فن کی انتہائی جلیل القدر کتاب ہے۔(۲)

طبقات ابن سعد ایک کبیر الحجم اور علمی مواد سے بھرپور کتاب ہے' زیر نظر ایڈیشن آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے، نویں جلد علمی فہارس کے لئے مخصوص کی گئی ہے اس کی پہلی دو جلدیں سیرت رسول اللہ ﷺ سے متعلق ہیں' تمہید کے طور پر ابن سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اجداد کرام کا بھی ذکر کیا ہے جو انبیاء علیہم السلام میں سے تھے' اور اس کے پہلو بہ پہلو، ادریس، نوح، ابراہیم، اسماعیل اور حضرت آدم و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیان سنین اور ازمنہ کا ذکر بھی کیا ہے اس کے علاوہ ابن سعد نے حضرات انبیاء کے اسماء وانساب' رسول اللہ ﷺ کے اجداد مثلاً قصی وعبد مناف' ھاشم اور عبدالمطلب نیز آپ کے والد ماجد

۲۔ الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۰۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور والدہ محترمہ آمنہ بنت وھب کے حالات پر روشنی ڈالی ہے' اس کے بعد انہوں نے بعثت نبوی، نزول وحی، ہجرت اور ایک ایک کر کے رسول اللہ ﷺ کے تمام غزوات اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے تمام وفود کا مفصل تذکرہ کیا ہے اور اس کے بعد عہد رسالت میں مفتیان مدینہ اور دیگر صحابہ و تابعین کے سیر و سوانح کا ذکر کیا ہے۔

طبقات ابن سعد کی اہم خصوصیات:۔

۱۔ ابن سعد خود ایک محدث تھے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تمام روایات سند کے ساتھ ذکر کی ہیں' اور سند کی وجہ سے روایت کی حیثیت بڑھ جاتی ہے اور محدثین کے اصولوں کے مطابق اس کی چھان پھٹک آسان ہو جاتی ہے۔

۲۔ اہل جرح و تعدیل کے نزدیک ابن سعد ثقہ راوی ہے اور اس بات پر سوائے یحیٰ بن معین کے سب کا اتفاق ہے(۳) اور وہ خود اپنی روایات میں یہی کوشش کرتے ہیں کہ ثقہ راویوں سے حاصل کریں' لیکن اس کے باوجود ضعیف راوی مثلاً واقدی سے بھی ان کی روایت موجود ہے' لیکن اگر تحقیقی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعد ان روایات میں پوری احتیاط سے کام لیتے ہیں جہاں واقدی کی روایات بکثرت نقل کرتے ہیں۔ وہاں اپنے دوسرے شیوخ مثلاً: عفان بن مسلم' عبید اللہ بن موسیٰ اور فضل بن دکین سے بھی روایت کرتے ہیں اور یہ تینوں حضرات اپنی جگہ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

۳۔ طبقات ابن سعد میں جہاں صحیح سند سے روایات منقول ہیں' وہاں مقطوع اور مرسل روایات بھی پائی جاتی ہیں اور یہ روایات لانا اس لیئے ضروری ہو جاتا ہے تاکہ ایک موضوع کے بارے میں مکمل تصویر سامنے آجائے۔ اور سند کے ہوتے ہوئے اس کی جانچ پڑتال کرنا اہل علم کے لئے مشکل نہیں ہے۔

۴۔ اگرچہ طبقات ابن سعد روایات پر مشتمل ایک کتاب ہے اور نقد و تبصرہ کا وجود نہیں ہے مگر کہیں کہیں

۳۔ تفصیل کے لئے دیکھیے: تاریخ بغداد ۵/ ۳۲۱' الانساب' ۴۷۰' میزان الاعتدال ۳/ ۵۶۰' النجوم الزاھرۃ: ۲/ ۲۵۸ مقدمہ ابن الصلاح ۵۹۹' الجرح والتعدیل ۳/ ۲/ ۲۶۲' تہذیب التہذیب ۹/ ۱۸۲۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنقیدی توضیحات بھی نظر آتی ہیں:

مثلاً: ابن سعد نے ہشام کلبی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

''بدر میں سائب بن مظعون نے شرکت کی تھی نہ کہ سائب بن عثمان بن مظعون نے۔''

ابن سعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس جگہ کلبی سے غلطی سرزد ہوئی ہے' سیرت نگار جو مغازی سے بھی آشنا ہیں جانتے ہیں کہ ابن عثمان بن مظعون نے بدر و اُحد بلکہ تمام غزوات میں شرکت کی تھی۔ (۴)

۵۔ طبقات ابن سعد میں زیادہ اشعار نقل نہیں کئے گئے البتہ خطبات میں کچھ اشعار منقول ہیں' خصوصاً وہ خطبات جو آپ نے مختلف مواقع پر دیئے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ابن سعد محدثین کے طریقے کے مطابق روایت کرنے والا شخص ہے اور ادباء کی طرح تنقید کرنے کا عادی نہیں ہے۔

۲۔ طبقات کی ایک اور اہم کتاب خلیفہ بن خیاط (ف: ۲۴۰ھ) کی کتاب الطبقات ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کی تحقیق سے پہلی مرتبہ ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی۔

طبقات خلیفہ کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں ذکر انساب کا خصوصی اہتمام کیا ہے اور یہی اہتمام ان کی کتاب میں نمایاں نظر آتا ہے اور اس کتاب میں سیرت کے حوالے سے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف ملتا ہے اور اس کے بعد صحابہ کرام اور تابعین کا ذکر ان کے مقام سکونت کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔

۳۔ کتب تاریخ میں سال بہ سال کے واقعات کی ترتیب سے مرتب سب سے قدیم تالیف خلیفہ بن خیاط (ف: ۲۴۰ء) کی تاریخ ملتی ہے یہ کتاب بھی ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کی تحقیق سے پہلی مرتبہ ۱۹۶۷ء میں بغداد سے شائع ہوئی تھی۔

تاریخ خلیفہ بن خیاط اس لئے اہمیت کی حامل ہے کہ یہ کتاب ایک قدیم مصدر ہونے کے ساتھ

۴۔ طبقات ابن سعد: ۴۰۲/۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ محدثین کے اصولوں کے مطابق اس کی تمام روایات سند سے مزین ہیں۔خلیفہ بن خیاط نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ ہر عہد کے والیان مملکت اوران کے عہدے داران کی فہرست بھی دی جائے' غزوات اور داخلی جنگ و جدال میں شہید ہونے والے افراد کے نام تحریر کئے جائیں' حرہ اور زاویۃ کے واقعات کے بارے میں تفصیلات صرف تاریخ خلیفہ میں پائی جاتی ہیں۔(۵)

خلیفہ بن خیاط نے اپنی کتاب کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سن ولادت اور وفات سے کی ہے اوراس کے بعد سن ایک ہجری سے واقعات بیان کرنا شروع کئے ہیں' اس طرح اس کتاب کی ابتداء ہجرت سے ہوتی ہے اوراس کی وجہ مصنف کی وجہ ترتیب ہے کہ وہ اپنی کتاب کو واقعات کے بجائے تاریخی تسلسل اور سنوات پر مرتب کرنا چاہتے تھے اس طرح انہوں نے ہجرت سے شروع کرنے کے بعد ۲۳۲ھ تک کے واقعات اپنی کتاب میں جمع کئے ہیں۔اس کتاب کی خصوصیات میں یہ ایسی بات ہے کہ خلیفہ بن خیاط نے روایات ذکر کرتے ہوئے سند کا اہتمام کیا ہے ہر سال میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات بتاتے ہیں' ان میں غزوات اور سرایا کا بالخصوص ذکر کیا ہے' شہداء کے ناموں کی تفصیل اور غزوہ سے متعلق دیگر واقعات بیان کردیئے ہیں اس کے علاوہ ہر سال کے اہم واقعات میں مختلف شخصیات کے سن ولادت' سن وفات اور شادی بیاہ کے بارے میں بھی تذکرہ شامل ہے۔

اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ خلیفہ بن خیاط' تاریخی تسلسل اور مختلف واقعات کی توثیق کے لئے ایک اہم مرجع ہے اوراس کتاب سے مختلف عہدوں پر کام کرنے والے صحابہ کرام کی تفصیل بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔

۴۔ اسماء الرجال کی کتب میں سب سے اہم کتاب امام مزی الدمشقی (ف ۷۴۲ھ) کی "تهذيب الكمال في اسماء الرجال" ہے اس کتاب میں امام مزی نے صحاح ستہ کے راویان کرام کے اسمائے گرامی ان کے اساتذہ' تلامذہ اوران کے بارے میں اہل جرح وتعدیل کے اقوال جمع کئے ہیں اوراس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر بعد میں آنے والے کئی مؤلفین نے اس کتاب کا

۵۔ تاريخ خليفه بن خياط . ص :۲۳۶' ۲۸۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختصار اور تہذیب کی ہے۔(٦)

عموماً اسماء الرجال کی کتابوں میں سیرت نبوی بیان نہیں کی جاتی' لیکن امام مزی نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ ان کی کتاب کی ابتداء اسی بابرکت تذکرے سے ہو' انہوں نے شروع میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ یہ کتاب اس مقصد کیلئے نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سیرت نبوی کے ذکر سے خالی نہ رہے۔ تاکہ برکت حاصل ہو اور آپ کا ذکر مبارک شامل ہو سکے۔''(٧)

اس کے بعد انہوں نے آپ کا نسب شریف' آپ کی والدہ ماجدہ' آپ کے اسمائے مبارکہ' آپ کی مختصر سیرت بیان کی ہے' اس کے علاوہ آپ کی اولاد' حج اور عمروں کی تعداد' غزوات' آپ کے ارسال کردہ نمائندے' آپ کے چچا اور پھوپھیاں' ازواج مطہرات' آپ کے شمائل' جسمانی اور اخلاقی صفات کا تذکرہ کیا ہے اس طرح تقریباً ستر صفحات میں سیرت النبی کا مختصر جائزہ پیش کر دیا ہے' اور اس تذکرہ میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ تمام سیرت صحیح احادیث سے سند کے ساتھ حاصل کی گئی ہے اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام مزی نے کتب حدیث اور کتب سیرت کی بنیاد پر صحیح ترین معلومات جمع کر دی ہیں۔

۵۔ اسماء الرجال کی ایک اور اہم کتاب حافظ ابن حبان (ف ۳۵۴ھ) کی کتاب الثقات ہے' جس میں انہوں نے راویان حدیث کی ایک کثیر تعداد کا تذکرہ کیا ہے' ۹ جلدوں میں یہ کتاب ادارہ معارف عثمانیہ حیدر آباد دکن سے ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی تھی' اس کی پہلی دو جلدوں میں مؤلف نے سیرت نبوی کا تذکرہ بھی شامل کیا ہے اور امام مزی کے برعکس نسب شریف ذکر کرنے کے بعد آپ کی مکی زندگی کے حالات بھی بیان کئے ہیں' جو کہ تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہیں اور اس کے بعد ہجرت کا ذکر شروع کیا ہے اور باقی سیرت طیبہ تسلسل فرمانی کے ساتھ سال بہ سال کے واقعات بیان کئے ہیں۔

حافظ ابن حبان نے محدثین کے طریقے کے مطابق روایات کو سند کے ساتھ ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے اور ہر سال کے اہم واقعات میں غزوات' سرایا' تاریخ ولادت و وفات اور اس سال میں وقوع پذیر

٦۔ مقدمہ تہذیب الکمال از ڈاکٹر بشار عواد معروف. ۱/۵۱.۷۱

٧۔ تہذیب الکمال: ۱/۱۷۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والے اہم واقعات بیان کئے ہیں اور ان کا طریقہ خلیفہ بن خیاط کے طریقے کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔

حافظ ابن حبان کے اہم مصادر میں کتب حدیث اور کتب سیرت مثلاً سیرت ابن ہشام اور مغازی واقدی شامل ہیں۔

تہذیب الکمال کی طرح کتاب الثقات میں یہی کوشش نظر آتی ہے کہ سیرت کی صحیح روایات سند کے ساتھ جمع کر دی جائیں' ان کتابوں میں مذکورہ سیرت طیبہ ہمارے لئے دوسری کتابوں کی بہ نسبت کوئی جدید معلومات نہیں دیتی لیکن ہر مؤلف جب اپنی سند سے روایت بیان کرتا ہے تو کثرت روایات تقویت کی باعث بنتی ہیں اور مختلف روایات کے جمع ہونے سے کئی الفاظ اور واقعات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ طبقات اور تاریخ کی کتابوں کے ذریعے سے ہمیں واقعات کے تسلسل اور ترتیب کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے' اور اسماء الرجال کی کتب ہمیں سند کے ذریعے سے مزید تقویت بہم پہنچاتی ہیں۔

اس جائزہ سے ایک اہم نقطہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کتب سیرت و تاریخ کے ساتھ کتب حدیث سے سیرت حاصل کرنا نہایت ضروری ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کتب سیرت و تاریخ میں بہت روایات مرسل اور منقطع اسانید کے ساتھ بیان کر دی جاتی ہیں' جبکہ کتب حدیث میں روایات مفصل سند کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے کتب سیرت کی روایات کی توثیق ہو جاتی ہے۔

اگر یہی منہج اپنایا جائے تو ہم سیرت نبویہ کو انتہائی مکمل اور صحیح انداز میں پیش کر سکتے ہیں اور یہ نتائج حاصل کر سکتے ہیں:

۱۔ کتب سیرت سے حاصل کردہ معلومات کے بارے میں مکمل یقین اور اطمینان کا حصول۔

۲۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نئی معلومات کا اضافہ' اس لئے کہ کتب سیرت اور تاریخ عموماً مغازی وغیرہ کو اہمیت دیتی ہیں' جبکہ کتب حدیث سے ہم بہت سی اجتماعی' اقتصادی اور انتظامی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

۳۔ مؤرخین اور محدثین کے درمیان اختلافی مسائل کی وضاحت مثلاً غزوہ بنی المصطلق کے بارے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں امام بخاری نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اچانک حملہ کیا تھا جب کہ کتب سیرت کا دعوٰی ہے کہ آپ نے انہیں پہلے خبردار کیا تھا اور تیاری کے بعد مریسع کے مقام پر جنگ ہوئی تھی اس مسئلے میں تین آراء پائی جاتی ہیں۔

۱۔ جنگ سے پہلے دعوت دینا واجب نہیں ہے یہ امام مازری اور قاضی عیاض کی رائے ہے۔

۲۔ دعوت دینا واجب ہے' امام مالک کی رائے ہے۔

۳۔ جس کو دعوت پہلے نہ پہنچی ہو اس کو دعوت دینا لازمی ہے اور جس کو پہنچ چکی ہو اس کے لئے دعوت دینا لازمی نہیں ہے۔ اور یہ رائے امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد کی ہے اور یہی راجح ہے۔(۸)

اور اس راجح موّقف کی تائید امام بخاری کی روایت سے ہوتی ہے اس صورت میں کتب سیرت اور تاریخ کی روایت کو قوی قرار دینا صحیح نہیں ہوگا۔

۴۔ مسلمان اہل علم کی کوششوں اور محنتوں کا بہترین ثمر ہمارے سامنے موجود ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہر قسم کی معلومات جمع کر دی گئی ہیں' ان میں وہ روایات بھی ہیں جو کہ اصول حدیث کے قواعد وضوابط کے مطابق صحیح یا حسن کے درجے میں ہیں' اس کے علاوہ وہ روایات بھی ہیں جو کہ مطلوبہ معیار پر پوری نہیں اترتی' لیکن سند کی موجودگی میں ان کو آسانی سے پرکھا جا سکتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ایسے تمام وسائل مہیا کر دیئے جن کی ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ بالکل محفوظ و مصئون ہوگئی اور ہر زمانے ،عہد میں مسلمان اس اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنی زندگی کے مسائل حل کرتے چلے آ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سیرت طیبہ کی روشنی میں اپنی زندگی ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۸۔ نیل الأوطار شوكاني. ۷/۲۶۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد نبویؐ میں اسلامی معاشرہ پر مواخاۃ کے اثرات

پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی*

اسلامی اخوت کا ایک اہم اور مثالی مظہر مواخاۃ ہے جس کا تذکرہ سیرت کی عام کتب میں ملتا ہے۔ عام طور پر مواخاۃ کا ذکر اس انداز سے کیا جاتا ہے کہ یہ محض انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ پیدا کرنے کیلئے کیا گیا تھا جس کے نتیجہ میں ان دونوں طبقوں کے درمیان گہرا رشتۂ اخوت استوار ہو گیا تھا۔ ہمارے بعض سیرت نگار حضرات نے اس کے معاشی پہلو کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے عمل مواخات میں ملحوظ رکھا تھا۔ لیکن اگر مواخاۃ کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے اور ان حالات واسباب کے پس منظر میں اس کا مطالعہ کیا جائے جن میں یہ عمل وجود پذیر ہوا تھا تو اور بہت سے دُوسرے پہلو بھی اجاگر ہوتے ہیں جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فکر و بصیرت میں کس قدر وسعت و گہرائی تھی۔

رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں مواخاۃ کا عمل دو مرتبہ پیش آیا پہلی مرتبہ مواخاۃ مکہ مکرمہ میں کرائی گئی۔ یہ مواخاۃ ان لوگوں کے درمیان کرائی گئی تھی جو اسلام قبول کر چکے تھے، ان میں زیادہ تر لوگ مکہ مکرمہ ہی میں رہنے والے تھے لیکن کچھ ایسے حضرات بھی تھے جو حبشہ۔ فارس اور دیگر دُور دراز علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔

مکی زندگی میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا خواہ ان کا تعلق سرزمین مکہ سے تھا یا بیرون مکہ سے وہ مختلف قبائل اور گھرانوں کے ایک ایک دو دو افراد تھے، ان میں صاحب ثروت لوگ بھی تھے اور غریب و نادار بھی۔ قریش جیسے سیاسی و معاشی طور پر مستحکم قبیلہ کے لوگ بھی تھے اور دیگر نسبتاً کمزور قبائل کے لوگ بھی۔ چونکہ مختلف قبائل کے اکا دُکا لوگ تھے اس لئے انہیں حلقہ اسلام میں داخل ہونے کا یہ خمیازہ بھگتنا پڑتا تھا کہ اپنے ہی خاندان کی دشمنی مول لینا پڑتی تھی۔ اپنے گھر والے ہی منہ موڑ لیتے تھے۔ رشتہ دار اور احباب نہ صرف قطع تعلق کر لیتے بلکہ سخت ردّ عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں کرنے لگتے۔ قبائلی نظام میں خاندان کی سرپرستی اور ضمانت کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ یہ سرپرستی

* ڈائریکٹر شریعۃ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تحفظ کی ضمانت ختم ہو جائے تو اس سے جو خلا پیدا ہوتا ہے یا عدم تحفظ کا جو احساس پیدا ہوتا ہے وہ بہت سے معاشرتی مسائل پیدا کرتا ہے۔ اس صورت حال میں یہ لوگ اپنے آپ کو تنہا تنہا محسوس کرنے لگے تھے۔ مصائب وابتلاء کے دور میں یہ احساس شدت سے ابھر رہا تھا کہ کوئی ان کا قریبی دوست ایسا ہوتا جس سے وہ اپنا حال دل کہہ سکیں۔ کوئی ایسا شریک غم ہوتا جس کے سامنے اپنا غم ہلکا کر سکیں۔ خونی رشتوں کے منقطع ہو جانے کی وجہ سے جس انس ومحبت اور تعلق کے فقدان کا احساس ہو رہا تھا وہ کسی طرح ختم ہو جائے۔

یہ ایک معاشرتی مسئلہ تھا جسے حل کرنا ضروری تھا۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا مسئلہ بھی درپیش تھا جو اس سے بھی زیادہ اہم تھا۔ وہ مسئلہ ان غلاموں کی تعلیم وتربیت تھا جو اسلام قبول کر کے مسلم معاشرہ کا حصہ بن گئے تھے لیکن علمی اور فکری طور پر وہ بہت پیچھے تھے۔ ان کی ذہنی سطح بہت پست تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں معاشرہ میں کبھی بھی انسانیت کے مقام پر فائز نہیں سمجھا گیا، نہ ہی انہیں کبھی ایسے مواقع مہیا کئے گئے جس میں وہ علم وتربیت کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ ان کی تمام صلاحیتوں کو اجاگر کر کے انہیں معاشرے میں قابل احترام مقام پر لایا جائے، تا کہ ان کی صلاحیتوں سے معاشرہ کو استفادہ کا موقعہ ملے جو اللہ تعالی نے ان میں ودیعت رکھی ہوئی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں مسئلوں کو حل کرنے کے لیے اسلام قبول کرنے والے بھائیوں کے درمیان مواخاۃ کرائی، محمد بن حبیب (م۲۴۵ھ) نے مکہ مکرمہ کی مواخاۃ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''آخی بینھم علی الحق والمواساۃ وذلک بمکۃ'' کہ رسول اللہ نے باہمی ہمدردی وتعاون کی بنیاد پر مواخاۃ کرائی۔ اور یہ مواخاۃ مکہ مکرمہ میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔ یہ مواخاۃ مندرجہ ذیل افراد کے درمیان کرائی گئی تھی۔

۱۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) کے درمیان

۲۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے درمیان

۳۔ حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کے باہم

۴۔ حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ حضرت عبیدہ بن الحارثؓ اور حضرت بلال بن رباحؓ کے درمیان

۶۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے باہم

۷۔ حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح اور حضرت سالم مولی ابی حذیفہؓ کے درمیان

۸۔ حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے درمیان

اس موقعہ پر حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ آپؐ نے ان لوگوں کے درمیان تو مواخاۃ کرادی ہے میں رہ گیا ہوں میرا بھائی کون ہوگا ؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ حضرت علیؓ تو پہلے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور آپ ہی ان کی کفالت فرمایا کرتے تھے اس لئے شاید رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے یہ ضرورت محسوس نہ کی ہو، بہرحال رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما کر کہ میں تمہارا بھائی ہوں حضرت علیؓ کی دلجوئی فرمائی۔

دُوسری مرتبہ مواخاۃ مدینہ منورہ میں ہجرت کے تقریباً پانچ ماہ بعد انصار ومہاجرین کے مابین کرائی گئی۔ اس مواخاۃ کا آغاز حضرت انس بن مالکؓ کے گھر سے ہوا۔ حضرت انسؓ کے گھر پر جو مواخاۃ منعقد ہوئی، اس میں ان انصار ومہاجرین کو آپس میں بھائی بھائی بنایا گیا جو اس وقت وہاں موجود تھے، بعد میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا، لوگ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آتے رسول اللہ ﷺ کسی نہ کسی انصار کا بھائی بنا دیتے تھے۔ مورخین اور سیرت نگار پینتالیس اور پچاس مہاجرین کا ذکر کرتے ہیں جنہیں اتنے ہی انصار کے ساتھ اس رشتہ میں وابستہ کردیا گیا تھا، اس طرح تقریباً پچاس مہاجر خاندان پچاس انصاری خاندان کے ساتھ رشتہ مواخاۃ میں منسلک ہوگئے تھے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پینتالیس یا پچاس مہاجرین اور پینتالیس یا پچاس انصار وہ تھے جن کے درمیان اجتماعی طور پر حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں مواخاۃ کرائی گئی تھی۔ بعد میں اکاذکا خاندان آتے رہے اور ان کے درمیان بھی یہ عمل کرادیا گیا۔ اس لئے کہ تاریخ وسیرت کی کتب میں اس سے کہیں زیادہ اسماء گرامی ملتے ہیں جن کے مابین مواخاۃ کرائی گئی تھی۔

ابن ہشام نے سولہ مہاجرین اور سولہ انصار کے ناموں کا تذکرہ کیا ہے۔

بلاذری نے انساب الاشراف میں بائیس انصار اور بائیس مہاجرین کے ناموں کو ذکر کیا ہے۔ البتہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بعض مورخین کی اس رائے کا ذکر کرتے ہیں کہ انصار و مہاجرین میں کوئی بھی ایسا نہیں بچا تھا جو سلسلہ مواخاۃ میں منسلک نہ کر دیا گیا ہو۔ یہ رائے زیادہ صائب معلوم ہوتی ہے۔اس لئے کہ جن مقاصد کے حصول کیلئے مواخاۃ کرائی گئی تھی، ان کے لئے سب ہی کا اس میں شریک ہونا ضروری تھا۔

سیرت نگار اور مؤرخین نے انصار و مہاجرین کے ناموں کو جمع کیا ہے۔ابن حبیب نے چھپن انصار اور چھپن مہاجرین کے نام ذکر کئے ہیں۔ابن سید الناس نے پینتالیس انصار اور پینتالیس مہاجرین کے ناموں کا احاطہ کیا ہے۔کچھ ناموں میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔اگر تمام ناموں کو اکٹھا کیا جائے تو تقریباً پینسٹھ انصار اور پینسٹھ مہاجرین کے اسماء گرامی ملتے ہیں اس طرح کل ایک سو تیس انصار و مہاجرین کے ناموں کو مورخین نے محفوظ کیا ہے۔اہل علم کی دلچسپی کے لئے کچھ مشہور صحابہ کرام کے اسماء گرامی دیئے جا رہے ہیں:

١۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ	حضرت خارجہ بن زید بن ابی زہیرؓ
٢۔ حضرت عمر فاروقؓ	حضرت عتبان بن مالکؓ
٣۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ	حضرت سعد بن الربیعؓ
٤۔ حضرت عثمان بن عفانؓ	حضرت اوس بن ثابتؓ
٥۔ حضرت ابوعبیدۃ بن جراحؓ	حضرت سعد بن معاذؓ
٦۔ حضرت زبیر بن عوامؓ	حضرت سلمہ بن سلامہؓ
٧۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ	حضرت ابوایوب خالد بن زیدؓ
٨۔ حضرت عمار بن یاسرؓ	حضرت حذیفہ بن الیمانؓ
٩۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہؓ	حضرت عباد بن بشرؓ
١٠۔ حضرت بلال بن رباحؓ	حضرت ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمن الخشعمی
١١۔ حضرت سلمان الفارسیؓ	حضرت ابوالدرداءؓ
١٢۔ حضرت سعد بن ابی وقاص	حضرت سعد بن معاذؓ
١٣۔ حضرت عبیدۃ بن الحارث بن المطلب	حضرت عمیر بن الحمام اسلمیؓ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ
۱۵۔ حضرت الارقم بن الارقمؓ
۱۶۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ
۱۷۔ حضرت زید بن الخطابؓ
۱۸۔ حضرت عمرو بن سراقہؓ
۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مظعونؓ
۲۰۔ حضرت شجاع بن وھبؓ
۲۱۔ حضرت عبداللہ بن جحش الاسدیؓ
۲۲۔ حضرت ابوسلمہ بن عبداللہ الاسدیؓ
۲۳۔ حضرت الطفیل بن الحارث بن المطلبؓ
۲۴۔ حضرت سالم مولی ابی حذیفہؓ
۲۵۔ حضرت خباب بن الارتؓ
۲۶۔ حضرت صہیب بن سنانؓ
۲۷۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ العنزیؓ
۲۸۔ حضرت سعید بن زید بن عمروؓ
۲۹۔ حضرت وھب بن سرحؓ
۳۰۔ حضرت معمر بن الحارثؓ
۳۱۔ حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ
۳۲۔ حضرت زید بن حارثہؓ

حضرت ابوالہیثم بن التیہان
حضرت طلحہ بن زید بن سہلؓ
حضرت سہل بن حنیفؓ
حضرت معن بن عدیؓ
حضرت سعد بن زیدؓ
حضرت قطبہ بن عامرؓ
حضرت اوس بن خولیؓ
حضرت عاصم بن ثابتؓ بن ابی افلح
حضرت سعد بن خثیمہؓ
حضرت مقدر بن محمد بن عقبہؓ
حضرت معاذ بن ماعصؓ
حضرت جبار بن صخرؓ
حضرت الحارث بن الصمہؓ
حضرت یزید بن المقدرؓ
حضرت رافع بن مالکؓ
حضرت سوید بن عمروؓ
حضرت معاذ بن عفراءؓ
حضرت عمرو بن معاذؓ
حضرت اسید بن حضیرؓ

مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کے حل کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی پالیسی کے تین اصول نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ باقاعدہ منصوبہ بندی، ترجیحات کا تعین اور حصول مقاصد کیلئے عملی جدوجہد۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مواخاۃ کا عمل بھی آپ کی منصوبہ بندی کا حصہ تھا اور ہجرت کے بعد ترجیحات میں سرفہرست تھا۔ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سب سے اہم مسئلہ مدینہ منورہ کا دفاع اور مہاجرین کی آبادکاری تھا۔ دفاعی سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ نے جہاں اور بہت سے اقدامات کئے ان میں ایک اہم اقدام امت مسلمہ کی وحدت اور یکجہتی بھی تھا۔

مدینہ منورہ ہجرت سے قبل خانہ جنگی کا شکار تھا، شہر مدینہ جو چھوٹی چھوٹی بہت سی آبادیوں کا مجموعہ تھا مختلف قبائل میں بٹا ہوا تھا۔ یہاں کی باہمی جنگوں میں عبداللہ بن ابی بن سلول نے اپنے آپ کو کسی حد تک غیر جانب دار رکھ کر اس بات کیلئے راہ ہموار کر لی تھی کہ مدینہ منورہ کے عرب و یہودی قبائل اسے لیڈر تسلیم کر لیں اور اسے مدینہ کا حکمران مان لیں تاکہ وہ اس خطہ میں امن قائم کرے۔ کچھ قبائل جو خانہ جنگی سے تنگ آئے ہوئے تھے وہ اسے حکمران بنانے پر تیار ہو گئے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی نے اپنی تاج پوشی کیلئے تیاریاں بھی شروع کر دی تھیں۔ ہجرت کی وجہ سے اس کا حکمرانی کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ شائد اس وجہ سے عبداللہ بن ابی کا رویہ شروع سے ہی معاندانہ رہا، وہ کھل کر ظاہری طور پر تو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی مخالفت نہ کر سکا لیکن خفیہ طور پر امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع اس نے ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

مہاجرین جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو انصار اور مہاجرین میں جو تہذیبی فرق تھا۔ عبداللہ بن ابی اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ مکہ مکرمہ سے آنے والے مہاجرین کا تعلق عدنانی عربوں سے تھا یہ لوگ مکہ مکرمہ اور حجاز کے صحرائی علاقوں میں آباد تھے، ان کی تمام عادات واطوار میں صحرائی اقوام کے اثرات تھے، صحراء کی آزاد اور بدویانہ زندگی کے یہ لوگ دلدادہ تھے، ان کی تہذیب وتمدن اور رسوم رواج میں صحرائی تہذیب ہی رچی بسی ہوئی تھی۔ صحرا کی آزادانہ زندگی کے ساتھ ہی اہل مکہ نے اپنا شہری نظام وضع کر لیا تھا اور معاش کیلئے تجارت اور شکار پر بھروسہ کرتے تھے۔ تجارت کو انہوں نے زیادہ بہتر طور پر منظم کر لیا تھا۔

انصار میں زیادہ تر اوس اور خزرج کے قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ یہ لوگ صدیوں سے زراعت پیشہ چلے آرہے تھے۔ مدینہ منورہ میں آباد ہونے سے قبل یہ لوگ یمن میں آباد تھے۔ وہاں بھی زراعت اور کاشتکاری ان کا پیشہ تھا۔ یمن میں آباد عربوں نے زراعت میں بہت ترقی حاصل کر لی تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اپنی زمینوں کی آبادکاری کیلئے ایک عظیم الشان بند تعمیر کیا تھا جو تاریخ میں سد مآرب کے نام سے مشہور ہے۔ پانی کی کثرت اور زرخیز زمینوں کی وجہ سے یہ لوگ خوشحال تھے۔ قرآن حکیم میں بھی ان کی خوشحالی اور زراعت کی طرف اشارہ ملتا ہے اور ان کے تعمیر کردہ بند مآرب کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ بند بعد میں ایک طوفانی سیلاب سے تباہ ہو گیا تھا جسکی وجہ سے زبردست سیلاب آیا اور اہل یمن کے بہت سے زراعت پیشہ لوگوں کو ترک وطن کرنا پڑا۔ یہ لوگ یمن سے نکلے تو ایسی جگہوں پر جا کر آباد ہوئے جہاں قابل کاشت زمینیں تھیں اور آب پاشی کیلئے پانی موجود تھا۔ ان میں کچھ لوگ مدینہ منورہ آ کر آباد ہو گئے اور یہاں زراعت میں مصروف ہو گئے۔ ان لوگوں کی تہذیب وثقافت میں متمدن اور متمول قوموں کے اثرات تھے۔ ان کی تہذیب زرعی تہذیب تھی جو صحرا کی تہذیب وتمدن سے مختلف تھی۔ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ان دو تہذیبوں کا اجتماع ہو گیا تھا۔ ایک صحرائی تہذیب تھی تو دوسری تہذیب، کا تعلق زرعی تہذیب سے تھا۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے معاونین اس تہذیبی اختلاف سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد اسلامی معاشرہ کی تشکیل کیلئے جو منصوبہ بندی فرمائی تھی اس کا ایک حصہ یہ تھا کہ انصار ومہاجرین کے مابین اس تہذیبی اختلاف کو جلد از جلد ختم کیا جائے۔ اور کسی گروہ کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ وہ اس اختلاف سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھائے۔ چنانچہ مواخاۃ کے عمل کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ انصار ومہاجرین مل جل کر ایک ساتھ رہیں، ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھیں اور ایک دوسرے کی اچھی عادات واطوار کو اپنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم وتربیت کے ذریعہ ان حضرات کا عقیدہ اس قدر مضبوط کر دیا تھا کہ اسکی بنیاد پر ان کی نئی تہذیب وجود میں آنے لگی اور انصار ومہاجرین کے مابین تہذیبی اختلاف بتدریج ختم ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے گروہ کے علاوہ یہودی بھی اس کوشش میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کے درمیان باہمی نسلی تعصب کو ابھار کر یا مقامی اور غیر مقامی کے مسئلہ کو اٹھا کر ایک دوسرے سے لڑا دیا جائے لیکن منافقین اور یہودیوں کی یہ کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں، اس لئے منافقین کی اس قسم کی سازشوں کا سدباب کر دیا۔

مواخاۃ اولی ہو یا مواخاۃ ثانیہ، اس منصوبہ کا ایک اہم پہلو یہ بھی تھا کہ اس کے ذریعہ موالی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(آزادانہ غلام) کی ذہنی وفکری تعلیم وتربیت کا ایسا اہتمام کیا جائے کہ وہ لوگ جو صدیوں سے ذہنی وفکری پستی کا شکار چلے آرہے تھے، انہیں آزادلوگوں کے ہم پلہ کیا جائے اور غلامی نے جوان کی فکر، اور نفسیات کو متاثر کیا ہوا تھا، وہ ختم ہو جائے تا کہ یہ لوگ بھی معاشرہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرسکیں۔

غلامی کی تاریخ پر نظر رکھنے والے افراد اچھی طرح جانتے ہیں کہ جن لوگوں۔کے ساتھ مال ومتاع کا سا سلوک کیا جاتا ہو اور جو آزاد فکری سے محروم رکھے گئے ہوں ان کی ذہنی وفکری سطح کس قدر پست ہو جاتی ہے۔جدید دور میں بھی بھارت میں ایسے گروہ ملتے ہیں جنہیں نیچی ذات قرار دیکر دھتکار دیا جاتا ہے اور انہیں نسلی طور پر کمتر قرار دیا جاتا ہے۔ان لوگوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک ہوتا ہے، اس وجہ سے نیچی ذات کے بہت سے افراد احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں اور ذہنی وفکری اعتبار سے بہت پیچھے ہوتے ہیں۔ان لوگون کو سامنے رکھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو جسمانی طور پر غلام چلے آرہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کو ان آزاد شدہ غلاموں کی تعلیم وتربیت کی بہت فکر تھی۔آپ چاہتے تھے کہ یہ لوگ احساس کمتری کے جال سے نکل آئیں اور فطرت نے انہیں جو صلاحیتیں عطا کی ہیں انہیں اجاگر کیا جائے تا کہ یہ لوگ بھی اس قابل ہو جائیں کہ وہ کردار ادا کرسکیں جو قائدانہ صلاحیت رکھنے والے آزاد لوگ ادا کررہے تھے۔

موالی کے بارے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کچھ کو ایسے لوگوں کے ساتھ مواخاۃ میں منسلک کیا تھا جو قریش میں نمایاں قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ مثلاً حضرت بلالؓ بن رباح کو عبیدۃ ابن الحارث کا بھائی بنادیا گیا۔حضرت سالم مولی ابی حذیفہ کو حضرت ابوعبیدہ کا بھائی بنایا گیا۔مدنی مواخاۃ میں حضرت سالم کو حضرت معاذ بن ماعص کا بھائی بنایا گیا تھا۔حضرت صہیب بن سنانؓ حضرت الحارث بن الصمہ کے بھائی قرار پائے تھے، حضرت خباب بن الارت حضرت جبار بن صخر کے بھائی بن گئے تھے۔رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ حضرت اُسید بن حضیر۔کے بھائی قرار پائے تھے۔ان حضرات میں آزادی اور مساوات کی بنیاد پر آزاد لوگوں کی صحبت میں رہنے اور ان کے ساتھ افکار وخیالات کا تبادلہ کرنے سے نفسیانی طور پر زبردست تبدیلی آئی انکی ذہنی وفکری سطح بلند ہوگئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غلامی کے اثرات ڈھل گئے ان کے عزائم اور طبیعت میں قائدین کا سا ولولہ پیدا ہو گیا، خیالات میں وسعت و بلندی پیدا ہوئی اور بہت جلد یہ لوگ اعلیٰ درجہ کی قائدانہ صلاحیتوں کے مالک بن گئے۔ حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام کا مقام تو اس قدر بلند ہوا کہ اس کا اندازہ حضرت عمرؓ کے اس قول سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے اپنی وفات کے وقت حضرت سالم کے بارے میں فرمایا تھا: کاش اگر آج سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ زندہ ہوتے تو میں انہیں مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کر دیتا۔

حضرت عمرؓ کے ان الفاظ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت سالم میں کس قدر تبدیلی آ گئی تھی کہ وہ بہت سے آزاد اور نمایاں حیثیت رکھنے والوں سے بھی سبقت لے گئے تھے۔ منصب خلافت کوئی معمولی عہدہ نہ تھا۔ حضرت عمرؓ کی رائے میں سالم میں وہ تمام صلاحیتیں پیدا ہو گئی تھیں جو اس عظیم الشان منصب کیلئے ضروری ہیں۔ نو آزاد غلاموں میں اتنا بڑا انقلاب رسول اللہ ﷺ کی کامیاب منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا۔ اسلامی نظام زندگی ہی یہ عظیم الشان انقلاب پیدا کر سکتا تھا۔ عہد نبوی کے بعد بھی یہی اسلامی روح کارفرما نظر آتی ہے۔ موالی کو اسلامی معاشرہ میں وہ تمام سہولتیں میسر تھیں جو کسی بھی آزاد فرد کو حاصل ہو سکتی تھیں۔ سہولتوں سے زیادہ اہم مسئلہ معاشرہ میں ان کے ساتھ سلوک اور طرز عمل کا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ان کے ساتھ باعزت سلوک ہوتا تھا، ان کی عزت نفس اور وقار کا پورا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔ اس کا نتیجہ برآمد ہوا کہ علم و فکر کے میدان میں موالی نے شاندار خدمات انجام دیں چند مثالوں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسلم معاشرہ میں انہیں کیا مقام حاصل رہا اور انہوں نے کس طرح اپنا کردار ادا کیا۔

مثلاً مدینہ منورہ میں حضرت نافع مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ امام مالک کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں عطاء بن ابی رباح یمن میں حضرت طاؤس بن کیسان، بصرہ میں حضرت حسن البصری، خراسان میں ضحاک بن مزاحم، شام میں امام مکحول، مصر میں یزید بن حبیب، جزیرہ میں میمون بن مہران وغیرہ۔ اسی طرح مجاہد بن جبر، سعید بن جبیر، عکرمہ مولی عبداللہ بن عباس، یہ وہ حضرات ہیں جو علم حدیث اور علم تفسیر کے ائمہ شمار ہوتے ہیں، ان کے بغیر علم حدیث اور علم تفسیر کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ بڑے بڑے حکمران اپنے بچوں کو حصول علم کیلئے ان کے پاس بھیجنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ مجاہد بن جبیر کہتے ہیں کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے تیس مرتبہ قرآن کریم پڑھا، تین مرتبہ تو اس طرح پڑھا کہ ایک ایک آیت پر رک کر اس کی تفسیر کی وضاحت معلوم کی اور مقام وکیفیت نزول کے بارے میں علم حاصل کیا۔ ابوزناذ عبدالرحمان بن ذکون موالی میں سے تھے، یہ حضرت امام مالک کے اساتذہ میں رہے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انہیں عراق میں وصولی خراج کا افسر اعلی مقرر فرمایا تھا۔ عبدالملک بن الماجشون بنو تیم کے موالی میں سے تھے۔ علم فقہ میں ان کا اہم مقام تھا۔ شرحبیل بن سعد بھی آزاد کردہ غلام تھے۔ سیرت و فتاویٰ میں ان کو بلند مقام حاصل ہے۔ سعید بن جبیرؒ نے جمع وتدوین حدیث وآثار پر بڑا کام کیا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ممکن ہوا کہ مواخاۃ کے عمل نے آزاد وغلام کے درمیان فرق کو ختم کر کے نفسیاتی طور پر موالی کی تعلیم وتربیت کیلئے بہترین ماحول مہیا کر دیا تھا۔ مواخاۃ کا ایک پہلو معاشی مسائل کا حل بھی تھا، مہاجرین مکہ مکرمہ سے ترک وطن کر کے مدینہ منورہ آئے تو یہ لوگ اپنا تمام مال ومتاع مکہ مکرمہ چھوڑ آئے تھے، مدینہ منورہ میں اُنکی آبادکاری کا مسئلہ تھا، نیز شہر مدینہ کے وسائل محدود تھے، چند سو مہاجرین کی آمد سے یہاں معاشی مشکلات بڑھ گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان مسائل کو احسن طریقہ پر حل کرنا چاہتے تھے، چنانچہ انصار ومہاجرین کے درمیان مواخاۃ کے ذریعہ غریب مہاجرین کو وقتی طور پر انصار کے اموال میں شریک کر دیا گیا، وفات کی صورت میں ایک دوسرے کی وراثت میں بھی شریک قرار دیئے گئے، اس عمل کا فوری طور پر اقتصادی فائدہ تو یہ ہوا کو بے خانماں مہاجرین کی آبادی کا مسئلہ حل ہوگیا۔

مدینہ منورہ کے معاشی وسائل کو وسعت دینا بھی آپ ﷺ کے منصوبہ کا حصہ تھا۔ اہل مدینہ (اوس وخزرج) زراعت پیشہ لوگ تھے ان کی ساری معاشی جدوجہد زراعت تک محدود تھی، تجارت اور اس کے اصول وضوابط سے یہ لوگ ناواقف تھے۔ مدینہ منورہ میں تجارتی سرگرمیاں محدود تھی۔ ان پر بھی مکمل طور پر یہودیوں کا قبضہ تھا۔ اوس وخزرج کے لوگ عام طور پر یہودیوں کے مقروض رہتے تھے، یہودی انہیں سود پر قرضہ دیا کرتے تھے۔ عمل مواخاۃ کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ انصار ومہاجرین ایک دوسرے کے معاشی تجربات اور صلاحتیوں سے فائدہ اٹھائیں مہاجرین نے انصار کے تعاون سے یہاں نہ صرف تجارتی سرگرمیاں شروع کیں بلکہ زراعت کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم نے تجارت کے ذریعہ حصول معاش کو اپنی نعمت اور فضل قرار دیا اور لوگوں کو آمادہ کیا کہ تجارت کو فروغ دیں، خود رسول اللہ ﷺ نے تجارت کو حصول معاش کا ذریعہ بنایا۔ دوسری طرف زراعت کو اس قدر اہمیت دی کہ ایک پودا لگانا بھی عبادت قرار پایا اور اس کا پھل خواہ انسان کھائے، پرندہ یا چوپایہ، درخت لگانے والے کے لئے صدقہ قرار دیا گیا۔ انصار و مہاجرین کی مشترکہ کوششوں سے مدینہ منورہ کے معاشی وسائل میں اضافہ ہوا اور جلد ہی تجارت پر یہودیوں کی اجارہ داری بھی ختم ہوگئی۔ اس طرح مواخاۃ کا عمل معاشی مسائل کو حل کرنے اور معاشی بنیادوں کو از سر نو منظم کرنے میں بہت مفید اور موثر ثابت ہوا۔ مواخاۃ کا تعلیمی پہلو بھی اپنی جگہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مواخاۃ کے ذریعہ مدینہ کے ہر مسلم گھرانہ کو ایک تعلیمی ادارہ میں ڈھال دیا تھا۔

دراصل تعلیم کے میدان میں مہاجرین اور انصار کے درمیان فرق پیدا ہوگیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس فرق کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ اہل مکہ تیرہ برس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے، انہوں نے مکی دور میں بھی نزول کا مشاہدہ کیا تھا وہ مقامات وحی سے بھی واقف تھے، یہ لوگ تیرہ برس وحی کی تعبیر و تشریح رسول اللہ ﷺ سے سنتے رہے اور یہ تمام عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گذارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال کو دیکھتے اور سنتے رہے، اور انہیں اپنی زندگی میں منتقل کرتے رہے۔ صحابہ کرام صرف عمل ہی کو اپنے اندر منتقل نہیں کرتے تھے بلکہ جذبات و احساسات کو بھی منتقل کرتے تھے۔ اس صحبت کی وجہ سے ان کے اعمال میں رسول اللہ ﷺ کے اعمال کی روح جھلکتی تھی۔ اس تقدم ایمانی کی وجہ سے انہیں علم کے میدان میں بھی سبقت حاصل تھی اور مہاجرین، انصار سے تیرہ برس آگے تھے۔

رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ معرفت و علم کا یہ فرق ختم ہو جائے اور مہاجرین کے پاس جو مکی دور کا علم ہے وہ تمام کا تمام انصار کو منتقل ہو جائے تاکہ نہ صرف یہ کہ شرح تعلیم میں اضافہ ہو جائے بلکہ مسلم معاشرہ کے تمام افراد کی ذہنی و فکری صلاحیتوں کو بھی نشوونما دیا جاسکے۔ مواخاۃ کے عمل کی وجہ سے ہر گھر غیر رسمی تعلیمی ادارہ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ مہاجرین نے نہ صرف یہ کہ مکی دور کے علم وحی کو انصار تک منتقل کیا بلکہ وہ علم و تجربہ بھی منتقل کیا جو انہیں تجارت کے میدان میں حاصل تھا۔ اسی طرح صنعت و زراعت سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق جو علم اہل مدینہ کے پاس تھا مہاجرین نے وہ ان سے حاصل کیا۔ اس طرح علم وہنر کے میدان میں بہت بڑی تبدیلی آئی اور یہ اُمّی قوم جلد ہی علمی وفکری میدان میں دنیا کی قیادت کیلئے تیار ہوگئی۔

مندرجہ بالا گفتگو سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مواخاۃ کا عملی اقدام بہت کامیاب رہا اس لئے کہ انصار ومہاجرین کے اس قریبی تعلق اور باہمی اخوت ومحبت اور تعاون سے ایک نئی تہذیب اور نیا تمدن وجود میں آیا، وہ تہذیب وتمدن جسکی بنیاد اسلامی عقائد، اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ تھے۔ یہ عقیدہ کی قوت اور جذبہ عمل ہی تھا جس نے انصار کے دلوں میں اپنے مہاجر بھائیوں کیلئے بے پناہ قربانیوں کا جذبہ پیدا کیا۔ انصار کی جانب سے جذبہ قربانی کو قرآن کریم نے ہمیشہ کیلئے محفوظ کرلیا:

﴿ویو ثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصہ﴾ (الحشر ۹:۵۹)

''وہ اپنے بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ خود ہی ضرورت مند کیوں نہ ہوں۔''

انصار کیلئے قرآن کریم کی یہ شہادت باعث سعادت وصد افتخار ہے۔

مواخاۃ کا عمل آج بھی دہرایا جاسکتا ہے۔ اس کا صرف ایک پہلو یعنی وراثت میں بھی شریک ہونا قرآن کریم نے منسوخ کردیا تھا۔ لہٰذا ان کو وراثت میں تو شریک نہیں کیا جاسکتا، البتہ مال ومتاع میں بے خانماں مہاجرین کو شریک کرکے ان کے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے آج بوسنیا، کوسوو اور بہت سے علاقوں کے مسلمان معاشی، معاشرتی، تہذیبی وتمدنی مسائل کا شکار ہیں برما، فلپائن اور بعض دیگر علاقوں میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے۔ بعض علاقوں میں مسلمان بچوں کیلئے تعلیم وتربیت کے مسائل ہیں۔ کہیں کفار کے سیاسی ومعاشی غلبہ کی وجہ سے تہذیبی مشکلات درپیش ہیں کہیں علمی وتہذیبی غلبہ نے مسائل پیدا کیے ہوئے ہیں، امت مسلمہ کو ان مشکلات سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اپنی ذمہ داریوں اور اپنے فرائض کا احساس کرنا چاہیے اور مواخاۃ کے ادارے کا احیاء کرنا چاہیے رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ تو ہر دور اور ہر زمانہ میں واجب العمل ہے۔ ہماری رائے میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم (o.I.c) کو اس سلسلہ میں قدم اٹھانا چاہیے اور اجتماعی طور پر امت مسلمہ کے معاشی ومعاشرتی مسائل کو حل کرنے کیلئے سیرت طیبہ سے روشنی حاصل کرنا چاہیے اس لئے کہ سیرت طیبہ کی پیروی میں ہماری نجات وکامیابی کا راز مضمر ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی امور و معاملات، انتہا پسندانہ رویئے اور منہج نبوی ﷺ

* پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز

آج کل معاشرے میں مختلف قسم کے انتہا پسندانہ ردّیے جنم لے رہے ہیں۔ ان رویوں کا تعلق انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔ اجتماعی انتہا پسندانہ رویے معاشرے کو شکست و ریخت کا شکار بنا دیتے ہیں اور ایسے لاینحل مسائل پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں جن کے دیرپا منفی اثرات تادیر قائم رہتے ہیں۔

سیاسی امور و معاملات ہماری سوسائٹی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لیکن مقام صد افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں یہی معاملات سب سے زیادہ انتہا پسندانہ رویوں کا شکار ہیں۔ عقیدے اور مکتب فکر کے اختلاف نے حالات کو اتنا گھمبیر بنا دیا ہے کہ ہر صبح کے اخبارات فرقہ وارانہ بنیادوں پر قتل مقاتلے سے بھرے رہتے ہیں۔ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے اقلیتی آبادی کے افراد کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات کی نوعیت بین الاقوامی طور پر پاکستان کے لئے روز افزوں مشکلات کا باعث بن رہی ہے۔ مختلف جماعتوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے سیاسی کارکن بھی اکثر مواقع پر معمول کے تعلقات کار تک برقرار رکھنے میں ناکام رہتے ہیں۔ الغرض اس خصوصی اور اہم ترین میدان میں ہماری مجموعی قومی کارکردگی حد درجہ ناقابل رشک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی ذرائع ابلاغ میں ہمیں ایک غیر مہذب اور ناشائستہ قوم اور پاکستان کو ایک ناکام ریاست کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

داخلی اور اندرونی طور پر اس قسم کی صورت حال کے جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ وہ فہمیدہ اور سنجیدہ طبقہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ لیکن اس کے بیرونی اور خارجی اثرات کا ادراک شاید زیادہ عام نہیں۔ کارگل کے مسئلے پر پاکستان کی پسپائی کو ایک علیحدہ (isolated) واقعہ کے طور پر نہیں لینا چاہئے۔ یہ دراصل اس مجموعی قومی کارکردگی کا شاخسانہ ہے جس کا مظاہرہ ہم ایک عرصے سے کر رہے ہیں۔ ہمیں بڑی

---

* ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ ولسانیات/ چیئر مین شعبہ مطالعات سیرت، پشاور یونیورسٹی، پشاور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرأت سے یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم تیزی سے عالمی طور پر تنہا ہو رہے ہیں اور ہمارے روایتی دوست بھی اب ہمارے بارے میں زیادہ گرمجوشی کا مظاہرہ کرنے سے ہچکچا رہے ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر اس بات کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ عمیق طریقے سے سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ اس کامل اور مکمل عظیم شخصیت ۔نے اس قسم کی صورت حال میں عملی طور پر ہماری کیا رہنمائی فرمائی ہے۔اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل سے ابتلاء و آزمائش کے اس دور پرُ خطر میں کیا روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔تاریخ اسلام میں میثاق مدینہ کو ریاستی امور کے حوالے سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔

اس میثاق سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کار کے لئے اساس موجود ہے۔اس معاہدے میں مدینہ کے اس وقت کے معاشرتی اور سماجی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک متفقہ فارمولے پر مشتمل دستاویز کو تحریری شکل میں، ترتیب دیا گیا، جس میں بنیادی نکتہ یہ تھا کہ ہر فریق کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔واضح رہے کہ یہ معاہدہ یہودی قبائل کے ساتھ تھا جن کو اس وقت مدینہ میں ایک ایسی حیثیت حاصل تھی۔جس کو نظر انداز کرنا ممکن نہ تھا۔لیکن اس معاہدے کے ذریعے مسلمانوں کا وہ بنیادی بشری حق تسلیم کرلیا گیا جو ان کو مکہ کے ماحول میں حاصل نہ تھا۔

یہ عہدنامہ مدینہ کی سرزمین کے تمام باسیوں کا عقیدہ و مذہب کے لحاظ کے بغیر مل جل کر رہنے کے لئے ایک آئین تھا۔

مذہبی آزادی پر اتفاق کے علاوہ اس عہد نامے میں یہ بھی طے کیا گیا تھا کہ فریقین کے باہمی تعلقات خیر سگالی اور نیکی و بھلائی کے ہوں گے۔مظلوم کی مدد کی جائے گی۔اور مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں دونوں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔اس میثاق سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ سیاسی معاملات میں رسول اللہ کا پسندیدہ طرز عمل یہ رہا ہے کہ ہر ممکن حد تک پرامن اور آئینی طریقوں کے ذریعے حصول اہداف کے لئے کوشش کی جائے۔میثاق مدینہ کی مختلف شقیں پیغمبر خدا کے اس رجحان کا بدیہی مظہر ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ یہودی قبائل کے عزائم رسول اکرم کی خواہشات اور ترجیحات سے مختلف تھے، جس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے یہ معاہدہ اپنے مطلوبہ اہداف حاصل کرنے میں پوری طرح کامیاب نہ ہوسکا۔(۱)

رسول اللہ ﷺ کے اسی طرز عمل اور منہج کا ایک اور مظاہرہ ۶۲۸ء میں سامنے آیا ہے جب ٦ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ کعبۃ اللہ کی زیارت کا قصد فرمایا۔ حدیبیہ کے مقام پر آپ کو اطلاع ملی کہ قریش نے آپ کی مزاحمت کا فیصلہ کرلیا ہے یہ ایک مشکل صورت حال تھی۔ لیکن آپ نے غیر جذباتی اور پرامن طریقے سے حالات کے ساتھ نمٹنے کی کوششیں شروع فرمائیں اور مذاکرات کا راستہ اختیار کیا۔ نتیجتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ اس سال مسلمان کعبۃ اللہ کی زیارت کئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔ اگلے سال غیر مسلح صورت میں صرف تین دن تک مکہ میں قیام کریں گے۔ نیز اگر کوئی شخص مسلمان ہوکر مدینہ جائے تو اسے واپس کردیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ کے کافروں کے ساتھ شامل ہونا چاہے تو اسے مدینہ واپس ہونے کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

تاریخ اسلام میں اس صلح کو صلح حدیبیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس صلح کی اکثر شقیں ظاہری طور پر مسلمانوں کے لئے اہانت آمیز تھیں، خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ اس سے کچھ عرصہ قبل کافروں کا متحدہ محاذ مدینہ کو فتح کرنے میں ناکام ہوچکا تھا اور مسلمانوں کی حیثیت بڑی مضبوط تھی۔

لیکن واقعات بتاتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر نے یہ پابندیاں محض دو دیگر شقوں کی خاطر مان لی تھیں جن کے تحت فریقین کے درمیان قبائل عرب کو اس بات کی اجازت دینے پر اتفاق کرلیا گیا تھا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق قریش مکہ یا مسلمانوں کے درمیان کسی بھی فریق کے حلیف بننے کا اختیار رکھتے ہیں۔ نیز یہ کہ صلح کا یہ معاہدہ دس سال تک نافذ العمل رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ جب ایک بار اسلام کو امن کی فضا نصیب ہوجائے اور اس کا یہ حق تسلیم کرلیا جائے کہ ہر کوئی اس کا پیغام اس کے مخالفین کی طرف سے جبر و تشدد کے خطرے کے بغیر سن سکتا ہے اور قبول کرسکتا ہے تو اس میں اتنی تاثیر ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس پر ایمان لے آئے گی۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ صلح حدیبیہ کی ان دو آخر الذکر شقوں کی

۱۔ تفصیل کے لئے دیکھیں ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، (مکتبہ فاروقیہ ملتان، ۱۹۷۷ء) جلد ۲ صفحات ۱۶ تا ۱۹۔ زیر عنوان: کتاب رسول اللہ ﷺ فیما بینہ و بین الیھود ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ للعھد النبوی و الخلافۃ الراشدہ، (دار النفائس بیروت ۱۹۸۹ء) صفحات ۵۷ تا ۶۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے خطے میں امن وامان کی حالت بہتر ہوگئی' تجارتی آمد ورفت میں اضافہ ہوا۔ لوگوں کو آزادانہ ماحول میں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کے مواقع ملے۔ بحث و مذاکرہ کے ماحول نے جنم لیا۔ نیتجتاً اسلام کے اصولوں اور تعلیمات کے بارے میں عام آدمی کی معلومات میں اضافہ ہوا۔ سابقہ جنگی ماحول نے اسلام کی اثر پذیری کا راستہ مسدود کیا تھا' لیکن امن کے ماحول کی وجہ سے اس کے بارے میں بہتر ادراک کی فضا پیدا ہوگئی اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ جب صلح حدیبیہ کو تحریری شکل دی جارہی تھی' اس وقت بھی قریش کے سفیر سہیل بن عمرو نے بعض نکات کے بارے میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔ مثلاً انہوں نے معاہدہ کی دستاویز کے اوپر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" تحریر کرنے کو قابل اعتراض قرار دیا۔ نیز وہ محمد مصطفیٰ کے نام مبارک کے ساتھ رسول اللہ کی ترکیب استعمال کرنے کے ساتھ متفق نہیں تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ملاحظات کو معقول قرار دیا۔ چنانچہ بسم اللہ کی جگہ باسمک اللھم اور رسول اللہ کی جگہ ابن عبد اللہ کے الفاظ تحریر کیے گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے نکات میں تکنیکی پیچیدگیوں میں الجھنے کے بجائے اصل ہدف کو سامنے رکھا اور امن کے معاہدے کو یقینی بنانے میں ہر ممکن تعاون فرمایا۔(۲)

سیاسی امور میں منہج نبوی کا سب سے بڑا مظاہرہ فتح مکہ کے موقع پر دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرنے کے لئے اس قسم کی تدابیر اختیار فرمائیں' جس کے ذریعے خون بہائے بغیر اس کو فتح کیا جاسکے۔ فتح حاصل کرنے کے بعد بھی آپ نے کسی قسم کا انتقام نہیں لیا' بلکہ عمومی معافی کا اعلان کیا' جس کی وجہ سے لوگ جوق در جوق ایمان والوں کی صف میں شامل ہوگئے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ پوری انسانیت کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ اگر آج ہم اپنے امور ومعاملات آپ کی سیرت و تعامل کی روشنی میں چلانے کے لئے مستعد ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی۔

اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین

۲۔ ابن جریر طبری' تاریخ الامم والملوک ' (بیروت تاریخ اشاعت ندارد) جلد ۲' صفحات ۱۷۱ تا ۹۱
زیر عنوان: ذکر الخبر عن عمرۃ النبی التی صدہ المشرکون فیھا عن البیت و ھی قصۃ الحدیبیۃ

۳۔ ایضاً' صفحات ۱۱۰ تا ۱۴۰' زیر عنوان: ذکر الخبر عن فتح مکۃ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نبوی اور تہذیبی کشمکش

(موجودہ عالمی تہذیبی تصادم کے تناظر میں ایک تحقیقی و تاریخی مطالعہ)

* ڈاکٹر خالد ظفر اللہ

دور حاضر تہذیبی تصادم (Clash of Civilizations) کا دور کہلاتا ہے۔ سات براعظموں پر پھیلا ہوا کرہ ارضی سائنسی ایجادات اور الیکٹرانک میڈیا کے سامنے سمٹ کر گلوبل ویلیج (Global Village) بن چکا ہے۔ اس بڑے گاوں پر مغربی ثقافتی یلغار سیل رواں کی طرح چھائی جارہی ہے۔ اور غالب یورپین اقوام عسکری چڑھائی اور ایک بالشت کی بھی دیوار پھاندے بغیر بیڈرروم تک تہذیبی غلبہ پا چکی ہیں۔ سونیا گاندھی بھی طعنے دے رہی ہے کہ ہم نے پاکستان کے ساتھ ثقافتی جنگ جیت لی ہے۔

عصر حاضر کی اس ثقافتی جنگ (Cultural War) میں بحیثیت مسلم قوم ہمارے تین طرح کے رویے سامنے آتے ہیں۔

1۔ غالب مغربی اقوام کے سامنے تمام تر مرعوبیت کے ساتھ ان کی برآمد کردہ ثقافت کو ساری اخلاقی برائیوں اور تمدنی خرابیوں کے باوجود شان امتیاز گردانا اور بطور نجات دہندہ دل و جان سے قبول کرنا۔ اپنے وجود اپنے گھربار اور درودیوار سے اس کی بھرپور نمائندگی کی کوشش کرنا۔

2۔ تمام تر انکار کرتے ہوئے مدمقابل مذبوجی حرکات کرنا۔ مثلاً ٹی۔ وی توڑنا' کالر والا قمیص نہ پہننا......

3۔ الکلمة الحکمة ضالة المؤمن کی حکیمانہ روش اور خذما صفاودع ما کدر کی مومنانہ فراست کے ساتھ باعث خیر کو قبول کرنا اور باعث شر کو رد کرنا۔

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمندری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ کیا مسلمان ایک بہروپیا کا کردار اپنانے والا ہوتا ہے۔ کہ ایک چہرے پر کئی چہرے سجالیتا ہے۔ اور تہذیب اغیار کا نمائندہ بن جانا گوارہ کر لیتا ہے۔ کیا اسلامی تہذیب پر کاربند رہنا اس کے لیے لازم نہیں ہے؟ حقیقی مسلمان صرف اپنی تہذیب کا علمبردار ہوتا ہے بہروپیا نہیں کہ تہذیب اغیار کو اپنے چہرے پر سجا لے۔

اس کے برعکس ثقافتی جنگ میں باعث خیر کو بھی رد کرتے چلے جانا کیا اسلامی سوچ ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ باعث خیر کو رد کرنا اسلامی طرز فکر نہیں بلکہ مشرکین مکہ کا وطیرہ ہے۔ وہ کہتے تھے اے اللہ اگر یہ حق تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کا مینہ برسایا ہم پر دردناک عذاب لا۔ (ا)

مسلمان کے اس قسم کے رویوں کے بالمقابل اگر ہم پیغمبر انقلاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی سیرت کا مطالعہ کریں کہ آپؐ نے مشرکین مکہ، **جزیرۃ العرب** کے اہل کتاب اور اہل مجوس عجم کے تہذیبی طور اطوار کے بارے میں کیا رویہ اختیار کیا تھا؟ محمد بن حبیب (245ھ) کی کتاب **المحبّر** جیسی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد تہذیب اغیار کے بارے میں آپؐ کے رویے کا خلاصہ یوں سامنے آتا ہے۔

1۔ باطل اور شر کی نمائندہ روایات کو تمام تر مخالفت کرتے ہوئے رد کرنا۔

2۔ خیر و شر کی جامع ثقافتی رسومات کو رد و بدل کے بعد اپنانا۔

3۔ عمدہ اخلاق و تمدنی عادات کو بعینہٖ قبول کر لینا۔

4۔ کلیتاً نئی تہذیبی تعلیمات سامنے لانا۔

سیرت نبوی کا تہذیبی کشمکش کے حوالے سے جائزہ لینے سے پہلے تہذیب و تمدن یا ثقافت و کلچر کے بارے میں کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔ یہی چاروں لفظ معمولی اصطلاحی فرق کے باوجود باہم مترادف معنوں میں مستعمل ہیں۔ ان کے مفہوم میں کسی قوم کے عقائد و نظریات کی بنیاد پر اختیار کردہ مذہبی، اخلاقی سماجی رویے اور معاشرتی، معاشی و سیاسی طرز زندگی شامل ہے۔ سماجی علوم کے نامور ماہرین کی پیش کردہ تعریفوں میں الفاظ کا معمولی فرق تو پایا جاتا ہے۔ لیکن تہذیب و تمدن یا ثقافت و کلچر کی مشترک روح سب

ا۔ القرآن (۸: الانفال: ۳۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاں یہی ہے کہ افکار ونظریات اور ان کی بنیاد پر اختیار کردہ انسانی زندگی بالفاظ دیگر عقیدہ وعمل کے مجموعے کا نام تہذیب و تمدن ہے۔ نامور مسلم تاریخ دان اور ماہر عمرانیات ابن خلدون (م808ھ/1406ء) کے ہاں لفظ حضارۃ اسی مفہوم کی نمائندگی کرتا ہے۔(۳) یہ بات واضح ہونے کے بعد کہ تہذیب وتمدن میں عقائد ونظریات بنیاد ہیں اور انداز بود وباش' طرز معاشرت' طرز معیشت' طرز سیاست' علوم وفنون' عبادات ومعاملات ظاہری رویے ہیں اس بات کو دھرانا بھی مفید ہوگا کہ ہر آدمی اپنے اپنائے ہوئے نظریہ حیات کی بنیاد پر خطوط زندگی استوار کرتا ہے۔کسی فرد یا قوم پر تہذیبی غلبہ پانے کے لیے الغزو الفکری کی مدد سے نظریات کی بنیادیں متزلزل کرنا شرط اولین ہے۔

اب ہم تہذیبی کشمکش کے حوالے سے سیرت نبوی کا جائزہ لیتے ہیں۔تو سب سے پہلے نبی ﷺ خود تصادم کا آغاز کرتے نظر آتے ہیں۔ جب آپ نے یہ نعرہ لگایا: لا الہ الا اللہ...... جس نے ان کے عقائد کی نفی کی' ان کے نظام کی نفی کی' ان کے رسم ورواج کی نفی کی' ان کے رزائل اخلاق کی نفی کی' ان کے معاشرتی نظام کی نفی کی' معاشرتی اونچ نیچ کی نفی کی' نسل پرستی کی نفی کی' آباء پرستی کی نفی کی' ہوائے نفس کی نفی کردی گویا تہذیب وتمدن کے جملہ رویوں اور مظاہر کی نفی کر کے تہذیبی ٹکراؤ کا آغاز کردیا۔

آپ نے مشرکین عرب اور اہل کتاب کے عقائد کو بیت عنکبوت ٹھہرایا۔ان پر واضح کیا کہ یہ صنم' پتھر کی تراش خراش کے باوجود پتھر ہی رہتا ہے۔نفع نقصان کا مالک نہیں بن جاتا یہ بے چارا تو اپنے اوپر بیٹھی ہوئی مکھی سے کچھ واپس نہیں لے سکتا۔(۴)

اسی طرح اہل کتاب کے انبیاء کو ابن اللہ قرار دینے کے غیر معقول عقیدے کی گرہ کشائی کی......(۵) بدنام مصلح محمد بن عبد الوہاب(1206ھ/1792ء) نے اپنی کتاب " مسائل

۲۔ محمد بن حبیب ' کتاب المحبّر (لاهور؟) ص ۲۳۶، ۲۴۱، ۳۰۹

۳۔ عبد الرحمن بن محمد بن خلدون، مقدمه تاریخ ابن خلدون (لاهور ۱۹۹۳ ء مترجم مولانا عبد الرحمن دهلوی)ص: ۳۳۱-۳۳۳

۴۔ القرآن (۲۲:الحج:۷۳)

۵۔ القرآن (۱۱۱:الاخلاص:۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجاهلية التی خالف فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل الجاهلیة میں ایسے ایک سو(100) جاہلانہ نظریاتی مسائل پر اسلامی تنقید کو جمع کر دیا ہے۔(۶)

پیغمبر ﷺ نے مسلسل 13 سالہ مکی دور میں ان کی تہذیبی بنیادیں منہدم کیں اور اپنی نظریاتی بنیادیں مضبوط کیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مکی دور رسالت درحقیقت اسلامی تہذیب کی جڑیں مضبوط کرنے اور بالمقابل تہذیبوں کی جڑیں کھوکھلی کرنے کا دور ہے۔

اس کے بعد مدنی دور اسلامی تمدن وثقافت کے پروان چڑھانے کا دور ہے۔ اس میں آپؐ نے اپنے اردگرد موجود اقوام کے تہذیبی رویوں کی زیادہ تر مخالفت کی۔ کیونکہ وہ تمدن برائی کے علمبردار بن چکے تھے۔ یہ مخالفت اس قدر شدید تھی کہ بالآخر آپؐ کے بارے میں یہود چلا اٹھے کہ اس شخص نے تو قسم کھا رکھی ہے کہ ہر بات میں ہماری مخالفت کرے گا۔

﴿ما یرید هذا الرجل ان یدع من امرنا شیأ الا خالفنا فیه﴾(۷)

آپ کا رویہ بھی اس بارے میں کچھ یوں تھا: ((هدینا مخالف لهدیهم')) ہماری ثقافت اغیار کی ثقافت سے الگ تھلگ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا اس شدت سے مخالفت کرنا بالکل فطری تھا۔ کیونکہ انسانی وجود میں ظاہر و باطن کا گہرا تعلق ہے۔ ظاہر باطن کا پابند ہے۔ اور باطن ظاہر سے متاثر۔ اگر ظاہری یعنی خارجی طور پر ہم غیر اسلامی تہذیب کو اختیار کریں گے تو اس کے اثرات دل ودماغ پر ضرور مرتب ہوں گے۔ اور آہستہ آہستہ پھر اسی غیر اسلامی تہذیب کے گمراہ کن افکار ونظریات بھی قلب مسلم پر قبضہ کرلیں گے۔ اس تباہ کن خدشہ کے پیش نظر پیغمبر حکمت ودانش نے مسلمانوں کو غیر مسلم اقوام کے تہذیبی طور اطوار سے بالکل کاٹ دیا۔ اور کئی ایک بار اس بارے میں نرمی دکھانے والوں کو آگاہ کیا۔ کہ اگر میری پیش کردہ اسلامی تہذیب کی بجائے دوسروں کی طرف رخ کروگے تو پھر انہیں میں گردانے جاؤ گے۔

۶۔ محمد بن عبد الوهاب، مسائل الجاهلية التی خالف فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل الجاهلیة (القاهره ۱۳۹۷ھ)

۷۔ الکتب الستۃ (صحیح مسلم) (دار السلام الریاض ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) ص ۲۸ ﷺ (رقم الحدیث: ۶۹۴ (۳۰۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿من تشبه بقوم فھو منھم﴾(۸)

مسلم قوم کی اعلیٰ ایمانی' اخلاقی وتمدنی تعلیمات سے تربیت کے بعد آپ ؐ کو غیر اسلامی تہذیب کی طرف ذرا سا میلان بھی پسند نہ تھا۔ حضرت عمرؓ (م 23ء/ 644ء) نے یہود مدینہ کے پاس سے گزرتے ہوئے تورات سے ان کی صرف ایک دعا نوٹ کی۔ اور آ کر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس پڑھنی شروع کردی تو آپ ؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ (۹)

آپ ؐ نے شرف انسانی کے منافی انداز رد کرتے ہوئے انسانی وقار کے شایان شان طور طریقے اسلامی تہذیب میں اختیار کیئے مثلاً قبل از اسلام عرب مردوں میں کھڑے ہو کر بھی پیشاب کرنا کا رواج تھا۔ جبکہ عورتیں بیٹھ کر ہی پیشاب کرتیں۔ آپ ؐ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا نا مناسب انداز پسند نہیں فرمایا اور بیٹھ کر پیشاب کرنا کو رواج دیا۔ تو عرب پکار اٹھے کہ انہوں نے تو عورتوں کا سا انداز اپنا لیا ہے۔

﴿انه صلى الله عليه وسلم بال جالسا مخالفا لعادة العرب فقالوا متعجبين انظروا اليه يبول كما تبول المرأة﴾(۱۰)

عورت کی ماہانہ بیماری کے دنوں میں اس سے اپنایا ہوا غیر انسانی اور غیر اخلاقی یہودی رویہ کے برعکس آپ ؐ نے جنسی تعلقات سے ہٹ کر دیگر تمام تعلقات باقی رکھنے کی اجازت دی (۱۱) تو اس پر بھی یہودی چلاتے تھے کہ: **ما يريد هذا الرجل ان يدع من امرنا شيأ الا خالفنا فيه**

ہر تہذیب کا نمائندہ بنیادی یونٹ گھر ہوتا ہے۔ یہود کے گھر گندگی کے ڈھیر ہوتے تھے۔ آپ ؐ نے اس حوالے سے ان کی مشابہت سے منع فرمایا...... **لا تشبھوا باليھود**(۱۲)

اور ایک حدیث میں اپنے گھر بار کو صاف ستھرا رکھنے کی تلقین کی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہودی صاف

۸۔ الکتب الستة (سنن أبي داوٗد) ص ۱۵۱۸ (رقم الحدیث: ۴۰۳۱)

۹۔ مراسیل ابی داوٗد (لاہور؟ تحقیق وتعلیق محمد عبدہ) ص ۱۸۳

۱۰۔ شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة للقسطلانی (بیروت ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) ج ۴' ص ۲۳۴

۱۱۔ الکتب الستة (صحیح مسلم) ص ۷۴۸' (حدیث نمبر: ۶۹۴) (۳۰۲)

۱۲۔ علامہ ناصر الدین الالبانی، سلسلة الاحادیث الصحیحة (بیروت ۱۴۰۵' ۱۹۸۵ء) ج: ۱' ص: ۴۱۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستھرا نہیں رکھتے۔(طھروا افنیتکم فان الیھود لا تطھرا فنیتھا)(۱۳)

گھر بار کے حوالے سے یہودیوں کے گندے کلچر کے مقابلے میں اپنا انتہائی صاف ستھرا کلچر پیش کیا۔ بلکہ اسلامی کلچر میں '' الطھور شطر الایمان''(۱۴) فرما کر ہر طرح سے صفائی کو نصف ایمان ٹھہرا گیا۔ دور حاضر کے عظیم مسلم مفکر (King of the Knowldge) عالیجاہ عزت بیگووبچ کے الفاظ میں یہ اسلام کا اعزاز ہے کہ جسمانی صفائی کو بھی ایمان وعقیدے کا جزو بنا دیا گیا ہے۔ دیگر تمام مذاہب میں جسم اور اس کی نظافت '' خارج از بحث'' ہے مثال کے طور پر مسیحیت کے پھیلنے پھولنے کے ساتھ رومی تہذیب کے بنائے ہوئے غسل خانے غائب ہونے لگے کلیسا نے غسل خانے' گرجا گھروں اور معبدوں میں تبدیل کر دیئے۔ اس کے برعکس اسلام نے مساجد کے ساتھ غسل خانے اور طہارت خانے قائم کروائے۔ دنیا میں کوئی ایسی مسجد نہیں ہے جس میں فوارہ (یا موجودہ دور میں وضو خانہ) نہ ہو۔ یہ سب اتفاقی طور پر نہیں ہوا۔(۱۵)

بچے کی پیدائش پر دور جاہلیت پر عقیقہ پر جانور کے خون میں روئی رنگتے اور پھر بچے کی حجامت کے بعد یہ روئی سر پر رکھتے۔ آپؐ نے ان کی اس جاہلانہ رسم کی مخالفت کی اور اس کی جگہ اس کے سر پر خوشبو لگانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔((اجعلوا مکان الدم خلوقا))(۱۶) کیونکہ آپؐ ایسا کلچر پروان چڑھا رہے تھے جو ہر طرف سے خوشبوئیں بکھیرنے والا تھا۔

اہل کتاب کی مخالفت کرتے ہوئے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کم کرنے کی تلقین کی۔ تا کہ اسلامی تہذیب کی شناخت ہو اور مسلمان ہر جگہ اپنی ثقافت کا علمبردار ہو۔ آپؐ نے فرمایا:

'' وفروا عقانینکم و قصروا سبالکم و خالفوا اھل الکتاب''(۱۷)

۱۳۔ الالبانی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ' ج:۱'ص:۴۱۸' رقم الحدیث:۲۳۶

۱۴۔ الکتب الستۃ (صحیح مسلم) ص ۷۱۸ (رقم الحدیث:۵۳۴ (۲۲۳)

۱۵۔ علی عزت بیگووبچ، اسلام اور مشرق ومغرب کی تہذیبی کشمکش (لاہور ۱۹۹۴ء مترجم' محمد ایوب منیر) ص ۲۷۷ مع حاشیہ

۱۶۔ الالبانی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج:۱'ص:۵۲۷ (رقم الحدیث:۴۶۳)

۱۷۔ الالبانی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج:۳'ص:۲۴۹ (رقم الحدیث:۱۲۴۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر پر غیر مہذبانہ اور مضحکہ خیز انداز میں کچھ بال کٹوانے اور کچھ چھوڑنے والی طرز حجامت کو ترک کرنے کا حکم دیا۔ (نہی عن القزع......)(۱۸)

سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو یہود و نصاریٰ کی مخالفت میں مہندی سے رنگنے کا حکم دے کر آپ ﷺ نے اپنی ثقافتی جنگ جاری رکھی اور فرمایا: ''ان الیھود والنصاریٰ لا یصبغون فخالفوھم''(۱۹)

وضع قطع کے علاوہ کفار کے لباس پہن کر ان کی مشابہت اختیار کرنے سے بھی منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ پر زرد رنگ میں رنگا ہوا کپڑا دیکھا تو فرمایا: ''أ امک امرتک بھذا؟ کیا تیری ماں نے تجھے یہ پہننے کا حکم دیا ہے؟ حضرت عبداللہؓ آپ کی ناراضگی بھانپ گئے اور پوچھا کیا اس کو دھو ڈالوں؟ آپ نے فرمایا: ((بل احرقھما)) بلکہ انہیں جلا دو۔'' ((ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسھا)) یہ کفار کے کپڑے ہیں انہیں مت پہنو۔''(۲۰)

مشہور عرب مقولہ ہے کہ ''الناس باللباس'' کہ لباس لوگوں کی پہچان ہوتا ہے۔ پیغمبر اسلام کو یہ قطعاً پسند نہیں تھا کہ ایک مسلمان غیر اسلامی تہذیب کا نمائندہ مخصوص لباس پہن کر ان کی تہذیب کا چلتا پھرتا نمائندہ نظر آئے۔ بلکہ غیر اسلامی تہذیب کا کوئی رنگ ڈھنگ وجود مسلم پر عیاں ہونا اسلامی غیرت کے منافی ہے۔ اسی لیئے آپ نے لباس رہبان پہننے والے کے بارے میں اپنے غصے کا اظہار فرمایا اور اسے صحیح معنوں میں اپنے ماننے والوں میں ہی تسلیم نہیں کیا۔ جیسا کہ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایاکم ولبوس الرھبان' فانہ من تزیا بھم او تشبہ فلیس منی''(۲۱)

مسلمانوں کی اپنی معاشرت میں یہود و نصاریٰ کے طرز ملاقات اور انداز دعا و سلام کے اپنانے

۱۸۔ الکتب الستۃ (سنن ابن ماجہ) ص۲۶۹۵ (رقم الحدیث: ۳۶۲۷): مسند احمد (دار المعارف بمصر ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء) حدیث نمبر: ۴۴۷۳

۱۹۔ الکتب الستۃ (صحیح البخاریؒ) ص۲۸۲ (رقم الحدیث: ۳۴۶۲)

۲۰۔ الکتب الستۃ (صحیح مسلم) ص۱۰۵۰ (رقم الحدیث: ۵۴۳۶ (۲۰۷۷)' ۵۴۳۴ (۲۰۷۷)، الکتب الستۃ (سنن النسائی) ص۲۴۲۷ (رقم الحدیث ۵۳۱۸)، ابو عبداللہ الحاکم النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین (بیروت) ج:۴' ص:۱۹۰

۲۱۔ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط بسند لاباس بہ کذا فی الفتح ج:۱۰، ص:۲۲۳، بحوالہ حجاب المرأۃ المسلمۃ للالبانی، ص: ۹۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آپ نے روک رکھا ہے تاکہ ان کی تہذیبی روایات مسلمانوں میں در نہ کر آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" لا تسلموا تسليم اليهود والنصارىٰ......"(۲۲)

یہود نصاریٰ کے سر اور ہاتھ کے مخصوص اشارے والے سلام کے علاوہ آپؐ نے مشرکین عرب کے انداز سلام وکلام کو بھی پسند نہیں فرمایا۔ جب غزوہ بدر میں مشرکین مکہ شکست کھا کر غم وغصہ میں تلملا رہے تھے تو صفوان بن امیہ نے عمیر بن وہب جمحی کو آپ ﷺ کے قتل کے لیے بھیجا۔ عمیر نے مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی میں آپ ﷺ سے ملاقات پر صبح بخیر کہا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسے تحیہ سے مشرف کیا ہے جو تمہارے اس تحیہ سے بہتر ہے یعنی سلام سے جو اہل جنت کا تحیہ ہے۔ (۲۳)

آپ نے مسلمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جیسا سلامتی والا سلام سکھایا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی تلقین کی ہے کہ یہ تمہارا مخصوص ثقافتی شعار ہے تم نے اپنے اس ثقافتی شعار کو یہود ونصاریٰ کے لیے قطعاً پیش نہیں کرنا ہے " لا تبدؤا اليهود و لا النصارى بالسلام "(۲۴) آپ ﷺ کو اپنے وضع کردہ کلچر کی کسی درجے میں بھی اہانت گوارا نہ تھی۔ بایں سبب غیر مسلم کے لیے السلام علیکم کہہ کر ملاقات کی اجازت نہیں دی گئی ہے کیونکہ یہ اغیار کی ثقافت کا حصہ نہیں ہے بلکہ خاص مسلم ثقافت کی پہچان ہے۔

بوقت ملاقات ایک انسان کا دوسرے کی بڑائی کے آگے جھکنا انسانیت کی تذلیل ہے۔ کہ بندہ خالق کی بجائے اپنے جیسے ایک دوسرے بندے کے آگے جھک رہا ہے' آپؐ نے اپنی ثقافت میں اس ذلت سے انسانیت کو نکال کر برابری کے درجے میں ملنے کو رواج دیا اور فرمایا:

" لا ينحيي الرجل للرجل......"(۲۵)

اسی طرح عجمی طرز استقبال کو بھی آپؐ نے رد کر دیا جس میں کسی بڑے کی آمد پر کھڑے ہونے کا رواج تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

۲۲۔ البانی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، ج:۴، ص:۳۸۹

۲۳۔ صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم (لاہور ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء) ص:۳۸۷

۲۴۔ الکتب الستۃ (صحیح مسلم) ص ۱۰۶۴ (رقم الحدیث: ۵۶۶۱ (۲۱۶۷) الکتب الستۃ (جامع الترمذی ص ۹۲۴ (حدیث نمبر ۲۷۰۰)

۲۵۔ البانی' سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج:۱' ص:۲۵۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاتقوموا کما یقوم الاعاجم"(۲۶)

اس استقبال میں بھی شرف انسانی پامال ہوتا تھا' آپ نے ایسے کلچر کو قطعاً فروغ دینا مناسب نہیں سمجھا اس لیے عجمی کلچر کی نفی کی۔ غیر اسلامی تہذیبیں اپنے علمبرداروں میں تکبر و غرور کو خوب پروان چڑھاتی ہیں ان کی چال ڈھال اور لباس فاخرانہ انداز کے عکاس ہوتے ہیں درحقیقت یہ کبر و نخوت کا وطیرہ اخلاقیات کی دنیا میں اخلاق رذیلہ میں شمار ہوتا ہے جب کہ آپ اخلاق فاضلہ کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔" انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق " (۲۷)

یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے لباس اور چال ڈھال میں متکبرانہ رویے کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کی اور فرمایا:

((لا ینظر اللہ الی من جر ثوبہ خیلا))(۲۸)

نیز قرآن نے بھی نصیحت لقمان نقل کی ہے۔

((لا تمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض و لن تبلغ الجبال طولاً))(۲۹)

آداب خورد و نوش کسی کلچر کا اہم ترین حصہ ہوتے ہیں کیونکہ آدمی کی پہچان کھانے کی میز پر ہوتی ہے۔ آپ نے مسلم دستر خواں پر حلال اور طیب اشیاء سجانے کی اجازت دی ہے۔ اس کے برعکس حرام اور خبیث اشیاء کی طرف ہاتھ بڑھانے کی قطعاً اجازت نہیں دی ہے یہی وجہ ہے کہ بلی یا چوہے' کتے یا سؤر کے غلیظ گوشت کبھی بھی مسلمانوں کے دستر خوان کی زینت نہیں بنے۔

علاوہ ازیں فرداً فرداً کھانے کی عربی ثقافت میں تکبر کی بو اور باہمی پیار و محبت کا فقدان نظر آتا تھا اس لیے آپؐ نے مل کر کھانے کو باعث برکت قرار دیتے ہوئے اس کلچر کو رواج دیا۔(۳۰) نیز میلے کچیلے ہاتھ منہ کے ساتھ کھانے پر جھپٹ پڑنے کی بجائے ہاتھ دھو کر' بسم اللہ پڑھ کر' اپنے سامنے سے اطمینان اور

۲۶۔ الکتب الستۃ (سنن ابی داؤد) ص ۱۶۰۵ (رقم الحدیث: ۵۲۳۰)

۲۷۔ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری' الادب المفرد (المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ھل؟) ص: ۸۷ (رقم الحدیث: ۲۷۳)؛ الالبانی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ' ج: ۱' ص: ۷۵' (رقم الحدیث: ۴۵)

۲۸۔ الکتب الستۃ (صحیح مسلم)' ص: ۱۰۵۱' (رقم الحدیث: ۵۴۵۳ (۲۰۸۵)

۲۹۔ القرآن (۱۷: الاسراء: ۳۷)

۳۰۔ احمد عبدالرحمٰن البناء، الفتح الربانی (القاہرہ) ج: ۱۷' ص: ۸۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکون کے ساتھ کھانے کا انتہائی مہذبانہ کلچر پروان چڑھایا۔(۳۱) کوئی بھی غیر اسلامی تہذیب آج تک اس مسلم ثقافت کا مقابلہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی طرح کچھ لوگ ترک یہودیت کے بعد اسلام میں داخل ہوئے سابقہ مذہبی اثرات کے تحت ہفتے کے دن کو متبرک گردانتے ہوئے اس دن کی تعظیم' رات کی رسم عبادت کی ادائیگی اور تورات کی چند آیتوں کے موافق عمل کرنے کی آپؐ سے اجازت چاہی۔ اس پر یہ ایت نازل ہوئی۔﴿یایھا الذین امنو ادخلوا فی السلم کافة﴾(۳۲) یعنی اسلام اپنے ساتھ تہذیب اغیار کی ذراسی آلائش بھی گوارانہیں کرتا بلکہ دوٹوک ثقافتی جنگ کا اعلان کرتا ہے۔

آپؐ نے یہودیوں کے متبرک دن ہفتے اور عیسائیوں کے متبرک دن اتوار کو چھوڑ کر اپنے لیے جمعہ کے دن کو پسند فرمایا یعنی ہفتہ وار مذہبی عبادت کے لیے دوسرے مذاہب کے طور اطوار اپنانا تو دور کی بات ہے آپ نے دن کی مماثلت بھی گوارا نہیں کی بلکہ جگہ جگہ ثقافتی ٹکر مول لی۔ اغیار کی اجارہ داری کے سامنے یا اپنی رواداری کے نام پر ثقافتی جنگ میں قطعا نرم رویہ نہیں دکھایا بلکہ خواہ معاشرتی روایات ہوں چاہے مذہبی رسومات ہر جگہ اپنے عقیدے کی بنا پر سلامتی والی روایات اور خالص عبادات پر مبنی ثقافت کو ترویج دی۔ صحیح بخاری میں ایام الجاھلیة کا باب باندھکر اس ٹکراؤ کی امام بخاری نے بھی نشان دہی کی ہے۔(۳۳)

نماز کے لیے اعلان یا بلاوے کے حوالے سے جب آپ ﷺ کے سامنے نرسنگا کی تجویز رکھی گئی تو آپ نے اس کو ناپسند فرمایا کہ یہ یہود کا کام ہے۔اس کے بعد ناقوس کی تجویز سامنے آئی تو آپؐ نے ایسے بھی نصاری کا کام کہہ کر ناپسند قرار دیا۔(۳۴) ثقافتی جنگ یہاں بھی جاری تھی اور آپ ﷺ اہل کتاب سے عبادت میں کسی طور مشابہت برداشت نہیں کرتے تھے۔ اہل کتاب کا قبلہ پسند نہیں رہا بلکہ

۳۱۔ احمد عبدالرحمٰن البناء، الفتح الربانی ج:۷ا'ص:۹۰'۹۲

۳۲۔ سید احمد حسن' احسن التفاسیر' (لاہور۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء) ج:ا'ص:۱۶۳

۳۳۔ الکتب الستة (صحیح البخاری) کتاب مناقب الانصار' باب ایام الجاھلیة ص:۳۱۱

۳۴۔ الکتب الستة (سنن ابی داؤد) ص:۱۲۵۹۔۱۲۶۰ (رقم الحدیث:۴۹۸)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں بھی تبدیلی ضروری جانی اور بار بار اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے بیت اللہ کو قبلہ ٹھہرائے جانے کی التجا میں ثقافتی جنگ کی روح کارفرما نظر آتی ہے۔ بالآخر یہود و نصاریٰ کے قبلے کی بجائے اپنی پسند کے قبلے کی طرف رخ کرنے کی اجازت مل گئی۔(۳۵)

غیر اسلامی تہذیبوں سے مذہبی مشابہت پیغمبر انقلاب ﷺ کے مزاج کے خلاف تھی۔ اس لیے اوقات عبادات بھی الگ مقرر کئے اور اغیار کے اوقات عبادت مثلاً طلوع آفتاب وغروب آفتاب کے وقت عبادت ممنوع قرار دی۔(۳۶)

طریق عبادت میں بھی ثقافتی ٹکراؤ جگہ جگہ نظر آتا ہے ایک آدمی کو بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ کر آپؐ نے منع فرماتے ہوئے کہا:" انها صلاة اليهود"(۳۷)

اسی طرح یہود کی مخالفت کرنے کا حکم دیتے ہوئے آپ نے فرمایا:

" خالفوا اليهود فانهم لا يصلون فى نعالهم و لا خفافهم"(۳۸)

نماز کے بہت سے مسائل کی طرح روزے کے بارے میں بھی مخالفت والا رویہ ظاہر و باہر ہے۔ سحری کو اپنے اور اہل کتاب کے روزہ کے درمیان فرق قرار دے کر روزے کے آغاز سے ہی مخالفت کی بنیاد رکھی اور فرمایا:

"فصل ما بين صيامنا و صيام اهل اللكتاب اكلة السحور."(۳۹)

آپ نے روزے کی افطاری میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت میں تعجیل کو اظہار دین کا سبب قرار دیا ہے۔ یعنی جب تک مخالفت برقرار رہے گی۔ افطاری بلا تاخیر ہوگی مسلمان غالب رہیں گے۔ اس کے برعکس اگر مخالفت ترک کردیں افطاری میں تعجیل کی بجائے احتیاط کے نام پر تاخیر در کر آئے گی تو غلبہ دین

۳۵۔ القرآن (۲:البقرہ:۱۴۴)

۳۶۔ الکتب الستۃ (صحیح مسلم) ص:۸۰۸(رقم الحدیث:۱۹۳۰(۸۲۳) مسند ابی عوانہ (بیروت) ج:۱،ص:۳۸۶۔۳۸۷

۳۷۔ مسند احمد،رقم الحدیث:۵۹۳۶

۳۸۔ الکتب الستۃ (سنن ابی داؤد) ص:۱۲۷۱،(رقم الحدیث:۶۵۲)

۳۹۔ الکتب الستۃ (صحیح مسلم) ص:۸۵۳(رقم الحدیث:۲۵۵۰(۱۰۹۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی نہیں رہے گا۔ حدیث نبوی کے الفاظ کچھ یوں ہیں:" **لا یزال الدین ظاھرا ما عجل الناس الفطر ' لا ن الیھود و النصاریٰ یؤخرون**"(۴۰)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتے اور اتوار کے دن اکثر روزے رکھا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ مشرکوں کی عید کے دن ہیں اور میں ان کی مخالفت کرنا پسند کرتا ہوں۔" **انھما عید المشرکین فانا احب ان اخالفھم**"(۴۱)

نماز اور روزے کی طرح حج میں بھی اغیار کی مخالفت کا رجحان جاری ہے۔ مشرکین عرب حج پر عرفات سے قبل از غروب آفتاب چل پڑتے تھے اور مزدلفہ سے بعد طلوع آفتاب روانہ ہوتے۔ آپ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے عرفات سے بعد از غروب آفتاب اور مزدلفہ سے قبل از طلوع آفتاب کا اسلامی طریقہ جاری کیا۔(۴۲)

سیرت نبوی کا تفصیلی مطالعہ ایسے بہت سے امور سامنے لاتا ہے۔ جن میں آپؐ نے ثقافتی جنگ لڑی۔ چند روایات کی نشاندھی کی جا چکی ہے۔ کیا یہ ساری مخالفت مخالفت برائے مخالفت کی سوچ کے تحت تھی یا اعلیٰ اخلاقی اقدار اور بہترین تہذیبی روایات کے فروغ کی خاطر تھی؟ حقیقت یہ ہے کہ اس مخالفت کا سبب غیر مسلم تہذیبی روایات کا شر تھا یا پھر ان روایات کا کفر کا نمائندہ ہونا تھا۔ ورنہ اسلام کا یہ مزاج قطعا نہیں ہے کہ مخالفت کے نام پر ہر اچھائی کی بھی برائی کے ساتھ مخالفت کرتا چلا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ تہذیب اسلامی کے بالمقابل اس دور کی دیگر تہذیبیں اعلیٰ تعلیمات اور بہترین تہذیبی روایات میں مقابلہ کرنے سے قاصر تھیں علاوہ ازیں اسلامی تہذیب میں زندگی کے ہر میدان میں جدت (Modernization) اور ترقی کی گنجائش موجود ہے۔ اپنے غلبے کے دور میں تہذیب انسانی کے ارتقاء میں اسلامی تہذیب نے بھرپور کردار ادا کیا۔ حتی کہ مغربی دانش وروں نے بھی اس

۴۰۔ الکتب الستۃ (سنن ابی داؤد) ص:۱۳۹۸ (رقم الحدیث:۲۳۵۳) الکتب الستۃ (سنن ابن ماجہ ص:۲۵۷۸) رقم الحدیث:۱۶۹۸)

۴۱۔ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ، صحیح ابن خزیمہ (بیروت ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) ج ۳ ص ۳۱۸ (حدیث نمبر ۲۱۶۷)

۴۲۔ الکتب الستۃ (صحیح البخاری) ص ۳۱۱ (حدیث نمبر ۳۸۳۸) الکتب الستۃ (سنن النسائی) ص ۲۲۸۳ (حدیث نمبر ۳۰۵۰) سنن الداری (ملتان) ج ۱ ص ۳۸۷ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۵۲۳؛ سنن الکبری بیہقی بحوالہ حجاب المرأۃ للالبانی ص ۹۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ آج بھی اسلامی تہذیب میں یہ صلاحیت باقی ہے۔ صرف اس تہذیب کے ماننے والوں میں حضرت عمر جیسے پختہ فکر حاملین کی ضرورت ہے۔ حضرت عمر کو بیت المقدس کے فتح پر چابیاں پیش کرنے کے لیے اہل کتاب نے یاد کیا تھا۔ حضرت عمرؓ تشریف لائے ۔ کپڑے پیوند شدہ تھے۔ سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ جراح نے اعلیٰ لباس پہننے کی گزارش کی تو فرمایا کہ ہمیں عزت اسلام کی بدولت نصیب ہوئی ہے۔ (۴۳) لباس کی بدولت نہیں اسلام اور اسلام کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والی اسلامی تہذیب کل بھی عزت بخشنے والی تھی آج بھی ہے کل بھی ہوگی۔ اور صرف اور صرف یہی تہذیب انسانیت کے لیے سلامتی کا پیغام اور بہترین طرز زندگی کا نمونہ پیش کر سکتی ہے۔

جس میں ہر علاقے' موسم اور افراد کے مطابق لچک موجود ہے اور اسی لچک کی بدولت اسلامی تہذیب دنیا میں ہر جگہ چل سکی۔ یہ تہذیب بنیادی ٹھوس فکری راہنمائی میں تو لچک نہیں دیتی۔ لیکن ظاہری رویوں میں ہر ماحول سے کفر وشرک کی نمائندہ نہ ٹھہرنے والی روایات کے ساتھ نبھا کا سبق دیتی ہے۔ فطرت انسانی کی ہر خواہش پر پہرے بٹھانے یا شتر بے مہار کی طرح آزاد چھوڑنے کی بجائے اسے بہترین انداز میں پورا کرنے کی راہ دکھاتی ہے۔ لہذا پھر سے اپنی اسلامی تہذیب کی طرف پلٹنے کی ضرورت ہے۔ لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمیں اسلام تو پسند ہے لیکن ذہنی طور پر مرعوب ہونے کی وجہ سے اسلامی تہذیب پسند نہیں جبکہ سیرت النبی اس کے برعکس ہے۔

آپ اپنے ہر خطبے میں فرمایا کرتے تھے:

"خیر الهدی هدی محمد صلی الله علیه وسلم"(۴۴)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ سلم کا تہذیبی رویہ ہی سب سے بہتر تہذیبی رویہ ہے۔ اس تہذیب کے دامن پر کوئی سیاہ دھبہ نہیں ہے۔ بلکہ **لیلها کنهار ها** کہ اس کی توراتیں بھی دن جیسی روشن ہیں۔ اور اس تہذیب کا معاشرتی وسماجی رویہ اپنے اندر بڑی کشادگی رکھتا ہے۔ ایک دفعہ عید کے موقع پر حبشی اپنا کھیل کھیل رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

۴۳۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، (بیروت، ۱۹۶۶ء) ج ۷، ص ۶۰

۴۴۔ الکتب الستة (صحیح مسلم) ص ۸۱۳ (حدیث نمبر ۲۰۰۵ (۸۶۷)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" لیعلم الیهود ان فی دیننا فسحة"(۴۵) یہودیوں کو خبر ہونی چاہیے کہ ہمارا دین یعنی ہماری ثقافت بڑی وسعت رکھتی ہے۔

اس روایت سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلامی تہذیب تنگ نظر، گھٹن والے رویے کی آئینہ دار نہیں ہے لیکن نام نہاد آزادی کے نام پر آوارگی والے انسانیت کے لیے تباہ کن تہذیبی رویوں کی ضرور مخالف ہے۔

آج ہمارے لیے مغربی ثقافتی یلغار کے حوالے سے اپنے رویے کا سیرت النبی کی روشنی میں جائزہ لینا ضروری ہے۔ ان کے Think tanks انہیں یہ سبق دے رہے ہیں کہ عسکری چڑھائی کے ذریعے کوئی ملک فتح کرنا مشکل ہے اور اس پر قبضہ رکھنا دنیا بھر سے بدنامی کمانے کا باعث ہے۔ اس کی بجائے تہذیبی تصادم کی راہ اپناتے ہوئے تہذیبی غلبہ پائیں اور پھر تہذیبی لوازمات فروخت کر کے خوب دولت کمائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج مسلمان علمی دنیا میں یتیم، سیاسی طور پر غیر مستحکم، مالی طور پر بدحال ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہارورڈ یونیورسٹی کے مشہور سکالر پروفیسر سموئیل ہنٹنگٹن The Clash of Civilizations (۴۶) جیسے معروف زمانہ مقالے لکھ کر اہل یورپ کو تہذیب اسلامی سے تصادم کی راہ دکھا رہے ہیں اور مغرب نے موجودہ عالمی غلبہ کے زعم میں اپنی ثقافت کے پرچار میں سب کچھ روا سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ کلچر انسانیت کے لیے تباہی کا پیغام لا رہا ہے۔

خود ان کے ہاں اعلیٰ اخلاقی اقدار کا جنازہ نکل چکا ہے۔ خاندانی نظام بالکل نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ عزت و آبرو اور غیرت و حمیت نامی الفاظ ان ڈکشنریوں سے غائب ہونے کو ہیں۔

منافقت اور خود غرضی کو چالاکی اور دانش مندی سمجھا جاتا ہے۔ دورخی زندگی اور دوغلا پن کو سیاست اور ڈپلومیسی کا نام دیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں اپنے استعماری غلبے کے دوام کی خاطر جگہ جگہ خاص طور پر خون

۴۵۔ ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث (بیروت، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، تحقیق وتعلیق: محمد عبدالرحیم) ص ۲۶۵،

۴۶۔ Samual P. Huntington, The Clash of Civilizations ،
P. 1-26 , Lahore (contemporary affairs , Eiditor : M. Imtiaz Shahid)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم کی ارزانی ان کے لیے تفریح طبع کا درجہ رکھتی ہے جبکہ برصغیر کے نامور سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق محمدی انقلاب کے ۲۳ سالہ دور میں کل ۱۹۱۸ افراد مسلم و غیر مسلم کام آئے تھے۔(۴۷)

وہاں تہذیبی غلبہ کے پیچھے روح اپنے فریضہ اظہار دین کی تکمیل تھی ۔﴿ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دين الحق ليظهره على الدين كله﴾(۴۸) اور یہاں پر سراسر استعماری ذہنیت کارفرما ہے۔ وہاں پہلے الغزدوالفکری کے پھر اعلیٰ تہذیبی روایات کے مظہر معاشرے کا قیام اور آخر پر اس کے علانیہ مخالفین سے مسلح ٹکراؤ (Armed Confilict) تھا۔ یہاں پر صرف Super power کہلانے کا شوق ہے۔

لیکن اس شوق کی تکمیل کے لیے اعلیٰ فکری تعلیمات اور بے مثال تمدنی روایات کی تہذیبی تائید موجود نہیں ہے۔لہٰذا ہمیں موجودہ مرعوبانہ ذہنیت سے چھٹکارا پانا لازمی ہے۔جس میں یورپ سے آمدہ ہر روایت سونے کی طرح چمکدار نظر آتی ہے۔

حالانکہ "All that glitters is not gold" اسی طرح وہاں سے آمدہ ہر روایت کو رد کرنے کا رویہ اپنانے کی بجائے آپ کی سنت کے مطابق ایمان وعمل کے لیے غیر مضر کو قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھنا چاہیے۔اپنے آپ کو Equal footing پر لا کر اس ثقافتی یلغار کا بغور جائزہ لینا چاہیے۔اور خذ ما صفا دع ما کدر کی چھلنی سے گزار کر ہی قابل قبول کو قبول اور باقی کو آپ کی طرح علی الاعلان رد کرنے کی جرأت مندانہ پالیسی اپنانا ہوگی جیسا کہ آپؐ نے غیلہ کے بارے میں روم وفارس کے رویے کو قبول کر لیا۔(۴۹)

۴۷۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحمت اللعالمین، (لاہور، ۱۹۶۸ء)، ج ۲، ص ۲۱۹

۴۸۔ القرآن (۶۱: الصف : ۹)

۴۹۔ الامیر علاؤالدین علی بن بلبان الفارسی، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، (المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل) ج ۷، ص ۱۹۹ (عن جزامة بنت و هب الا سدية انها سمعت رسول اللهﷺ يقول : لقد همت ان انهى عن الغيلة حتى ذكرت ان الروم و فارس يصنعون ذلك فلا يضر اولادهم)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کے بارے میں عرب روایات میں سے لائق شرف انسانی کو قبول کیا اور باعث عار کو رد کردیا۔(۵۰) زنا کی لعنتی رسم اور اس سے پیداشدہ بچے پر دعوی کی رسم جاہلیت کے خاتمے کا اعلان فرمایا(ذهب امرا لجاهلية......)اورزانی کے لیے رجم کی سزا مقرر فرمائی۔(۵۱)

آج بھی آپ سے راہنمائی پانے والی مدبرانہ فراست کی ضرورت ہے۔اپنی ثقافتی بنیادوں پر متصلبانہ ایمان پختہ تر کرنا ہوگا۔کھوکھلی مغربی ثقافت کی ظاہری چمک دمک کے سامنے ذہنی مرعوبیت کا شکار نہیں رہنا چاہیے۔انسانیت کے لیے انتہائی مہلک رویوں کی علمبردار ہونے کی بناء پراس مغربی ثقافت سے نفرت کی روش اختیار کرنی چاہیے۔

نیز اسلامی تہذیبی روایت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے احساس ندامت وشرمندگی کی بجائے اس نمائندگی کو باعث عزوشرف گردانا چاہیے کہ ہمیں انسانیت کے لیے اعلی واکمل تہذیب کے امین ہونے کا شرف ہے۔آج کی فکری درماندگی اور تہذیبی طور پر درندگی کا شکار انسانیت اعلی علمی، فکری وثقافتی قدروں کی متلاشی ہے۔

سیاسی وثقافتی استعمار کی یہ خواہش ہے کہ ہرطرح سے اس کا ہی بول بالا ہے یا کم ازکم دومتضاد فکری نظام یعنی حق و باطل پہلو بہ پہلو چلتے رہیں تاکہ اس باطل کے وجود اور بقاء کی ضمانت (Lease of Existance) رہے لیکن حق و باطل کے مابین پر امن بقائے باہمی(Peaceful Co_existance)خود باطل ہے۔کیونکہ حق کے بعد سراسر گمراہی ہے۔(فماذا بعد الحق الا الضلال)(۵۲)اور یہ باطل اور ضلالت ختم ہونے والی ہے۔

(ان الباطل كان زهوقا)(۵۳)

۵۰۔ الکتب الستۃ (صحیح البخاری)ص،۴۴۳،۴۴۴(حدیث نمبر ۵۱۲۷)؛الکتب الستۃ (سنن ابی داؤد)ص،۱۳۹۱(حدیث نمبر ۲۲۷۲)(عن عائشہؓ:ان النکاح فی الجا ھلیة کان علی أربع أنحاءِ: ...... فلما بعث محمد ﷺ با لحق هدم نکاح الجا هلية كله الا نكا ح الناس اليوم)

۵۱۔ الکتب الستۃ (سنن ابی داؤد)ص،۱۳۹۱(حدیث نمبر ۲۲۷۴)

۵۲۔ القرآن(۱۰ : یونس : ۳۲)

۵۳۔ القرآن(۱۷ : الاسراء : ۸۱)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا نظریاتی ٹکراؤ اور تہذیبی تصادم کے سوا چارہ نہیں۔ غالب نظریہ اور اس بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والی تہذیب کا لامحالہ دوسرے نظریات اور تہذیبوں سے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ اگر تصادم کے سوا کوئی راستہ ہوتا تو انبیاء کرام ہرگز اس تصادم کی راہ پر نہ نکلتے۔

آج دنیا بھر میں سیاسی و ثقافتی میدانوں میں اگر امریکی بالادستی (Pax-Americana) ہے تو کل تک برطانوی بالادستی (Pax_Britainica) تھی وہ بھی نہ رہی یہ بھی نہ رہے گی۔ بہت جلد یہ تہذیب اپنے خنجر سے آپ خودکشی کر کے اپنا وجود کھونے والی ہے۔ اس کی جگہ لینے کے لیے مسلم کلچر کو تیار رہنا چاہیے یہ تبدیلی نہ صرف ممکن بلکہ یقینی جان کر تیاری کرنی چاہیے۔

تہذیبی ٹکراؤ اور اسکے بعد اسلامی ثقافتی یلغار کے لیے بڑی دانش مندی سے منصوبہ بندی کی ضروری ہے یہ تیاری کھوکھلے نعروں کی بجائے ٹھوس علمی فکری بنیادوں پر ہمہ جہتی ہونی چاہیے نیز یہ حقیقت بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اسلامی تہذیب میں وحدت ہے یکسانیت نہیں یعنی فکری اساس ایک ہے عملی مظاہر میں احوال وظروف کی مناسبت سے فرق کی گنجائش ہی اس کی کامیابی کا راز ہے۔

آج کل دنیا کو یک قطبی (Uni-polar) بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں لیکن غالب اقوام کے پاس ٹھوس علمی وفکری راہنمائی اور بہترین عملی نمونہ' جو کہ ہر جگہ قابل قبول بھی ہو۔ موجود نہیں ہے۔ جبکہ ہم اسلامی تہذیب کی صدیوں پر محیط تاریخ شاہد عدل کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں اسلامی تہذیب نے چاردانگ عالم میں آدابِ ملاقات' طرزِ لباس' آدابِ خورد و نوش طرزِ تحریر و اندازِ تعمیر سے لے کر دستورِ حکمرانی تک ہر ایک میں نمایاں لیکن کامیاب تبدیلیاں کیں۔

اس تہذیبی غلبے نے اپنے سائے میں صدیوں انسانیت کو پرامن' پرسکون اور باوقار زندگی گزارنے کے لیے سنہری ایام مہیا کیے۔ تاریخ اپنے آپ کو دھرانے والی ہے۔ یہ سنہری دن پھر سے لوٹنے والے ہیں۔ اے کاش! امتِ مسلمہ بروقت ہوشیار ہو جائے۔

آج مکالمے (Dialogue) کا دور ہے مغربی اقوام سے برابری کی سطح (Equal footing) پر بات کرنے والے مسلم سکالرز کو ثقافتی جنگ میں اپنے رول سے آغاز کرنا چاہیے۔ مغربی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقافت کے علمبرداروں کے سامنے اس کے عیوب ونقائص اورلائی ہوئی انسانی تباہی کی حقیقی تصویر پیش کرنی چاہیے۔ جوکہ استعماری الیکٹرانک میڈیا نے چھپا اور دبا رکھی ہے۔

علاوہ ازیں اسلامی تہذیب کی طویل تاریخی شہادت' ٹھوس علمی فکری راہنمائی اور عملی انطباقات کو کھل کر پیش کرنا چاہیے۔ ڈائیلاگ کے علاوہ زندگی کے ہر میدان میں تہذیبی لوازمات کے حوالے سے ضروری تیاری بھی جاری رہنی چاہیے تاکہ آمدہ تہذیبی تصادم میں کسی موڑ پر پسپائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تربیت کا نبوی منہج

* ڈاکٹر محمد امین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اگر ہم ایک باغ سے تشبیہہ دے سکیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک سدا بہار باغ ہے۔ جس پر پچھلے چودہ سو سال سے کبھی خزاں نہیں آئی۔ اس میں ہمیشہ سے ہر رنگ اور ہر خوشبو کے پھول کھلتے رہے ہیں جو مسلمانوں کی روح ایمان کو تازہ اور ان کی مشام جاں کو معطر کرتے رہے ہیں اور ان میں ہر دم اضافہ ہوتا رہا ہے۔ جو اس باغ کی رعنائیوں اور نکہتوں کو دوبالا کرتا رہا ہے اس لیے کہ حضور ﷺ کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کی جان ہے۔ لہٰذا جب تک اس کرۂ ارض پر ایک بھی مسلمان زندہ ہے۔ حضور ﷺ کی سیرت کا یہ باغ لہلہاتا اور کھلکھلاتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

لہٰذا یہ کہنا تو شاید صحیح نہ ہو کہ حضور ﷺ کی سیرت کا کوئی گوشہ ایسا بھی ہے۔ جس پر کچھ لکھا نہ گیا ہو۔ ہاں! یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض اسباب کی بناء پر بعض معاشروں میں اور بعض زمانوں میں سیرت کے بعض پہلوؤں پر زیادہ توجہ دی گئی ہو اور بعض پر زیادہ توجہ نہ دی جا سکی ہو۔ ایسا ہی ایک گوشہ ہماری نظر میں بھی ہے۔ جس پر ہمارے محدود علم کے مطابق اتنی توجہ نہیں دی گئی جس کا وہ مستحق تھا، چنانچہ ہم کچھ عرصے سے اس پر غور کر رہے ہیں، اس کے لیے مواد جمع کر رہے ہیں، اس پر لکھنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں، اور وہ گوشہ ہے حضور ﷺ کے منہاجِ تربیت و تزکیہ کا۔

اس مقالے میں ہم تربیت کے نبوی منہاج یا اس کے کسی پہلو پر کوئی تفصیلی گفتگو نہیں کریں گے بلکہ ہمارے پیش نظر یہ ہے کہ ہم اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے یہ بات رکھیں کہ اسلام اور عصر حاضر کے حوالے سے اس موضوع کی وہ کون سی جہات ہیں جو ہماری رائے میں سنجیدہ غور و فکر اور توجہ کی مستحق ہیں، جو یہ ہیں:

1۔ تربیت کا مفہوم

2۔ تربیت کی اہمیت

3۔ تربیت منہاج سے امت کا تغافل

---

* سینئر ایڈیٹر، اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔ تربیت نبوی کے ماخذ

5۔ تربیت کے وسائل

6۔ تربیت نبوی کے اسالیب

اب ہم ان عناوین پر کچھ روشنی ڈالیں گے:

1۔تربیت کا مفہوم:

ایک بات کی وضاحت ہم شروع ہی میں کر دیں کہ جن معنوں میں ہم آج کل تربیت کا لفظ بولتے ہیں ان کے لیے قرآن وسنت نے تزکیہ نفس کا لفظ استعمال کیا ہے۔اسی چیز کو ہم تعمیر سیرت وکردار بھی کہتے ہیں۔انگریزی والے اس کے لیے Training کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور تعلیمی حوالے سے تربیتی سرگرمیوں کو Extra-Curricular یا Co-Curricular Activities کہتے ہیں۔مغرب کے ہاں تربیت کا تصور انتہائی ناقص ہے۔تعلیمی حوالے سے ان کی تربیت سے مراد یہ ہوتی ہے کہ طلبہ کی فطری صلاحیتیں نکھر جائیں مثلاً بولنے اور تقریر کرنے کی صلاحیت، لکھنے کی صلاحیت یا معاشرتی آداب جیسے صاف ستھرا رہنا، ڈھنگ کے کپڑے پہننا وغیرہ۔وہاں کے مذہبی حلقوں میں تربیت کے حوالے سے اخلاق کا تصور بھی تھوڑا بہت موجود ہے لیکن مذہب اہل مغرب کی زندگیوں سے بڑی حد تک نکل چکا ہے اور ان کی زندگیوں پر اس کے اثرات برائے نام ہیں۔

مغرب کو چھوڑیئے افسوس کی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں بھی تزکیہ وتربیت کا تصور مسخ ہو چکا ہے۔اب ہمارے ہاں مذہبی حلقوں میں تزکیہ وتربیت کا تصور محض اتنا ہے کہ آنکھیں بند کر کے سر جھکا کر اللہ ھو کی ضربیں لگائی جائیں۔دوسرے لفظوں میں ذکر اور عبادات کی کثرت۔جہاں تک عقائد، معاملات اور اسلامی اخلاق وآداب کا تعلق ہے انہیں عملاً تزکیہ وتربیت کا جز نہیں سمجھا جاتا بلکہ مسلم عوام وخواص کا ذوق اتنا بگڑ چکا ہے کہ وہ اسے محض چند مظاہر تک محدود سمجھتے ہیں جیسے لمبی داڑھی، ہاتھ میں تسبیح، مباچوغہ وغیرہ خواہ دیگر اسلامی احکام کی صریح خلاف ورزی ہی ہو رہی ہو، جیسے نماز نہ پڑھنا یا صاف ستھرا نہ رہنا وغیرہ۔

سنت نبوی سے تزکیہ وتربیت کا جو مفہوم ہماری سمجھ میں آتا ہے وہ نفس انسان کی ایسی تربیت ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اس کی ساری صلاحیتوں اور قوتوں کو اطاعت رب کا خوگر بنائے اور اسے رضائے الٰہی کی منزل تک لے جائے یعنی انسانی صلاحیتوں کی بہترین نشو ونما، زندگی کے ہر معاملے اور جزئیات میں (خواہ وہ زندگی کا انفرادی پہلو ہو یا اجتماعی اور خواہ داخلی پہلو ہو یا خارجی) نفس انسانی کی ایسی تربیت کہ اللہ کے احکام کی اطاعت، خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا عبادات سے اور خواہ اخلاق و آداب سے ہو یا معاملات سے، اس کے لیے مرغوب بن جائے اور اللہ کی خوشنودی و رضا اس کی غایت الغایات بن جائے۔

تربیت کی اس تعریف سے اسلام کے تصور تربیت کے مندرجہ ذیل خصائص سامنے آتے ہیں:

i۔ تربیت کا ایک جامع تصور جو تربیت کے سارے پہلوؤں اور سارے اصول و جزئیات پر حاوی ہے۔

ii۔ انسان کی داخلی اور روحانی زندگی کی تسکین کا سامان بھی اس میں ہے۔

iii۔ اس میں بہترین اجتماعی زندگی کا تصور بھی شامل ہے جس میں ایک فلاحی ریاست ہی نہیں بلکہ بہترین فلاحی معاشرے کا تصور بھی ابھر کر سامنے آتا ہے۔

iv۔ اس میں موجودہ دنیاوی زندگی ہی کی فلاح شامل نہیں بلکہ اخروی فلاح اور فکر آخرت بھی اس میں شامل ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس کا اصل زور آخرت ہی پر ہے۔ دنیاوی زندگی تو محض اس کا ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

v۔ یہاں اصل چیز ہر معاملے میں اللہ کی اطاعت و محبت اور اس کی رضا کا حصول ہے اور اس طرح کے ایک عظیم نصب العین سے بندھ کر فرد اور معاشرے کی ساری صلاحیتیں ایک ہی ہدف کے لیے یک جہت اور یکسو ہو جاتی ہیں۔

اِسلامی تصور تربیت کے ان خصائص سے بہ آسانی یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام کا تصور تربیت ایک جامع اور منفرد خصائص کا حامل تصور ہے۔ اس کے مقابلے میں مغرب کا تصور تربیت انتہائی ناقص ہے۔ نیز آج کل مسلمانوں میں مروّج تربیت کا تصور بھی ادھورا اور نامکمل ہے لہٰذا تربیت کے نبوی منہاج کی طرف رجوع ضروری ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ تربیت کی اہمیت:

تربیت کا اگر وہ مفہوم اور تصور سامنے رہے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے تو اس سے یہ بات نہایت آسانی سے واضح ہو جاتی ہے کہ تربیت نفس انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ، اصل دین اور ہدف دین ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اسے حضور اکرم ﷺ کا بنیادی مقصد قرار دیا ہے۔

﴿ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلالٍ مبین ﴾(۱)

''وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وسنت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

یہی بات قرآن میں ان سے ملتے جلتے الفاظ میں تین دوسری جگہوں پر بھی کہی گئی ہے۔(۲) اور یہی نہیں قرآن میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تزکیہ صرف نبی اکرمؐ ہی کا مقصد بعثت نہیں تھا بلکہ پہلے انبیاء کا مقصد بھی یہی تھا اور ان کے صحیفوں میں بھی یہی بات کہی گئی تھی چنانچہ قرآن حکیم میں ہے:

﴿ قد افلح من تزکی ٥ وذکر اسم ربہ فصلی ٥ بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی ٥ان ھذا لفی الصحف الاولی ٥ صحف ابراھیم و موسی ﴾ (۳)

''کامیاب ہوا وہ جس نے اپنا تزکیہ کیا، جو اللہ کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت اس سے بہتر اور پائیدار ہے۔ یہی نصیحت پہلے صحیفوں میں بھی موجود تھی۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔''

یہی بات سورۃ نازعات میں بھی کہی گئی ہے۔(۴) نیز قرآن کے اسلوب سے یہ بھی پتہ چلتا ہے

۱۔ الجمعہ: ۲/۶۲

۲۔ البقرہ: ۲/۱۲۹، ۱۵۱، آل عمران: ۳/۱۶۴

۳۔ الاعلیٰ: ۸۷/۱۴۔۱۹

۴۔ النازعات: ۷۹/۱۷۔۱۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ گو پیغمبر کے کرنے کے کام اور بھی ہیں لیکن ان کاموں کا حاصل اور ان کی غایت بھی تزکیہ ہی ہے چنانچہ دیکھیے کہ سورۃ بقرہ میں جہاں مقاصد بعثت کا ذکر ہے، ایک دفعہ ان کے شروع میں تزکیہ کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسری جگہ ان کے آخر میں گویا اوّل و آخر مقصود تزکیہ ہی ہے۔ (۵)

قرآن نے صرف یہی نہیں کیا کہ تزکیہ کی اہمیت اچھی طرح ہم پر واضح کر دی بلکہ کمال مہربانی سے اس حکمت پر سے بھی پردہ اٹھایا کہ تزکیے کی یہ اہمیت کیوں ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿قد افلح من زکاھا ○ وقد خاب من دساھا﴾ (٦)

''تحقیق کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور ناکام ہوا وہ جس نے ایسا نہ کیا۔''

یعنی تزکیے کی یہ اہمیت اس وجہ سے ہے کہ ہماری فوز و فلاح اور کامیابی و ناکامی کا دارومدار اسی پر ہے۔ اہل نظر سے یہ بات مخفی نہیں کہ فلاح قرآن وسنت کی ایک جامع اصطلاح ہے جس سے دنیا وآخرت دونوں کی اور ہر طرح کی کامیابی و کامرانی مراد ہے۔ گویا تزکیے کی اہمیت یہ ہے کہ اسی پر ہماری دنیا وآخرت میں کامیابی اور ناکامی کا دارومدار ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر معبوث فرماتا رہا ہے تاکہ وہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں تاکہ وہ فلاح پاسکیں۔

3۔ نبوی منہج تربیت سے امت کا تغافل:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر تزکیہ وتربیت کی دین میں یہ اہمیت ہے تو امت اس سے غافل کیسے ہوگئی؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کہنا تو صحیح نہیں ہے کہ امت اس سے بالکل ہی غافل ہوگئی ہے۔ ہاں! یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے تقاضوں پر صحیح طریقے سے عمل نہیں ہورہا یا اس کا حق ادا نہیں ہورہا۔ امت کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ حضورؐ کے صحابہ اور ان کے شاگرد اس معاملے میں انتہائی متحرک اور سرگرم تھے اور دوسری صدی میں جب امت کے علماء وصلحاء نے دیکھا کہ اس کے لیے خصوصی کوششوں کی ضرورت ہے تو تصوف کا ادارہ وجود میں آیا اور اگلی چند صدیوں میں اس ادارے کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ عالم اسلام کا شائد ہی کوئی کونہ ایسا ہو جہاں تعلیم کے لیے مدرسہ اور تربیت کے لیے خانقاہ موجود نہ ہو۔ تاہم یہ الگ کہانی ہے جس کی

۵۔ مولانا امین احسن صلاحی، تزکیہ نفس، ج: ا ص: ۱۷، ملک سنز، فیصل آباد ۱۹۸۱ء

٦۔ الشمس: ۹۱/۹۔۱۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل کا یہ موقع نہیں کہ اس ادارے میں غیر اسلامی عناصر خصوصاً یونان وایرانی فلسفہ کیوں اتنی جلدی گھسنے میں کامیاب ہوگیا، جس سے اس ادارے کی اسلامی حالت مجروح اور کمزور ہوگئی۔ اگر ہم آج کے حالات پر غور کریں تو ہمیں تربیت کے صحیح تصور سے تغافل کے مندرجہ ذیل اہم اسباب نظر آتے ہیں:

i۔ دین سے دوری اور لاتعلقی کی ایک عمومی فضا

ii۔ مغرب کی بے خدا اور مادہ پرست تہذیت کے اثرات کا غلبہ

iii۔ دین کے فہم کا ناقص تصور

iv۔ تصوف کا بگاڑ

v۔ بعض بڑی معاصر دینی تحریکوں کا دین کی دنیوی کامیابی کے لیے سیاسی جدوجہد پر غیر متوازن طریقے سے اصرار اور تزکیہ وتربیت سے اہمال۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر حکمت سے ان موانع کو دور کرنے کے لیے جدوجہد کی جائے تو تربیت کا صحیح تصور بحال ہوسکتا ہے اور صحیح مسلم فرد اور اجتماعیت کے قیام کی راہ ہموار ہوسکتی ہے۔ ان شاءاللہ۔

4۔ تربیت نبوی کے ماخذ:

اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ نبی اکرمؐ کے منہاج تربیت کا ماخذ کیا تھا تو اس کے دو بنیادی ماخذ ہمارے سامنے آتے ہیں ایک وحی اور دوسرے عقل واجتہاد۔ وحی کو دو قسموں جلی اور خفی یا متلو اور غیر متلو میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یعنی ایک وہ رہنمائی جو ہمارے پاس قرآن حکیم کی صورت میں لفظاً لفظاً بین الدفتین محفوظ و مامون ہے اور جس کی تلاوت بھی باعث ثواب ہے۔ دوسرے وہ رہنمائی جو قرآن کے علاوہ حضور ﷺ کو بذریعہ فرشتہ یا بذریعہ خواب یا بذریعہ کشف والہام مہیا کی جاتی تھی۔ خود قرآن ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو یہ رہنمائی بھی میسر تھی۔ (۷) اور چونکہ امت کو مطلقاً، بغیر کسی شرط کے حضورؐ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿ وَاَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴾ (۸)

۷۔ التحریم: ۶۶/۳

۸۔ آل عمران: ۳/۱۳۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول ؐ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

﴿ وما آتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا﴾ (۹)

''اور رسول تمہیں جو کچھ دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکے اس سے رک جاؤ۔''

بلکہ اسی سے رضائے الٰہی کو مشروط کیا گیا ہے:

﴿ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم﴾ (۱۰)

''اے نبی! آپ ان لوگوں سے کہہ دیں اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ معاف کردے گا۔''

لہٰذا امت پر اس وحی (یعنی سنت) کی پیروی بھی فرض ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ وما کان لموٴمن ولا موٴمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً بعیداً﴾ (۱۱)

''کسی مومن مرد یا عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملے کا فیصلہ کردیں تو پھر ان کے لیے اس میں کوئی اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلی گمراہی میں جا پڑے گا۔''

بلکہ اسے دوسری جگہ کفر (یعنی نقیض ایمان) قرار دیا:

﴿ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین﴾ (۱۲)

''اے نبی! آپ ان لوگوں سے کہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو اللہ ایسے کافروں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔''

یہی وجہ ہے کہ وحی خفی یعنی سنت رسولؐ کے حجت وفرض ہونے پر امت کا اتفاق اور اجماع ہے۔

۹۔ الحشر: ۷/۵۹

۱۰۔ آل عمران: ۳۱/۳

۱۱۔ الاحزاب: ۳۶/۳۳

۱۲۔ آل عمران: ۳۲/۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کا انکار نہیں کیا سوائے آ کا د کا کسی فرد یا گروہ کے، جن کی گمراہی پر امت متفق ہے۔

تربیت کے نبوی منہاج کا دوسرا ماخذ عقل واجتہاد ہے۔ وہ امور جن میں نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ رہنمائی میسر نہیں ہوتی تھی ان میں آپ اللہ کی دی ہوئی فراست اور عقل سلیم سے لوگوں کی تربیت کرتے تھے۔ حضورؐ اس طرح کے فیصلے بھی قرآنی احکام کی روشنی میں، نصوص قرآن سے استنباط کرتے ہوئے اور شریعت کے مقاصد عمومی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرتے تھے اور قرآن اس امر کی وضاحت بھی کر چکا ہے کہ حضورؐ کا ہر قول مبارک زیغ وہوی سے پاک ہوتا تھا۔

﴿ ومایںطق عن الھوی ، ان ھو الا وحی یوحی ﴾ (۱۳)

''وہ (پیغمبر) اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ یہ تو ایک وحی ہے۔ جو ان پر نازل ہوتی ہے۔''

تاہم ان امور میں بشری تسامح کا امکان موجود تھا لیکن چونکہ آپ کو وحی کی رہنمائی ہر وقت میسر تھی لہذا اگر آپ سے کوئی خلاف اولیٰ بات ہوتی تو وحی جلی اس کی تصحیح کر دیتی تھی۔ چنانچہ قرآن حکیم کے مطابق کئی دفعہ ایسا ہوا۔ (۱۴) اس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپ کا اجتہاد واستنباط بھی ہر قسم کی غلطی سے پاک ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کے اجتہادات کے بارے میں ثقہ علماء کی رائے یہی ہے کہ وہ بھی امت کے لیے حجت ہیں۔ (۱۵) اور وجوب کا درجہ رکھتے ہیں۔ مندرجہ بالا مختلف بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ نبوی منہاج تربیت کے دو ماخذ تھے۔ قرآن واجتہاد اور دونوں مکمل شرعی استناد کے حامل تھے۔

5۔ تربیت کے وسائل:

تربیت کے وسائل کے لحاظ سے بھی ہمارے ہاں ذہنی اور فکری ژولیدگی کی ایک مستحکم فضا موجود ہے۔ مغرب کا تصور تربیت ہی چونکہ ناقص ہے لہذا ان کے وسائلِ تربیت ادھورے اور ناقص ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے تعلیمی اور تربیتی اداروں کے منتظمین سمجھ نہیں پاتے کہ وہ اپنے طلبہ کی تربیت کیسے کریں؟ جہاں تک ہمارے صوفی حلقوں کا تعلق ہے وہاں محبت اور کثرت ذکر ہی کو تربیت کا وسیلہ سمجھا جاتا ہے۔ اس میں

۱۳۔ النجم: ۵۳/۳

۱۴۔ عبس: ۸۰/ ۱۔ ۱۰، الانفال: ۸/ ۶۷، الانعام: ۶/ ۳۵، التحریم: ۶۶/ ۱ وغیرہ

۱۵۔ شاہ ولی اللہ الدھلوی، حجتہ اللہ البالغہ، ص: ۱۲۸، طبع دار الفکر، قاہرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شک نہیں کہ اصولاً یہ دونوں امور تزکیہ وتربیت میں انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن ان دو اصولوں کی تفریع وتعمیل میں غیر شرعی جزئیات کی اتنی بھرمار کر دی گئی ہے کہ محبت وکثرت ذکر کے یہ دونوں ادارے گونا گوں مفاسد کا مجموعہ بن کر رہ گئے ہیں اور اپنی مروجہ صورت میں یہ شاذ ہی اس طرح کی تربیت مہیا کرتے ہیں۔ جو اسلام میں اصلاً مطلوب ہے۔ یہاں ہم اختصار کے ساتھ نبوی منہاج کے صرف تین اہم وسائل کے طرف اشارہ کریں گے۔

(i) شریعت:

اس سلسلے میں جو بات انتہائی اہمیت کی حامل اور بنیادی حیثیت رکھتی ہے وہ مسلمانوں کا اس امر سے صرف نظر کرنا ہے کہ ساری شریعت ہمارا تزکیہ کرتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ صرف شریعت ہی ہمارا توازن اور مکمل تزکیہ کرتی ہے اور کر سکتی ہے۔ شریعت یا دین کو ہم سہولت بیان کی خاطر چار بڑے شعبوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات۔ ان چاروں شعبوں کے احکامات پر اگر اس توازن کے ساتھ عمل کیا جائے جس کی عملی تصویر ہمیں حضور اکرم ﷺ کی مبارک زندگی میں نظر آتی ہے تو پھر ہی انسان کی شخصیت اس طرح ارتقا پذیر ہوتی ہے کہ قرآن کا انسان مطلوب اور اسلام کا مرد کامل وجود میں آتا ہے اور انسانی نفس کا مکمل اور متوازن تزکیہ ہوتا ہے۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ عقائد عبادات اور کسی حد تک اخلاق کا تزکیہ نفس کا وسیلہ ہونا تو بعض لوگوں کی سمجھ میں آ جاتا ہے لیکن معاملات کا وسیلہ تزکیہ نفس ہونا ان کی سمجھ میں نہیں آتا حالانکہ غور کرنے سے یہ بات بھی سمجھ میں آ جانی چاہیے مثلاً اگر ایک آدمی متاہل زندگی نہیں گزارتا اور اس پر صنفی جذبات غلبہ پا لیتے ہیں تو اس کا راہ راست سے بھٹک جانا اغلب ہے اور اگر وہ اس بدقسمتی کا شکار ہو جائے تو ظاہر ہے وہ خدا کی ناراضگی بھی مول لے گا، اس کے اخلاق بھی برباد ہو جائیں گے، اسکی معیشت ومعاشرت بھی فساد کا شکار ہو جائے گی اور ایسی دینی کیفیت میں وہ اللہ کی عبادت بھی کیسے کر سکے گا؟۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک خاوند اگر اپنی بیوی کے پاس جائے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ صحابہ کو یہ بات سمجھ نہ آئی اور انہوں نے وضاحت چاہی تو آپ ﷺ نے صنفی جذبات کے غلط استعمال اور نتائج کی طرف ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی توجہ دلائی، تو وہ بات کو سمجھ گئے ۔ تو گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات چاروں مل کر نفس انسانی کا مکمل اور متوازن تزکیہ کرتے ہیں۔

بعض لوگوں کو یہ بات بری لگتی ہے کہ ہم عبادات کو ذریعہ تزکیہ کہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عبادات کوئی ٹریننگ کورس نہیں یہ فی نفسہ مطلوب ہیں تاکہ خالق مخلوق کا تعلق صحیح خطوط پر استوار ہو جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ عبادات یا عقائد یا اخلاق کو تزکیہ کا ذریعہ کہنا ہرگز ان کے کے استخفاف پر دال نہیں کرتا بلکہ یہ محض ایک امر واقعہ کا اظہار ہے۔ اس بات کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر ہم انسانی تعلقات کا احاطہ کرنا چاہیں تو بنیادی طور پر وہ تین قسم کے ہو سکتے ہیں۔ انسان کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ' انسان کا تعلق اپنے ابنائے نوع اور دوسری مخلوقات کے ساتھ اور اپنے نفس کے ساتھ۔ جب تک یہ تینوں قسم کے تعلقات ایک توازن کے ساتھ صحیح خطوط پر استوار نہ ہو جائیں، انسانی شخصیت کا متوازن اور مکمل تزکیہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ شریعت کے یہ چاروں شعبے مل کر ہی انسانی شخصیت کا متوازن تزکیہ کرتے ہیں۔

پھر یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ شریعت کے یہ چاروں شعبے محض تزکیہ نفس کا وسیلہ ہی نہیں بلکہ یہ چاروں کے چاروں دین کا ہدف بھی ہیں اور باہم متقارب اور متخالط بھی۔ مثلاً نماز کو لیجیے۔ خود قرآن کہتا ہے کہ یہ تذکیر ہے۔(۱۶) اور انسان کو برائیوں سے روکتی ہے۔(۱۷) یہ گویا نماز کے اخلاقی اثرات ہیں۔ اسی طرح با جماعت نماز (اور اس میں نماز پنجگانہ کے علاوہ جمعہ اور عیدین کو بھی داخل سمجھے) ہماری معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اور تعلق باللہ کو مضبوط کرنے کا تو یہ وسیلہ ہے ہی اور یہ ہمیں روزہ، زکوۃ اور حج پر بھی اُکساتی ہے۔ اسی طرح ہر شعبے سے مثالیں دے کر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات کے چاروں شعبے بیک وقت وسیلہ بھی ہیں اور ہدف بھی۔ لہٰذا ان کو تزکیہ نفس کا وسیلہ کہنا ان کے استخفاف کے مساوی نہیں ہے۔

(ii) عملی نمونہ:

تربیت کا دوسرا بڑا ذریعہ حضور ﷺ کا خود کو عمل کے بہترین نمونے کے طور پر پیش کرنا ہے۔

۱۶۔ طٰہٰ: ۲۰: ۱۴

۱۷۔ العنکبوت: ۲۹: ۴۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے صحابہ کی جو کامیاب تربیت کی اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ جو کچھ کہتے تھے خود اس پر عمل کر کے دکھاتے تھے۔ آپؐ کی تلقین محض زبانی نہ تھی، محض وعظ اور لیکچر نہ تھی بلکہ اس تعلیم کے تقاضوں کا آپ ایک بہترین نمونہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک صحابی نے ایک دفعہ حضرت عائشہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ تو انہوں نے کہا ''کیا تم قرآن نہیں پڑھتے''؟(۱۸) مطلب یہ کہ جن اخلاقی تعلیمات کا قرآن میں ذکر ہے گویا آپ ﷺ ان کی تجسیم اور ان کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ جنگ خندق کے وقت غربت کا یہ عالم تھا کہ لوگوں نے بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ ایک آدمی نے بھوک کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے اپنے شکم مبارک سے کپڑا ہٹا دیا وہاں دو پتھر بندھے تھے۔ (۱۹) ہجرت کے فوراً بعد بڑی اضطرابی کیفیت کا سماں تھا اور ہر لمحے یہ ڈر رہتا تھا کہ کفار حملہ نہ کر دیں۔ ایک رات کچھ شور ہوا تو لوگ گھبرا کر گھروں سے نکل آئے۔ دیکھا تو حضور ﷺ تلوار پکڑے ہوئے باہر سے تشریف لا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کوئی بات نہیں، خیریت ہے، میں دیکھ کر آ رہا ہوں، آپ لوگ جائیں آرام کریں۔(۲۰) جنگ حنین میں ہزاروں مسلمان تیروں کی اچانک بارش سے تتر بتر ہو گئے لیکن حضور ﷺ اپنی جگہ جم کر کھڑے رہے اور ایک انچ پیچھے نہ ہٹے۔(۲۱) غرض حضور ﷺ کی ساری زندگی ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ آپ نے ہر معاملے میں عملی نمونہ پیش کیا۔ قرآن نے اس کی گواہی یوں دی ہے:﴿ لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه﴾(۲۲)۔

(iii)تعلیم:

تربیت کا ایک بڑا وسیلہ اور ذریعہ پہلے بھی تعلیم ہی تھی اور آج بھی تعلیم ہی ہے۔ قرآن نے اس کا اظہار پہلی وحی میں کیا﴿ الذی علم بالقلم .علم الانسان مالم یعلم﴾(۲۳) بلکہ اس کا اظہار تو

۱۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبری: ۱۲، ص: ۳۶۴

۱۹۔ امام بخاری، لجامع الصحیح، ج:۴، ص: ۱۱۲ طبع القاهره

۲۰۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، ج:۴، ص: ۱۸۰۲، رقم الحدیث: ۲۳۰۷، طبع القاهره

۲۱۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، ج:۳، ص: ۱۳۹۸، رقم الحدیث: ۱۷۷۵

۲۲۔ الاحزاب: ۲۱/۳۳

۲۳۔ العلق: ۴،۵/۹۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخلیق انسانی کے وقت ہی ہو گیا تھا۔ جب اللہ نے آدم کو وہ علم عطا فرمایا جو فرشتوں اور جنوں کو عطا نہ کیا تھا اور ان دونوں گروہوں کو آدم کے آگے جھکنے کا حکم دے کر انسان کی فضیلت کا اعلان فرما دیا تھا۔ (۲۴) چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے جہاں حضور ﷺ کے مقاصد بعثت گنوائے ہیں، وہاں قرآن وحکمت کی تعلیم کا صراحت سے ذکر کیا ہے اور دیکھا جائے تو قرآن کی تلاوت بھی اس کی تعلیم ہی کا ایک حصہ ہے گویا اگر ہم حضور ﷺ کے مقاصد بعثت کو دو لفظوں میں سمونا چاہیں تو وہ ہیں تعلیم اور تزکیہ اور جیسا کہ پہلے ہم کہہ چکے ہیں کہ تعلیم بھی دراصل ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو اس وقت تعلیم کے جو میسر ذرائع تھے وہ آپ نے سب استعمال کیے، لکھنے اور پڑھنے کا ذریعہ اس وقت عام نہ تھا اور تعلیم کا انحصار زبان سے گفتگو اور ذہن سے یاد کرنے پر تھا چنانچہ یہی دو ذرائع زیادہ استعمال میں لائے گئے۔ آپ ﷺ نہ صرف باقاعدہ لیکچر دیتے تھے بلکہ غیر رسمی تعلیم کے لیے آپ ﷺ نے اپنے چوبیس گھنٹے وقف کر رکھے تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے عمداً بعثت کے بعد کسب رزق کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار نہیں کیا بلکہ اپنے سارے اوقات لوگوں کی تعلیم کے لیے وقف رکھے۔ چنانچہ تعلیم کا یہ سلسلہ ہر وقت جاری رہتا تھا۔

6۔ تربیت کے اسالیب:

حضور ﷺ کے منہاج تربیت کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک اور اہم پہلو ہمارے سامنے رہنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ حضور ﷺ نے تعلیم وتربیت کا یہ کام کیسے کیا؟ اس کے طرق اور اسالیب کیا تھے یہاں چونکہ تفصیل ہمارے پیش نظر نہیں لہٰذا چند اہم طرق واسالیب کی طرف اشارہ کر کے ہم اس گفتگو کو ختم کرتے ہیں۔

(i) نرمی:

حضور ﷺ کے تعلیم وتربیت کا ایک وصف یہ تھا کہ آپ ﷺ اس میں ہمیشہ نرمی اور حلم سے کام لیتے تھے۔ آپ نے کبھی سخت لہجہ اور درشت رویہ اختیار نہیں کیا۔ اس کی گواہی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یوں دی ہے کہ میں بچہ تھا اور ہر وقت آپ ﷺ کی خدمت میں رہتا تھا، بچپنے کی وجہ سے بے دھیانی اور حکم

۲۴۔ البقرہ: ۲/ ۳۰۔ ۳۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدولی بھی ہو جاتی تھی لیکن حضور ﷺ نے مجھے کبھی نہیں ڈانٹا اور نہ کبھی میرے ساتھ غصے سے بات کی۔(۲۵) ایک دفعہ ایک بدو مسجد نبوی میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔لوگ اسے زجر و توبیخ کرنے اور مارنے کو لپکے تو حضور ﷺ نے لوگوں کو منع فرمایا اور جب وہ فارغ ہو گیا تو اسے آرام سے سمجھایا کہ مسجد اس کام کے لئے موزوں جگہ نہیں ہے۔(۲۶) آپ کی اس نرمی کی گواہی قرآن نے یہ کہہ کر دی ہے۔﴿ولو کنت فظاغلیظ القلب لانفضوا من حولک﴾(۲۷)

(ii) مشورہ کرنا:

آپ اللہ کے پیغمبر تھے آپ پر وحی اترتی تھی اور اگر کسی معاملے میں وحی نہ اترتی تو بھی آپ اپنی خداداد فراست سے تنہا فیصلے کر سکتے تھے آپ لوگوں کے محبوب لیڈر تھے جو فیصلہ کرتے لوگ اسے مان لیتے لیکن ماموربہ امور کے علاوہ اجتماعی معاملات میں آپ نے ہمیشہ مشورے سے کام کیا اور یہی نہیں بلکہ بہت سے معاملات میں اپنی رائے چھوڑ کر اپنے احباب کی رائے مان لی جیسا کہ جنگ اُحد کے وقت ہوا جس میں یہ بات زیر بحث تھی کہ جنگ مدینہ میں رہ کر لڑی جائے یا باہر نکل کر۔(۲۸) اسی طرح جنگ بدر میں مقام جنگ کے تعین کے وقت ہوا اور آپ ﷺ نے اپنی رائے چھوڑ کر حضرت خباب بن منذرؓ کی رائے مان لی۔(۲۹)

(iii) عمدہ خطیب ہونا:

اچھے معلم اور قائد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھا مقرر ہو۔سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ بہت اچھے مقرر تھے۔آپ کی آواز بھاری اور پاٹ دار تھی۔تقریر میں جب ضرورت ہوتی ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے اور آواز کو پست و بالا کر لیتے تھے اور مجمع پر چھا جاتے تھے۔(۳۰)

۲۵۔ امام مسلم ،الجامع الصحیح: کتاب الفضائل،باب من خلقه صلی الله علیه وسلم

۲۶۔ ابو دائود السجستانی ، السنن، ج:۴،ص:۲۶۳ ،طبع دھلی ۱۳۸۹ھ

۲۷۔ آل عمران:۳/۱۵۹

۲۸۔ ابن سعد ،الطبقات الکبری ، ج:۲،ص:۳۸

۲۹۔ ابن ھشام ،السیرۃ النبویه،ص:۲۹۲

۳۰۔ قاضی محمدثناء الله ،شمائل و اخلاق نبوی،ص:۸۶،عن محب الطبری ،تحقیق ڈاکٹر محمود الحسن عارف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(vi) مساوات:

حضور ﷺ جو کام دوسروں کو کرنے کو کہتے تھے خود بھی اس میں شریک ہوتے تھے اور کسی امتیاز کو روا نہیں رکھتے تھے۔ ایک سفر میں جب لوگوں نے پڑاؤ ڈالا اور کھانا پکانے لگے تو لوگوں کے منع کرنے کے باوجود آگ جلانے کے لیے لکڑیاں اکٹھی کرنے کا کام آپ ﷺ نے اپنے ذمہ لیا۔ (۳۱) اسی طرح جنگ بدر میں سواری کم تھی، تین آدمیوں کے حصے میں ایک اونٹ آیا۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں نے بہت کہا کہ آپ ﷺ اونٹ پر تشریف رکھیں، ہم خوشی سے پیدل چل لیں گے لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور کہا تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو۔ چنانچہ اپنی باری پر اونٹ پر بیٹھتے اور پھر دوسروں کی طرح پیدل چلتے۔ (۳۲)

(v) حریت:

آپ لوگوں سے زبردستی اپنی بات نہیں منواتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور لوگوں کا محبوب قائد ہونے کے باوجود اخلاقی دباؤ سے بھی کام نہیں لیتے تھے بلکہ لوگوں کو اپنی بات کہنے اور کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ مشہور ہے کہ جب انہیں غلامی سے نجات ملی تو انہیں سابقہ نکاح فسخ کرنے کا حق مل گیا جو انہوں نے توڑنا چاہا۔ ان کے خاوند روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے کہ وہ نکاح نہ توڑے۔ حضور ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے بات کی۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ مجھے حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا حکم نہیں دے رہا یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے۔ تمہارے خاوند کی سفارش کر رہا ہوں۔ انہوں نے معذرت کر دی اور کہا میں نہیں مان سکتی۔ میرا اس شخص کے ساتھ رہنے کو دل نہیں مانتا۔ اس طرح ایک حبشی خادمہ نے سرورِ عالم ﷺ کی بات ماننے سے انکار کر دیا لیکن آپ ﷺ نے برا نہیں مانا اور نہ ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ آپ ﷺ سمجھتے تھے کہ یہ اس کا حق ہے۔ حضور ﷺ کی اسلوب تعلیم تربیت کی بیسوں نہیں سینکڑوں خصوصیات گنوائی جا سکتی ہیں لیکن یہاں ان کا شمار یا استقصاء مقصود نہیں ہے لہٰذا ہم ان چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں اور اپنی بات کو دہراتے ہیں کہ حضور ﷺ کے منہاج تربیت وتزکیہ کا موضوع ایک اہم موضوع ہے اور اس پر کام کی گنجائش ابھی باقی ہے لہٰذا اہل علم کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

۳۱۔ ابن کثیر، السیرة النبویة، ج: ۲، ص: ۳۸۹ طبع القاھرہ: ۱۳۸۴ھ

۳۲۔ ابن ماجہ: السنن، کتاب الطلاق، باب خیار الامة اذا عتقت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ کا نفسیاتی طریقہ دعوت

(وفود عرب کے ساتھ)

* ڈاکٹر محمد سجاد

سیرت نبوی ﷺ کا ایک اہم باب اور عنوان ''وفود عرب کی بارگاہ رسالت میں آمد'' ہے قدیم مآخذ سیرت میں عموماً فتح مکہ کے بعد اشاعت اسلام کے ضمن میں وفود عرب کا تذکرہ ہوا ہے۔ ان وفود کے مطالعہ سے جہاں سیرت طیبہ کے کئی نمایاں پہلو اجاگر ہوتے ہیں، وہاں دعوت نبوی کے کئی اسالیب پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اس کی ہی کوشش کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پر جوش اور بادشاہوں کی طرح استقبال کیا۔ مدینہ پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ جہاں تمام امور خدا تعالیٰ کے دین اور شریعت کے مطابق انجام پاتے تھے۔ اس ریاست کے قیام پر ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ دور و نزدیک کے قبائل سے اس کے تعلقات قائم ہونے شروع ہو گئے اور مختلف قبائل کے وفود مدینہ آنے لگے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلا وفد مضر کی شاخ مزینہ کا تھا۔ جو رجب ۵ھ میں حاضر ہوا۔(۱)

فتح مکہ نے ثابت کر دیا کہ اسلام ایک ناقابل تسخیر قوت ہے' اسے دبایا اور مٹایا نہیں جا سکتا۔ جو قبائل اسلام کی بقا اور اس کی کامیابی کے بارے میں تردّد کا شکار تھے، ان کا تردد ختم ہو گیا اور قبیلے کے قبیلے اسلام کے دائرہ میں داخل ہونے لگے۔ اس سلسلہ میں لگاتار مدینہ میں ان کے وفود کی آمد شروع ہو گئی۔ رمضان ۸ھ میں مکہ فتح ہوا اور ۹ھ میں ان وفود کی آمد اس کثرت سے ہوئی کہ مورخین اسے ''عام الوفود'' (وفود کا سال) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔(۲)

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، علامہ اقبال یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۔ ابن سعد ۱/۲۹۱' اس پر مزید بحث کے لیے ابن کثیر کی السیرۃ النبویۃ ۴/۷۷

۲۔ ابن ھشام ۴/۲۲۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ کے بعد قبائل عرب کے اس تیزی سے اسلام قبول کرنے کی وجہ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

کانت العرب تلو م باسلامهم الفتح فیقولون اترکوه و قومه فانه ان ظهر علیهم فهو نبی صادق فلما کانت وقعته الفتح بادر کل قوم باسلامهم و بادر قومی باسلامهم(۳)

''عرب اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ ان پر غلبہ حاصل کر لیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ وہ سچے نبی ہیں۔ لیکن جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم نے اسلام قبول کرنے میں تیزی دکھائی۔ میری قوم نے بھی اپنے اسلام کے سلسلہ میں جلدی کی۔''

مغازی کے امام محمد بن اسحاق (م:۱۵۱ھ) نے اسی بات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اہل عرب اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان جو کشمکش چل رہی ہے وہ کسی نتیجے تک پہنچے (تاکہ وہ اپنے بارے میں فیصلہ کر سکیں) اس لیے کہ قریش کی حیثیت لوگوں کے امام کی تھی۔ وہ بیت اللہ اور حرم محترم کے متولی تھے اور حضرت اسماعیل سے ان کا نسلی تعلق خالص اور بے آمیز تھا۔ پورا عرب ان کے مرتبہ و مقام کو تسلیم کرتا تھا۔ ان ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کا آغاز کیا تھا۔

جب مکہ فتح ہو گیا، قریش نے سپر ڈال دی اور سب کے سب اسلام کے زیر نگوں ہو گئے تو اہل عرب کو یقین آ گیا کہ اب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور وہ ہر طرف سے گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اسی کیفیت کو قرآن مجید کی سورۂ نصر میں بیان فرمایا ہے:

﴿ اذا جاء نصر الله و الفتح ﴾(۴)

۳۔ بخاری، کتاب المغازی باب (بغیر عنوان) رواه النسائی مختصراً کتاب الاذان باب احتزاء المرء باذان غیره فی الحضر

۴۔ ابن ہشام ۴/۲۲۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ کا واقعہ حالات کو تبدیل کرنے میں اسلام کو قوت بخشنے میں کتنے گہرے اور دورس اثرات رکھتا تھا۔ یہ کیفیت غزوۂ تبوک کے بعد پختہ سے پختہ تر ہوگئی۔ ان دو برسوں ۹ھ اور ۱۰ھ میں مدینے آنے والے وفود کا تانتا بندھا ہوا تھا اور لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اسلامی لشکر جو فتح مکہ پر دس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا اس کی تعداد غزوۂ تبوک میں (جبکہ ابھی فتح مکہ پر پورا ایک سال بھی نہیں گزرا تھا) اتنی بڑھ گئی کہ وہ تیس ہزار فوجیوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں تبدیل ہوگیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ ۲۴ ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار اہل اسلام کا سیلاب اُمنڈ پڑا۔

وفود کی تعداد:

سیرت کی مختلف قدیم کتب میں مدینہ آنے والے وفود کی تعداد:

۱۔ کم از کم ۱۵ (۵) اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۴ ملتی ہے۔ (۶)

۲۔ ابن سعد نے نام بنام ان کی تفصیل فراہم کی ہے، اس کے مطابق ان کی تعداد ۷۲ ہے (۷) تحقیق کے بعد اس میں کمی بیشی کا بھی امکان ہے۔ (۸)

۳۔ حافظ ابن قیم نے ۳۲ وفود کا تذکرہ کیا ہے۔ (۹)

۴۔ سیرت حلبیہ میں ۳۵ وفود کا ذکر ملتا ہے (۱۰)

۵۔ طبری نے ۳۴ وفود کا ذکر کیا ہے۔ (۱۱)

۶۔ ابن کثیرؒ نے اپنی سیرت میں ۷۱ وفود کی تفصیل بیان کی ہے۔ (۱۲)

۵۔ نفس مصدر

۶۔ الشامی محمد بن یوسف الصالحی، سبل الھدیٰ والرشاد تحقیق عادل احمد، شیخ علی محمد معوض، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۳ء ج ۶، ص: ۲۵۴

۷۔ ابن سعد ۱/ ۲۹۱، ۳۵۹

۸۔ علامہ ابن کثیر کے ہاں ابن سعد کے بیان کردہ بعض وفود کا تذکرہ نہیں ملتا۔ (سیرت ۴/ ۶)

۹۔ ابن قیم، زاد المعاد ۳/ ۵۹۵

۱۰۔ السیرۃ الحلبیہ قاہرہ ۱۹۶۳ء

۱۱۔ طبری، تاریخ الرسل والملوک ۳/ ۱۳۹

۱۲۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ ۴/ ۷۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ ابن اثیرؒ نے ۳۱ وفود کا تذکرہ کیا ہے۔(۱۳)

۸۔ قسطلانی نے مواہب میں ۳۵ وفود کی آمد میں بیان کی ہے۔(۱۴)

وفود عرب دعوت وتبلیغ کا ذریعہ تھے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ وفودِ اسلام قبول کرتے۔کبھی اس بات کی اطلاع دیتے کہ وہ اسلام لا چکے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر دین سیکھتے' اسلامی زندگی کا عملاً مشاہدہ کرتے' نماز پڑھتے اور اس کے طریقے سے واقفیت حاصل کرتے۔احکام شریعت کی تفصیل معلوم کرتے۔عام طور پر تاثر یہ ہے کہ یہ وفوذ جوق در جوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نعمت اسلام سے مشرف ہونے کے لیے آئے۔لیکن اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ ان وفود کی آمد کے مقاصد مختلف تھے۔مثلاً

۱۔ بعض لوگ تلاش حق میں نکلے اور جستجو کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت مآب میں آ پہنچے۔(جیسے کہ وفد عمرو بن عبسہ)(۱۵)

۲۔ بعض وفود تفقه فی الدین کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔(مثلاً وفد اشعریین) ان کے بارے میں بڑا دلچسپ واقعہ بیان ہوا ہے کہ ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کائنات کے آغاز کے بارے میں دریافت کیا اور لسانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے تکوین عالم کی تشریح سن کر اہل وفد اتنے خوش ہوئے کہ ان کے قدم زمین پر نہ ٹکتے تھے۔(۱۶)

۳۔ کسی وفد نے خوابوں کی تعبیر پوچھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف انتہائی تشفی بخش طریق سے ان کی تعبیر بیان فرمائی بلکہ سائل کے بعض مخفی جسمانی مصائب کی نشاندہی بھی فرمادی جسے سن کر وہ

۱۳۔ ابن اثیرؒ الکامل فی التاریخ ۲/۲۸۶

۱۴۔ الکتانی، التراتیب الاداریہ ج:۱ص:۴۴۴

۱۵۔ طبری' تاریخ الامم والرسل والملوک ۴/۲۸۴

۱۶۔ ابن سعد ۱/ ۳۴۸' وبخاری' کتاب بداء الخلق باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ و هو الذی یبداء الخلق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیران وششدر رہ گیا۔(۱۷)

۴۔ بعض وفود معاہدہ صلح وامن کے لیے حاضر ہوئے اور واضح طور پر یہ کہا کہ وہ اسلام قبول کرنے نہیں آئے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ دولت اسلام سے بہرہ یاب ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے۔(جیسے وفد اشجع)(۱-۱۷)

۵۔ بعض لوگ کسی وفد میں شامل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک شہید کرنے کا ناپاک عزم لے کر آئے۔ لیکن جس کی حفاظت رب کائنات فرما رہا ہو اسے کون ضرر پہنچا سکتا ہے' یہ لوگ عبرتناک انجام کو پہنچے۔ جبکہ وفد کے باقی لوگ مشرف باسلام ہو گئے۔ دیکھئے(وفد بنی عامر بن صعصعہ)(۱۸)

بعض مفاخرت کے لیے آئے جیسے بنو تمیم کا وفد' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر اور خطیب سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وفد کا قائد اقرع بن حابس کو بایں الفاظ اعتراف کرنا پڑا۔(''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل ہے' ان کا کلام ہمارے کلام سے زیادہ فصیح اور ان کی زبان ہماری زبان سے زیادہ شیریں ہے۔''(۱۹)

یہ تمام وفود دولت ایمان سے مشرف ہوتے اور اس مرکز ہدایت سے مستفیض و مستفید ہو کر جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ذمہ داری لگاتے کہ واپس جا کر اپنے قبیلے اور خاندان میں دعوت کا کام کریں۔ وفود میں کیونکہ قبیلہ کا سردار یا قائد یا چند ایک افراد نمائندگی کرتے چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہو جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس دعوت و تبلیغی ذمہ داری کی طرف متوجہ فرماتے۔ بعض وفود کے مطالعہ سے اس کی صراحت بھی ملتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری سونپی۔ مثلاً اس طرح کی بعض ہدایات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔ ۸ھ میں قبیلہ عبدالقیس جس کا تعلق بنو ربیعہ سے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

۱۷۔ ابن سعد ۱/۳۳۹

۱۷۔۱ ابن سعد ۱/۳۱۰

۱۸۔ ایضاً ابن سعد ۱/۲۱۵ و ابن خلدون' تاریخ ج:۲' ص:۲۵۹

۱۹۔ ابن سعد ۱/۲۹۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوااور عرض کی:

((انا لا ناتیک الا فی الشھر الحرام و بیننا و بینک ھذا الحی من کفار مضر مرنا بامر فصل نخبر بہ من وراء نا و ندخل بہ الجنة(۲۰)

''ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اشہر حرم ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں۔اس لئے کہ ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کفار مضر موجود ہیں (مضر اور ربیعہ کے مابین جنگ رہتی تھی) اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فیصلہ کن بات بتادیں جس سے ہم اپنے بعد والوں کو بھی باخبر کریں اور ہم خود بھی جنت میں داخل ہو سکیں۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو لوگ دین سیکھتے تھے ان کے سامنے از خود یہ بات رہتی تھی کہ اس کی دوسروں کو دعوت دینی ہے اور اسے ان تک پہنچانا ہے۔ایک اور روایت ہے۔

''مرنا بامر نعمل بہ و ندعوا الیہ من وراء نا''(۲۱)

''ایسی بات کا حکم دیں جن پر ہم بھی عمل کریں اور جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں بھی اس کی دعوت دیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد کو اللہ واحد پر ایمان لانے کا حکم دیا۔اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا:

'' اتدرون ما الا ایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ و رسولہ اعلم' قال شہادة ان لا الہ اللہ و ان محمداً ا رسول اللہ''(۲۲)

''مطلب یہ کہ یہ بات ذہن میں ہر دم محفوظ رہنی چاہیے کہ ایمان باللہ' رسالت پر ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔پھر ایمان بالقلب ہی کافی نہیں' اس کی شہادت دینا بھی ضروری ہے۔اس کے

۲۰۔ البخاری' کتاب الایمان باب اداء الخمس من الایمان ' و مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ تعالی''

۲۱۔ مسلم' کتاب الایمان بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وفد خدمت اقدس میں مدینہ پہنچ کر اسلام لایا۔ابن سعد ۱/۳۱۴' لیکن اس وفد کا آپ ؐ کو ''اے اللہ کے رسول'' کہہ کر خطاب کرنا یا یہ کہنا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں' یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ لوگ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔

۲۲۔ بخاری' کتاب الایمان باب اداء الخمس من الایمان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعدنماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور رمضان میں روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ان تمام احکام کی تفصیل بھی انہیں بتائی گئی ہوگی۔(۲۳) خود وفد کے ارکان بھی اپنے علم میں اضافہ کی کوشش کرتے رہے ہوں گے۔ چنانچہ وفد کے ایک رکن عبداللہ بن الاشج کے بارے میں صراحت کے ساتھ آتا ہے۔

" کان عبد اللہ الاشج یسأل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الفقه و القرآن"(۲۴)

" عبداللہ بن الاشج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقہ (احکام) اور قرآن کے بارے میں سوالات کرتے تھے۔"

قبیلہ عبدالقیس کا یہ وفد جب واپس ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"احفظوهن و اخبروبهن من وراء کم"(۲۵)

"ان باتوں کو اچھی طرح یاد کرلو اور جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں انہیں ان سے باخبر کرو۔"

یعنی یہ کہ دین کی ان باتوں کو اچھی طرح حفظ کرلو اور جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان تک انہیں پہنچاؤ۔حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"اس سے مراد قبیلہ کے وہ لوگ بھی ہوسکتے ہیں جو مدینہ نہیں پہنچ پائے تھے اور اس سے مراد اپنے بعد والے بھی ہوسکتے ہیں یعنی دین کی ان تعلیمات کو اپنی آئندہ نسلوں تک منتقل کرو۔"(۲۶)

اس وفد نے دس روز مدینہ میں قیام کیا۔(۲۷) اور دین کی تعلیم حاصل کی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بہت بڑی جماعت ایسی تیار ہوگئی جو دین کی بنیادی تعلیمات اور اس کے ضروری مسائل سے

۲۳۔ بخاری، کتاب الایمان، باب اداء الخمس من الایمان

۲۴۔ ابن سعد، ۱/۳۱۵

۲۵۔ مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بالایمان باللہ تعالیٰ

۲۶۔ فتح الباری ۱/۱۰۶

۲۷۔ ابن سعد ۱/۳۱۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقف تھی۔ اس پوری جماعت کو تبلیغ ودعوت کے کام پر لگا دیا گیا۔ یہ گویا ایک خاص قبیلہ کا ذکر ہے۔ لیکن اس سے یہ قیاس کرنا مشکل نہیں ہے۔ کہ اسلام لانے والے ہر وفد کو تبلیغ دین کی اسی طرح ہدایت دی جاتی ہوگی۔

امام بخاری نے اس حدیث پر ایک جگہ یہی باب (عنوان) قائم کیا ہے کہ

" باب وصاة النبی صلی الله علیه وسلم وفود العرب ان یبلغوا من ورائهم"(۲۸)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفود عرب کو تاکید کہ وہ اپنے بعد والوں تک دین کی باتیں پہنچائیں۔"

(۲) عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہمارا قافلہ جہاں آباد تھا وہاں قافلوں کی گزرگاہ تھی۔ مختلف قبائل ہمارے ہاں سے گزرتے رہتے تھے۔ ہم ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات حاصل کرتے تھے۔ وہ ہمیں آپؐ کے بارے میں بتاتے' جو وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی اس کا ذکر کرتے۔ ان کی یہ باتیں میری دل میں بیٹھ جاتی تھیں۔ میری یادداشت اچھی تھی۔ میں نے ان سے سن کر قرآن مجید یاد کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح اس کا کافی حصہ حفظ کر لیا۔ فتح مکہ کے بعد عرب کے قبائل اسلام میں داخل ہونے لگے تو میرے والد بھی مدینہ پہنچے تاکہ اپنی قوم کے اسلام لانے کی اطلاع دیں۔ ابن سعد میں ہے کہ اللہ نے جب تک چاہا میرے والد' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقیم رہے۔ جب واپس ہوئے تو ان کا استقبال کیا۔ انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں بات کا حکم دیا ہے اور ان ان کاموں سے منع کیا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ کون سی نماز کس وقت پڑھی جائے۔ (۲۹) عمرو بن سلمہ کے والد کے ساتھ ایک پورا وفد تھا۔ چنانچہ ابوداؤد کی روایت ہے:

"انطلق ابی وافد الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی نفر من قومه فعلمهم الصلوٰة"(۳۰)

۲۸۔ بخاری کتاب التمنی' باب وصاة النبی وفود العرب ان یبلغوا

۲۹۔ ابن سعد ۱/۳۳۶

۳۰۔ ابو داود کتاب الصلوة باب من احق بالامامة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میرے والد اپنی قوم کی ایک جماعت کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو نماز کی تعلیم دی۔''

نماز کی تعلیم کا ذکر انہوں نے ایک خاص سیاق میں کیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ دین کی باتیں بھی انہوں نے لازماً سیکھی ہوں گی۔ چنانچہ ایک اور روایت میں ہے۔

''تعلموا القرآن و قضوا حوائجهم'' (۳۱)

'' وفد کے لوگوں نے قرآن سیکھا اور اپنی ضروریات پوری کیں۔''

واپسی پر قبیلہ میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز قائم کرنے کا حکم دیا۔ امامت کے بارے میں فرمایا:

''اذا حضرت الصلوٰة فليؤذن احدكم و ليؤمكم اكثركم قرآناً'' (۳۲)

''جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور تم میں سے جس شخص کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ تمہاری امامت کرے۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکامات کی تفصیل بھی بیان فرمائی اور پھر اسے دیگر افراد تک پہنچانے کی تلقین کی۔

(۳) تبوک کی تیاری جاری تھی کہ بنولیث بن بکر بن عبد مناف کا وفد مدینہ منورہ پہنچا۔ (۳۳) اس میں حضرت مالک بن حویرث بھی تھے۔ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیس دن رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحیم اور رفیق القلب تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ ہمیں بیوی بچوں کی یاد آنے لگی ہے اور ہم واپس ہونا چاہتے ہیں، تو ارشاد فرمایا:

ارجعوا الى اهليكم فاقيموا فيهم و علموهم و صلوا كما رائتموني اصلى فاذا

۳۱۔ ابن سعد ۱/۳۳۶

۳۲۔ ایضاً

۳۳۔ ایضاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت الصلوٰۃ فلیؤذن لکم احدکم و لیؤمکم اکبر کم"(۳۴)

''اپنے بیوی بچوں میں واپس جاؤ' ان کے درمیان قیام کرو۔ اور انہیں (دین کی) تعلیم دو اور (اس کی پابندی کا) انہیں حکم دو' نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جو تم میں سے سب سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔''

یہ درحقیقت گھر اور خاندان والوں کی تعلیم و تربیت اور نماز باجماعت کی تاکید اور اس کے آداب کا بیان ہے۔

(۴) قبیلہ بنو سلیم میں ایک صاحب قیس بن نشبہ تھے۔(۳۵) وہ دور جاہلیت میں عبادت و ریاضت کرتے تھے اور سابق آسمانی صحیفوں کا مطالعہ کرتے تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہوا۔ غزوۂ خندق کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ عرض کیا۔

''میں اپنی قوم کا نمائندہ اور سفیر ہوں۔ وہ میری بات مانتی اور اطاعت کرتی ہے ۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض وہ سوالات کروں گا جن کا وہی شخص جواب دے سکتا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہو۔ انہوں نے سات آسمانوں' فرشتوں اور ان کی غذا جیسے غیبی امور کے بارے میں سوالات کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوابات دیئے اور اسلامی تعلیمات ان کے سامنے پیش کیں۔

جب اوامر و نواہی کو انہوں نے اچھی طرح سمجھ لیا تو اسلام لے آئے اور وعدہ فرمایا کہ میری قوم کے ایک ہزار گھڑ سوار حاضر خدمت ہوں گے۔ اس کے بعد اپنی قوم میں پہنچ کر انہوں نے کہا۔ اے بنو سلیم! میں نے روم اور فارس کی باتیں سنی ہیں۔ اشعار عرب سے واقف ہوں۔ حمیر کی زبان دانی دیکھی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ان سب سے مختلف ہے۔ لہٰذا ان کی اطاعت کرو۔ (وہ کوئی غیر نہیں) تمہارا ننہالی رشتہ بھی ان سے ہے۔

۳۴۔ بخاری' کتاب الاذان باب الاذان للمسافرین. و مسلم' کتاب المساجد' باب من احق بالامامه

۳۵۔ ابن سعد نے قیس بن نسیبہ نام بتایا ہے (۱/ ۳۰۷) لیکن ابن کثیر (السیرۃ النبویه) ۴/ ۷۶ اور حافظ ابن حجر (اصابه ۳/ ۲۶۰) نے قیس بن نشبہ لکھا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ کامیاب ہوئے تو تم فائدہ میں رہو گے۔ اور تمہاری قسمت اچھی ہوگی۔ اگر وہ کامیاب نہیں ہوئے تو عرب تمہارے خلاف اقدام کی ہمت نہیں کر سکتے۔ میں نے جس وقت ان سے ملاقات کی تو ان کے معاملہ میں میرا دل پتھر سے زیادہ سخت تھا۔لیکن ان کی بات چیت اور کلام سے وہ آہستہ آہستہ نرم پڑ گیا۔میری بات مانو اور فوراً اس دین کو اختیار کر لو۔ اس دین میں قسمت نے جو تمہارا حصہ رکھا ہے اسے حاصل کرلو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ''حبر'' (عالم) فرماتے تھے۔ان کی دعوت کا یہ نتیجہ نکلا کہ آٹھ ہجری میں بنو سلیم کے نو سو اور بعد میں ایک ہزار افراد نے قدید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور فتح مکہ، طائف اور حنین میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غزوات میں ان کا الگ جھنڈا اور الگ شعار بھی رکھا تھا۔(۳۶)

(۶) عمرو بن مرہ الجہنی کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ جہینہ کا ایک بت تھا۔جس کی ہم سب تعظیم کرتے تھے میں اس کا مجاور اور خادم تھا۔ جب مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر ملی تو میں نے یہ بت توڑ پھینکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسلام لایا اور حق کی گواہی دی۔ جو کچھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے حلال وحرام کی تفصیل بتائی اس کی تصدیق کی اور اسے تسلیم کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی قوم میں اسلام کی دعوت کے لیے بھیج دیا۔ ان کی کوشش کے نتیجہ میں پوری قوم اسلام لے آئی۔صرف ایک شخص نے اسے ماننے سے انکار کر دیا عمرہ بن مرہ نے اس کے حق میں بددعا کی تو اسے لقوہ ہو گیا۔وہ بول نہیں پاتا تھا۔ بینائی ختم ہوگئی تھی۔ احتیاج کی زندگی اس نے گزاری۔(۳۷)

(۷) ضحاک بن سفیان کی کوشش سے بنو کلاب کا پورا قبیلہ اسلام لے آیا۔۹ ہجری میں اس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔اسلام کے طریقہ کے مطابق سلام کیا اور اپنے اسلام لانے کی

---

۳۶ ابن سعد ۱/ ۳۰۷

۳۷۔ ابن سعد ۱/ص:۳۳۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطلاع دیتے ہوئے عرض کیا کہ ضحاک بن سفیان نے ہمارے درمیان کتاب اللہ اور آپؐ کی بتائی ہوئی سنت کے مطابق عمل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی ہمیں دعوت دی۔ ہم نے اسے قبول کرلیا۔ انہوں نے ہمارے اغنیاء سے صدقات وصول کئے اور ہمارے فقراء پر تقسیم کیئے۔ (۳۸)

(۸) ۸ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن سعد بن عبادہ کو قبیلہ صداء کی سرکوبی کا حکم دیا۔ وہ چار سو افراد کا لشکر لیکر پہنچے اور قریب ہی ایک مقام پر خیمہ زن ہو گئے۔ قبیلہ صداء کو جب اس کی اطلاع ملی تو ان کا نمائندہ خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو واپس بلالیں۔ میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ میری قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس قبیلہ کے پندرہ افراد خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلام لائے اور بیعت کر کے واپس ہوئے۔ ان کے ذریعے قبیلہ صداء میں اسلام پھیلا اور حجۃ الوداع میں اس کے سو افراد نے آپ ﷺ سے نیاز حاصل کیا۔ (۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں عرب کے مختلف علاقوں کے وفود آئے۔ اسلام کو سمجھا اور قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کی۔ یہ وفود ان علاقوں میں اسلام کی اشاعت وتبلیغ کا سبب بنے (۳۸-۱)۔ ان کے ذریعے پورے جزیرۂ نمائے عرب میں اسلام کا نور پھیلا اور بہت جلد عرب ساری دنیا کے امام اور قائد بن گئے۔

(iii) وفود عرب کے ساتھ آپ کا دعوتی طریقہ کار:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے ان وفود کا تعلق عرب کے مختلف قبائل سے تھا۔ جن میں چند ایک مشترکہ محاسن ومصائب تھے اور جبکہ بعض قبائل اپنی انفرادی شان وشوکت رکھتے تھے اور بعض کی وجہ شہرت بہادری اور بعض سخاوت ومہمان نوازی میں مشہور تھے۔ اور پھر ہر قبیلہ اپنے مخصوص

۳۸۔ ابن سعد ۱/۳۰۰

۳۸-۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے۔ عمری سید جلال الدین، عرب کے وفود، دربار رسالت میں سہ ماہی تحقیقات اسلامی (علی گڑھ) جلد ۷۔ شمارہ ۱۔ ۱۹۸۸ء ص ۵۔ ۱۶

۳۹۔ ابن سعد ۱/۳۲۶، ۳۲۷، الاستیعاب ۱/۵۶۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریات اور امتیاز سے عرب میں اپنا مخصوص مقام رکھتا تھا۔ ان دعوتی وفود میں بعض افراد عمدہ خصلت و سیرت کے مالک ہوتے اور بعض سخت مزاج' ان میں سردار اور قائد بھی تھے اور قبیلہ کے عام افراد بھی۔ غرض یہ کہ ہر مزاج اور فکر کا فرد شامل تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن دعوتی اصولوں کے مطابق دعوت حق کو پیش فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح قبائلی اور علاقائی نفسیات کا لحاظ فرمایا اسی کی بدولت ان وفود میں اکثریت دولت ایمان سے مشرف ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق اور حسن معاملہ کی بدولت جو وفود بظاہر صلح و امن کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے وہ بھی بالآخر ایمان لے آئے۔ ان وفود کے مطالعہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوتی طریقہ کار کا صحیح پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر نفسیاتِ انسانی کا لحاظ فرمایا۔

ہر وفد کے پہنچتے ہی دعوت دینی شروع نہیں کر دی' بلکہ دعوت کے لیے ماحول پیدا فرمایا۔ مجرد دعوت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ دعوت سے قبل مدعو کی مہمان دار' تکریم وتحریم کا مکمل اہتمام فرمایا۔ اس کی چند مثالیں ذیل ہیں۔

☆ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفود کی آمد کی اطلاع دی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوب صورت لباس زیب تن کرتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کا حکم دیتے۔(۴۰)

☆ وفود کے استقبال کے لیے بعض دفعہ مکان سے باہر تشریف لے جاتے اور حسب حالات اگر سردار اور قبیلہ کا قائد ہوتا تو اسکے لیے اپنی ردائے مبارک بچھاتے۔(۴۱)

☆ ان وفود کی رہائش کا اہتمام ایک صحابیہ رملہ بنت الحارث کے گھر کیا جاتا' اس کے علاوہ کبھی کبھی حضرت مغیرہ بن شعبہ اپنے ہاں لے جاتے اور بعض کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ٹھہرانے کا حکم دیتے۔

۴۰۔ و کان صلی اللہ علیہ سلم اذا قدم الوفود لبس احسن ثیابه و امر اصحابه بذالک(الامتاع ۱/ ۵۰۹) ثوب رسول الله صلی الله علیه وسلم الذی کان یخرج فیه للوفود حضرت میی طوله اربعه اذرع و عرضه ذراعان و شبر(سبل الهدیٰ و الرشاد ۶/ ۲۵۹)

۴۱۔ مثلاً جب وائل بن حجر آپ کے پاس آئے تو آپؐ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی۔(ابن سعد ۲/ ۵۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ حضرت بلالؓ اور حضرت خالد بن سعید بن العاص کو ان وفود کی خاطر و تواضع کے لیے مقرر کیا گیا اور بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس ان دعوتی وفود کی خاطر و مدارت کرتے اور ان کے حسب حاجت وظائف اور سفر کے مصارف ادا فرما دیتے تھے۔(۴۲)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے وفود سے ان کے قبیلہ کا نام پوچھتے اور بعض دفعہ وفد میں سے بعض کا نام پوچھتے۔ اگر یہ نام شریعت کے مزاج کے خلاف ہوتے تو تبدیل فرما دیتے اور عمدہ نام تجویز فرماتے۔(۴۳)

☆ مدینہ منورہ آنے والے ہر وفد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عزت و احترام کا برتاؤ کرتے تھے اور اس قدر رواداری کا مظاہرہ فرماتے کہ ان کی بہت سی نازیبا اور ناقابل برداشت حرکتوں کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کر لیتے۔

☆ واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفد کے ہر رکن کو تحفہ و ہدیہ عنایت فرماتے۔ وفد کے قائد یا قبیلہ کے سربراہ کو دیگر اراکین سے زائد دیا جاتا اور تمام وفود کے لیے یہ حکم دیا کہ:

"اجزهم كما تجيز الوفود"(۴۴)

یہی نہیں بلکہ وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری وصیت فرمائی ان میں ایک یہ بھی تھی کہ:

"اجيزو الوفود بنحو ما كنت اجيزهم"(۴۵)

"جس طرح میں وفود کو تحائف اور عطیات دیا کرتا ہوں تم بھی اسی طرح دیا کرو۔"

اور جہاں تک نفس دعوت و تبلیغ کا تعلق ہے تو یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب کی ذہنی

۴۲۔ ابن سعد الطبقات، (۲۹۸/۱)

۴۳۔ بنی سلیم کے ایک فرد "غاوی بن ظالم" کا نام بدل کر "راشد بن عبدرب" رکھا۔ (ابن سعد ۳۰۸/۱)۔ قبیلہ جہینہ کے ایک شخص عبدالعزیٰ بن بدر کا نام عبداللہ بن بدر رکھا۔ (۳۳۳/۱)

۴۴۔ ابن سعد ۲۹۸/۱

۴۵۔ صحیح بخاری، کتاب الجهاد ۴۴۹/۱ : سنن ابی داؤد، کتاب الخراج ۴۲۹/۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزاکتوں کا پورا پورا خیال رکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ آدمی کی ذہنیت کو تبدیل کرنا اور اس کے نقطہ نظر یا نصب العین کو منقلب کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے غیر معمولی ذہانت' حکمت و تدبر اور سب سے بڑھ کر ایسے استدلال سے کام لینا پڑتا ہے۔ جو مخاطب کو ذہنی طور پر ہموار کر کے نئی بات قبول کرنے پر آمادہ کر سکے۔

جس طرح ایک بیج کی نشو ونما کے لیے فقط بیج کی صلاحیتوں پر ہی نظر نہ رکھنی پڑتی بلکہ زمین کی آمادگی و مستعدی اور فصل وموسم کی سازگاری اور موافقت کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے اسی طرح ایک داعی کو بھی لازماً تخم ایمان کی آبیاری کے لیے قلوب واذھان کی آمادگی وموافقت کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے اسی طرح ایک کو بھی لازماً تخم ایمان کی آبپاری کے لیے قلوب واذہان کی آمادگی وموافقت کو پیشِ نظر رکھنا پڑتا ہے اور یہ آمادگی اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ استدلال مستحکم اور پائیدار ہو۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقائد اور تعلیمات دین کو دلوں میں اتارنے کے لیے ایک طرف تو ایسے دلائل و براہین سے کام لیا جن کا ادراک ایک ادنیٰ سے ادنیٰ عقل رکھنے والا آدمی بھی کر سکتا ہے۔ نیز ان دلائل و آثار میں تنوع کا خیال بھی رکھا تاکہ تفہیم و ابلاغ کا حق ادا ہو سکے۔ اور دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عرب کی تمام خوبیوں اور خرابیوں، ان کی انفرادی وقومی روایات اور ان کے عادات وخصائل کی رعایت رکھتے ہوئے کشت ایمان کی آبیاری کی۔

آفاق کے قوانین وضوابط' فطرت کے یقینیات' تاریخ کے مسلمات اور بنیادی اخلاقیات میں سے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں شرق وغرب اور عرب وعجم سب ایک ہی نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور مخاطب کے درمیان انہی قدر مشترک کو تلاش کیا اور اس کو بنائے استدلال بنایا۔ وفود کے مطالعہ سے اس کی چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

بعض افراد سلیم الفطرت ہوتے ہیں۔ ان میں اعلیٰ اخلاق صفات باتم موجود ہوتی ہیں اور اگر کوئی ان کی تعریف وتحسین کر دے اور ان کے اس حسن سیرت وصورت کی نشاندہی کرے تو ان میں مزید بہتری کی تحریک پیدا ہو جاتی ہے اور اس تحریک (Motivation) کی بدولت ان میں استقام نصیب ہوتا ہے اور وہ ہر آن بداخلاقی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے وفود میں بعض افراد باوجود جاہلی تعصّبات و خرافات کے عمدہ اخلاق وسیرت کے مالک ہوتے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وفود کے اراکین سے ان کے اخلاق اوصاف کو مدنظر رکھتے اور دعوت پیش کرتے وقت وفد کے ارکین یا قائد کے ان صفات عالیہ کا تذکرہ ضرور فرماتے' جس سے وہ متصف ہوتے تا کہ آغاز کلام میں ہی ان کے اندر اس پیغام حق کے لیے تحریک پیدا کردی جائے جس کی دعوت دی جارہی ہے۔ اور یہ پیغام بھی اس خاصیت اور صفات کا داعی ہے جس سے وہ متصف ہیں اس طرح ابتداء سے ہی مدعو سے بے تکلف تعارف اور کلمات داد وتحسین سے مدعو پر نفسیاتی اثر ہوتا اور وہ دین حق کو قبول کرنے پر آمادہ ہوجاتا۔ اس طرز فکر کی چند ایک مثالیں وفود کے مطالعہ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً

ا۔ وفد ازد کی وضع قطع اور خوش کلامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت پیش کرنے سے پہلے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم مومن ہیں۔ آپؐ مسکرائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ بتاؤ تمہارے قول اور ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں پندرہ خصلتیں ہیں۔ ان میں پانچ تو ایسی ہیں جن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں یعنی (مبلغین یا داعیان اسلام) نے ہمیں دعوت دی ہے اور پانچ ایسی ہیں جن کے متعلق ہدایت کی ہے کہ ان پر عمل کریں اور پانچ وہ ہیں جن کے ہم زمانہ جاہلیت سے پابند ہیں اور اب تک ان پر قائم ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جن پر تم کو ایمان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان	(۲) اس کے فرشتوں پر ایمان
(۳) اس کی کتابوں پر ایمان	(۴) اس کے رسولوں پر ایمان
(۵) مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر یقین	

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ پانچ باتیں کیا ہیں؟ جن پر تمہیں عمل کرنے کی ہدایت کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی۔ انہوں نے عرض کیا۔ (۱) کہ ہم اقرار کریں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (۲) نماز کی پابندی کریں۔ (۳) زکوٰۃ ادا کریں۔ (۴) رمضان کے روزے رکھیں۔ (۵) اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اب وہ پانچ باتیں بتاؤ جن پر تم زمانہ جاہلیت سے کاربند ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔

(۱) خوشحالی کے وقت شکر کرنا۔

(۲) مصیبت پر صبر کرنا۔

(۳) راضی برضائے الٰہی رہنا۔

(۴) آزمائش کے وقت راست بازی پر قائم رہنا۔

(۵) دشمنوں کی مصیبت پر ہنسی نہ اڑانا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پر حکمت اور دانائی کی باتیں سنیں تو تعریف فرمائی اور ان پر دوام کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''تم لوگ تو بڑے حکیم اور عالم نکلے' تمہاری حکمت و دانش گویا انبیاء کی حکمت و دانش ہے'' اس طرح ان کے اندر مزید بھلائی اور نیکی کی تحریک پیدا ہوئی اور جب دیکھا کہ اس طرح اقوال اور نصیحت کو یہ لوگ اختیار کرتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مزید پانچ اور نصیحتیں فرمائی۔ تاکہ کل مجموعہ بیس ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) ضرورت سے زیادہ مکانات نہ بناؤ (یا وہ مکان نہ بناؤ جس میں تمہیں بسنا نہ ہو)

(۲) ضرورت سے زیادہ اشیاء خورد و نوش جمع (ذخیرہ) نہ کرو۔

(۳) جس چیز کو چھوڑ کر کل تمہیں چلا جانا ہے اُس میں ایک دوسرے کی حرص نہ کرو۔

(۴) اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو جس کی طرف پھر تمہیں لوٹنا ہے اور اس کے حضور جوابدہ ہونا ہے۔

(۵) ان چیزوں سے رغبت رکھو جو آخرت میں تمہارے کام آئیں گی۔ جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا۔ (۴۶)

۴۶۔ ابن کثیر السیرۃ النبویۃ ۴/۱۸۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل وفد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو قبول کیا اور وطن واپس جا کر ہمیشہ ان پر عمل کیا۔ اس طرح دعوت میں منطقی وتدریجی اسلوب اختیار کرتے ہوئے' آپ نے پہلے انکے خیالات و افکار کو جانا اور ان کی عمدہ باتوں کی تعریف وتوثیق فرمائی اور اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے مزید پانچ خصلتوں کا تذکرہ فرمایا۔ جن کا مضمون سابقہ باتوں سے مختلف تھا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا کہ یہ افراد ایمان وعبادات پر یقین رکھتے اور عمل کرتے ہیں۔ اور اخلاق عالیہ سے بھی مزین ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ ایسی عادات ومعمولات کا تذکرہ فرمایا' جس سے ان کے سابقہ اعمال میں پختگی پیدا ہو اور ان کی عبادات میں اخلاص ومحبت پیدا ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پانچ باتوں کی تلقین فرمائی ان میں آخرت کا مضمون بیان ہوا۔ اور احتساب و ذمہداری کے تصور پر زیادہ زور دیا گیا۔ شاید اسی کی کمی ان کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کی ہو اور اس کے مطابق ان معمولات کو اختیار کرنے کی دعوت دی ہو۔

☆ قبیلہ بنی حارث بن کعب' سارے عرب میں شجاعت اور بہادری میں مشہور تھا۔ فتح مکہ کے بعد بھی یہ لوگ کفر ضلالت پر قائم رہے۔ دس ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو دعوت اسلام کے لیے ان کی طرف بھیجا۔ حضرت خالدؓ کی دعوت پر سارا قبیلہ ایمان لے آیا اور انہوں نے ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تعلیم وتربیت کے لیے بھیجا وفد کے اراکین' بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے ہیں کہ:

''زمانہ جاہلیت میں جو تم سے لڑا وہ ہمیشہ مغلوب رہا۔ اس کا کیا سبب ہے؟'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس کے تین سبب تھے۔

(۱) ہم اپنی طرف سے کسی پر ظلم یا زیادتی نہیں کرتے تھے۔

(۲) ہم خود کسی پر چڑھ کر نہیں جاتے تھے اور نہ لڑائی میں پہل کرتے تھے۔

(۳) جب ہم پر کوئی لڑائی تھوپ دیتا تو میدان جنگ میں ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے اور کبھی منتشر نہ ہوتے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ جو فوج یا جماعت ان اصولوں کے مطابق لڑے گی ہمیشہ غالب رہے گی۔ (۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفد کے ایمان و یقین سے واقف تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی معلوم تھا کہ قبیلہ بنی حارث بن کعب شجاعت و بہادری میں کمال رکھتا ہے۔ اور یہی ان کی عظمت و فضیلت ہے چنانچہ آپ نے ان کی نفسیات و حالات کو جانتے ہوئے ان کے اس مخصوص شعبہ میں مہارت کا ذکر فرمایا کہ جس کے سبب وہ ہمیشہ غالب رہے اور ظاہر ہے جب کسی کی خاص صفت یا بھلائی و عظمت جس میں وہ ملکیت تام رکھتا ہو یا اسکی وجہ شہرت ہو یا اس کی پہچان کا سبب ہو اس کا تذکرہ کیا جائے تو یہ بات اس کو دنیا و مافیہا سے بہتر لگتی ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظمت کا ذکر کرتے ہوئے ان سے دریافت فرمایا کہ کس سبب سے وہ ہمیشہ غالب رہے؟ چنانچہ جب انہوں نے تین اسباب کا ذکر کیا جو کہ تعلیمات محمدیؐ کے بھی عین مطابق تھے تو آپؐ نے نہ صرف ان کی تعریف و توثیق فرمائی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ یقیناً جو کوئی ان اصولوں کے مطابق لڑے گا وہ ہمیشہ غالب رہے گا۔ اس طرح وفد کے اراکین اپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے مطمئن ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مزید اکتساب فیض کے لیے چند دن ٹھہرے۔

عبدالقیس کا وفد' عبداللہ بن عوف الاشج کی قیادت میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ عبدالقیس کا وفد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مرحبا کیا اور فرمایا: ''عبدالقیس بھی کیسی اچھی قوم ہے ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپؐ نے ان کو دعوت اسلام دی اور وہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم میں عبداللہ الاشج کون ہے؟ عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ (وہ کریہ منظر بدشکل تھے)

۴۷۔ ابن سعد ج ا ص: ۳۳۹' وابن ہشام ۴/۵۹۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انسان کی کھال کی مشک نہیں بنائی جاتی البتہ آدمی کو دوسب سے چھوٹی چیزوں کی حاجت ہوتی ہے۔ایک اس کی زبان اور ایک اس کا دل' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اے عبداللہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرمایا ہے۔

عبداللہ نے عرض کیا کہ وہ کون سی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حلم اور وقار'' انہوں نے عرض کیا کہ یہ چیز پیدا ہوگئی ہے یا میری خلقت اسی پر ہوئی ہے آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری خلقت اسی پر ہوئی ہے۔

اس تبلیغی وفد کی آمد اور ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت اسلوب اور انسانی نفسیات کے لحاظ کی چند باتیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔مثلاً

(۱) سب سے پہلے عبدالقیس (۴۸) کے وفد کی آمد پر خوش آمدید کہا۔

(۲) اس وفد اور اس کے رئیس کی مدح و توصیف فرمائی۔

(۳) اس کے رئیس و قائد عبداللہ بن عوف الاشج' جو بظاہر بدشکل ہیں ان کی ظاہری شکل و صورت کے برعکس ان کی داخلی صفات اور خوبیوں کا ان سے اراکین وفد کے سامنے ذکر فرمایا کہ حقیقت میں اصل خوبصورتی اور حسن' رنگ و نسل کا نہیں بلکہ وہ اخلاق حمیدہ ہیں جن سے انسن متصف ہوتا ہے۔اور حضرت عبد اللہ الاشج میں جو دو خصلتیں اور خوبیاں (حلم اور وقار) میں ہیں ان کی خوبصورتی اور حسن ہے۔اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے (interionty Complex) کو ختم کر کے ان کی صفات حمیدہ کا ذکر

۴۸۔ قبیلہ عبدالقیس' بحرین کا رہنے والا تھا۔ یہ لوگ سعید الفطرت تھے اور فتح مکہ سے بہت پہلے دعوت اسلام قبول کر چکے تھے۔ یہ دو مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔پہلی مرتبہ ان کے وفد میں تیرہ آدمی تھے۔اور دوسری مرتبہ بیس ۲۰۔(بقول ابن سعد)

زرقانی ''شرح مواہب'' میں نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس کچھ لوگ آرہے ہیں جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہیں' اہل وفد نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنا سامان وہیں چھوڑ کر دیوانہ وار حضور کی طرف لپکے اور آپؐ کے دست مبارک چومنے لگے۔' تاہم اس وفد کے سردار منذر بن عائذ معروف بہ اشج نہایت بردبار اور زیرک تھے۔انہوں نے اپنے گردآلود لباس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا مناسب نہ سمجھا۔انہوں نے پہلے سفر کے کپڑے اتارے اور دوسرا صاف ستھرا لباس پہنا اور پھر نہایت اطمینان کے ساتھ حاضر ہوئے اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔

(۴) تمام اہل وفود کو انعامات وعطیات سے نوازا اور عبداللہ الاشج کو جو کہ وفد کے رئیس تھے سب سے زیادہ انعام دلایا۔ (۴۹)

☆ بعض دفعہ اہل وفد کے کسی خاص فرد میں کوئی عیب' برائی یا جاہلی پن دیکھتے تو حکمت اور نفسیات انسانی کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی طرف اشارہ فرما دیتے تا کہ اہل وفد عموماً اور وہ فرد خصوصاً اس سے اجتناب کرے۔ مثلاً

وفد بلہجیم میں ابو جری جابر بن سلیم جو کہ وفد کے قائد تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ایک قطری تہبند باندھے ہوئے تھا۔ جس کے کنارے قدموں تک تھے۔ جن سے تکبر و غرور ظاہر ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمائیں جو مجھے نفع دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم کبھی کسی کو گالی نہ دینا۔ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا گو اس قدر ہو کہ تم اپنے ڈول سے کسی پیاسے کے برتن میں پانی ڈال دو۔ یا اپنے بھائی سے شگفتہ روئی سے بات چیت کرو۔ اپنا تہبند (یا ازار) پنڈلیوں تک اونچا رکھو اور تہبند کو زیادہ نیچا لٹکانے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔ (۵۰)

یہاں بھی آپ نے براہ راست اور آغاز گفتگو ہی میں مدعو کے تکبرانہ لباس پر تنقید نہیں کی بلکہ جب خود ہی مدعو نے نصیحت کا مطالبہ کیا جو اس کے لیے نفع بخش ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مواعظ کے علاوہ تہبند لٹکانے سے پرہیز کی نصیحت کی جس سے مدعو پر نفسیاتی اثر ہوا۔

☆ وفد جعفی کے دو افراد حاضر خدمت ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم دل نہیں کھاتے۔ انہوں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع درست ہے۔ واقعی ہم دل نہیں کھاتے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تمہارا اسلام دل کھانے سے مکمل ہوگا۔''

۴۹۔ ابن سعد ۱/۳۱۴' ۳۱۵

۵۰۔ ابوداؤد' کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار (نمبر ۳۴۴۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کیلیے دل منگوایا اور اسے بھونا پھر آپؐ نے ان کو کھانے کے لیے دیا۔''(۵۱)

☆ اہل وفد میں سے کوئی رکن عقلی توجیہ وتوضیح کرتا تو آپؐ اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے اور اس کی تعریف فرماتے۔ مثلاً

وفد بنی قشیر بن کعب کے سردار قرن بن ھبیرہ حاضر خدمت ہوئے' ایمان لائے اور پھر کہنے لگے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے زمانہ جاہلیت میں اللہ کے سوا کچھ اور اللہ بنا رکھے تھے ان میں سے کچھ مذکر (بت) تھے اور کچھ مونث (مورتیاں) ہم ان کو پکارا کرتے تھے۔ مگر وہ جواب نہ دیتے تھے۔ ہم ان سے سوال کرتے تھے مگر وہ ہمارا سوال پورا نہ کرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو ہم نے ان کو چھوڑ کر آپؐ کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سنتے رہے اور اس کو پسند فرمایا۔ پھر حجۃ الوداع کے موقع پر یہ اپنے قبیلہ کے ساتھ آئے اور ایک پست اونٹنی پر سوار تھے۔ حضورؐ نے ان کو دیکھ لیا اور ان کو پکارا جب وہ قریب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا جب تم وفد میں میرے پاس آئے تھے تو تم نے کیا کہا تھا؟ انہوں نے اپنی مذکورہ بالا باتیں دہرائیں جب جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کو عقل دی گئی وہ کامیاب ہو گیا۔''(۵۲)

یعنی اب بھی تم ان بتوں کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہو۔ تم نے عقل وشعور سے ان معبودان باطل کی تردید کی جو نہ کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ عقل وشعور بہت بڑی نعمت ہے

۵۱۔ ''معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ تعلیم دینا چاہتے تھے کہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام نہیں کر لینا چاہیے'' یہ دو افراد' قیس بن سلمہ بن شراحیل ار سلمہ بن یزید بن مشجعہ' آپس میں ماں جائے بھائی تھے۔ ایمان لانے کے بعد انہوں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ ہماری ماں' غریبوں کو کھانا کھلاتی' مسکینون پر رحم کرتی اور قیدیوں کو چھڑاتی تھی اس نے اپنی زندگی میں اپنی چھوٹی بیٹی کو زندہ دفن کر دیا تھا۔ اس کا کیا حال ہے۔ حضور نے فرمایا: زندہ درگور کرنے والی دوزخ میں ہے۔''
اس سے ان کی رگ جہالیت پھڑک اٹھی۔ اور دونوں ناراض ہو کر چل دیئے اور کہنے لگے ہم ان کا اتباع نہیں کریں گے۔ گویا دونوں مرتد ہو گئے۔ راستہ میں ایک صحابہ کو پکڑ کر باندھ دیا اور صدقہ کے اونٹ لے کر بھاگ گئے۔ حضور کو اطلاع ملی تو آپؐ نے دونوں پر لعنت بھیجی۔ (ابن سعد ۱/۳۴۴)

۵۲۔ ابن سعد ۱/ ۳۳۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس نے اس سے کام لیا یقیناً وہ کامیاب و کامران ہوا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجمع عام میں اس کے کلمات دہرانے سے توحید کی اہمیت واضح فرمادی اور پھر یہ بھی بتایا کہ نہ صرف ان کی شخصیت کو آپ ؐ اچھی طرح جانتے ہیں۔ بلکہ ان کلمات اور باتوں کو بھی آپ ؐ جانتے ہیں جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی تھیں۔

☆ بعض وفود میں سے کوئی رکن یا فرد حاضر خدمت ہوتا تو آپ سے سوال کرتا اور آپ ؐ فوراً اس کا جواب نہ دیتے بلکہ اسی سے اس کے سوال کا جواب طلب فرماتے۔ تا کہ وہ اسی کی خود ساختہ وضاحت کردے جو اس کے ذہن میں ہے اس طرح اگر وہ جواب مزاج شریعت کے مطابق ہوتا تو آپ ؐ ان کی تصدیق فرمادیتے اور اس کی مزید تائید فرماتے اس طرح کی ناصحانہ طریقہ سے جو دعوت موثر ہوتی اس کی نظیر نہیں کہ مدعو جب اپنی فکر و آراء کی تصدیق پالیتا ہے یا اس کے اپنے ذہن وفکر کے زاویے کی توثیق ہو جاتی ہے تو اس کا دل خوشی و مسرت سے جھومنے لگتا ہے اور وہ مزید اشتیاق اور استقامت سے راہ مستقیم پر چلنا شروع کر دیتا ہے۔

چنانچہ ان دعوتی وفود کی آمد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے مکالمات کا اس نقطہ نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نفسیاتی اسلوب کے مطابق دعوت دی اسکی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

بنی طے کے رئیس، زید الخیل (۵۳) حاضر خدمت ہوئے اسلام قبول کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ نو دن کی دشوار گذار مسافت طے کر کے آیا ہوں۔ صرف دو باتیں دریافت کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، انہوں نے عرض کیا جو شخص اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے اس کی کیا علامت ہے اور جو اللہ کو نہیں چاہتا اس کی کیا علامت ہے روایت دیگر جسے اللہ چاہتا ہے اور جسے نہیں چاہتا اس کی کیا علامت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم زندگی کے شب و روز کیسے گزارتے تھے؟“

۵۳۔ حضور نے ان سے نام پوچھا انہوں نے عرض کیا ”زید الخیل“ آپ ؐ نے فرمایا نہیں، تم ”زید الخیر“ ہو۔ (ابن سعد ۱/۱۲۱)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے عرض کیا:

''میں نیکی اور نیکی کرنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو پسند کرتا تھا اگر میں اس پر عمل کرتا تھا تو اس سے طمانیت ہوتی تھی اور جب یہ عمل چھوٹ جاتا تھا تو غمگین ہو جاتا تھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو اللہ کو چاہتا ہے اور جو نہیں چاہتا اس کی یہی علامت ہے۔''

جب وہ اس بات سے مطمئن ہوئے تو آپؐ سے رخصت لی، آپؐ نے ان کو بارہ اوقیہ چاندی اور عمدہ خوشبو عنایت فرمائی اور ان کے بارے میں فرمایا:

''عرب کے جس شخص کی بھی فضیلت بیان کی گئی۔ پھر وہ میرے پاس آیا تو جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا تھا، میں نے اسے اس سے کم تر پایا سوائے زید کے۔''(۵۴)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری سیرت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن سلوک میں بھی ہمیشہ مدارج کا لحاظ رکھا ہے۔ مخلص اور منافق، متقی اور غیر متقی کے ساتھ آپؐ ایک طرح کا سلوک نہیں کرتے تھے۔ نہ اس کو پسند کرتے تھے۔ یہ وفود قبائل کی طرف سے اسلام قبول کرنے کے لیے آتے تھے۔ مگر ان کے ساتھ سلوک ان کے مدارج کے اعتبار سے ہوتا تھا۔ مثلاً

حضر موت سے حضرت وائل بن حجر کی قیادت میں ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وائل بن حجر اپنے علاقے کے سربر آوردہ رئیسوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے ورود مدینہ سے پہلے ہی حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

''وائل بن حجر جو ملوک حضر موت کی یادگار ہیں۔ اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کر لی ہے اور وہ دور دراز کی مسافت طے کر کے مدینہ آرہے ہیں۔''

جب مدینہ منورہ پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اپنی ردائے مبارک ان کے لیے بچھا دی۔ جب وہ ذوق وشوق سے اسلام قبول کر چکے تو اس موقع پر آپؐ نے اپنا دست

۵۴۔ ابن القیم زاد المعاد ۳/۶۱۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدس ان کے چہرے پر پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ الٰہی وائلؓ ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر برکت نازل فرما۔ اور ان کو حضر موت کے سرداروں کا حاکم بنا۔ (۵۵)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ تجیب کے تیرہ آدمی حاضر ہوئے اور اپنے ساتھ اپنے مویشی اور اموال میں سے صدقات جو ان پر فرض تھے وہ خود لے کر آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اموال میں جو اللہ کا حق تھا وہ ہم آپؐ کے پاس لے آئے ہیں، حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس کو واپس لے جاؤ اور اپنے ہی یہاں کے فقراء پر تقسیم کرو۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپؐ کے پاس وہی مال لائے ہیں جو وہاں کے فقراء پر تقسیم کرنے کے بعد بچا ہے۔

حضرت صدیق اکبر نے جب ان کا جواب سنا تو فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کا کوئی وفد ایسا نہیں آیا جیسا اس قبیلہ تجیب کا وفد۔

"حضور نے فرمایا کہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے جس کے لیے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے قلب میں ایمان کے لیے انشراح پیدا کر دیتا ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں پوچھیں جو حضور نے ان کے لئے لکھ دیں اس کے بعد پھر انہوں نے قرآن اور سنت کے متعلق کچھ سوالات کے لیے اس سے اور بھی ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رغبت پیدا ہوئی اور آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کی ضیافت بہت اچھی طرح کریں اور حضرت بلال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کو بدلہ اور زادراہ اس سے زیادہ دیا جتنا عموماً وفود کو دیا کرتے تھے۔ (۵۶)

☆ اخلاق ایک طاقت ہے۔ بلکہ سب سے بڑی طاقت ہے۔ حسن اخلاق اور اچھا سلوک دشمن کو دوست بنا سکتا ہے ایک میٹھا بول ایک سرکش آدمی سے اس کی سرکشی چھین سکتا ہے۔ ایک ہمدردانہ برتاؤ ایک ایسے جھگڑے کو ختم کر سکتا ہے۔ جس کو ختم کرنے کے لیے لاٹھی اور گولی کی طاقت ناکام ہو چکی ہے یہی وہ

۵۵۔ ابن کثیر السیرۃ النبویہ ۴/۱۵۴

۵۶۔ ابن القیم زاد المعاد ۳/۶۵۱، ۶۵۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ہے جس کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿ لا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینه عداوة کانه ولی حمیم﴾(۵۷)

''نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی۔ تم جواب میں وہ کہو جو اس سے بہتر ہو۔ پھر تم دیکھو گے کہ تم میں اور جس میں دشمنی تھی وہ ایسا ہو گیا ہے جیسے کوئی دوست قرابت والا۔''

وفود کے مطالبہ سے معلوم ہوتا ہے جس چیز نے اہل وفود کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔ وہ آپ کا حسن سلوک اور اخلاق حسنہ تھا جو بھی آپ کے قریب رہتا آپ سے محبت کرنے لگتا۔ حلم و وقار، رافت رحمت، برداشت و سچائی، حسن سلوک، آپ کے اندر کامل درجہ میں پایا جاتا تھا۔ آپ انسانی بلندی کی اعلیٰ ترین مثال تھے۔ جسے نفسیات کی اصطلاح میں متوازن شخصیت (Balanced Persanalty) کہا جاتا ہے۔

۱۔ بعض وفود (خصوصاً) آپ کے حسن سلوک سے اس قدر متاثر ہوئے۔ کہ ایمان لے آئے۔ حالانکہ وہ صلح و امن امان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تھے۔

انہی میں سے ایک وفد، قبیلہ اشجع کا تھا جو پانچ ہجری میں آیا ایک سو یا اس سے زیادہ آدمیوں پر مشتمل یہ وفد بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ نے اس بات کا انتظار نہ فرمایا کہ وہ خود بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ بلکہ آپ خود ان کے پاس تشریف لے گئے خیر و عافیت پوچھی اور بڑی دیر تک کمال اخلاق اور محبت کے ساتھ ان سے گفتگو فرماتے رہے۔ پھر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اپنے مہمانوں کی کھجوروں سے تواضع کرو۔ وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے انہیں بڑی نرمی کے ساتھ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

''انہوں نے جواب دیا محمدؐ! ہم اسلام قبول کرنے کے لیے نہیں آئے۔ ہماری آمد کی غرض و غایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن اور صلح کا معاہدہ کریں کیونکہ آپ کی اور آپ کی قوم کی

۵۷۔ القرآن (فصلت: ۴۱/۳۴)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے دن کی لڑائیوں نے ہمیں سخت پریشان کر رکھا ہے۔"

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ پیشانی سے فرمایا: "جو تم کہتے ہو وہ ہمیں منظور ہے" چنانچہ امن کا ایک معاہدہ لکھا گیا جس کو فریقین نے منظور کر لیا۔ اس دوران میں اہل وفد حضور کے اخلاق کریمانہ سے اتنے متاثر ہو چکے تھے۔ کہ معاہدہ صلح معرض تحریر میں آنے کے بعد وہ سب پکار اٹھے۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ کا دین برحق ہے۔ (۵۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاملہ اور اخلاق عالیہ نے انہیں تسخیر کر لیا اور سب کے سب دولت اسلام سے بہرہ یاب ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے اور پیغام بر ہو گئے۔ بنی سعد بن بکر کی طرف سے ضمام بن ثعلبہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اپنے قبیلہ کے سربراہ اور نہایت دانا آدمیوں میں شمار ہوتے تھے۔ اس لیے دربار رسالت میں اہل قبیلہ نے اپنی وکالت کے لیے صرف انہیں ہی بھیجنا کافی سمجھا وہ بدوی سادگی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے اور اپنی ناقہ کی مہار تھامے بلاتکلف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو گئے۔ حضورؐ اس وقت صحابہ کرامؓ کے حلقے میں تشریف فرما تھے۔ ضمام نے اونٹنی کو ایک کونے میں بٹھایا اور مجلس کے سامنے کھڑے ہو کر سلام کلام کے بغیر یوں گویا ہوئے۔

"تم میں سے کون ابن عبدالمطلب ہے (ایکم ابن عبد المطلب) آپؐ نے فرمایا میں ابن عبدالمطلب ہوں ضمام نے کہا اے ابن عبدالمطلب آپ کا داعی ہمارے پاس آیا تھا اس نے چند باتیں آپؐ کی طرف سے ہمیں بتائی ہیں۔ میں ان کی آپ سے تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ میرا لہجہ سخت اور درشت ہے میں سختی سے بات کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری بدوی لہجے کی درشتی سے دل میں غبار تو نہ لائیے گا؟

حضور نے فرمایا: "تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو بلاتکلف پوچھو؟

پھر وہ سوال کرتا ہے اور حضور نہایت ہی اطمینان سے اس کے ہر سوال کا جواب مرحمت فرماتے ہیں حالانکہ پورے مکالمے میں سائل کا لہجہ درشت رہتا ہے۔ تعلیم وتحمل کا یہ طریقہ اس طرح کارگر ثابت

۵۸۔ ابن سعد، ۳۰۶/۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ وہ شخص بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔

''اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق نبی بنایا۔ میں آپ ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں میں کمی بیشی نہ کروں گا۔ میں آپ ﷺ کا دین قبول کر چکا ہوں۔ میں اپنی قوم کا قاصد ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔(۵۹)

آپ ﷺ کا حسن اخلاق، سیرت و کردار اور قبائل عرب کے ساتھ حکمت بھری دعوت کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب یہ وفود اپنے اپنے قبائل میں واپس پہنچے تو انہوں نے ماہِ تاباں، سرور کائنات ﷺ کی ایک ایک ادا اور آپ ﷺ کا ہر ہر عمل جو انہوں نے مشاہدہ کیا اور جس کی آپ ﷺ نے ان کو تلقین فرمائی اسی طریقے کے مطابق اپنے قبائل میں اس کو پہنچایا۔ اس طرح بڑے قلیل وقت میں پورا عرب ایمان کی دولت سے منور ہو گیا۔

............☆............

۵۹۔ ابن ہشام، ۳/۵۷۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باجگذاران روم و فارس سے معاہدات نبوی دعوتی نتائج اور قبائل کی شیرازہ بندی

* معین الدین ہاشمی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہی سب سے پہلے عرب قبائل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے شروع کیے۔ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل سے معاہدات کیے ان معاہدات سے قبائل کو آپس میں جوڑنے ریاستی نظم و نسق چلانے اور اسلام کی تبلیغ و ترویج میں بہت امداد ملی۔

معاہدات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی تقسیم:

اولاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (الف) بیعت عقبہ ثالثہ (۱) (ب) عقد مؤاخاۃ (۲) (ج) دستور مدینہ (۳) جیسے معاہدات کیے۔

ا۔ بیعت عقبہ ثالثہ جو دراصل اوس و خزرج سے ایک معاہدہ بھی تھا، کی وجہ سے اسلامی ریاست کا قیام ممکن ہوا اور مرکز ریاست کا بندوبست ہوا۔ علاوہ ازیں اس معاہدے کے ذریعے مسلمانوں کی

---

* لیکچرار شعبہ حدیث و سیرت، فیکلٹی آف عربیک اینڈ اسلامک سٹڈیز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ا۔ بیعت عقبہ ثالثہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے یہ عہد لیا کہ اللہ کی بندگی کرو گے۔ اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔ مہاجرین کو ٹھکانہ دو گے اور اپنے بال بچوں کی طرح ان کی بھی حفاظت کرو گے اور ہر حالت میں میری اطاعت کرو گے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، السیرۃ النبویۃ. تحقیق از مصطفیٰ السقا، ابراهیم الابیاری عبد الحفیظ شلبی، مطبعه مصطفی البابی الحلبی، مصر، ج. ۱، ص: ۴۴۲تا۴۴۳، ابن کثیر، البدایة والنهایة ج۳، ص ۱۶۰تا۱۶۱

۲۔ ابن سعد، محمد کتاب الطبقات الکبریٰ (دار صادر بیروت ۱۴۰۵ھ) ج۔۳، ص: ۲۳۸، ابن قیم ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت ۱۹۹۴ء ج۴، ص: ۶۳، ۶۴۔

۳۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، مجموعة الوثائق السیاسیه فی العهد النبوی والخلافة الراشدة، دار الارشاد بیروت ۱۹۶۹ء وثیقه نمبر: ۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکھری ہوئی قوت کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔

ب۔ عقد مواخاۃ کی صورت میں مسلمان مہاجرین کی مدینہ میں آبادکاری کی گئی۔ علاوہ ازیں مکی اور مدنی مسلمانوں کی شیرازہ بندی ممکن ہوئی۔(۴)

ج۔ دستورِ مدنیہ سے ایک غیر سیاسی، منتشر اور غیر منضبط معاشرے کو ایک منظّم اور متحد سیاسی معاشرے میں تبدیل کرنے کے عمل کی بنیاد رکھ دی گئی۔

2۔ ان معاہدات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبائل سے رابطے کیے جو مدینہ (اسلامی ریاست) کے مغرب میں تجارتی راستے پر آباد تھے۔ اس ضمن میں بنوضمرہ، مدلج، غفار اسلم جھینہ، وغیرہ قبائل سے حلیفی اور جنگ بندی کے معاہدات کیئے گئے۔(۵)

ان معاہدات سے اسلامی ریاست کے حلیف وجود میں آئے۔ اسلامی ریاست کا خارجی استحکام ممکن ہوا اور اسلام کی ترویج میں اضافہ ہوا علاوہ ازیں مدینہ کے اردگرد کے قبائل میں اسلامی ریاست کے اثرات پھیلے۔

3۔ حدیبیہ:

معاہدہ نبوی صلح حدیبیہ انتہائی اہم حیثیت کا حامل ہے کفارِ مکہ اور مسلمانوں کے درمیان جنگ

۴۔ (ا) مکی خصوصاً قریش تاجر پیشہ قوم تھی جبکہ انصار زیادہ تر کاشتکار تھے جس کی وجہ سے قریش ان کو اپنے سے کم تر خیال کرتے تھے۔ ابن ہشام ج:۱ ص ۶۲۵، مجمع البحار محمد طاہر مطبع العالی نولکشور ۱۸۹۶ء ج:۱ ص:۶۸ (غزوہ بدر) نیز دیکھیں ندوی، محمد سلیمان، مولانا، تاریخ ارض القرآن (اردو) محمد سعید اینڈ سنز، کراچی، ج،۲ ص،۳۲۶

(ب) تجارت پیشہ ہونے کی وجہ سے وہ (قریش) معاشی طور پر اور کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ وہ (قریش) اپنے آپ کو مذہبی طور پر برتر سمجھتے تھے۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، دار المعارف قاھرہ ج، ۲ ص، ۲۵۰ تا ۲۵۸۔ عقد مواخاۃ کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان ہر قسم کی ایسی دیواروں کو گرادیا جو اتحاد و اتفاق اور باہمی تعلق کے راستے میں رکاوٹ کا سبب تھیں۔ مثال کے لیے ملاحظہ ہو۔ الحشر :۹ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن (اردو) ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ۱۹۷۶ء ج:۵، ص:۳۹۵

۵۔ ابن سعد ج،۲ ص:۱۰، ابوعبید، قاسم بن سلام، کتاب الاموال، مکتبہ التجاریۃ الکبریٰ مصر ۱۳۵۳ھ، فقرہ ۴۴۷۔ ابن حبیب، کتاب المحبر، طبع سعودی عرب، ص:۱۱۱ ان معاہدات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق السیاسیہ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندی کا یہ معاہدہ ٦ھ میں طے پایا۔(٦)

اس معاہدہ سے پہلی مرتبہ عرب میں مسلمانوں کی ایک سیاسی اور مذہبی حیثیت تسلیم کر لی گئی۔ اسلامی ریاست داخلی و خارجی طور پر نہایت مستحکم ہوئی۔ بہت سارے قبائل نے برملا اسلامی ریاست کے ساتھ حلیفی کے تعلقات قائم کئے۔

4۔ صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف عرب میں مختلف بادشاہوں کی طرف مکاتیب ارسال کئے۔ ان میں قیصر روم، کسرائے ایران، حبشہ کا بادشاہ نجاشی (٧)، عزیز مصر مقوقس، رئیس یمامہ، ہوذہ اور رئیس غسان، حارث شامل تھے۔(٨)

یہ مکاتیب بنیادی طور پر دعوتی نوعیت کے تھے(٩) ان کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ان کے ذریعے سے اسلام، حکومتی اور ملکی سطح پر دوسرے ممالک میں ایک دم متعارف ہوا۔

5۔ فارس اور روم کے باجگذاروں سے معاہدات نبوی

عہد نبوی میں فارس اور روم:

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فارس اور روم دنیا کی دو عظیم سلطنتیں تھیں مختلف وجوہ کی بناء پر ان میں باہم عداوت کا سلسلہ قدیم زمانہ سے چلا آ رہا تھا۔ دونوں اپنے ممالک میں توسیع کرنے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر میں رہتے تھے۔ عہد نبوی کے ابتدائی زمانہ میں رومیوں نے اپنی بادشاہت کا تمام مشرقی حصہ کھو دیا تھا، شام، آرمینیا، مصر، حتی کہ قسطنطنیہ تک ایرانی جھنڈے لہرا رہے تھے۔(١٠)

٦۔ ابن ہشام ج ٣۔ ٤ص: ٣١٧۔ ابوعبید ج: ١ص: ١٥٧، ایضاً فقرہ نمبر ٤٤١، بلاذری، ابوالحسن احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، طبع لیڈن ١٨٦٦ء ص: ٣٥، ابن قیم، ج: ٣، ص: ٢٩٩ نیز الوثائق السیاسیۃ: وثیقہ نمبر: ١١

٧۔ شاہ حبشہ نجاشی کی طرف اس مکتوب کی تاریخ کے حوالہ سے اختلاف پایا جاتا ہے تفصیل کیلیے ملاحظہ ہو ڈاکٹر حمید اللہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی ١٩٧٨ء، ص: ١٢٤

٨۔ ملاحظہ ہو۔ ابن سعد ج: ١ص: ٢٥٨ تا ٢٦٢ طبری، ج: ٢، ص: ٦٤٤، زرقانی، محمد بن عبدالباقی شرح المواہب اللدنیہ قاہرہ ١٩٢١ء، ج: ٣، ص: ٤١٨

٩۔ ایضاً

١٠۔ ابن الاثیر الزری، عز الدین ابی الحسن علی بن محمد الکامل فی التاریخ قاهره، ج: ١، ص. ١٧٦، ١٧٧

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی دوران قرآن نے اس صورت حال کے بالکل برعکس پیشنگوئی کردی کہ رومی فارس پر دوبارہ غالب آجائیں گے۔(۱۱) چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد ۶۱۶ء بمطابق ۶ھ نینویٰ کے مقام پر رومیوں نے ایرانیوں کو فیصلہ کن شکست دی اور اپنے مقبوضہ تمام علاقے واپس لے لیے۔(۱۲)

ان دونوں طاقتوں نے اپنی سرحدوں کے ساتھ ساتھ اور کہیں زیادہ دور تک عرب میں اپنے اثرات پھیلا رکھے تھے۔ چنانچہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک عرب کے شمال میں دومۃ الجندل' ایلہ' مقنا اور غسان جیسے اہم علاقے بیزنطینیوں (رومیوں) کے زیر اثر آ چکے تھے۔ ان علاقوں میں بسنے والے مختلف اہم قبائل مثلاً بنوکلب' تغلب' جزام' قین' بلی بہراء قضاعہ وغیرہ جنگ میں بیزنطینی جھنڈے کے نیچے ہی اکٹھے ہوتے تھے۔(۱۳) اسی طرح عہد نبوی میں عرب کے کئی اہم علاقے مثلاً یمن' یمامہ' عمان' بحرین اور طائف وغیرہ فارس کے زیر اثر تھے۔(۱۴)

اگرچہ دونوں ممالک ایک بڑے رقبے پر حکومت کے دعوے دار تھے لیکن عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانے دور میں یہ دونوں ممالک قسماً قسم اندرونی خلفشار کا شکار تھے۔ جس کی وجہ سے بالعموم تمام سلطنت اور بالخصوص مقبوضہ علاقوں اور باجگذار قبائل پر ان کے اثرات کمزور پڑ رہے تھے۔(۱۵)

۱۱۔ سورۃ الروم:۱

۱۲۔ Gibbon Edward. The History of the Decline and fall. Landon: Vol.v.P.190-194

۱۳۔ ابن ہشام (غزوہ موتہ)' ج:۳۔۴' ص:۳۷۵

۱۴۔ ان علاقوں میں بسنے والے قبائل کے ساتھ ساتھ ان کے حلیف اور پڑوسیوں پر بھی ایرانی اثرات پھیلے۔ طبری' ج:۲ 'ص:۶۵۶' ابن حبیب ' ص:۲۶۵'۲۶۶ ' بلاذری' فتوح البلدان' ص:۷۸' الاصبھانی' ابی الفرج علی بن الحسین' کتاب الاغانی' مؤسۃ جمال للطباعۃ والنشر بیروت ج:۱۲' ص:۴۸'۴۹

۱۵۔ Gibbon Edward. The History of the Decline and fall. Landon: Vol.v.P.190-194

نیز ملاحظہ ہو حمید اللہ' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی (اردو) دارالاشاعت کراچی ۱۹۸۰ء ص:۲۷'۲۸'۲۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارس کے باجگذاروں سے معاہدات

ا۔ یمامہ:

یمامہ نجد سے ملحقہ علاقہ تھا۔ ابن ھشام نے یمامہ پر دو آدمیوں کا نام بطور رئیس/سردار ذکر کیا ہے۔ ایک ھوذہ بن علی الحنفی اور دوسرے ثمامہ بن اُثال الحنفی (١٦) اس علاقے میں اسلامی اثرات صلح حدیبیہ سے قبل ہی پہنچ چکے تھے کیونکہ ثمامہ بن اُثال صلح حدیبیہ سے قبل اسلام لے آئے تھے۔

یہاں پر دوسرا سردار ہوذہ بن علی تھا یہ نصرانی مذہب پر تھا اور مسیحی قبیلہ بنوحنیفہ کا سردار تھا۔ (١٧) معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرے قبائل سرداروں سے زیادہ طاقتور تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسے ایرانی حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی۔ ابن درید نے لکھا ہے کہ کسرائے ایران نے اسے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا۔ جس میں ایک قیمتی لعل لگا ہوا تھا اسی کو پہننے کی وجہ سے ہوذہ کو ''ذوالتاج'' کا لقب بھی دیا گیا۔ (١٨)

ایران کی سیاسی ابتری، رئیس یمامہ ثمامہ بن اثال کے اسلام لانے اور اسلام کی طرف عوامی رجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوذہ بن علی کو لکھا کہ:

> ''تمہیں معلوم ہو کہ میرا دین عنقریب وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک کسی انسان کے پیر اور کسی جانور کے کُر پہنچیں گے۔ پس تم اسلام قبول کر لو نجات پا جاؤ گے اور تمہارے ماتحت جو ملک ہے اس پر تمہیں ہی حاکم رہنے دوں گا۔'' (١٩)

ہوذہ بن علی اس شرط پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کرنے کو تیار ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقتدار میں اسے بھی شریک کر لیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس شرط کو قبول نہ

١٦۔ ابن ہشام، ج:٣، ص:٢٠٧

١٧۔ قلقشندی، احمد بن علی، صبح الاعشٰی فی صناعة الانشاء، مصر، ج:٦، ص:٣٧٩، زرقانی، ج:٢ ص:٣٥٦

١٨۔ ابن درید، ابی بکر محمد بن الحسن بن درید، الاشتقاق، مکتبها لخانجی، مصر، ص:٣٤٨

١٩۔ ابن سعد، ج:١ ص:٢٦٢، قلقشندی، صبح الاعشٰی، قاهره ١٣٣٣ ج:٦، ص:٢٧٩ الوثائق السیاسیة الوثیقه نمبر:٦٨

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔(۲۰)

ثمامہ بن اثال اور دیگر مسلمانوں کے ذریعے اور پھر سرکاری سطح پر اس دعوت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں کے کچھ اہم لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔(۲۱)

بعد میں یمامہ کے ہی ایک سردار مجاعہ بن مرارہ بن سلمی بھی مسلمان ہوئے اور اسلامی وفاق میں شامل ہوئے ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب اور ایک دیگر امان نامہ کا تذکرہ بھی ماخذ میں ملتا ہے۔(۲۲)

یمن:

عرب کے جنوب میں یہ شہر انتہائی متمدن تصور کیا جاتا ہے۔ایک اہم تجارتی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ یہ سرسبز وشاداب بھی تھا لہٰذا یہاں زراعت بھی ہوتی تھی۔(۲۳)

یمن کی سرزمین پر عاد، عمالیق، اہل معین، سباء اور حمیر کی سلطنتیں قائم ہوئیں بعد ازاں اہل حبشہ یمن پر قابض ہوگئے اور ستر برس تک حکومت کی پھر اہل فارس نے انہیں نکال کر یمن پر خود قبضہ کرلیا۔(۲۴)

ظہور اسلام کے وقت کسرائے ایران کی طرف سے یمن پر باذان گورنر مقرر تھا۔کسرائے ایران کے حکم کی تعمیل میں باذان نے دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجے تاکہ ان کا جائزہ لیں اور ان کے احوال وغیرہ کی خبر کریں۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آدمیوں کو معجزانہ طور پر کہا کہ باذان کو خبر دو کہ کسریٰ کو قتل کردیا گیا ہے۔جاتے وقت انہیں تالیف قلب کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیے بھی

۲۰۔ بلاذری فتوح البلدان، ص:۸۷، نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، ج:۱ص:۲۶۲

۲۱۔ ابن ہشام، ملاحظہ ہو وفد بنو حنیفہ کی تفصیل، ج:۳،۴، ص:۵۷۶ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، ج:۱، ص:۳۱۶

۲۲۔ ابن اثیر ، ابی الحسن علی بن محمد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، دارالشعب قاہرہ ،ج:۵ نمبر:۴۶۶۴، نیز ملاحظہ ہو مجموعہ الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر:۶۹ تا ۱۷ نیز بلاذری

۲۳۔ ابن حبیب المحبر ص:۲۶۶

۲۴۔ الھمدانی، حسن ابن احمد بن یعقوب . صفۃ جزیرۃ العرب طبعہ سعودی عرب ریاض ۱۹۷۴ : ص:۶۵. یاقوت شہاب الدین ابی عبد اللہ یاقوت 'معجم البلدان ' دار صادر' بیروت ۱۹۷۷ ء، ج:۵، ص:۴۴۷، نیز ملاحظہ ہو لیبان گستاؤ، تمدن عرب (اردو ترجمہ) مقبول اکیڈمی لاہور۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنایت فرمائے اور باذان کے لیے یہ معاہداتی پیغام دیا کہ تم (اہل یمن) مسلمان ہو جاؤ تو تمہاری حکومت تمہارے سپرد ہی رہے گی باذان نے جب یہ احوال سنے تو وہ اور دیگر روساء فارس (بنوالابناء)(۲۵) اسلام لے آئے (۲۶)

یہ وہ دور تھا کہ ایران اپنی مد مقابل ایک بڑی قوت (روم) سے بری طرح شکست کھا چکا تھا۔(۲۷) علاوہ ازیں ایران کے بادشاہ کو قتل کر دیا گیا تھا۔(۲۸) اسی سیاسی انارکی کی وجہ سے یمن پر ایران کا اثر کمزور پڑ گیا وہاں ایک وطنیت پسند تحریک کا آغاز بھی ہو گیا کہ مداخلت کنندہ ایرانی غیر ملکیوں کو یمن سے نکال باہر کیا جائے۔(۲۹)

اس ساری صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وثائق بنام اہل یمن کا مطالعہ کیا جائے کہ مسلمان' ارکان اسلام کی بجا آوری کا اہتمام کریں۔ غیر مسلم' یہودیوں کو زبردستی ان کے دین سے برگشتہ نہ کیا جائے (ملک بدر ہونے کا خطرہ رکھنے والے ایرانیوں کو)(۳۰) مجوسیوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ ان سے فی بالغ مرد و عورت صرف ایک دینار جزیہ لیا جائے اور اگر یہ تابع رہیں تو ان کی جائیدادوں کی حفاظت کی جائے گی اور ان کے مظلوموں کی دادرسی کی جائے گی یہاں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے سرداران یمن کو بصورت اسلام بدستور حکمران رکھنے کی پالیسی کا اظہار شروع سے ہی کر دیا۔(۳۱)

یمن کے حالات کے تناظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان وثائق کی وجہ سے یمن کا ماحول

۲۵۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے یمن فتح کیا تھا۔ ابن حبیب ص:۲۶۶' نیز دیکھیں ابن حزم' ابو محمد علی بن احمد الاندلسی' جمہرہ انساب العرب' دار المعارف قاہرہ: ص ۲۱۵

۲۶۔ ابن سعد' ج:۱' ص:۲۶۰' طبری' ج:۲' ص:۶۵۶

۲۷۔ الروم: تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن' ج:۳' ص:۷۲۷

۲۸۔ ابن سعد' ج:۱' ص:۲۶۰

۲۹۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر حمید اللہ کا مضمون ''عہد نبوی کے عرب ایرانی تعلقات'' معارف (مجلہ) اعظم گڑھ ۱۹۴۲ء' ج ۵۰' ص:۲۱

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ابن سعد' ج:۱' ص:۲۶۰' طبری' ج:۲' ص:۶۵۶' نیز الوثائق السیاسۃ وثیقہ نمبر:۱۰۵ تا ۱۰۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام قبائل کے لیے پرسکون ہوا خصوصاً یمن کے حکمرانوں باذان اور ان کے قبیلہ کے دوسرے افراد جنہیں اپنے خلاف مقامی قبائل کی تحریک کے نتیجے میں ملک بدر ہونے اور بادشاہی ختم ہونے کا اندیشہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احکام کو دیکھتے ہوئے فوراً مسلمان ہوگئے۔

باذان کے لیے احکام اور دیگر قبائل کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مراعات اور حقوق وفرائض میں عدل کی باتیں جونہی دوسرے قبائل تک پہنچیں تو انہوں نے بھی اسلامی وفاق میں شامل ہونے کو غنیمت سمجھا۔ چنانچہ یمن اور اطراف یمن سے بکثرت وفود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (۳۲) مثلاً اشعر جو کہ یمن کا نہایت اہم قبیلہ تھا۔ پچاس آدمیوں پر مشتمل وفد لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ اسی وفد میں مشہور صحابہ رسول ابوموسیٰ اشعری بھی موجود تھے ماخذ سے پتہ چلتا ہے کہ اس وفد میں قبیلہ عک کے بھی دو آدمی بطور وفد موجود تھے۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی اور اسلام قبول کر کے اسلامی وفاق میں شامل ہوئے۔ (۳۳) بنو ہمدان جن کے اکثر بطن یمن میں آباد تھے۔ (۳۴) ان کا وفد بھی بارگاہ نبوی میں پہنچا اور اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کر لی۔ (۳۵) بنو ہمدان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وثائق بھی تحریر فرمائے۔ جن میں انہیں اسلامی احکام پر قائم رہنے کی تاکید کی۔ علاوہ ازیں احکام کی تفصیل بھی تحریر فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں میں سے ان پر امیر مقرر فرمایا۔ (۳۶) ان کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی۔ غیر مسلموں کے لیے جزیہ کی ادائیگی رکھی گئی اور مذہب کے معاملہ میں انہیں آزادی دی گئی کہ انہیں جبراً مسلمان نہیں بنایا جائے گا۔ (۳۷) بنو مذحج کی اکثریت

۳۲۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر خیبر میں تھے اس حساب سے یہ قبیلہ ان ابتدائی یمنی قبائل میں سے تھا جنہوں نے اسلامی وفاق کے ساتھ شمولیت اختیار کی۔ ابن سعد ج:۱ ص:۳۴۸

۳۴۔ قلقشندی، صبح الاعشیٰ ج:۱ ص:۳۲۸

۳۵۔ ابن سعد ج:۱ ص:۳۴۰، ۳۴۱، ابن ہشام ج:۳، ۴، ص:۵۹۶ نیز ملاحظہ ہو الکتانی، عبدالحی، التراتیب الاداریۃ، احیاء التراث العربی، بیروت ج:۱ ص:۲۴۴

۳۶۔ مجموعہ الوثائق السیاسیۃ، وثیقہ نمبر ۱۱۲

۳۷۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۱۰۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن میں آباد تھی۔(۳۸) یہ لوگ بھی وفد کی سورت میں حاضر ہوکر اسلامی وفاق میں داخل ہوئے۔ جب یہ وفد اپنی قوم کی طرف واپس ہوا تو پوری قوم دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئی۔(۳۹) بنو طے جو کہ یمن کا نہایت اہم قبیلہ تھا اس کے بطون شمال نجد تک پھیلے ہوئے تھے۔(۴۰) ۹ھ میں وفد لے کر حاضر ہوا اور اسلامی وفاق میں شمولیت کا اعلان کیا۔(۴۱) بنو کندہ کی متعدد شاخیں بھی یمن اور حضر موت میں آباد تھیں(۴۲) یہ لوگ بھی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کی۔(۴۳) یمن کے قریب شاہان حضرموت کا وفد بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کی۔(۴۴)

یمن کے اثرات نجران تک پھیل گئے۔ چنانچہ یمن اور ارد گرد کے حالات و احوال کو دیکھتے ہوئے نجران کا ایک اہم قبیلہ بنو حارث بن کعب بھی ۱۰ھ میں اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کرنے پر تیار ہوگیا اور اسلام قبول کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بھی انہیں میں سے قیس بن الحصین کو وفد کا سردار مقرر کیا۔(۴۵)

اسی طرح شاہان حمیر نے بھی اپنا وفد ار جب ۹ھ غزوہ تبوک کے بعد بھیجا اور اپنی وفاداری اور اطاعت کا اقرار کیا اور کہا کہ ہم اب مشرکین سے علیحدہ ہوگئے ہیں اور ان لوگوں سے اس کے بعد اب ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جو وثیقہ عنایت فرمایا ابن ہشام نے اپنی کتاب میں

۳۸۔ البکری ابی عبید عبد اللہ معجم ماستعجم من اسماء البلاد والمواضع، مطبعہ لجنۃ التالیف والتراجم، قاھرہ ۱۹۴۵، ج: ۱، ص: ۴۰

۳۹۔ ابن سعد، ج: ۱، ص: ۳۴۴

۴۰۔ بکری، ج: ۱، ص: ۱۰۹

۴۱۔ ابن ہشام، ج: ۳، ۴، ص: ۵۷۷، ابن سعد ، ج: ۱، ص: ۳۲۱

۴۲۔ قلقشندی، صبح الاعشیٰ، ج: ۱، ص: ۳۲۸

۴۳۔ ابن سعد، ج: ۱، ص: ۳۲۸

۴۴۔ ایضاً، ج: ۱، ص: ۳۴۹

۴۵۔ ایضاً، ص، نیز ابن ہشام، ج: ۳، ۴، ص: ۵۹۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس میں انہیں اسلامی احکام پر چلنے کا حکم دیا گیا۔ ''نصاری کے لیے لکھا کہ انہیں ایک دینار فی کس یا اسکی قیمت یا کپڑا وغیرہ جزیہ دینا ہوگا۔'' اس پر وہ بھی اللہ و رسول کی ذمہ داری میں آ جائیں گے۔(۴۷)

عمان:

یہ عرب کے جنوب مشرق کا ایک ساحلی علاقہ تھا جو دریائے یمن اور ہند کے ساحل پر مقام ہجر کے مشرقی سمت میں واقع ہے۔ اس علاقہ کی آبادی کا ایک بڑا حصہ قبیلہ ''ازد'' پر مشتمل تھا۔(۴۸) یمن کی طرح یہاں بھی ایرانی حکومت کے اثرات تھے۔ یہاں ایران کی طرف سے مقررہ حکمران، جلندی بن المستکبر ازدی تھا۔(۴۹)

چونکہ عمان یمن سے ملحقہ علاقہ تھا اور یہاں فارس کے لوگ بھی آباد تھے اور جیسا کہ اوپر گزر چکا کہ انہی کی طرفدار حکومت بھی تھی اس لیے یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ یہاں بھی یمن کی طرح کوئی وطنیت پسند تحریک اٹھی ہو کہ مداخلت کنندہ ایرانی غیر ملکیوں کو نکال باہر کیا جائے یا ایرانی حکمرانوں کو ہٹایا جائے۔(۵۰) اگر نہیں تو بھی فارس میں سیاسی انارکی کی بنا پر اس کے زیر اثر (باجگذار) مملکتوں پر گرفت کمزور پڑ جانا تو ایک طبعی امر تھا۔ اس ساری صورت حال کو دیکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (۶ھ) میں شہزادگان عمان، جلندیٰ کے ہر دو فرزندان جیفر و عبد کو یہ مکتوب ارسال کیا کہ۔

> ''میں تم دونوں کو اسلام لانے کی دعوت دیتا ہوں اسلام لے آؤ۔ نجات پا جاؤ گے اگر تم دونوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تو میں تمہیں بدستور حاکم رہنے دوں گا۔ اور تم سے کسی قسم کا تعرض نہ ہوگا۔''(۵۱)

۴۷۔ ابن ہشام، ج ۴، ص: ۵۸۸، ۵۹۰

۴۸۔ بلاذری، فتوح البلدان، ص ۷۶، نیز یاقوت، معجم البلدان، ج: ۴، ص: ۱۵۰

۴۹۔ ابن حبیب المحبر ص: ۲۶۵، ۲۶۶

۵۰۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ص ۲۶۴

۵۱۔ بلاذری فتوح البلدان، ص: ۷۶، نیز مجموعہ الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۷۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مکتوب جیفر و عبد کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور اسلامی وفاق میں شامل ہوئے۔(۵۲) اسی طرح قبیلہ بنواز داور دیگر قبائل عمان شہزادگان سمیت مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔ بنواز د کا وفد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جو انیس (۱۹) آدمیوں پر مشتمل تھا۔(۵۳) اس معاہدہ کی وجہ سے اسلامی ریاست کو جنوب مشرقی علاقے میں ایک اہم قبیلہ اور اس کے دوستوں کے حلیفی میسر آئی۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر مدینہ سے آدمی مستقل مشن پر بھیجے تاکہ آس پاس کے قبائل کو اسلام کا تعارف کروائیں۔ چنانچہ بلاذری کا بیان ہے کہ وہ لوگ اپنے مشن میں کامیاب رہے اور آس پاس کے قبائل نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ ماخذ میں عمان کے خالص بدوی قبائل بنوثمالہ اور حدان کا تذکرہ ملتا ہے کہ یہ وفد کی صورت میں فتح مکہ کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف مکتوب کا تذکرہ بھی ماخذ میں ملتا ہے۔(۵۴)

بحرین:

یہ عرب کے مشرق میں ایک ساحلی علاقہ تھا(۵۵) یہاں مختلف قبائل عبدالقیس، بکر بن وائل اور تمیم کے لوگ آباد تھے۔ بحرین بھی فارس کے زیر اثر تھا۔ یہاں منذر بن ساویٰ اگرچہ عربی النسل حکمران تھا(۵۶) لیکن شہنشاہ فارس کا خراج گزار تھا۔(۵۷)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اسلام کی طرف دعوت دی اور اسے لکھا کہ کہ تمہیں سربراہی

۵۲۔ فتوح البلدان، ص:۷۶

۵۳۔ ابن ہشام السیرۃ النبویۃ (بنواز د کا وفد)، ج:۳، ۴، ص:۵۸۷

۵۴۔ عمان میں ایک بڑا عرصہ عمر بن العاص السہمی اور ابو زید الانصاری کی خدمات لی گئیں۔ فتوح البلدان، ص:۷۶، ملاحظہ ہو وفد بنوثمامہ کا تذکرہ، ابن سعد، ج:۱، ص:۳۵۳، نیز مجموعہ الوثائق السیاسیۃ، وثیقہ نمبر ۷۸

۵۵۔ الھمدانی، ج:۳، ص:۲۷۹، معجم البلدان، ج:۱ ص:۳۴۷

۵۶۔ ملاحظہ ہو گذشتہ حوالہ نمبر:۲۹

۵۷۔ فتوح البلدان، ص:۷۸، ابن حزم، جمھرہ ص:۵، ۳۴۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے معزول نہیں کیا جائے گا۔ منذر بن ساویٰ نے اپنی رعایا کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا منذر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط بھی تحریر کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لکھا کہ:

"تمہارا سب کچھ تمہارے پاس ہی رہے گا بشرطیکہ تم اللہ و رسول کے تابع رہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تحریر فرمایا کہ جو لوگ مسلمان ہو جائیں گے وہ حقوق و ذمہ داریوں میں ہماری طرح ہی ہوں گے۔"

بحرین میں یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں کی آبادیاں بھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (غیر مسلموں) سے معمولی جزیہ پر صلح کر لی۔(۵۸)

بحرین کے قبیلہ بکر بن وائل کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اسلام قبول کر کے اسلامی وفاق میں داخل ہوا(۵۹) علاوہ ازیں قبیلہ بنو تمیم کے بڑے بڑے لوگ وفد کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ ماخذ نے اس وفد کی تعداد نوے کے قریب بتائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیف قلب کے لیے انہیں انعام و اکرام بھی عنایت کیا۔(۶۰) بحرین میں ہی رہنے والے مشہور قبیلہ عبدالقیس کی طرف مکتوب کا تذکرہ ماخذ میں ملتا ہے۔ (۶۱) اس قبیلہ کے بعض افراد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے عمومی طور پر اس قبیلہ نے اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کر لی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے تحریر کیا کہ یہ قبیلہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آ جانے سے اسلام کے مواخذات سے بری قرار دیا جاتا ہے۔ (اس قبیلہ کی دوسرے قبائل کے ساتھ بعض اموال واجناس پر غالبًا کوئی نہ کوئی رکاوٹ یا چپقلش رہتی تھی اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گردونواح کے قبائل کے لیے لکھا کہ وہ ان کی فراہمی اجناس میں مانع نہ ہوں۔ بلکہ ان کے لیے خصوصاً

۵۸۔ فتوح البلدان، ص:۸۷، مجموعہ الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۵۷ تا ۶۰

۵۹۔ ابن سعد، ج:۱، ص:۳۱۵

۶۰۔ ابن ہشام، ج:۳، ۴، ص:۵۶۰ الدیار بکری، حسین بن محمد بن الحسن، تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، بیروت، ج:۲، ص:۱۱۸، ۱۱۹

۶۱۔ مجموعہ الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۷۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرعی تجارت کے دوران سہولت پیدا کریں۔اہل بحرین کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ اس قبیلہ (عبدالقیس) کے ساتھ تعدی و جنگ کرنے والوں کے خلاف قبیلہ مذکورہ کی نصرت کریں۔(٦٢)

علاوہ ازیں ان کے لئے چند مزید آسان شرائط رکھیں۔اس قبیلہ نے اسلامی وفاق کے ساتھ شمولیت کو غنیمت سمجھا۔ماخذ سے ثابت ہے کہ اس قبیلہ کے بہت سارے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور فتح مکہ کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔(٦٣)

طائف:

طائف میں زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ ایرانی اثرات کا پتہ چلتا ہے۔اغانی کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ کسرائے ایران نے اپنے (ایرانی) انجینئروں کو بھیج کر طائف کے گرد ایک بڑی فصیل تعمیر کروائی تھی(٦٤) فتح مکہ کے بعد جب اہل طائف نے مکہ پر حملہ کرنا چاہا تو ان کی لشکرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی چنانچہ بھاگ کر انہوں نے طائف کے فصیل دار شہر میں پناہ لے لی(٦٥) طائف فتح کیے بغیر ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے(٦٦) اہل طائف کو اپنی کمزوری اور اسلامی ریاست کی قوت کا بخوبی اندازہ ہو گیا لہٰذا جلد ہی وہ اپنا وفد لے کر مدینہ پہنچے اور اسلامی ریاست کی سیاسی بالادستی قبول کر لی۔انہوں نے یہ کہا کہ ہم اسلام قبول کرنے کو تیار تو ہیں لیکن ہماری چند شرائط بھی تسلیم کی جائیں۔

مثلاً:

1۔ ہمیں نماز سے مستثنیٰ کیا جائے۔(٢)' زکوٰۃ(٣) جہاد(یعنی مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمنوں کے خلاف فوجی کاروائی کرنے) سے بھی مستثنیٰ قرار دیا جائے'(٤) ہمارا قدیم بت خانہ بھی نہ توڑا جائے۔(٥) زنا سے منع نہ کیا جائے'(٦) سود کی ممانعت نہ رہے(٧) شراب کی ممانعت بھی نہ

٦٢۔ ایضا

٦٣۔ ابن سعد'ج:١'ص:٢١٢'٣١٤

٦٤۔ اغانی'ج:١٢'ص:٤٨'٤٩

٦٥۔ ابن ہشام'ج:٣۔٤'ص:٤٣٧'٤٧٨'نیز فتوح البلدان:ص٥٦

٦٦۔ ابن ہشام'ج:٣۔٤'ص:٤٨٧'٤٨٨

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے۔(۸) طائف کو مکہ کی طرح حرم قرار دیا جائے۔(٦٧)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیمانہ اسلوب کی وجہ سے اہل طائف اپنے اکثر غلط مطالبات منوانے سے باز رہے۔ چنانچہ نماز سے استثناء، زنا اور شراب کی اجازت نہ دی گئی، فوجی کارروائیوں میں مسلمانوں کا ساتھ دینے سے ان کو مستثنیٰ کر دیا گیا(٦٨) سود کی حرمت کے لیے انہیں قلیل سی (آئندہ آنے والے عکاظ کے میلے تک) مہلت دے دی گئی(٦٩) ان کے بت خانے کو توڑنے کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے نہ توڑو بلکہ ہمارے آدمی اسے توڑیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی نقصان پہنچے گا تو تم محفوظ ہوں گے یہ اس لیے فرمایا کہ اہل طائف کا یہ وہم بدستور باقی تھا کہ بت خانہ توڑنے والے کو سخت قسم کا نقصان ہوگا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ انہوں نے اس عظیم بت خانے کو منہدم کر دیا۔ اس طرح معاہدے کی پرحکمت شق سے ان میں پرانی اور راسخ شدہ بت پرستی کا خاتمہ ہوگیا۔(٧٠)

اہل طائف کو مکمل حقوق عنایت کیے گئے۔ چنانچہ طائف پر انہیں پورا اختیار دیا گیا۔ انہی میں سے ان پر امیر مقرر کئے گئے۔(٧١) علاوہ ازیں انہیں مکمل تجارتی و ثقافتی آزادی دی گئی اور انہیں یہ بھی کہا گیا کہ ہر ظالم کے خلاف انہیں امداد دی جائے گی۔(٧٢)

اہل طائف (بنوثقیف) نے جب دیکھا کہ اسلامی ریاست ان کے حقوق میں کمی یا ان کے عدم

٦٧۔ ایضاً، ج:۳۔۴، ص:۵۳۸ تا ۵۴۰، ابن الاثیر الکامل فی التاریخ، ج:۲، ص:۲۸۴، مزید تفصیل کیلیے ملاحظہ ہو، منصور پوری قاضی محمد سلیمان سلمان، رحمت للعالمین، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ج:۱، ص:۱۶۶ تا ۱۶۹

٦٨۔ یہ وہ دور تھا جب اسلامی ریاست کے پاس عددی قوت کی کمی نہ رہی تھی۔

٦٩۔ مجموعہ الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۱۸۱

٧٠۔ ابن ہشام، ج:۳۔۴، ص:۵۴۰۔۵۴۱

٧١۔ طائف کی آبادی بنو مالک اور احلاف، دو گروہوں پر مشتمل تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں باہم یک جہتی نہ تھی اس لیے دونوں فریقوں پر الگ الگ انہی میں سے سردار مقرر کئے گئے۔ اس طرح وہ ممکنہ تنازع سے بھی بچ گئے۔ مجموعہ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۱۸۱ تا ۱۸۳

٧٢۔ ایضاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ کا ارادہ نہیں رکھتی تو انہوں نے خوشی سے اس معاہدہ کو تسلیم کر کے اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کر لی۔ اس طرح مکہ کے جنوب میں قریب ترین ایک بڑی اور اہم قوت اسلامی ریاست کے باجگذاروں میں شامل ہوگئی۔ اس معاہدہ کے بعد بنوثقیف کے ایک حلیف بنی ہلال جو کہ غزوہ طائف میں مسلمانوں کے خلاف شریک ہوئے تھے وفد کی شکل میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ (۷۳)

جرش:

طائف کے جنوب میں جرش ایک اہم مقام تھا (۷۴) فتح مکہ کے بعد ایک یمنی سردار صرد ابن عبد اللہ ازدی نے جب اسلام قبول کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے آس پاس کے علاقوں پر اپنے اثرات قائم کرنے کو کہا۔ چونکہ جرش یمن کے زیر اثر تھا (۷۵) اس لیے انہیں اس علاقے میں فوجی کاروائیاں کرنے میں کوئی دقت نہ پیش آئی۔ چنانچہ جب اہل جرش نے ان سے صلح کرنا چاہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح کا معاہدہ فرمایا۔

ان میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے انہیں بہت سی مراعات دی گئیں۔ مختلف چراگاہوں پر انہیں خودمختار بنایا گیا۔ غیر مسلموں کو معمولی جزیہ کی شرط پر امان عنایت کی گئی۔ یہاں ایک دلچسپ امر وہ شرط ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہل جرش کے لیے لگائی گئی کہ اگر مسلمان مسافر وہاں سے گذریں تو یہ (اہل جرش) ان کی مہمان نوازی کیا کریں گے۔ (۷۶)

باجگذاران روم سے معاہدات:

رومیوں نے اپنے مدمقابل کی بڑی قوت (فارس) کو نینوا کے مقام پر شکست فاش دی تھی (۷۷)

۷۳۔ ابن ھشام، ج: ۳۔ ۴ ص ۴۳۷

۷۴۔ یاقوت ج: ۲، ص: ۱۲۶

۷۵۔ ایضاً ملاحظہ ہو ابن ہشام، ج: ۳۔ ۴، ص: ۵۸۷

۷۶۔ بلاذری کے مطابق اسی طرح کی ایک شرط شام کی طرف ساحلی علاقے ''ایلہ'' کے ساتھ بھی رکھی گئی تھی چونکہ یہ علاقے تجارتی لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتے تھے لہٰذا یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ مسلمانوں کے لیے تجارتی سہولیات کے حصول کے لیے یہ شرط رکھی گئی ہو۔ فتوح البلدان، ص: ۵۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روم کے اثرات جہاں اور بہت پھیلے ہوئے تھے وہاں عرب کے کئی سرحدی علاقے' مثلاً دومۃ الجندل' ایلہ' مقنا اور اذرح وغیرہ بھی ان کے باجگذاروں میں شامل ہو گئے تھے۔ یہاں قرب وجوار میں بسنے والے اکثر قبائل مثلاً بنوتغلب' لخم' جذام' بلی اور بہراء وغیرہ ان ہی کے جھنڈے تلے اکٹھے ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان میں سے اکثر قبائل نے رومیوں کے ساتھ مل کر غزوۂ مؤتہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔(۷۸)

۹ھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں سے قیصر روم کو خط لکھا کہ یا تو اسلام لے آؤ یا جزیہ دو وگرنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ قیصرِ روم' مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کی ہمت نہ کر سکا(۷۹) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کو غنیمت جانا اور رومیوں کے زیر اثر علاقوں' دومۃ الجندل' ایلہ' مقنا' جرباء اور اذرح وغیرہ کے سرحدی علاقوں کو مطیع کر لیا اور ان سے صلح وامن کے معاہدات کئے۔

ا۔ دومۃ الجندل:

دومۃ الجندل حجاز سے شام اور عراق جانے والے تجارتی راستوں کا مقام اتصال (Junction) تھا اس لیے عرب تاجروں کے لیے یہ ایک اہم مقام تھا۔(۸۰) زمانہ جاہلیت میں یہاں ایک بڑا بازار بھی لگا کرتا تھا(۸۱) یہاں بنوکلب اور بنوکندہ کے اہم قبائل آباد تھے(۸۲) بنوکندہ کی ہی ایک شاخ بنوالسکون سے یہاں کا حاکم اکیدر بن عبدالملک تھا۔(۸۳)

۷۷۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن ج:۳'ص:۷۶۷

۷۸۔ ابن ہشام' ج:۳۔۴'ص:۳۷۵' نیز دیکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی' ص:۱۹۰

۷۹۔ یعقوبی کا بیان ہے کہ قیصر روم نے اسلام کا اعلان کر دیا تھا۔ یعقوبی' احمد بن ابی یعقوب' تاریخ الیعقوبی' دار صادر بیروت۔ ج'۲'ص:۸۴' یعقوبی کا یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا ملاحظہ ہو تفصیل کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی ص ۱۹۸' نیز ابو عبید کتاب الاموال' فقرہ ۵۵۰

۸۰۔ قلقشندی 'صبح الاعشیٰ' ج:۴'ص:۲۹۲' نیز مسعودی ابو الحسن بن علی بن حسین' التنبیہ والاشراف:۲۱۵

۸۱۔ ابن حبیب ص:۲۶۳

۸۲۔ قلقشندی' ج:۱'ص:۳۱۶' نیز یاقوت ج:۲'ص:۴۸۷

۸۳۔ ابن خلدون' عبدالرحمٰن' تاریخ ابن خلدون مکتبہ التجاریہ' مصر:۱۹۳۶ء' ج:۲'ص:۳۸' نیز ابن درید' ج:۱'ص:۳۷۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ ہجری سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاقے پر اپنا اثر و رسوخ بڑھانا شروع کر دیا تھا (۸۴) تبوک کی مہم کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو یہاں کے حکمران ''اکیدر'' کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ خالد بن ولید نے اسے گرفتار کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو اس نے اسلامی ریاست کی بالادستی کو قبول کر لیا۔ (۸۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ اور دیگر آسان شرائط پر اس کے ساتھ صلح کر لی اور اسی کو وہاں کی سرداری پر بحال رکھا۔ اس طرح دومۃ الجندل کا علاقہ اسلامی ریاست کے باجگذاروں میں شامل ہو گیا۔ (۸۶)

ایلہ:

ایلہ بحیرہ قلزم کے ساحل پر شام کے قریب حجاز کی آخری حد تھی دومۃ الجندل کی طرح یہ علاقہ بھی تجارتی مرکز تھا (۸۷) غزوۂ تبوک کے سفر میں یہاں کا حاکم یحنہ بن روبہ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ (۸۸)

۸۴۔ ملاحظہ ہو ۵ ھ میں سریۂ دومۃ الجندل اور ۶ ھ میں عبدالرحمٰن ابن عوف کے ذریعے بنو کلب کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے واقعات' مسعودی 'التنبیہ والاشراف' ص: ۲۱۵' نیز ملاحظہ ہو ابن سعد' ج: ۲' ص: ۶۲' علاوہ ازیں بنو کلب کے کئی سرداروں اور دیگر لوگوں کا اسلام لانا اور غیر مسلموں کا اسلامی ریاست کو جزیہ دے کر صلح کرنا ۶ ھ سے ہی ثابت ہے۔ ابن سعد ج: ۲' ص: ۸۹

۸۵۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس قبیلہ کے کسی حلیف نے ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ ابن ہشام' ج: ۲' ص: ۵۲۶' حتی کہ بنو کلب جو کہ دومۃ الجندل کے گرفتار ہونے والے حاکم ''اکیدر'' کے قریبی رشتہ دار تھے انہوں نے بھی نہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ان پر مسلمانوں نے پہلے سے اپنا اثر و رسوخ قائم کر لیا تھا اور ان سے حلیفی کے تعلقات بنا لیے تھے۔ بلاذری' فتوح البلدان' ص: ۶۳' نیز ملاحظہ ہو گذشتہ حوالہ کی تفصیل۔

۸۶۔ ابن ہشام' ج: ۳۔۴' ص: ۵۲۶' نیز بلاذری: فتوح البلدان ص: ۶۱ تا ۶۳۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مجموعہ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر: ۱۹۰ تا ۱۹۲

۸۷۔ یاقوت' ج: ۱' ص: ۲۹۲' نیز ابن ہشام ج: ۳۔۴' ص: ۵۲۶' نیز دیکھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ۱۹۹

۸۸۔ ابن ہشام' ج: ۳۔۴' ص: ۵۲۵ نیز بلاذری' فتوح البلدان' ص: ۵۹۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ بحری مہم بھی (بسلسلہ غزوۂ موتہ)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا کہ:

۱۔ یا تو اسلام قبول کرلیں یا جزیہ دیں اور جزیہ کے ساتھ چند اور اشیاء بھی دیں گے۔(۸۹)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیروں کی تعظیم کریں گے۔

۳۔ اطاعت کرنے پر ان کی مکمل حمایت کی جائے گی۔

۴۔ خشکی اور تری ہر دو راستوں پر (بشرط اطاعت) ان کی اور ان کے حلیفوں کی (حفاظت) کی جائے گی۔

۵۔ ان کے لیے خشکی اور سمندر کی راہیں جن پر وہ پہلے سے گزرتے ہیں بدستور کھلی رہیں گی۔

۶۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ مقام مقنا کے باشندوں کی ان کے وطن میں جانے کے لیے اعانت کریں۔(۹۰)

اس معاہدہ کی صورت میں اہل ایلہ کے لیے بہت سی سہولیات اور حقوق عنایت کئے گئے انہیں کھلی تجارت کی اجازت عنایت کی گئی اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کی گئی۔ اس طرح اہل ایلہ نے بخوشی اسلامی ریاست کی باجگذاری کو قبول کرلیا۔(۹۱)

مقنا:

ایلہ کے قریب واقع اس بستی کی آبادی میں اکثریت یہودیوں کی تھی (۹۲) یہاں کے اکثر یا کچھ یہودیوں کو ایلہ کے سردار نے ملک بدر کیا ہوا تھا تبوک کے موقع پر اہل مقنا اور بنوجنبہ وغیرہ کے لوگ صلح کی درخواست کے ساتھ حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بھی امان نامہ لکھوایا کہ:

۱۔ ان پر مذہب کے معاملہ میں زبردستی نہیں کی جائے گی۔

ایلہ بھیجی گئی تھی۔ بحوالہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، ص:۱۹۸

۸۹۔ جزیہ کے ساتھ دیگر تاوان ادا کرنے کا رواج اس علاقہ میں پہلے سے موجود تھا۔ ملاحظہ ہو الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر:۳۰

۹۰۔ اس شق کی وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو گذشتہ ص:۱۵

۹۱۔ ابن ہشام، ج:۳۔۴، ص:۵۲۵، نیز بلاذری، فتوح البلدان:۵۹، نیز ملاحظہ ہو الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر:۲۹۔۳۰

۹۲۔ بلاذری، فتوح البلدان، ص:۶۰، نیز یاقوت ج:۵، ص:۱۷۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ جو شخص مسلمان ہوگا اس کو پچاس دینار وظیفہ عنایت کیا جائے گا۔

۳۔ اہل مقنا سے احسان کرنے والوں کے ساتھ احسان کیا جائے گا۔

۴۔ اہل مقنا سے برائی کرنے والوں سے بدلہ لیا جائے گا۔(۹۳)

یہاں یہ امر دلچسپ ہے کہ ان کے ہر مسلمان ہونے والے فرد کے لئے پچاس دینار مہیا کیے جائیں گے۔یاد رہے کہ یہاں یہود کی آبادیاں تھیں اور ان کا سلسلہ خیبر تک پھیلا ہوا تھا۔قیاس یہ ہے کہ جلا وطن شدہ یہود مدینہ سے ان کے اتحاد سے بچنے اور ان کو اپنے ساتھ حلیفی پر پختہ کرنے کے لیے بطور تالیف قلب یہ شرط رکھی گئی۔

ان مراعات کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کے جلا وطن شدہ باشندوں و ان کے اصل علاقے میں بھیجنے اور آباد کرنے کا بندوبست بھی فرمایا(۹۴)اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلہ کے حاکم کو لکھا کہ اہل مقنا کے ساتھ ان کے وطن جانے کے لیے اعانت کی جائے۔(۹۵) یہاں کے دوسرے یہود کے لیے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امان ناموں میں ان کے گھروں میں دوبارہ آباد ہونے کا تذکرہ نظر آتا ہے۔(۹۷)

جرباء وازرح:

یہ دونوں بستیاں شام کی حدود میں مقنا کے قریب واقع تھیں(۹۸) یہاں بھی یہودیوں کی مختصر آبادیاں تھیں تبوک کے موقع پر انہوں نے بھی صلح کرنا چاہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اسلامی ریاست کے ساتھ وفاداری اور معمولی جزیہ کے عوض میں صلح کر لی۔(۹۹)

۹۳۔ بلاذری فتوح البلدان: ص:۶۰ نیز الوثائق السیاسیہ۔وثیقہ نمبر ۳۳

۹۴۔ بلاذری،فتوح البلدان،ص:۶۰

۹۵۔ ملاحظہ ہو ایلہ کے ساتھ معاہدے کا آخری فقرہ،مجموعہ الوثائق السیاسیہ،وثیقہ نمبر:۳۰

۹۷۔ یہ آبادیاں روم(بیزنطین) کے زیر اثر تھیں اس لیے یہاں عیسائیوں کا اثر ورسوخ زیادہ تھا عیسائیوں اور یہودیوں کی باہمی دشمنی کوئی نئی بات نہ تھی ممکن ہے کہ یہاں کے یہود کو تنگ کرنے اور انہیں جلا وطن کرنے میں عیسائیوں کا ہاتھ ہو۔نیز الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر:۳۳۔۳۴

۹۸۔ یاقوت،ج:۳،ص:۱۱۸،ج:۱،ص:۱۲۹

۹۹۔ ابن سعد،ج:۱،ص:۲۸۹۔۲۹۰۔بلاذری فتوح البلدان ص:۵۹،نیز ملاحظہ ہو۔الوثائق السیاسیہ وثیق نمبر ۳۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باجگذاران روم سے معاہدات نبوی کے مزید نتائج بھی سامنے آئے مثلاً ان قبائل کے ساتھ مناسب روّیہ ان کے حقوق کی حفاظت اور معاہدین کی قدردانی کو دیکھتے ہوئے اردگرد کے دوسرے قبائل بھی اسلامی ریاست کی طرف راغب ہوئے (۱۰۰) ان میں مشہور قبیلہ غسان ہے جو بیزنطین کا پکا وفادار تھا (۱۰۱) اس قبیلہ کے چند لوگ کچھ ہی عرصہ بعد رمضان ۱۰ ھ میں مدینہ آئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے (۱۰۲) علاوہ ازیں غسان کے ایک قبیلہ بنی ثعلبہ کی طرف بھی مکتوب نبوی کا تذکرہ ملتا ہے۔ (۱۰۳) ان کے کچھ لوگ تو پہلے سے ہی اسلامی وفاق کے ساتھ شامل ہونے پر تیار ہو گئے تھے چنانچہ ۸ ہجری میں ان کا وفد مدینہ حاضر ہو چکا تھا۔ (۱۰۴)

اسی طرح بیزنطین کے وفادار دیگر قبائل' قبیلہ لخم' بنو بلی' قبیلہ داری اور بنو تغلب کی طرف مکاتیب کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ (۱۰۵) ان قبائل میں بنو بلی کے وفد کا تذکرہ ۹ ھ میں تبوک سے قبل ہی ملتا ہے۔ علاوہ ازیں شام کے قریب سے قبیلہ داری کا وفد اس وقت حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس لوٹے۔ یہ لوگ مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہوئے (۱۰۶) اسی طرح بنو تغلب کے وفد بھی جس میں کچھ مسلمان اور کچھ نصاریٰ تھے حاضر ہوئے اور اسلامی وفاق میں شامل ہوئے۔ (۱۰۷)

معاہدین کے لیے اقدامات نبوی کا جائزہ

ا۔ علاقائی خودمختاری:

معاہد قبائل کو عمومی طور پر اپنے علاقے میں خودمختار بنایا جاتا۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ ان کے

۱۰۰۔ ابن سعد ج:۱' ص:۳۳۸

۱۰۱۔ ابن حبیب ص:۳۷۰۔۳۷۱' ان سے متعلق مکتوب نبوی ملاحظہ ہو۔ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر:۳۷

۱۰۲۔ ابن سعد ج:۱' ص:۳۳۸

۱۰۳۔ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر:۴۰

۱۰۴۔ ابن سعد ج:۱' ص:۳۹۸

۱۰۵۔ ابن سعد ج:۱' ص:۳۱۶۔ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر:۴۱' ۴۸' ۴۳

۱۰۶۔ ابن سعد ج:۱' ص:۳۳۰' ۳۴۳

۱۰۷۔ ابن سعد ج:۱' ص:۳۱۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخلی معاملات میں عموماً اسلامی ریاست دخل اندازی نہیں کرتی تھی۔ چنانچہ معاہدین کو مقامی زمینوں‘ باغات‘ چشموں‘ چراگاہوں اور دیگر اموال پر مکمل خودمختاری دی جاتی تھی۔

عموماً معاہدین قبائل پر انہی میں سے امیر مقرر کیا جاتا مثلاً بحرین‘ یمن‘ عمان‘ طائف‘ دومۃ الجندل‘ ایلہ‘ مقناء جرباء وغیرہ کے علاقوں میں سابقہ سرداروں کو ہی بحال رکھا گیا۔ ان میں سے اکثر وہاں کے مقامی قبائل کے لوگ تھے۔(۱۰۸) یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر کیے گئے اکثر عمال و منتظمین کا تعلق عموماً اسی قبیلہ سے ہوتا تھا جس پر ان کا تقرر کیا جاتا مثلاً بیعت عقبہ ثالثہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس وخزرج کی مختلف شاخوں پر انہیں میں سے نقباء کا تقرر فرمایا(۱۰۹) اسی طرح صحابی ابن الاصبع کلبی اور حارثہ بن القطن کلبی کو دومۃ الجندل میں بنوکلب پر عامل بنا کر بھیجا۔(۱۱۰)

مالک بن عوف نصری کو بنونصر پر عامل مقرر کیا گیا(۱۱۱) صرد بن عبداللہ ازدی کو بنوازد پر(۱۱۲) قیس بن مالک ہمدانی کو ہمدان میں‘ عثمان بن ابی العاص ثقفی کو بنوثقیف پر(۱۱۳) عباس بن مرداس (جن کا تعلق بنوسلیم سے تھا) کو سلیم و مازن پر(۱۱۴) بریدہ بن حصیب اسلمی کو بنوغفار و اسلم پر(۱۱۵) رافع بن

۱۰۸۔ مثلاً ملاحظہ ہو: عمان و بحرین کی طرف مکتوبات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۶۶ رئیس یمامہ کی طرف مکتوب ایضاً وثیقہ نمبر: ۶۸۔ وثیقہ برائے بنی جناب از قبیلہ بلحارث‘ وثیقہ نمبر: ۸۱‘ ۸۲‘ ۸۳‘ ۸۴۔ نیز ملاحظہ ہو وثیقہ بنام شیخ ہمدان‘ ایضاً وثیقہ نمبر: ۱۱۱‘ ۱۱۳‘ ۱۳۱‘‘۔ اسی طرح دوسرے کئی وثیق جات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاہدین کے اموال پر انہیں تصرفات عنایت کرتے تھے۔ البتہ ایک مخصوص حصہ بصورت زکوۃ یا صدقات یا جزیہ کا تعین کیا جاتا تھا۔

۱۰۹۔ مقامی منتظمین کے ساتھ حکومت کی طرف سے دوسرا منتظمین کا تقرر بھی کیا جاتا تھا‘ ملاحظہ ہو آئندہ حوالہ نمبر: ۱۱۰ تا ۱۲۰‘ ابن ہشام‘ ج: ۱‘ ص: ۴۴۳۔۴۴۴

۱۱۰۔ واقدی‘ محمد بن عمر بن واقد‘ کتاب المغازی‘ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات‘ بیروت لبنان‘ ص: ۵۶۱‘ نیز ابن سعد‘ ج: ۱‘ ص: ۳۳۵

۱۱۱۔ ابن ہشام: ۳۔۴‘ ص: ۴۹۱‘ بلاذری احمد بن یحیٰی دار المعارف قاہرہ الطبعہ الثالثہ انساب الاشراف‘ ص: ۵۳۰

۱۱۲۔ ابن ہشام‘ ج: ۳۔۴‘ ص: ۵۸۷‘ ابن سعد: ج: ۱‘ ص: ۳۳۸

۱۱۳۔ بلاذری: ۵۳۰

۱۱۴۔ بلاذری انساب الاشراف: ۵۳۰

۱۱۵۔ ابن سعد‘ ج: ۲‘ ص: ۱۶۰‘ بلاذری انساب الاشراف ص: ۵۳۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکیث (جن کا تعلق قبیلہ جھینہ سے تھا) کو جھینہ پر (۱۱۶) عدی بن حاتم (جن کا تعلق بنو طے سے تھا) کو بنو اسد و طے پر (۱۱۷) سعد الدوسی کو دوس پر (۱۱۸) اشعث بن قیس کندی کو بنو کندہ پر (۱۱۹) اور زرعہ بن ذی یزن (جن کا تعلق رؤسا حمیر سے تھا) کو حمیر پر ہی عامل مقرر کیا گیا (۱۲۰)

قبیلہ سے ہی پرانے سربراہ یا مقامی عامل کے تقرر کا ایک فائدہ یہ تھا کہ قبیلہ و علاقہ کے حالات و معاملات سے پوری طرح واقفیت ہونے کی وجہ سے انتظامی معاملات میں سہولت رہتی تھی۔ دوسرا یہ کہ سرداروں اور دیگر سرکردہ افراد کو یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ اسلام کی وجہ سے وہ کمتر ہو گئے ہیں نیز عوام بھی یہ محسوس نہیں کرتے تھے کہ ان پر کوئی غیر آدمی حکومت کر رہا ہے۔

معاشی جدو جہد میں آزادی:

عرب کے تجارتی میلوں/ بازاروں میں چند با اثر سرداروں کا قبضہ ہوتا تھا لہٰذا ایک طرف تو تجارت پیشہ قبائل کو بھاری خراج ادا کرنا پڑتا (۱۲۱) دوسری طرف یہ سردار تجارتی نقل و حمل کے راستے میں کئی طرح سے رکاوٹ بھی بنتے تھے (۱۲۲) جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاہدین کو تجارتی نقل و حمل میں آزادی فراہم فرماتے اور اگر کوئی ان کے تجارتی نقل و حمل میں رکاوٹ بنتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاہدین کا ساتھ دیتے اور راستے کی رکاوٹیں دور کرنے کے لیے ان سے مکمل تعاون فرماتے۔ ۵ھ سریہ دومۃ الجندل اس کی ایک بڑی مثال ہے کہ جب وہاں کے حکمران نے تجارتی قافلوں کے نقل حمل میں رکاوٹ

۱۱۶۔ ابن سعد ج:۲ ص:۱۶۰' بلاذری انساب الاشراف' ص:۵۳۰

۱۱۷۔ بلاذری انساب الاشراف' ص:۵۳۰' کتانی' ج:۱' ص:۳۹۶

۱۱۸۔ کتانی' ج:۱' ص:۲۴۲

۱۱۹۔ ابن ہشام' ج:۳۔۴' ص:۵۸۵' ابن سعد' ج:۱' ص:۳۴۰

۱۲۰۔ طبری' ج:۳' ص:۱۴۰' ابن الاثیر، اسد الغابہ نمبر ۱۷۴۵

۱۲۱۔ واقدی' محمد بن واقد' تحقیق ڈاکٹر مارسڈن جونسی' مطبعۃ جامع اکسفورڈ ۱۹۶۶ء ج:۱' ص:۴۰۳' ابن حبیب المحبر اسواق العرب' ص:۲۶۳' ۲۶۴ تا ۲۶۷۔ نیز ملاحظہ ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی۔ ص:۱۷۳' ۱۷۴

۱۲۲۔ ایضاً: نیز ملاحظہ ہو: ۵ھ میں سریہ دومۃ الجندل اسکی بنیادی وجوہ میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اہل دومۃ الجندل نے تجارتی قافلوں کی نقل و حمل میں ناجائز رکاوٹیں ڈالنی شروع کی تھیں۔ مسعودی' ص:۲۱۵' نیز دیکھیں ابن سعد' ج:۲' ص:۶۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالنے کی کوشش کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف کارروائی کی۔(۱۲۳)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کے قبیلہ عبدالقیس کے لیے جو وثیقہ تحریر فرمایا اس میں آس پاس کے قبائل (جو قبیلہ عبدالقیس کے تجارتی راستے کی رکاوٹ بن سکتے تھے) کے لیے لکھا کہ وہ ان (قبیلہ عبدالقیس) کی فراہمی اجناس میں مانع نہ ہوں اور پھلوں کے پکنے پر ان کے لیے برآمدگی میں سہولت پیدا کریں۔(۱۲۴)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلہ کے لیے وثیقہ میں لکھا کہ ان معاہدین کے لیے خشکی اور سمندر کی راہیں جن پر وہ پہلے سے گزرتے ہیں بدستور کھلی رہیں گی یہ ساحلی علاقے تجارتی مراکز تھے۔ چنانچہ ان گزرگاہوں میں نہ صرف آزادانہ نقل وحمل کی اجازت دی جاتی (۱۲۵) بلکہ ان کے لئے وعدہ وفائی کے بدلے میں امن وحفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کی جاتی تھی۔(۱۲۶)

مذہبی آزادی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام معاہدین کو مذہبی آزادی عنایت کی۔ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف لانے میں کبھی بھی سختی کا معاملہ نہیں کیا گیا بلکہ "لا اکراہ فی الدین"(۱۲۷) کے قرآنی اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھا گیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مقنا اور بنی جنبہ کے لیے وثیقہ تحریر فرمایا کہ "اسلام میں کسی کو اکراہا مسلمان کرنا روا نہیں"(۱۲۸) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامل یمن عمر بن حزم کی طرف بھی یہ تحریر فرمایا کہ "کسی یہودی اور نصرانی کو اکراہاً (زبردستی) مسلمان نہ کیا جائے۔ ان کے بالغ مرد وعورت آزاد اور غلام دونوں پر ایک دینار جزیہ لیا جائے اور جو شخص جزیہ ادا کرے تو اس کی

۱۲۳۔ ایضاً

۱۲۴۔ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر:۷۲

۱۲۵۔ ایضاً وثیقہ نمبر:۳۱

۱۲۶۔ ایضاً وثیقہ نمبر:۳۰

۱۲۷۔ البقرۃ:۲۵۶؛ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر:۵۷،۵۹

۱۲۸۔ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر:۳۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کے لیے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذمہ دار ہیں اور اس کا مانع اللہ، اس کے رسول اور تمام مومنین کا دشمن ہے۔(۱۲۹)

شاہان یمن کی طرف ایک اور مکتوب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا کہ کسی نصرانی اور یہودی کو جبراً مسلمان نہ کیا جائے اور جو شخص جزیہ ادا کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے۔(۱۳۰)

مجوس ہجر کے لیے مکتوب نبوی (بنام منذر بن ساویٰ) میں تحریر کیا گیا کہ جو شخص اسلام لانے سے انکار کرے اس کی خوشی تب اسے جزیہ دینا ہوگا(۱۳۱) اس سلسلہ کی بہترین مثال کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب برائے اہل نجران غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے جس میں دیگر کئی چیزوں کے علاوہ مذہبی معاملات میں خاصی تفصیل نظر آتی ہے۔

اہل نجران کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ ''پادریوں اور راہبوں کو ان کے منصب سے معزول نہیں کیا جائے گا ان کی عبادت گاہوں میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ان کو مسجدوں میں تبدیل کیا جائے گا اور عدل و انصاف و سماجی معاملات میں ان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ہوں گے(۱۳۲) اسی طرح مجوس ہجر کو بھی تحریر فرمایا کہ ''درصورت اقرار ان کے اور ہمارے مفاد اور ذمہ داری یکساں ہیں''(۱۳۳) غرض اس سے ملتی جلتی مذہبی مراعات کا اعلان دوسرے معاہدین کے ساتھ بھی کیا گیا۔(۱۳۴)

۱۲۹۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۱۰۵

۱۳۰۔ ایضاً وثیقہ نمبر: ۱۰۹

۱۳۱۔ ایضاً وثیقہ نمبر: ۶۱

۱۳۲۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، بولاق ۱۳۰۲ھ ص: ۷۸تا۷۹، نیز بلاذری فتوح البلدان ص: ۶۵

۱۳۳۔ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر: ۶۱

۱۳۴۔ ایضاً نمبر: ۳۳، ۳۴، ۶۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاہدین کے ساتھ حق پر امداد و تعاون:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر ریاست کی حیثیت سے معاہدین قبائل اور ان کے حلیفوں کو ہر اس معاملہ پر امداد و تعاون کی مکمل یقین دہانی کراتے جس میں وہ حق پر ہوں۔ مثلاً ایلا کے سردار نے اپنے قریب اہل مقنا کے کچھ باشندوں کو شہر بدر کرایا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلہ کے سردار کی طرف مکتوب میں تحریر فرمایا کہ: ”مقام مقنا کے باشندوں کی ان کے وطن میں جانے کے لیے اعانت کی جائے۔(۱۳۵) اسی طرح عبداللہ بن اعور المازنی المعروف اعشیٰ شاعر کی اہلیہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطرف بن نہصل کو حکم فرمایا کہ ”ان کی بیوی ان کے حوالے کردی جائے“(۱۳۶) علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی زرعہ اور بنی ربعہ کی طرف وثیقہ میں لکھا کہ ان پر ظلم کرنے والے کے خلاف ان کی امداد کی جائے گی۔(۱۳۷)

عملی طور پر دیکھا جائے تو جب بھی معاہدین کے ساتھ ظلم کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امداد اور دادرسی فرمائی۔ مثلاً جب دومۃ الجندل میں حلیف قبائل کو تجارتی سفروں میں تنگ کرنے کی کوشش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف کارروائی فرمائی(۱۳۸) اسی طرح جب قبیلہ بنو بکر نے اسلامی ریاست کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حلیف قبیلہ (بن خزاعہ) کی مکمل حمایت کی اسی ضمن میں فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا۔(۱۳۹)

۱۳۵۔ ایضاً نمبر: ۳۰

۱۳۶۔ عبداللہ بن اعور المازنی جو کہ اعشیٰ شاعر کے طور پر مشہور تھے کی اہلیہ گھر سے نکل بھاگی اور مطرف بن نہصل کے ہاں پناہ گزیں ہوگئی۔ باوجود کوشش کے جب عبداللہ اسے واپس لانے میں کامیاب نہ ہوسکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ مطرف ان کی اہلیہ واپس نہیں کر رہا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو مطرف کے لیے مکتوب عنایت کیا۔ چنانچہ مطرف نے ان کی اہلیہ کو واپس کیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' کتاب المحبر: ص ۳۰۹ نیز آلوسی' محمود شکری' بلوغ الارب فی معرفة احوال العرب' ج: ۲' ص: ۴۹' نیز (الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر: ۱۲۶

۱۳۷۔ ایضاً نمبر: ۱۵۱' ۱۴۲' نیز ابوعبید کتاب الاموال ج: ۱' نمبر: ۵۰۶

۱۳۸۔ ملاحظہ ہو حوالہ نمبر: ۱۲۲' ۱۲۳

۱۳۹۔ ابن ہشام' ج: ۳۔۴' ص: ۳۸۹۔۳۹۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاہدین کی حفاظت کی ذمہ داری:

معاہدات کی عبارتوں سے واضح پتہ چلتا ہے کہ اسلامی ریاست معاہدین قبائل کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کرتی تھی۔

مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلہ، اہل غسان، قبیلہ لخم، قبیلہ داری، قبیلہ عبدالقیس، اور ہمدان کے لیے جو تحریریں لکھوائیں ان میں ان کے اموال کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی اور ظالم کے خلاف ان کو مدد اور دادرسی کی یقین دہانی کرائی۔ (۱۴۰)

رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور مساوات:

طبقاتی کشمکش کے اس دور میں جب کہ کمزور کے حقوق کی بات کرنا بھی امر محال تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زیر اثر رؤساء کو یہ حکم کرتے کہ رعایا کے ساتھ حسن سلوک رکھا جائے۔ (۱۴۱)

بعض رؤسا کی طرف مکتوبات میں تحریر فرمایا کہ رعایا کے اور ہمارے مفاد اور ذمہ داریاں دونوں یکساں ہیں اور تمام لوگوں کی باہم مساوات کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر خطوط سے مترشح ہے۔ شاہان یمن کی طرف مکتوب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ باہم ایک دوسرے کی تذلیل نہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے امیر اور غریب دونوں کے دوست ہیں۔ (۱۴۲)

قبائل کے قیمتی اموال اور زکوٰۃ وصدقات کی مد میں لینے کی ممانعت:

جہاں ہر طرف طاقتور کی نظریں کمزور کے پاس موجود قیمتی اشیاء پر ہی ہوتی تھیں اور دوسروں کے اموال پر ہر جائز و ناجائز تصرف کو روا رکھا جاتا تھا وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وثائق میں خاص اہتمام فرمایا اور اپنے عمال کو اس روش سے منع فرمایا۔ مثلاً زکوٰۃ وصدقات کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہمدان کے لیے تحریر فرمایا کہ صدقات میں بوڑھے اور جوان ہر دو طرح کے اونٹ لیے

۱۴۰۔ ملاحظہ ہو: الوثائق السیاسیہ بالترتیب وثیقہ نمبر: ۳۱۔۳۴۔۴۱۔۴۵۔۴۶۔۷۲۔۱۱۱

۱۴۱۔ ایضاً نمبر: ۵۷، ۶۷

۱۴۲۔ ایضاً نمبر: ۵۹، ۶۱، ۱۰۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں۔(۱۴۳)

اسی طرح ملوک حمیر کی طرف خط میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سرکاری محصل بے انصافی نہ کریں اور مویشیوں کے پانی کے گھاٹ پر نہ پہنچیں اور اچھی راس پر نشان نہ کرتے جائیں۔ (۱۴۴) دوسری روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام ریوڑ میں زیادہ موٹی تازی بکریاں نہ لی جائیں بلکہ درمیانہ ہوں۔(۱۴۵)

یہ وہ اقدامات نبوی تھے کہ جن کی بناء پر قبائل نے اسلام کی بالا دستی اور سرپرستی کو برضا ورغبت قبول کیا نیز ان اقدامات میں حکمت نبوی نے محسوس اور غیر محسوس طریقے پر اسلامی ریاست اور قبائل کے درمیان قربت کے تعلق کو جنم دیا۔

عمومی نتائج:

۱۔ اسلامی ریاست کے جنوب اور جنوب مشرق کے علاقوں یمن، یمامہ، حضرموت، نجد، بحرین، عمان اور شمال میں انتہائی اہمیت کے سرحدی علاقوں میں بسنے والے قبائل اور ان کے حلیف اسلامی ریاست کے باجگزاروں میں شامل ہو گئے۔

۲۔ اسلامی ریاست کی طرف سے قبائل کے ساتھ انصاف اور عدل و مساوات اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے حصول انصاف کے لیے لوگوں نے قبیلہ کی طاقت حاصل کرنے کے بجائے مرکزی ادارہ (اسلامی ریاست اور اس کے عمال) سے رجوع کرنا شروع کر دیا جس کا اہم فائدہ یہ ہوا کہ قبائل میں حقوق کے حصول کے لیے انفرادی کوششوں اور نتیجتاً باہمی دشمنیوں کے چلتے رہنے کا سلسلہ رک گیا۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خیارهم فی الجاهلية خيارهم فی الاسلام''(۱۴۶) کا اصول قائم فرمایا چنانچہ جو سردار مسلمان ہوتا اس کو پرانی سیادت پر بحال رکھا جاتا تھا ایں صورت

۱۴۳۔ ایضاً نمبر:۱۱۴

۱۴۴۔ ایضاً نمبر:۱۳۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ (سردار) صرف اپنی قوم کا ہی نہیں بلکہ امیر ریاست کا نمائندہ بھی ہوتا تھا۔اس طرح سرداران قوم اور سرکردہ افراد کے لیے اسلامی ریاست کی بالا دستی کو قبول کرنے میں فطری طور پر بھی سہولت رہتی تھی۔

۴۔ بیرونی قوتوں کی شورشیں اب براہ راست اسلامی ریاست پر اثر انداز نہیں ہوسکتی تھیں کیونکہ اسلامی ریاست کے گردان معاہدات کی وجہ سے حلیف قبائل کا جال بن گیا۔

۵۔ ان معاہدات کی وجہ سے باہمی آمد ورفت میں سہولت ہوئی اور قبائل کے ساتھ رابطے قریب ہوئے جس سے اسلام کی تبلیغ وترویج میں سہولت ہوئی۔

۶۔ یمن' حضر موت' نجد' یمامہ' بحرین' عمان' طائف اور دوسری طرف دومۃ الجندل اور دیگر سرحدی علاقے' تجارت کے مراکز تھے(۱۴۷)ان معاہدات کی وجہ سے ان علاقوں میں آمد ورفت میں خصوصی سہولت میسر آئی جس سے مسلمانوں میں تجارتی ترقی ہوئی اوران کی معیشت مستحکم ہوئی۔

۷۔ ان معاہدات کی وجہ سے اسلام حکومتی اور ملکی سطح پر دوسرے ممالک واقوام میں بہت جلد متعارف ہوا۔

۸۔ مختلف قبائل کے بیسیوں اہم خاندانوں میں اسلام کی روشنی پھیلی۔ چنانچہ وفود کی شکل میں انہوں نے اپنے نمائندے بارگاہ نبوی ﷺ میں بھیجے اور اپنے اسلام اور اسلامی وفاق کے ساتھ شمولیت کا اعلان کیا۔

۹۔ متضاد اور منتشر افراد وقبائل کو انفرادی محوروں سے نکال کر ایک وفاق کے تحت جمع کیا جس سے قبائلی افراتفری کا خاتمہ ممکن ہوا۔

۱۰۔ مختصراً یہ کہ یہ معاہدات اسلام کی تبلیغ وترویج' اسلامی ریاست کے استحکام اور مختلف قوتوں کے زیراثر قبائل کی شیرازہ بندی کے لیے بنیاد ثابت ہوئے۔

۱۴۵۔ ایضا

۱۴۶۔ بخاری' ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل الجامع الصحیح' قدیمی کتب خانہ کراچی' ۱۳۸۱ھ' کتاب المناقب ج:۱' ص:۴۹۶

۱۴۷۔ ابن حبیب (اسوق العرب) ص:۲۶۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نبوی ﷺ کا ایک گمشدہ باب۔ ربائب النبی ﷺ

ڈاکٹر سرور عالم ندوی *

کاشانۂ نبوت میں پروردہ حضرات امہات المومنین کی سابقہ اولاد جنہیں تاریخ وسیر میں ربیب یا ربیبۂ رسول کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ محسن عالم اور معلم انسانیت ﷺ کی کتاب زندگی کا ایسا قیمتی باب ہے، جسے سیرت نگاران رسول۔ نے اب تک قابل اعتناء نہیں سمجھا اور مرتبہ اور مربوط انداز میں اس پہلو کو سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ بنانے کی بجائے ضمناً اور سرسری طور پر اس طرح بیان کردیا گیا ہے جس سے حیات طیبہ کا یہ مبارک گوشہ اپنے تمام تر عظمت و تقدس، کشش و جاذبیت، نمونہ حسن اخلاق معاملت اور غایت درجہ انس ومحبت اور لطف وعنایت کے باوجود تشنگی و ناتمامی کا شکار ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے تعلیم وتربیت نبوی کے قابل تقلید عمل اور پاکیزہ سیرت کی تشکیل سے وابستگان دامن دولت کا ایک بڑا طبقہ تقریباً ناآشنا ہے۔ اور حضرت اقدس ﷺ کی زندگی کا یہ بیش بہا حصہ نگاہوں سے اوجھل ہے۔

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ" کی عظیم شان والے جس ذات اقدس کی سیرت کے چراغ سے ہر دور میں چراغ جلتے آئے ہیں۔ جس محور پر تاریخ گردش کرتی ہے اور ان کے تذکرے مشعل ہدایت کا کام دیتے ہیں۔ اس کی سیرت مقدسہ کا یہ باب اس کا مستحق ہے کہ اسے گلدستہ طاق نسیاں بنانے کے بجائے مستقل عنوان کے تحت کتب سیرت میں جگہ دی جائے۔ اور خرمن اخلاق کے خوشہ چینوں کو یہ باور کرایا جائے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور حسن تعلیم وتربیت سے بہرہ منداصحاب میں ان نفوس قدیمہ کو کیا مقام حاصل ہے۔ جنہیں مہبط وحی اور گہوارہ نور میں پرورش پانے کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔ جو اس دنیا کیلئے سرچشمہ اخلاق ہیں جہاں سے کمال انسانیت کے اسرار عوام پر منکشف ہوئے۔

حرم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جن معزز خواتین کو داخل ہونے اور امہات المومنین کا

* شعبہ عربی۔ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرف عظیم حاصل کرنے کا تمغہ افتخار ملا، ان میں حضرت عائشہؓ، حضرت جویریہؓ اور حضرت ماریہؓ کو چھوڑ کر سب کی سب یا تو مطلقہ تھیں یا بیوہ۔ جن میں سے بعض صاحب اولاد بھی تھیں جن کی کفالت اور تربیت کا ذمہ آنحضرت ﷺ نے قبول فرمایا تھا۔ اور وہ سب کے سب آنحضرت کے زیر نگرانی پروان چڑھے۔ جن کے اسماء کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ حضرت ہند بن نباش بن زرارہ تمیمی

۲۔ حضرت ہالہ بن نباش

۳۔ حضرت طاہر بن نباش

۴۔ حضرت ہند بنت عتیق بن عائذ مخزومی

۵۔ حضرت سلمہ بن عبداللہ بن عبدالاسد (یہ ابوسلم کی کنیت سے معروف ہیں)

۶۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ

۷۔ حضرت درہ بنت ابی سلمہ

۸۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ

۹۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سکران بن عمرو

۱۰۔ حضرت حبیبہ بنت عبداللہ بن جحش

ان میں سے اوّل چار حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئے جو بعثت نبوی سے قبل حرم رسالت میں داخل ہوئیں۔ اس کے بعد علی الترتیب (۵۔۶۔۷۔۸) حضرت ام سلمہ کے بطن سے پیدا ہوئے جو ۴ ہجری میں نکاح نبوی میں آئیں۔ اس طرح حضرت عبدالرحمٰن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے اور حضرت حبیبہ، حضرت رملہ معروف بہ ام حبیبہ کے بطن سے تھے۔

ازواج مطہرات کی مذکورہ بالا اولاد کی مکمل نگہداشت و پرداخت، تعلیم و تربیت اور کفالت و ذمہ داری کا بار حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی برداشت کیا تھا۔ اور اس حسن و خوبی کے ساتھ پرورش کی گئی تھی کہ ان میں سے ہر ایک صحابیت کے جلیل القدر منصب پر فائز ہو کے ساتھ ساتھ اسلام کا داعی د

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبلغ، میدان کارزار کا مجاہد، تعلیمات اسلامی اور ارشادات نبوی کا ناشر، مزاج نبوت کا رمز شناس اور زبان و بیان نبوی کا متبع و پیروکار نظر آتا ہے جن میں تعلیمات و تربیت نبوی ﷺ کا مکمل عکس پایا جا سکتا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ جنہیں دخول اسلام میں بھی اوّلیت کا شرف حاصل ہے ان کی پہلی شادی، ابو ہالہ نباش بن زرارۃ تمیمی سے ہوئی، جن سے تین اولاد پیدا ہوئی۔ ہند، ہالہ اور طاہر، دوسری شادی عتیق بن عائذ مخزومی، سے ہوئی جن کے صلب سے ایک لڑکی ہند بنت عتیق، پیدا ہوئیں۔ شادیوں کی ترتیب میں اہل تاریخ و سیر کے یہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض ابو ہالہ بن زرارہ سے ہی پہلی شادی قرار دیتے ہیں۔ اور بعض عتیق بن عائذ کو پہلا شوہر بتاتے ہیں۔ اس سلسلہ کی جملہ تفصیلات علامہ ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' جلد پنجم میں درج کی ہیں۔ لیکن ان کا رجحان ابو ہالہ کی اوّلیت کی طرف ہی ہے، البتہ وہ ابو ہالہ سے صرف دو ہی اولاد بتاتے ہیں، ہند اور ھالہ'' اور ایک لڑکی جو عتیق بن عائذ کی صلب سے تھی، ان کے برخلاف علامہ ابن عبدالبر نے ہند اور ھالہ کے ساتھ طاہر کو بھی ابن زرارہ کی اولاد بتایا ہے ابو قتادہ بھی ابو ہالہ سے تین ہی اولاد کے قائل ہیں۔ اس طرح حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہونے والی یہ چاروں اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کفالت میں آ گئے تھے۔

ہند بن ابی ہالہ:

ہند بن ابی ہالہ حضرت خدیجہ کی پہلی اولاد ہیں جو بعثت نبوی سے تقریباً پچیس (۲۵) سال قبل نباش بن زرارہ کی صلب سے پیدا ہوئے۔ جن کے نام میں اہل تاریخ و سیر کے نزدیک کافی اختلاف ملتا ہے۔ بعض ''نباش بن زرارہ'' بتاتے ہیں اور بعض ''مالک بن زرارہ بن نباش'' کچھ کا خیال ہے کہ ان کا نام مالک بن نباش بن زرارہ تھا اور کچھ ''ابو ہالہ ھند بن نباش بن زرارہ'' کے قائل ہیں۔

حضرت خدیجہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں داخل ہوئی تو ہند بھی اپنی ماں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں داخل ہو گئے۔ اور آپ ہی کے زیر سایہ تربیت پانے لگے، جس کا اثر ان کی زندگی میں واضح طور پر نظر آتا ہے، زبان و بیان سے لے کر کردار اور عمل تک ہر چیز تربیت نبوی کا پرتو نظر آتی ہے۔ ہند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ محبت تھی۔ اور آپ بھی شفقت پدری کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھرپور اظہار فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو حضرت ہند نے حلقہ بگوش اسلام ہونے میں سبقت فرمائی اس طرح پدرانہ شفقتوں کے ساتھ ساتھ فرائض نبوت سے بھی اکتساب فیض کرنے کا قریب سے موقع ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ محبت کا معاملہ فرماتے اور اکثر و بیشتر ساتھ رکھتے تھے۔

ہند بن ابی ہالہ غزوۂ بدر واُحد میں بھی آپ کے ساتھ شریک تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی میں یدطولی رکھتے تھے۔ شمائل جس کا بیان خود نہایت مشکل اور دشوار گزار عمل ہوتا ہے۔ جس کو غایت درجہ قربت و تعلق اور رفاقت و ہم نشینی کے بغیر نہیں بیان کیا جاسکتا حضرت ہند کے اوصاف حمیدہ کا ایک روشن باب ہے ان کے اخیافی بھانجے حضرت حسنؓ بن علیؓ جو بڑے فخر سے انہیں ''میرے ماموں'' کہا کرتے تھے ان کے متعلق فرماتے ہیں''

سألت خالي هند بن ابي هاله و كان و صافا عن حلية رسول الله صلى الله عليه وا نا اشتهي ان يصف لي منها شيئا اتعلق به فقال "(۱)

''میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جو شمائل نبی کے بیان کرنے میں یدطولی رکھتے تھے سوال کیا وہ مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کچھ بیان فرمائیں تو انہوں نے کہا' اس کے بعد پوری روایت نقل کی ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ان کا خاص تعلق تھا۔ جنگ جمل میں انہیں کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے' ان کی اولاد میں ہند (ان کا بھی نام باپ کے نام پر ہند ہی تھا) بڑے محدث اور فقیہ گزرے ہیں' ان کی روایت کا بڑا حصہ ان کے والد ہند بن ابی ہالہ سے ہی مروی ہے' اور وہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے تھے' بصرہ میں ان کا انتقال ہوا' جنازہ میں اژدحام کثیر تھا اور آہ و بکا کے ساتھ لوگوں کی زبان پر یہ جاری تھا کہ آج ربیب رسول کا بیٹا دنیا سے رخصت ہوگیا' آہ ہند بن ہند کا انتقال ہوگیا۔ (۲)

۱۔ علامہ ابن اثیر ''اسد الغابہ'' جلد پنجم ص: ۷۲

۲۔ حوالہ سابق: ۷۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہالہ بن ابی زرارۃ:

حضرت خدیجہ کی دوسری اولاد ہیں۔ یہ بھی نباش بن زرارہ کی صلب سے ہی پیدا ہوئے۔ انہیں کے نام سے کنیت کرتے ہوئے تاریخ وسیر میں ابو ہالہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ بڑے بھائی ہند کی طرح ان کی بھی پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی زیر سایہ ہوئی اور حلقہ اسلام میں داخل ہو کر شرف صحابیت سے مشرف ہوئے' ان کے اندران کی والدہ حضرت خدیجہ کی بہت ساری خصلتیں اور مشابہتیں پائی جاتی تھیں۔ جس کی وجہ سے حضرت اقدس ہالہ کو زیادہ چاہتے تھے۔ صاحب استیعاب نے امام طبرانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت آرام فرما رہے تھے کہ اسی دوران حضرت ہالہ درِ دولت پر حاضر ہوئے' آہٹ پا کر حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے' اور فرط محبت سے حضرت ہالہ کو سینے سے لگا لیا اور فرمانے لگے ہالہ آ گئے، ہالہ آ گئے، ہالہ آ گئے۔ (۳)

طاہر بن ابی ہالہ:

علامہ ابن کثیر نے اسد الغابہ میں ابن زرارہ کی صلب سے صرف دو ہی لڑکوں کا ذکر کیا ہے ہند اور ہالہ۔ لیکن علامہ ابن عبدالبر طاہر بن ابی ہالہ کو بھی حضرت خدیجہؓ کی اولاد اور ہند بن ابی ہالہ کا بھائی بتاتے ہیں۔ انہوں نے ان کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:۔

''طاهر بن ابی هاله التميمی الاسدی اخو هند ربيب النبی صلی الله عليه وسلم ۔''(۴)

'' جس کی تائید حضرت قتادہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ '' عتیق بن عائذ مخزومی کے بعد حضرت خدیجہ کا نکاح ہند بن نباش تمیمی سے ہوا جس سے تین لڑکے ہند' ہالہ اور طاہر پیدا ہوئے۔ (۵)

حضرت طاہر بن ابی ہالہ کو بھی آغوش نبوت میں تربیت پانے کی سعادت عظمی حاصل ہوئی جس کا فیضان ان کی زندگی میں واضح طور پر محسوس کیا جاتا رہا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ کے منظور نظر اور مقرب تھے' دین کی حمایت اور باطل سے برسر پیکار رہنے میں تربیت نبوی کا ہی دخل تھا۔ فتنہ ارتداد کے موقع پر مرتدین کی

۳۔ علامہ ابن عبدالبر ''الاستیعاب''

۴۔ حوالہ سابق جلد دوم ص ۲۱۴

۵۔ حافظ فروغ ''ازواج مطہرات'' حصہ اول ص ۹۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکوبی کے لئے آنحضرت نے حضرت طاہر کو یمن کی طرف بھی روانہ کیا تھا۔ علامہ ابن عبد البر نے ابوموسیٰ کے حوالے سے حضرت سیف بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کی سرکوبی کے لئے جن پانچ لوگوں کو روانہ کیا تھا ان میں میں' معاذ بن جبل طاہر بن ابی ھالہ' خالد بن سعید اور عکاشہ بن ثور شامل تھے۔(۶) جنہوں نے نہایت دلیری اور جرأت کے ساتھ مرتدین کا مقابلہ کیا اور فتح و کامرانی سے سرفراز ہوئے۔

ہند بنت عتیق:

آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں داخل ہونے سے قبل حضرت خدیجہ کی مذکورہ تین اولاد کے علاوہ ایک لڑکی کا بھی پتا چلتا ہے جو عتیق بن عائذ مخزومی کی حلب سے تھیں۔ اور آنحضرت ﷺ سے نکاح کے وقت یہ چاروں بچے حضرت خدیجہ کے ساتھ تھے۔

حضرت قتادہ نے جو کہ عتیق بن عائذ مخزومی سے حضرت خدیجہ کا پہلا نکاح بتاتے ہیں' ان کی صلب سے کسی اولاد کے ہونے کا انکار کیا ہے' لیکن ان کے علاوہ دیگر اکثر محدثین و مورخین اور ماہرین انساب نے ہند بنت عتیق کا بھی تذکرہ کیا ہے یہ اور بات ہے اس سلسلہ کی مزید کوئی تفصیل تلاش بسیار کے باوجود اب تک دستیاب نہ ہو سکی' علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں عتیق بن عائذ سے صرف ایک لڑکی ہند کا تذکرہ کیا ہے مگر کوئی تفصیل نہیں دی ہے۔ اسی طرح ''الاستیعاب'' میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے. علامہ شبلی نے سیرۃ النبی ﷺ میں ہند بنت عتیق کو حضرت خدیجہ کی اولاد میں شمار کر کے اس قدر مزید لکھا ہے کہ ''اسی وجہ سے حضرت خدیجہؓ ''ام ہند'' کے نام سے پکاری جاتی تھی' اور ہند نے اول اسلام قبول کیا۔(۷)

سید ظہور الحسن ''ازواج النبی'' میں لکھتے ہیں'' ہند بنت عتیق نے ایک عرصہ تک آغوش رسالت میں تربیت حاصل کی اور نبوت کے پہلے ہی سال حلقہ بگوش اسلام ہو کر صحابیات کے رجسٹر میں اپنا نام لکھوا لیا۔(۸)

۶۔ الاستیعاب جلد دوم ص ۲۱۴

۷۔ علامہ شبلی نعمانی ''سیرۃ النبی'' جلد دوم ص ۴۰۳

۸۔ سید ظہور الحسن ''ازواج النبی'' ص ۸۷۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا بیانات سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ان تین اولاد کے علاوہ ایک لڑکی بھی تھیں جو عتیق بن عائذ کی صلب سے تھیں اور چونکہ اہل تاریخ وسیر کے نزدیک عتیق سے حضرت خدیجہ کا دوسرا نکاح راجح ہے اس لئے ہند بنت عتیق اپنے دیگر اخیافی بھائیوں سے چھوٹی ہی ہوں گی' اور بچوں سے آپ کو بے پناہ محبت اور تعلق ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت پدری اور تعلق و ہمدردی دیگر اخیافی بھائیوں کے مقابلے ان کے ساتھ یقیناً زیادہ ہوگی' اور انہیں تعلیم وتربیت نبوی سے اکتساب کرنے کا زیادہ موقع ملا ہوگا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ جن کا اصل نام ''ہند'' تھا اور قریش کے خاندان مخزوم سے تھیں۔ ان ازواج مطہرات میں سے ہیں جو بچوں کے ساتھ نکاح نبوی میں داخل ہوئیں۔ ان کی پہلی شادی حضرت عبدالمطلب کے دوسرے صاحبزادے برہ کے فرزند عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوئی تھی جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور ابتدائے اسلام میں ہی دولت اسلام سے بہرہ مند ہو گئے تھے انہیں کے ساتھ حضرت ام سلمہ بھی دولت اسلام سے مشرف ہوئیں۔ اس طرح دونوں کو سابقون اولون بننے کا شرف امتیاز حاصل ہوا' اور اذن نبی پا کر حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کرنے والوں میں شریک ہو گئے۔ پھر بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور غزوۂ احد میں گہرا زخم لگنے کی وجہ سے مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔

انہیں کی صلب سے حضرت ام سلمہ کو چار اولاد پیدا ہوئیں' اور حضرت عبداللہ کے انتقال کے بعد جب حضرت ام سلمہ ۴ ہجری میں نبی اکرم کے عقد نکاح میں آئیں تو یہ چاروں بچے بھی آنحضرت کی کفالت میں آ گئے۔ (جو شرائط نکاح میں سے ایک شرط بھی تھی کہ میں صاحب عیال ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سب کا میں کفیل ہوں گا) حضرت ام سلمہ کا ابتدائے اسلام میں داخلہ اور اس راہ میں قربانیوں کے ساتھ شدید ترین مصائب سے دوچار ہونا' نیز چار کم سن بچوں کی موجودگی میں بیوگی کے احساس کو دور کرنے اور بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت اور کفالت کی ذمہ داری قبول کرنے کی غرض سے آپ کو انہیں اپنی زوجیت میں داخل کر لینے پر آمادہ کیا جس سے انہیں ام المومنین کا شرف عظیم بھی حاصل ہوا اور بچوں کی صحیح نہج پر تعلیم وتربیت بھی ہوئی' جس کا اثر ان میں سے ہر ایک کی زندگی میں نظر آتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمہ بن عبداللہ:

حضرت سلمہ پہلی ہجرت کے دوران حبشہ میں حضرت عبد اللہ بن عبدالاسد کی صلب سے پیدا ہوئے، انہیں سے کنیت کرتے ہوئے ماں اور باپ دونوں ابوسلمہ اور ام سلمہ کے نام سے تاریخ میں یاد کئے جاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں اس کی وضاحت کی ہے کہ وہ اپنے بھائی عمر سے بڑے تھے۔

''وھو کان اسن من اخیہ عمر''(۹)

والدہ کے ساتھ مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ کیونکہ ان کے والد ابوسلمہ اپنے قبیلہ بنو عبدالاسد اور حضرت اُمّ سلمہ کے قبیلہ بنومغیرہ کے آپس میں ٹکراؤ اور بچے اور بیوی کو اپنے اپنے قبیلہ میں الگ الگ رکھ لینے کے نتیجہ میں تنہا ہی مدینہ ہجرت کر گئے تھے، بعد میں بچے کے فراق میں حضرت ام سلمہ کی آہ و بکا سن کر بچہ انہیں واپس کر دیا گیا۔ اس طرح وہ اپنے بچوں کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئیں۔

حضرت ابوسلمہ کے انتقال کے بعد جب حضرت ام سلمہ نکاح نبوی میں داخل ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں بچوں کی پرورش فرمائی تھی۔ اور شفقت پدری کا غایت درجہ ظہور عمل میں آتا رہا۔

آنحضرت نے حضرت سلمہ بن ابی سلمہ کی شادی اپنی چچازاد بہن، امامہ بنت حمزہ (سیدالشہداء) سے فرمائی، اور نکاح کے بعد صحابہ کرام سے متوجہ ہو کر فرمایا 'ھل ترونی کا فاتہ ''(۱۰) علامہ ابن عبدالبر نے ابن اسحاق کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح امامہ بنت حمزہ سے اسی وقت کر دیا تھا جب دونوں چھوٹے تھے اور رخصتی سے پہلے ہی دونوں کا انتقال بھی ہو گیا تھا۔ مگر ابن اسحاق کے اس قول کی تردید خود ہی واقدی کے حوالے کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ سلمہ بن ابی سلمہ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کی خلافت تک زندہ رہے۔(۱۱)

اس طرح ۴ ہجری سے وفات نبوی تک حضرت سلمہ کو آنحضرت سے استفادہ کرنے اور آپ کی

۹۔ حافظ ابن حجر " الاصابہ" جلد دوم ص ۶۴۱

۱۰۔ اسد الغابہ دوم ۳۳۷

۱۱۔ الاستیعاب دوم ۶۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگرانی میں پروان چڑھنے کا بھرپور موقع ملا۔

عمر بن ابی سلمہ:

عمر بن ابی سلمہ کی کنیت ابوحفص تھی۔ ۲ ہجری میں حبشہ میں پیدا ہوئے۔ اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر یہ کہا کرتے تھے کہ میں عمر بن ابی سلمہ سے دو سال بڑا ہوں۔ غزوۂ خندق کے موقع پر دونوں یعنی عمر بن ابی سلمہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت حسانؓ کے گھر میں تھے۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ کا حضرت علیؓ سے خاص تعلق تھا حضرت علیؓ نے اپنے عہد خلافت میں بحرین کا گورنر بنا دیا تھا۔ نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ کا ان کے نام ایک خط ہے جس میں ان کی انتظامی صلاحیتوں اور اعلیٰ کارکردگی کا ذکر ملتا ہے۔

انہیں بھی آنحضرت کے زیر سایہ پرورش پانے کا موقع ملا تھا' اور آپ کی صحبت بابرکت سے فیض ظاہری و باطنی بھی حاصل کیا تھا' صحبت نبوی کے فیض نے ذہن و دماغ کو جو جلا بخشی تھی اور فکر و نظر کی جس جولانگاہ میں لا کر کھڑا کر دیا تھا اس کا نتیجہ تھا کہ اسی چھوٹی سی عمر سے ہی احکام شرعیہ میں غور و تدبر اور استفسار و توضیح کرنے لگے تھے آپ بھی از حد محبت فرماتے تھے اکثر و بیشتر ''یا بنیَّ'' سے خطاب کرتے تھے اسی قربت اور صحبت کا نتیجہ ہے کہ اس ننھی سی عمر کے باوجود آپ سے متعدد روایتیں منقول ہیں۔

مدینہ منورہ میں عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں ۸۳ ہجری میں انتقال فرمایا۔ (۱۳)

درہ بنت ابی سلمہ:

درہ بنت ابی سلمہ عمر میں اپنے دونوں بھائیوں سے چھوٹی تھیں۔ اور یہ بھی حبشہ میں ہی پیدا ہوئیں۔ اور ماں کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی' بعض نے ان کا نام رقیہ بھی لکھا ہے لیکن اکثریت تاریخ و سیر میں اسی نام (درہ) سے جانی جاتی ہیں۔ ان کی پرورش بھی کاشانۂ نبوت میں ہی ہوئی تھی۔ اور حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے علم و حکمت کے اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا تھا۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ

'' و هی معروفة عند اهل العلم و السیر و الخبر و الحدیث فی بنات ام سلمه ربائب

۱۲۔ اسد الغابه چهارم ۷۹

۱۳۔ الاصابه چهارم ۱۸۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''(۱۳) ذہانت وذکاوت اورفہم وفراست کا وافر حصہ ملا تھا' جس کی وجہ سے بعض امہات المومنین کو یہ شبہ ہونے لگا تھا کہ کہیں آنحضرت انہیں اپنے حرم میں نہ داخل فرمالیں۔

حضرت ام حبیبہ اس گمان میں سب سے پیش پیش تھیں' لیکن آنحضرت کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرے اوپر حرام ہے۔(۱۴)۔''الاصابہ'' میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اگر وہ ربیبہ نہ بھی ہوتی تب بھی میرے اوپر حرام تھی اس لئے کہ وہ میری رضائی بھتیجی ہے(۱۵) کیونکہ حضرت ابوسلمہ نے بھی ابولہب کی باندی ''ثوبیہ'' کا دودھ پیا تھا۔اسی وجہ سے وہ حضرت اقدس کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی ہوجاتے ہیں۔

زینب بنت ابی سلمہ:

حضرت زینب اپنی بہن درہ سے عمر میں چھوٹی تھیں والدین نے ان کا نام برہ رکھا تھا۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔اور بدل کر زینب رکھ دیا' ان کی پیدائش کے سلسلہ میں اختلاف ملتا ہے۔بعض روایتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی پیدائش حبشہ میں ہی ہوئی تھی' بعض نے لکھا ہے کہ جس وقت ان کے والد کا انتقال ہوا وہ شیر خوار تھیں۔علامہ شبلی نے ''سیرۃ النبی'' میں لکھا ہے کہ والد کے انتقال کے وقت ماں کے پیٹ میں تھیں' وضع حمل کے بعد آنحضرت سے ام سلمہ کا نکاح ہوا۔(۱۶)

حافظ ابن حجر کے اس قول کے مطابق کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر نے انہیں دودھ پلایا تھا' ان کی پیدائش مدینہ میں ہی متصور ہوتی ہے۔

آنحضرت نے ام سلمہ کے نکاح کے وقت زینب کی شیر خوارگی ''مسند احمد' اور''طبقات ابن سعد'' کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ''حضرت ام سلمہ اپنی غایت درجہ حیا کی وجہ سے حرم رسالت میں داخل ہونے کے بعد بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں داخل ہوتے تو حضرت زینب کو گود میں لے کر دودھ پلانے لگتیں اور آپؐ واپس ہوجاتے جس پر ان کے رضاعی بھائی حضرت عمار بن یاسر سخت ناراض

۱۴۔ امام احمد بن حنبل'' مسند احمد '' جلد ششم ص ۲۹

۱۵۔ الاصابہ جلد اول ص ۲۹

۱۶۔ سیرۃ النبی دوم ۴۰۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور زینب کو عارضی طور پر اپنے گھر لے گئے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زینب سے خاص تعلق تھا۔ حیات نبوی کی جتنی مدت بھی انہیں ملی ان میں آپ سے استفادہ کرنے اور تربیت پانے کا خاص موقع ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت ام سلمہ کے گھر تشریف لے جاتے حضرت زینب موجود رہتیں۔ اسی صحبت کے فیض نے انہیں فضل و کمال کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دیا۔ حافظ ابن حجر نے ابو رافع کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب میں نے مدینہ کی کس فقیہہ عورت کا ذکر کیا تو زینب بنت ابی سلمہ کو ضرور یاد کیا۔

ان کی شادی حضرت عبد اللہ بن اسود اسدی سے ہوئی جن سے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں جن میں سے دو لڑکے ۶۳ ہجری میں واقعہ حرہ میں شہید ہوئے اور حضرت زینب کا ان کی شہادت کے دس سال بعد ۷۳ ہجری میں انتقال ہوا۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ جن کا اصل نام رملہ بنت ابی سفیان تھا اور آپ کے عقد نکاح میں آنے سے قبل عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، دونوں نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا اور حبشہ کو ہجرت کر کے جہاں جا کر عبید اللہ نے عیسائیت قبول کر لی اور وہیں عیسائیت پر ہی موت ہو گئی۔ اسی کی صلب سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام حبیبہ تھا۔ اس کنیت سے رملہ بنت سفیان ام حبیبہ سے جانی جانے لگیں۔

حبیبہ بنت ام حبیبہ:

حضرت حبیبہ کی پیدائش مکہ میں ہوئی اور اپنے والدین کے ساتھ مکہ سے حبشہ کی طرف بعثت نبوی کے چھٹے سال ہجرت کر گئی تھیں۔ وہیں ان کے والد عبید اللہ بن جحش کی موت کے بعد جب ام حبیبہ آنحضرت کے نکاح میں آ گئیں اور غزوہ خیبر کے موقع پر ام المومنین بن کر مدینہ منورہ تشریف لائیں تو حضرت حبیبہ بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ (۱۷) لیکن ابن اثیر نے ابن اسحاق سے ایک قول حبشہ میں پیدا ہونے کا بھی لکھا ہے۔ (۱۸)

ان کی کفالت بھی دیگر ازواج مطہرات کی اولاد کی طرح آپ کے ہی ذمہ تھی اور آپ نے ان کی

۱۷۔ تفصیل کے لئے اصابہ جلد چہارم ۱۸۹ دیکھا جا سکتا ہے

۱۸۔ الاستیعاب چہارم ۲۶۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرورش و پرداخت اپنے سایۂ عاطفت میں ہی رکھ کر فرمائی۔

سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد ان کی شادی عروہ بن مسعود سے جو قبیلہ بنو ثقیف کے سردار تھے۔

مولانا سعید انصاری نے حضرت ام حبیبہ کے ہی صلب سے ایک بیٹے کا بھی تذکرہ کیا ہے جن کا نام عبداللہ تھا (۱۹) لیکن یہ روایت ان کے علاوہ کسی اور سے منقول نہیں ہے اور نہ ہی کسی مستند کتاب میں پائی گئی ہے۔

اسی طرح ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جن کی شادی آپؐ سے پہلے حضرت سکران بن عمرو سے ہوئی تھی۔(جن کا انتقال واقدی اور ابن اسحاق کے مطابق حبشہ سے واپسی کے بعد مکہ میں ہوا اور موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مطابق حبشہ میں ہی ہوا) حضرت سکران کی صلب سے ایک لڑکا عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

علامہ شبلی نے ''سیرۃ النبی'' میں لکھا ہے کہ حبشہ سے واپسی کے بعد حضرت سکران کی وفات ہوگئی ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جن کا نام عبدالرحمٰن تھا۔(۲۰) حافظ فروغ صاحب نے اپنی کتاب ''ازواج مطہرات'' میں مزید یہ لکھا ہے کہ عہد فاروقی میں عراق کو طاغوتی قوتوں سے آزاد کرانے کی مہم میں مقام جلولا میں ۶۱ ہجری میں جام شہادت نوش فرمایا۔

لیکن معروف اصحاب سیر' حافظ ابن حجر ابن عبدالبر اور ابن اثیر وغیرہ نے حضرت سودہؓ کے بطن سے کسی اولاد کا تذکرہ نہیں کیا ہے نہ ہی سکران بن عمرو کے ترجمہ میں کچھ ملتا ہے اور نہ ہی عبدالرحمٰن بن سکران کا کہیں تذکرہ ملتا ہے۔

ربائب رسول ﷺ کی تعلیم و تربیت اور آپ کا ان سے تعلق:

محسن انسانیت اور معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے ساتھ آنے والی اولاد کی صرف کفالت ہی نہیں فرمائی بلکہ اپنے کریمانہ اخلاق' مشفقانہ طبیعت اور تعلیم و تربیت کی عظیم صلاحیت کے

۱۹۔ مولانا سعید انصاری' سیر الصحابیات ص ۸۳

۲۰۔ سیرۃ النبی دوم ص ۴۰۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے ان فرزندان ازواج مطہرات کی جس طرح کفالت فرمائی اوران کے احساس یتیمی کو دور کرنے کے لئے جس تعلق ووارفتگی' شفقت ومحبت اورلطف وموانست کا اظہار کیا وہ حیات طیبہ کا انمول حصہ ہے۔

چونکہ ارباب سیر نے اس پہلو کو اپنی تصنیفات میں اجاگر نہیں کیا اس لئے یہ حصہ اب تک نگاہوں سے مخفی ہے۔

ذیل میں اس کی کوشش کی جارہی ہے کہ کتب احادیث کے ذخیروں سے ان مرویات کو جمع کر دیا جائے جو ان فرزندان دلبند اور دختران ارجمند کے نگہداشت و پرداحت، تعلیم وتربیت، دلجوئی و ناز برداری' ذہنی وفکری نشو ونما اور علمی وفنی گہرائی وگیرائی میں موثر ہونے اور حضرت اقدس ﷺ کے اعمال واقوال' ہدایات ومعاملات سے استفادہ کرنے کا پتہ دیتے ہیں۔

جس محسن انسانیت اور معلم کائنات نے بچوں کی تعلیم وتربیت کو کاروان زیست کی تعمیر وترتیب میں خشت اوّل قرار دیا ہو۔ اور اپنے لطف وکرم سے ان کی پرورش و پرداخت اور تعلیم وتربیت کی خاص ہدایت فرمائی' نیز زبان معجز بیان سے ایسے ارشادات عالیہ کا ظہور فرمایا جن کی رعایت اس آب گیتی میں انقلاب برپا کرسکتی ہے اور ایسے معاشرے کا وجود عمل میں آسکتا ہے۔ جو اقوام عالم کے لئے رشد وہدایت کا منارہ ثابت ہو' مثلاً آپ کا ارشاد گرامی:۔ ''اکرموا اولادکم' واحسنوا ادبھم''(۲۱)

''اپنی اولاد کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور نہیں حسن آداب سے آراستہ کرو) اور ایک موقع پر آپ کا فرمانا:۔

" من عال جاریتین حتی تدرکا' دخلت انا و ھو فی الجنۃ کھاتین واشار بالسبابۃ والوسطی "''(۲۲)

''جس نے اس دنیا میں دو معصوم بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ دونوں سن شعور کو پہنچ جائیں تو وہ اور میں جنت میں اس طرح داخل ہونگے اور اپنے ہاتھ کی درمیانی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا''

نیز حضرت خالد بن ولیدؓ کا ارشاد فرمانا:۔

۲۱۔ سنن ابن ماجہ کتاب الادب

۲۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری' الادب المفرد' حدیث نمبر۸۹۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" امرنا ان نعلم اولادنا الرمی والقرآن"(۲۳)

" ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی اولاد کو تیراندازی اور قرآن کی تعلیم دیں"، بچوں کی تعلیم وتربیت میں اہم محرکات کا درجہ رکھتے ہیں۔

جس ذات عالی نے فرزندان ملت کی اصلاح وتربیت کے لئے ایسے ارشادات واحکام صادر فرمائے ہوں اس نے خود ان نونہالوں کی تعلیم وتربیت اور پرورش وپرداخت میں کیا کردار ادا کیا ہوگا جن کی پرورش کی ذمہ داری خود انہیں کے دوش مبارک پر رہی ہو۔

اس فکر واحساس کے ساتھ کتب احادیث کا مطالعہ ایسی روایتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ جو آنحضرت کا امہات المومنین کی سابقہ اولاد کے ساتھ معاملہ کی نگرانی وذمہ داری اور تعلیم وتربیت کے نازک فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دینے اور فکر سلیم، علم عمیق اور حسن اخلاق کے زیور سے آراستہ کرنے پر دلالت کرتی ہیں جس سے آراستہ وپیراستہ ہو کر ان نفوس قدسیہ کو ربائب النبی کے معزز ترین لقب سے سرفراز ہونے کا شرف عظیم حاصل ہوا۔

اس عمل نبوی سے حضرت خدیجہ کی اولاد (ہند، ہالہ اور طاہر) کو دیگر اولاد ازواج مطہرات کے مقابلہ میں مستفید ہونے کا موقع نسبتاً کم ملا کیونکہ یہ حضرات جس وقت آنحضرت ﷺ کی کفالت میں آئے عمر کی اس منزل میں داخل ہو چکے تھے جو تعلیم وتربیت کے اس انداز کو عبور کر چکی تھی۔ تاہم ان کی عمر اور ذہن ومزاج کے اعتبار سے حضرت اقدس ﷺ کا معاملہ ان کے ساتھ بھی مربیانہ اور مشفقانہ رہا، اور آپ انہیں اپنی قربت ورفاقت سے نوازتے رہے۔ مثلاً حضرت ہند بن ابی ہالہ کی روایت:۔

" مر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالحکم ابی مروان فجعل الحکم یغمز بالنبی صلی اللّٰہ وعلیہ وسلم و یشیر باصبعہ، فالتفت الیہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقال اللھم اجعل لہ وزغا فرجف مکانہ"(۲۴)

۲۳۔ کنز الاعمال فی سنن الاقوال و الافعال، جلد ۱۶ ص ۴۹ ۱ (علامہ علاء الدین علی المتقی الھندی)

۲۴۔ اسد الغابہ پنجم ۷۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یعنی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مروان کے باپ حکم کے پاس سے گزرے (جو مکہ کا شدید ترین مخالف تھا) تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانہ لگانے اور انگلیوں سے اشارہ کرنے لگا تو آپ نے فرمایا'' اے اللہ اس پر لرزہ طاری فرمادے'' تو وہ اپنی جگہ پر ہی حیرانی کے ساتھ لرزنے اور کپکپانے لگا''

یہ روایت حضرت ہند کا خانہ اندرون کے علاوہ باہر بھی آپ کے ساتھ ساتھ رہنے اور آپ کے ساتھ ساتھ لے کر چلنے پر غمازی کرتی ہے اس لئے کہ یہ واقعہ بعثت نبوی کے بعد ابتدائی زمانہ کا ہے اور اس کی روایت صرف حضرت ہند سے ہی ملتی ہے۔

اسی طرح حضرت عائشہ کا یہ ارشاد کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے تھے کہ اس دوران خدیجہ کے بیٹے ھالہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کے دوران ہی ان کے آنے کی آہٹ سنی تو فرط محبت سے کہنے لگے ہالہ آ گئے' ہالہ آ گئے'(۲۵) اس میں جہاں آپ کی محبت و تعلق ظاہر ہوتا ہے وہیں اس کے اظہار سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اس کے ذریعہ تعلقات میں پختگی اور مضبوطی پیدا ہوا، اس سے اصلاح و تربیت کا بڑا کام لیا جائے۔

حضرت طاہر بن ابی ہالہ کو ابتدائی عمر میں ہی مرتدین کی سرکوبی کیلئے یمن کی طرف بھیجنا مستقبل میں کسی بڑے مقصد کے لئے تیار کرنے پر غمازی کرتا ہے۔

لیکن ان کے برخلاف ام المومنین حضرت ام سلمہ کے فرزندان و دختران کے ساتھ آپ کا معاملہ مختلف تھا' کیونکہ یہ حضرات جس وقت آپ کی کفالت میں آئے سب کے سب چھوٹے اور کم سن تھے۔ اس لئے ان کی تربیت بھی ان کی عمروں کے مطابق کی گئی۔

مثلاً حضرت عمر بن ابی سلمہ کی یہ روایت:۔

'' کنت غلاماً فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کانت یدی تطیش فی الصحفة '' فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم '' یا غلام سم اللہ و کل

۲۵۔ الاستیعاب سوم ص ۵۶۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیمینک و کل مما یلیک "(۲۶)

"میں نبی اکرم ﷺ کی گود کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا' میرا ہاتھ پلیٹ میں چاروں طرف پھر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو مجھ سے فرمایا: اے بچے بسم اللہ پڑھو' اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور جو کچھ تمہارے نزدیک ہے وہ کھاؤ" آپ کی تربیت اور تعلیم کا دلکش اسلوب پیش کرتی ہے۔

اسی طرح حضرت ام سلمہ کی ہی سب سے چھوٹی اولاد حضرت زینب بنت ابی سلمہ کے ساتھ کھیلنا اور فرط محبت سے زینب کے بجائے زوینب کہنا جہاں آپ کا ان سے غایت زرجہ تعلق اور انسیت و محبت کو بتاتا ہے۔ وہیں اس کا بھی سبق ملتا ہے کہ بچوں کی تربیت اور پرورش میں ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو اس کے مزاج و ذہن سے ہم آہنگ ہو اور فطرت وطبیعت کا پورا خیال رکھا گیا ہو' تا کہ بچہ تربیت کی پہلی منزل میں انداز بیان اور نفس مضمون کی سختی و درشتگی سے متنفر ہونے کی بجائے اپنے مزاج اور ذوق کے مطابق کلام کو پا کر اس سے دلچسپی کا مظاہرہ کرے اور شوق و رغبت کے ساتھ فکر و ذہن کی اصلاح و تربیت کا اہم فریضہ انجام پاتا رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:۔

" ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یلاعب زینب بنت ابی سلمه و یقول یا زوینب یا زوینب"(۲۷)

نیز حضرت زینب سے ہی مروی یہ روایت:

" کانت امی اذا دخل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یغتسل تقول ادخلی علیه' فاذا دخلت علیه نضح فی وجهی من الماء و یقول ارجعی"(۲۸)

"یعنی جب آپ ﷺ غسل فرماتے تو میری والدہ (ام سلمہ) کہتیں آپ ﷺ کے قریب جاؤ جب میں جاتی تو آپ میرے چہرے پر پانی اچھالتے اور فرماتے جاؤ جاؤ"

۲۶۔ سنن ابن ماجه باب الاکل بالیمین

۲۷۔ کنز العمال جلد هفتم ص ۸۵

۲۸۔ اسد الغابه پنجم ص ۴۶۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے بے حد تعلق اور دلجوئی و دلبستگی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تربیت کا شاہکار بھی ہے' جو یہ باور کراتی ہے کہ بچوں کی عمر اور ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے پیش آنا چاہیئے۔

کم عمری میں ہی سلمہ بن ابی سلمہ کا اپنی چچا زاد بہن امامہ بنت حمزہ سے نکاح فرما کر جہاں ام المومنین حضرت ام سلمہ کی دلبستگی مقصود تھی وہیں احساس ذمہ داری اور فرائض کی ادائیگی میں عجلت بھی متصور ہوتی ہے۔ نیز رخصتی سے قبل ہی امامہ بنت حمزہ کے انتقال پر آپ کا یہ فرمانا" **هل جزیت سلمه**"(۲۹) حضرت سلمہ سے آپ کی محبت پر غماز ہے۔

اسکے علاوہ ان اولاد ازواج مطہرات کا دیگر امہات المومنین سے ربط و تعلق ان کے گھروں میں جانا ان سے روایت کرنا مثلاً حضرت حبیبہ بنت ام حبیبہ کا ام المومنین حضرت زینب بنت جحش سے روایت کرنا' حضرت زینب بنت ابی سلمہ کا حضرت ام حبیبہ سے روایت کرنا اور حضرت عائشہ کا ھالہ بن ابی ھالہ کے سلسلہ میں آپ کا ھالہ ھالہ کا قول نقل کرنا وغیرہ جیسے واقعات میں بھی آپ کی تعلیم و تربیت کا اثر واضح طور پر نظر آتا ہے۔ جس نے اپنے اور غیر کے فرق کو ختم کر کے تمام امہات المومنین سے ربط و تعلق کو اس طرح استوار کر دیا تھا کہ ان میں سے کسی کے چہرے پر کسی کے سلسلہ میں ناگواری کی شکن ابھرتی اور نہ زبان پر حرف شکایت آتا۔

یہ سب کے سب حضرت اقدس کی تربیت کا کرشمہ ہیں۔ جنہوں نے ان کے اخلاق و اعمال کی درستگی' فکر و نظر کی اصلاح اور علم و فن سے وابستگی کی طرف رہنمائی اس انداز سے فرمائی کہ ان میں سے ہر ایک اخلاق و مروت رشد و ہدایت' تبلیغ و دعوت اور فقہ و بصیرت کے بلند مقام پر فائز ہے جن سے علم و فن کا چراغ روشن ہوا اور رشد و ہدایت کی ایسی کرنیں نمودار ہوئیں جن کی روشنی میں دنیا آج تک علم و تحقیق اور فکر و فن کے جواہر پارے تلاش کر رہی ہے۔

۲۹۔ الاستیعاب دوم ۶۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی ﷺ سے ان لوگوں کو شغف اور اس کی روایتیں:

آغوش رسالت کے تربیت یافتہ اشخاص کو جن اوصاف وخصائل کا حامل ہونا چاہئے تھا'' ربائب النبی ؐ''میں سے ہر ایک ان سے مکمل طور پر متصف تھا' علم وفضل' زہد واتقا' فقہ وبصیرت' کار دعوت وتبلیغ' اور جذبہ جہاد ان میں سے ہر وصف ان حضرات کے اندر بدرجہ اتم موجود تھا۔ جنہیں قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقع ملا تھا۔ اور سوال استفسار کے ذریعہ اپنی دینی علمی' فکری تہذیبی اور اخلاقی ثقافت کو پروان چڑھانے کا بھی۔

احادیث رسول کو حرز جان بنانا اور ان کو غیروں تک پہنچانا جاں نثار صحابہ کرام کا جو محبوب عمل تھا جس کو امت مسلمہ کے لئے نایاب سرمایہ اور ان کی اشاعت وتبلیغ اور ترویج وتشہیر کو دین کا اہم فریضہ تصور کیا جاتا رہا اسے بھی یہ حضرات خیر بے بہرہ نہ تھے۔

احادیث نبوی سے ان کا شغف اور وابستگی لازمی اور فطری عمل تھا' کیونکہ ان کے فکروشعور نے جس فضا میں اپنے بال وپر کھولے اور جس ماحول میں ان کی نشو ونما ہوئی اس کا تقاضا یہ تھا کہ یہ ربائب النبی بھی اس مبارک عمل میں دیگر اصحاب نبی ﷺ کے ساتھ دوش بدوش شریک ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ رواۃ حدیث کی مبارک فہرست بھی ان کے ناموں سے خالی نہیں۔

لیکن اس عمل خیر میں ام المومنین حضرت ام سلمہ کی سعید اولاد کو جتنا موقع ملا اسقدر حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی اولاد کو نہ مل سکا کیونکہ وہ حضرات اپنی کم عمری کی وجہ سے اکثر وبیشتر اپنی والدہ حضرت ام سلمہ سے ہی وابستہ رہے اور آنحضرت ﷺ کے ہر قول وعمل کو دیکھتے اور سنتے رہے اس کے برخلاف حضرت خدیجہ کی اولاد جو عمر میں خاصے بڑے تھے۔ دیگر دینی ودعوتی امور کی انجام دہی میں آنحضرت سے الگ اور دور بھی رہنا پڑا ہوگا، جس نے اس سمت اپنے دیگر برادران کے مقابلہ میں توجہ کرنے کا کم موقع دیا ہوگا' جس کی وجہ سے ان کی مرویات دیگر بھائیوں کے مقابلہ میں کم پائی جاتی ہیں تاہم مفقود نہیں۔

جس میں حضرت ہند بن ابی ہالہ کا نام سرفہرست رکھا جا سکتا ہے جنہوں نے شمائل نبیؐ کے بیان میں جس دقت نظری' باریک بینی' مہارت لسانی اور ذوق ادبی کا ثبوت دیا ہے وہ ان سے دفتر توصیف کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روشن صفحہ ہے' جس کی وجہ سے ''وصاف نبی'' کے معزز لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ مروان کے باپ حکم کے لئے آپ کی بددعا'' **اللھم اجعل له وزغا** ''(جس کا ذکر پہلے گزر چکا) والی روایت صرف انہیں سے مروی ہے جن سے ان کے بیٹے ہند نے روایت کی ہے:۔

اسی طرح یہ حدیث بھی'' **قال قلت** '' **یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ما حملک علی ان نزعت ابنتک عن عتبة یعنی ابن ابی لهب حتی حرشته علیک فقال** '' **ان الله ابی لی ان اتزوج او ازوج الا الی اهل الجنة** "(۳۰) ان کی مرویات میں شامل ہے۔

ھند بن ابی ہالہ سے روایت کرنے والوں میں حضرت حسن بن علی کے علاوہ خود انہیں کے فرزند ہند بن ھند کا نام بھی شامل ہے جو اپنے وقت کے سب سے بڑے فقیہ تھے اور محدث تھے' پورے بصرہ میں ان کے پائے کا کوئی محدث نہ تھا' جن سے ''ابومندہ'' اور ''ابونعیم'' نے روایت کی ہے۔

حضرت خدیجہ کی ہی دوسری اولاد ہالہ بن زرارہ'' سے مروی یہ روایت:۔

''**انه دخل علی النبی صلی الله علیه وسلم و هو راقد فاستیقظ فضم إلی صدره و قال هاله هاله هاله** '' اکثر کتب سیرت وسوانح میں صحیح سند کے ساتھ پائی جاتی ہے اس روایت کو علامہ ابن عبد البر نے الاستیعاب'' سوم میں اور ابن اثیر۔ نے ''اسدالغابہ'' پنجم میں بھی نقل کیا ہے۔

کتب اسماء الرجال میں ہند بن ھند بن ابی زرارہ' ابوعمر ابن مندہ اور ابوموسیٰ کے شیوخ میں ھالہ بن زرارہ کا بھی نام ملتا ہے۔ جن سے ان اصحاب حدیث نے روایتیں نقل کی ہیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ کے فرزند'' سلمہ بن ابی سلمہ'' سے کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ ان کے سلسلہ میں صاحب ''اسدالغابہ'' کے الفاظ یہ ہیں'' **لا تعریف له روایة** ''(۳۱) حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ'' **و هو کان اسن من اخیه عمرو و لو احفظ له روایة عن النبی صلی الله علیه وسلم.** ''(۳۲)

۳۰۔ الاستیعاب سوم ص ۵۷۸

۳۱۔ اسد الغابة ، دوم ص ۳۳۷

۳۲۔ الاصابه دوم ص ۶۴۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے برخلاف چھوٹے بھائی حضرت عمر بن ابی سلمہ کا مرتبہ رواۃ حدیث میں سب سے فائق ہے۔''الاعلام'' میں ان کی مرویات کی تعداد بارہ ۱۲ بتائی گئی ہے۔امام مسلم نے انہیں سے مروی یہ حدیث" **قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن قبلة الصائم فقال " سل ھذہ لام سلمہ" فقلت غفر اللہ لک انی اخشاکم اللہ و اتقاکم"** اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔اس کے علاوہ وھب بن کیسان کے واسطہ سے انکی یہ حدیث " **ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ ادن یا بنّی فسم اللہ و کل بیمینک و کل مما یلیک**"۔بخاری و مسلم دونوں نے بیان کی ہے۔

تطہیر اہل بیت والی روایت بھی عمر بن ابی سلمہ سے ہی منقول ہے۔کہتے ہیں: **نزلت ھذہ الایة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ' انمایرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً فی بیت ام سلمہ.**"(۳۳)

آنحضرت ﷺ کے علاوہ کچھ روایتیں اپنے والد ابو سلمہ کے واسطہ سے بھی بیان کرتے ہیں:۔

ان کے شاگردوں کی تعداد بھی طویل ہے۔جن میں خود انہیں کے فرزند محمد بن عمر کے علاوہ سعید بن المسیب' ابوامامہ بن سہل بن حنیف' عروہ بن زبیر' وھب بن کیسان کے نام کتب اسماء الرجال میں خاصی اہمیت کے حامل ہیں:۔

حضرت ام سلمہ کی سب سے چھوٹی دختر نیک اختر حضرت زینب بنت ابی سلمہ جن سے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص تعلق تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غایت درجہ شفقت و محبت کا معاملہ فرماتے تھے' فن حدیث میں ممتاز مقام رکھتی ہیں۔جنہیں''**افقہ نساء زمانھا**'' کہا جاتا ہے۔انہوں نے بھی آنحضرت سے بالواسطہ حدیثیں بیان کی ہیں''الاعلام'' میں ان کی مرویات کی تعداد سات بتائی گئی ہے جو براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔اس کے علاوہ حضرت ام سلمہ' حضرت عائشہ' حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہن اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش سے بھی مروی ان کی حدیثیں کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں آنحضرت کا درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے کے ارادے والی روایت جس کا ام المومنین

۳۳۔ اسد الغابہ دوم ص ۱۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام حبیبہ کو گمان ہوا تھا' زینب بنت ابی سلمہ سے ہی منقول ہے۔(۳۴)

ان کے شاگردوں میں امام زین العابدین' ابوعبیدہ' محمد بن عطا' عراک بن مالک' حمید بن نافع' عروہ بن زبیر' ابوسلمہ' کلیب بن وائل اور ابوقلابہ جرمی کے نام نامی شامل ہیں جن لوگوں نے اس سے روایتیں نقل کی ہیں۔

اسی طرح ربیبہ رسول حضرت حبیبہ بنت عبیداللہ بن جحش جو ام المومنین حضرت ام حبیبہ کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں' ان کو بھی رواۃ حدیث میں شمار کیا جاتا ہے۔

ابن سیرین کی سند سے جو حدیث حبیبہ بنت ابی سفیان سے نقل کی جاتی ہے اس سے حبیبہ بنت ام حبیبہ بنت ابی سفیان مراد لیا جاتا ہے۔ کیونکہ ابوسفیان کی اولاد میں حبیبہ نامی کسی لڑکی کا پتا نہیں ملتا' حدیث یہ ہے:۔

" قالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مات له ثلاثة من الولد جنی بهم یوم القیامة فیقال لهم ادخلو الجنة فیقولون حتی یدخلها آباؤنا فیقال لهم فی الثالثة او الرابعة ادخلوا انتم و آباء کم" (۳۵)

"اس حدیث میں حضرت حبیبہ کا اپنی والدہ حضرت ام حبیبہ سے روایت کرنا زیادہ قرین قیاس ہے' اس لئے دوسری حدیثوں میں ان کا اپنی ماں ام حبیبہ سے روایت کرنا ثابت ہے مثلاً" **قالت استیقظ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من نو م محمر اوجهه و هو یقول لا اله الا اللّٰه و یل للعرب من شرقد اقترب الحدیث"**

اس حدیث کو ابن عیینہ نے امام زہری سے اس طرح نقل کی ہے:

عن الزهری عن زینب بنت ابی سلمه عن حبیبه بنت ام حبیبه عن امها ام حبیبه' عن زینب بنت جحش ' قالت سمعت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم"

یہ وہ تفصیلات ہیں جن سے ربائب رسول ﷺ کے حالات اور کارناموں کا علم ہوتا ہے' جنہیں

۳۴۔ اسد الغابہ پنجم ص ۴۴۶

۳۵۔ اسد الغابہ پنجم ۴۲۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاشانہ نبوت میں پروان چڑھنے اور آغوش رسالت میں پلنے اور بڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، جن کی پرورش و پرداخت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت، لطف و موانست دانائی و حکمت کا بڑا حصہ سمٹ کر جمع ہو گیا ہے۔ جو اس کا مستحق ہے کہ اسے سیرت النبی کے پاکیزہ اور مقدس صفحات پر جگہ دی جائے۔

جس کے مطالعہ سے حضرت اقدس کے طرز تعلیم و تربیت اور اصول اصلاح و درستگی کا انوکھا انداز سامنے آتا ہے جسے کتاب زیست کا درخشندہ و تابندہ باب قرار دیا جا سکتا ہے۔

جن کی تعلیم و تربیت کے آپ کفیل بنے اور انہیں آپ کی صحبت بابرکت میں رہ کر اطوار حیات کو سمجھنے اور حسن کردار و عمل سے مزین ہونے کا موقع ملا، یہ سب اسی صحبت نبوی کا فیض ہے۔

جن کی پاکیزہ زندگی میں عظمتوں کے اتنے نقوش موجود ہیں جنہیں اختیار کر کے آج بھی کامرانی اور کامیابی سے سرفراز ہوا جا سکتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراثی رسول اور ان کی تاریخی، ادبی اور دینی حیثیت

ڈاکٹر سید ازکیا ہاشمی *

اسلامی مرثیے:

اسلامی مرثیوں کے تعارف سے قبل اسلام میں مرثیہ گوئی کی حیثیت کا تعین بھی ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اسلام کا اس بارے میں زاویہ نگاہ کیا ہے؟ اس لیے اس بحث کا آغاز ہم مرثیہ گوئی کی شرعی حیثیت سے کرتے ہیں۔

مرثیہ گوئی کی شرعی حیثیت:

اعزہ واقارب کی موت پر اشک ریزی اور رنج وغم کا اظہار انسان کی فطری محبت اور دردمندی کا مظہر ہے اسی لیے شریعت مطہرہ نے اس فطری ردعمل پر کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادیوں اور صاحبزادوں کے انتقال پر رونا احادیث سے ثابت ہے۔(۱) حضرت ابراہیم کے انتقال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک سے آنسو جاری ہوئے۔ اور آپ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

" ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا و انا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون"(۲)

"آنکھ آنسو بہاتی ہے۔ اور دل مغموم ہے۔ اور زبان سے ہم وہی کہیں گے جو اللہ کو پسند ہو (یعنی انا للّٰہ و انا الیہ راجعون) اور اے ابراہیم! تمہاری جدائی کا ہمیں صدمہ ہے۔"

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج بالاکوٹ مانسہرہ

۱۔ مثلاً دیکھیے: حدیث انسؓ: شھدت بنت رسول اللہ ﷺ تدفن ورسول اللہ ﷺ جالس عند القبر فرأیت عینہ تدمعان (بخاری۔ دیکھیے۔ الصنعانی سبل السلام شرح بلوغ المرام، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت۔ ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء ج ۲ ص ۱۱۴، ۱۱۶

۲۔ بخاری: الجامع الصحیح" کتاب الجنائز۔ باب قول النبی انا بفراقک لمحزون

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدید تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ انتہائی صدمات کے موقع پر رونا غم کے زوال اور دل کی تسکین کا باعث ہے اور زیادہ ضبط و تحمل مختلف دماغی اور نفسیاتی عوارض کا سبب بنتا ہے البتہ اس معاملہ میں شریعت نے اعتدال کو پسند کیا ہے۔ اور افراط و تفریط کو مذموم قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیة"(۳)

"جو اپنے گالوں کو پیٹے' گریبان پھاڑے اور اہل جاہلیت کے طریقے پر واویلا کرے وہ ہم میں سے نہیں۔"

نیز فرمایا:

"اَنَا بَرِیٌّ ممن حَلَقَ وَ سَلَقَ وَ خَرَقَ" (۴)

"جو کوئی (موت اور غمی پر) سر منڈائے' چلائے یا کپڑے پھاڑے میں اس سے بری ہوں۔"

شاعری کے ذریعہ غم والم کے جذبات کا اظہار بھی قدیم انسانی روایت ہے۔ اس قسم کی شاعری کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟ یہ سوال بے حد اہمیت کا حامل اور دقت نظر کا متقاضی ہے کیونکہ بعض احادیث میں مرثیہ گوئی سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ کی حدیث ہے:

"نھی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن المراثی"(۵)

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ کئی صحابہ بالخصوص حضرت حسان' عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شہداء کی موت پر مرثیے کہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نکیر نہیں فرمائی۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر متعدد صحابہ نے مرثیے کہے۔ اگر آپ نے انہیں مرثیہ گوئی سے منع کیا ہوتا تو صحابہ ضرور سکوت اختیار کرتے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مرثیوں کو پڑھنے سے منع فرمایا جو مسلمانوں اور مکہ والوں کی لڑائیوں میں مرنے والوں پر کہے گئے کہ مبادا ان کو سن کر دشمنی اور کینے کے جذبات پھر سے نہ ابھر آئیں اور دلوں کا میل

۳۔ ایضا۔باب لیس منا من ضرب الخدود

۴۔ دیکھئے۔سبل السلام : ص ۱۱۵ سنن ابی داؤد ،باب فی النوح

۵۔ ابن ماجه:السنن . ابواب ما جاء فی الجنائز . باب ما جاء فی البکاء علی المیت.حدیث نمبر: ۱۶۵۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف ہونے کے بجائے اور نہ بڑھ جائے۔

ہماری ناقص رائے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً مرثیہ گوئی سے منع نہیں فرمایا بلکہ آپ کی ممانعت اس مخصوص قسم کی مرثیہ گوئی سے تھی جس کا جاہلیت میں رواج عام تھا جو شکوہ و شکایت' بے صبری اور ناامیدی کے مضامین پر مشتمل اور مبالغہ آمیز مدح و توصیف پر مبنی ہوتی تھی۔

رثائیہ شاعری اگر ان نقائص سے پاک ہو اور تعزیہ و تسلی کے مضامین پر مشتمل ہو تو اس کے پسندیدہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ایک حدیث میں ہے:

"من عزیٰ مصابًا فلهٗ مثل اجره"(٦)

"جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کے لیے مصیبت زدہ کا سا اجر ہے۔"

تعزیہ و تسلی اور صبر کی تلقین صدموں سے نڈھال دلوں کی تسکین کا باعث ہوتی ہے۔(اور بلاشبہ مکارم اخلاق میں سے ہے یہ مضمون اشعار میں زیادہ مؤثر ہو سکتا ہے۔اور مراثی کی یہ قسم جو ان موضوعات پر مشتمل ہو شریعت کی نظر میں نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ٹھہرے گی۔ہماری رائے میں درج ذیل شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے مرثیہ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

1۔ مرثیہ میں شکوہ و شکایت کا اظہار نہ ہو۔

2۔ ممدوح کی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ نہ ہو۔

3۔ مرثیہ گوئی کے ساتھ ماتمی رسومات (سینہ کوبی' گال پیٹنا' کپڑے پھاڑنا وغیرہ) شامل نہ ہوں۔

4۔ مرثیہ کے لیے باقاعدہ ماتمی مجالس کا انعقاد نہ ہو۔

مراثی رسول کا مفہوم اور ان کے دواعی و محرکات:

اسلامی دور کے مرثیوں کی ایک قسم تو وہ ہے جس کا ذکر ہم سابقہ سطور میں کر چکے ہیں دوسری قسم کے مرثیے عہد رسالت کے بعد کے ہیں ان میں سے بھی ہماری بحث صرف ان مرثیوں سے متعلق ہے۔جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر شعراء نے کہے۔ناقدین ادب ان مرثیوں کو مدح

٦۔ ترمذی، السنن، حدیث نمبر ۱۰۷۳ : کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۰۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ہی میں شمار کرتے ہیں اور انہیں مدحیہ اور نعتیہ شاعری کے ذیل ہی میں ذکر کرتے ہیں کیونکہ ان پر مدح کا رنگ غالب ہے۔ مراثی رسول کا اطلاق ان پر اس لیے کیا جاتا ہے۔ تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی وفات کے بعد کہے گئے قصائد میں حد فاصل قائم ہو سکے۔ جیسا کہ ان اشعار کے متعلق جو حسان بن ثابت وغیرہ نے وفات رسول پر کہے یہ کہا جاتا ہے: قال حسان یرثی النبی صلی اللہ علیہ وسلم' بعد کے ادوار میں شعراء نے جو کچھ حضور کی مدح میں کہا اس پر رثائیہ شاعری کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ وہ حضور کی وفات کے غم میں نہیں بلکہ آپ کی مدح وثنا میں پیش کی گئی۔(۷)

آپ کی وفات پر شعراء کی ایک بڑی تعداد نے مرثیے کہے ہمارے خیال میں اس کے حسب ذیل دواعی ومحرکات ہیں:

1۔ عربوں کے ہاں اپنے اعزہ واقارب' دوست احباب اور قوم وقبیلہ کی بزرگ شخصیات کے انتقال پر مرثیہ کہنے کی قدیم روایت تھی جس میں شعراء اپنے جذبات کا اظہار کرتے تھے 'اسلام نے اس روایت کو ختم نہیں کیا البتہ اس کی اصلاح کرتے ہوئے کچھ حدود وضوابط کا پابند بنایا (جس کی وضاحت سابقہ سطور میں ہو چکی ہے)۔ صحابہ نے اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی مرثیے کہے اور آپ کے وصال پر بھی اپنے جذبات کا رثائیہ شاعری میں اظہار کیا۔

2۔ قران وحدیث کی روح سے حب رسول ایمان کا لازمی تقاضا ہے' صحابہ کرام کو حضور اکرم ﷺ سے جو عقیدت ومحبت تھی تاریخ وسیرت کے اوراق اس کے گواہ ہیں۔ ان کی زبانیں آپ کی زندگی میں بھی آپ کے وصال کے بعد بھی ذکر رسول میں ہمیشہ رطب اللسان ہیں وہ آپ کا تذکرہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور کرتے رہتے ہیں کیونکہ ان کی تمام تر سرگرمیوں کا محور ومرکز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی تھی۔

اپنے مرثیوں میں بھی انہوں نے اپنے جذبات عقیدت ومحبت کا اظہار کیا ہے۔

3۔ ان مرثیوں کا ایک اہم داعیہ ومحرک فراق نبوت کا شدید صدمہ تھا جو اصحاب رسول کے لیے انتہائی نا قابل برداشت تھا۔ حضور کی جدائی کو تو وہ عناصر بھی برداشت نہ کر سکے جنہیں بے شعور اور ''لا یعقل'' کہا

۷۔ ڈاکٹر ذکی مبارک نے '' المدائح النبویة'' میں اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ص ۱۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔مشہور احادیث میں ''استن حنانة'' کا واقعہ موجود ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر ہچکیاں بھرنے لگا اور آپکے دست مبارک سے اسے تسکین ملی۔

صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کس قدر شاق گزری اس کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی ہو سکتا ہے جو تاریخ وسیر میں موجود ہیں۔ اکثر صحابہ پر سکتہ کی کیفیت طاری تھی۔جلیل القدر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوش وحواس گم تھے،حضرت عمرؓ حالت اضطراب میں ننگی تلوار ہاتھ میں لئے کہہ رہے تھے کہ جس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ہے' اس کی گردن اڑا دوں گا۔حضرت عثمانؓ پر سکتہ طاری تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ بے حس وحرکت تھے' حضرت عبداللہ بن انیس کو اس قدر صدمہ ہوا کہ حرکت قلب بند ہوگئی' حضرت عبداللہ بن زید انصاری رو رو کر بینائی کھو بیٹھے' لوگوں کو یقین نہ آتا تھا کہ حضور بھی انتقال کر سکتے ہیں۔اور جب صبر واستقامت کے کوہ گراں حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو خطبہ دیا تو انہیں حضور کی وفات کا یقین آیا' حضرت عمرو وفات کے صدمہ سے زمین پر گر پڑے' ازواج مطہرات شدت غم سے نڈھال تھیں۔حضرت فاطمہ شدت گریہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں:

یا ابتاه ! اَجابَ ربًا دعاه

یا ابتاه من جنة الفردوس مأواه

یا ابتاه الیٰ جبرئیل ننعاه''(۸)

''اے ابا جان' آپ نے رب کی دعوت کو قبول فرمایا' اے ابا جان آپ نے جنت الفردوس میں نزول فرمایا۔اے ابا جان جبرائیل کو آپ ﷺ کے انتقال کی خبر ہم پہنچائیں گے۔''

جب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر کے واپس ہوئے تو حضرت فاطمہ نے خادم رسول حضرت انس سے نہایت درد انگیز لہجے میں فرمایا:'' یا انس ! اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراب ''(۹)

۸۔ البدایة والنهایة '' ۵/۲۷۳

۹۔ ایضاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے انس! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاک ڈالنا کیونکر گوارا ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ایک صحابی کی بینائی جاتی رہی ان کے اصحاب عیادت کے لیے آئے تو انہوں نے کہا ان آنکھوں سے مقصود تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار تھا لیکن جب آپ کا وصال ہو گیا تو اگر میرے عوض تبالہ کی ہرنیاں اندھی ہو جائیں اور میری بینائی لوٹ آئے تب بھی مجھے پسند نہیں۔"(۱۰)

حضرت عبداللہ بن ابی لیلیٰ انصاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت میں بچہ تھا لوگ اپنے سروں اور کپڑوں پر خاک ڈال رہے تھے اور میں ان کے گریہ و بکاء کو دیکھ کر روتا تھا۔(۱۱)

ایک شخص صحابہ کے قلق و اضطراب کا یہ عالم دیکھ کر مدینہ سے عمان آیا' لوگوں کو آپ کے وصال کی خبر دی اور کہا میں مدینہ کے لوگوں کو ایسے حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کے سینے دیگچی کی طرح ابال کھا رہے ہیں۔(ترکت والناس بالمصیبة یغلون غلیان القدر)(۱۲)

حضرت حسان ؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کیا خوب مرثیہ کہا ہے:

و هل عدلت یومًا رزیئة هالکٍ
رزیئة یومٍ مات فیه محمد
و ما فقد الماضون مثل محمد
و لا مثله حتی القیامة یفقد (۱۳)

۱۰۔ بخاری ۔ الادب المفرد" باب العیادۃ ۔ نیز دیکھئے ابن سعد :" الطبقات الکبریٰ: ۲/ ۳۱۳

۱۱۔ ابن اثیر :" اسد الغابة فی معرفة الصحابة" دار الشعب ۔ قاھرۃ (س ۔ ن) تذکرہ عبد اللہ بن ابی لیلیٰ ج ۳ ص ۳۷۴

۱۲۔ ابن حجر:" الاصابة فی تمییز الصحابة" ط ۔ ۱ مطبعة السعادۃ ۔ مصر ۱۳۲۸ ، ج: ۱ ، ص ۴۵۶

۱۳۔ ابن سید الناس: " عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر" دار الآفاق الجدیدۃ بیروت ۱۴۰۲/ ۱۹۸۲ ء ج ۲ ص ۴۲۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا کسی مرنے والے کی مصیبت کا دن اس دن کی مصیبت کے برابر ہو سکتا ہے جس میں محمد ﷺ کا انتقال ہوا۔ پچھلوں نے نہ تو محمد جیسی ہستی کو گم کیا اور نہ قیامت تک ان کا مثل گم ہو سکے گا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم ایسا غم تھا جو زائل نہ ہو سکا اور اس کی ٹیسیں غمزدہ دلوں سے مدتوں تک اٹھتی رہیں۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ حضرت عمر ایک دفعہ مدینہ کی گلیوں میں رات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک جھونپڑی سے روشنی نظر آئی قریب گئے تو دیکھا ایک بڑھیا روئی دھنک رہی ہے اور ساتھ ہی انتہائی دردناک آواز میں یہ اشعار پڑھ رہی ہے۔

علیٰ محمد صلوٰۃ الابرار
صلّی علیه الطیبون الأخیار
قد کنت قوّامًا بُکیً الاسحار
یا لیت شعری والمنایا اطوار(۱۴)

''محمد ﷺ پر نیک لوگوں کا صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر پاکباز ہستیاں صلاۃ و سلام بھیجتی رہیں۔ ساری ساری رات جاگنا اور سحر گاہ آہ و زاری کرنا' موت کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ کاش میں جان لیتی کہ مجھے اور میرے محبوب (محمد) کو کوئی گھر یکجا کر دے گا۔''

یہ سن کر حضرت عمر وہیں بیٹھ کر رونے لگے اور پھر کئی دن تک صاحب فراش رہے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ '' هل تجمعنِّي وجیبی الدار '' پر تڑپ کر پکار اٹھے۔'' و عمر فاغفرلهٗ غفار' '' اور عمر! خدایا اسے بھی بخش دے۔''

آنحضرت ﷺ کے وصال پر صحابہ کا یہ حال کیوں نہ ہوتا جب کہ خود آپ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا:

۱۴۔ النبهانی : '' المجموعة النبهانیة فی المدائح النبویة'' دار المعرفة . بیروت ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ ج ۱ ص:۵۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذا أصیب احدکم بمصیبة فلیذکر مصیبتهٔ بی فانها اعظم المصائب "(۱۵)

"تم میں سے جب کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنی اس مصیبت کو یاد کرے جو میری وفات سے پہنچی ہے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔"

ایک شاعر نے یہی مضمون اس شعر میں باندھا ہے:

و اذا اَتتکَ مُصِیْبَة تَشْجی بها

فاذکر مصابک بالنبی محمد(۱۶)

"جب کوئی مصیبت تجھے غمزدہ کردے تو تو اپنی اس مصیبت کو یاد کر جو حضور کی وفات سے تجھے پہنچی۔"

مذکورہ تفصیل سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا ردعمل کیا ہوگا اور وہ کرب والم کی کن کن منزلوں سے گزرے ہوں گے۔ ان کے تاثرات جہاں نثر کی شکل میں تاریخ وسیرت کی کتب میں محفوظ ہیں وہاں اشعار کی صورت میں بھی ایک بیش بہا ذخیرہ موجود ہے جو ان کی قلبی کیفیات کا مظہر ہے جسے ہم آئندہ اوراق میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

مرثیہ گو شعراء اور ان کے مرثیے:

اصحاب رسول کی ایک بڑی تعداد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحہ ارتحال پر مرثیے کہے ان میں سے کچھ مرثیے تاریخ' ادب اور سیرت کی کتابوں میں منتشر ہیں اور اپنی مکمل صورت میں محفوظ ہیں' بعض زمانے کی دستبرد کی نذر ہو چکے ہیں اور چند ایک نامکمل قصائد یا قطعات کی شکل میں موجود ہیں۔ یہ مرثیے میرے محدود علم کے مطابق کتابی شکل میں بھی جمع نہیں کئے گئے اس لیے یقینی طور پر شعراء اور ان کے مرثیوں کی تعداد متعین نہیں کی جاسکتی۔ شیخ عبدالحیٔ الکتانی م ۱۳۴۱ھ نے اپنی مشہور کتاب " التراتیب الاداریه" میں حافظ العرقی کے حوالے سے لکھا ہے کہ متعدد صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

۱۵۔ ابن سعد: " الطبقات الکبریٰ" دار صادر . بیروت (س.ن) ج۲ ص ۲۷۵

۱۶۔ قسطلانی:" المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة " تحقیق صالح احمد السامی. المکتب الاسلامی . بیروت ۱۴۱۲/ ۱۹۹۱ء ص ۵۵۰-۵۵۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مرثیے کہے۔ جن میں سے ابو بکر، عمر، علی، صفیہ بنت عبد المطلب، ام حکیم بنت عبدالمطلب، ھند بنت عبد المطلب، ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب، حضرت حسان، عمرو بن العاص، کعب بن مالک، ابو الھیثم بن التیھان، عبد اللہ بن انیس، عمرو بن سالم الخزاعی، زبرقان بن بدر، عبد اللہ بن مالک الارجی، ابن ذی مدان، عبداللہ بن سلمۃ الھمدانی، سواد بن قارب الدوسی و عبد الحارث بن انس بن ریان وغیرھم ان کی تعداد انیس ہے۔ کتانی نے فقط ان کے نام ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ مرثیے نقل نہیں کئے۔(۱۷)

تاریخ، ادب اور سیرت کی اساسی کتب کے مطالعہ سے جن شعراء کے مرثیوں تک ہماری رسائی ہوئی ہے ان شعراء کی تعداد اکیس ہے۔ اس فہرست میں بھی بعض ان شعراء کے نام شامل نہیں جنہیں الکتانی نے ذکر کیا ہے۔ مثلاً ام حکیم بنت عبد المطلب، عمرو بن العاص، ابوالہیثم بن التیہان، عمرو بن سالم الخزاعی، زبرقان بن بدر، ابن ذی مدان، عبداللہ بن سلمۃ اور عبد الحارث بن انس بن ریان ان کے مرثیے دستیاب نہیں ہو سکے البتہ ان کے مدحیہ قصائد واشعار کتب ادب وسیرت میں موجود ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ ان شعراء کو غلط فہمی کی بنا پر مرثیہ گو شعرا کی فہرست میں شامل کر دیا گیا ہے کیونکہ مدحیہ اور رثائیہ شاعری میں کافی حد تک مماثلت ہے اور مراثی رسول میں بھی مدح کا رنگ غالب ہے۔ البتہ اس امکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ مذکورہ شعراء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتوصیف میں کچھ اشعار آپ کی وفات کے موقع پر کہے ہوں مگر مرثیہ کے اسلوب ومعیار پر پورا نہ اترنے اور مدح کا رنگ غالب ہونے کی بنا پر انہیں مراثی میں شمار کرنے کے بجائے نعت و مدح کی صنف میں شامل کر دیئے گئے ہوں۔ ہماری فہرست میں مذکورہ فہرست کے مقابلے میں درج ذیل ناموں کا اضافہ ہے۔ فاطمۃ، حسان، ابو ذؤیب الھذلی،

۱۷۔ کتانی نے یہ نام "الشعراء من الصحابة والصحابيات الذين رثوه عليه السلام بعد موته" کے عنوان کے تحت نقل کئے ہیں۔ دیکھئے: "التراتيب الادارية والعمالات والصناعات والمتاجر والحالة العلمية التي كانت علىٰ عهد تاسيس المدينة الاسلامية في المدينة المنورة العلية" مطبعة الاهلية بدرب الفارسي بالرباط ۱۳۴۶ھ (نسخه مصوره) ص ۲۱۴، ۲۱۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عامر بن طفیل، مجیفه بن النعمان ، عمرو بن الفحیل، اروٰی بنت عبد المطلب، هند بن اثاثه، عاتکه بنت زید بن عمرو اورام ایمن .

اس طرح ہم نے تقریباً چالیس مرثیوں تک رسائی حاصل کی ہے جن میں سے چند ایک نامکمل ہیں اور قطعات ہی کی شکل میں دستیاب ہیں۔

ان میں سے متعدد مرثیے ان کی طرف منسوب ہیں جن کی شہرت شاعری کی حیثیت سے نہیں اور نہ ہی شعروشاعری ان کا مستقل پیشہ رہا ہے۔عرب معاشرے میں چونکہ شعروشاعری کا رواج عام تھا شاذ و نادر ہی ایسے لوگ تھے جو اس کا ذوق نہ رکھتے ہوں (۱۸) اس لیے ان خواتین وحضرات نے جو شاعر تو نہ تھے مگر شاعری کے ذوق سے محروم نہ تھے معاشرے کی عام روایت کے مطابق اپنے جذبات کا اظہار موزوں الفاظ میں کر دیا ہے۔

مذکورہ فہرست میں ایک بڑی تعداد صحابیات کی بھی ہے ان کے رثائیہ اشعار سے ان کے دلی جذبات کے ساتھ ساتھ ان کے اعلیٰ ادبی ذوق کی بھی عکاسی ہوتی ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور کی خواتین زبان وادب اور فصاحت و بلاغت میں مردوں سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ان میں سے فاطمہ، اروٰی، عاتکہ، صفیہ، ہند بنت حارث، ہند بنت اثاثہ، عاتکہ بنت زید اور ام ایمن قابل ذکر ہیں۔

خواتین شعراء کا اس صنف ادب کو موضوع سخن بنانے کا باعث ایک تو قدیم روایت ہے کہ عورتیں مردوں کی بنسبت زود رنج اور کمزور دل ہونے کی بناء پر مرنے والوں پر نوحہ و ماتم کرنے میں پیش پیش ہوتی ہیں اور عربوں میں تو قدیم زمانے سے یہ رسم تھی کہ عورتیں بالخصوص جنگوں میں مقتولین پر گریہ و ماتم کرتیں اور مرثیے پڑھتی تھیں۔قدیم جاہلی شاعری میں غالب تعداد خواتین کے مرثیوں کی ہے۔دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان خواتین میں سے بیشتر چونکہ خاندان بنو ہاشم سے تعلق رکھتی ہیں۔

۱۸۔ جیسا کہ ولید بن مغیرہ کے متعلق روایت ہے کہ جب آنحضرت کے خلاف سازش کی جارہی تھی کہ حج میں آنے والے عرب قبائل کو یہ پروپیگنڈا کر کے روکا جائے کہ محمد شاعر ہیں تو ولید بن مغیرہ نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا" لقد عرفنا الشعر كله" رجزهٗ و هزجهٗ و قريضهٗ و مقبوضه و مبسوطهٗ" (ہم شعر کی ہر بحر سے واقف ہیں، رجز و ہزج، قریض ومقبوض اور مبسوط سب بحریں ہمیں معلوم ہیں۔" سیرت ابن هشام: ۱/۲۷۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ سے قریبی نسبی اور قرابتی تعلق کی بنا پر آپ کی وفات ان کے لئے مزید غم اور صدمے کا باعث بنی جس کے اظہار کے لیے انہوں نے رثائیہ شاعری کو موضوع سخن بنایا۔

ان مرثیہ گو شعراء میں سرفہرست حضرت حسان بن ثابت ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی شخصیت کی جاذب نظر تصویر کشی آپ کی مختلف النوع صفات کے حوالے سے کی ہے اور جذبات کے اظہار میں بھی بڑا عمدہ اسلوب اختیار کیا ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

ذیل میں ہم دستیاب مراثی کا تعارف وخلاصہ پیش کرتے ہیں

(۱) مراثی حضرت ابوبکر الصدیق:

ابن سعد نے واقدی کے حوالے سے حضرت ابوبکر صدیق کے تین مرثیوں کا ذکر کیا ہے (۱۹) ان کے علاوہ بھی ایک مرثیہ ایک گمنام مسودہ ''اشعار ابی بکر الصدیق'' میں بھی موجود ہے (۲۰) اور اس کے چند اشعار بلاذری نے ''انساب الاشراف'' میں بھی نقل کیئے ہیں۔ (۲۱)

بطور نمونہ یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:۔

یا عین فابکی ولاتسأمی
و حق البکاء علی السید

''اے آنکھ! تو گریہ کناں ہو اور اس گریہ سے ملول نہ ہو کیونکہ ایسے سردار پر رونا روا ہے۔''

اس مرثیہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ وزاری کو لائق تحسین قرار دیتے ہیں اور ایسے محبوب کے گم ہو جانے پر نوحہ کناں ہیں جو زینت مجلس تھا اور جس کے رخصت ہو جانے کے بعد اب زندگی کی کوئی کشش باقی نہیں رہی۔ (۲۲)

۱۹۔ الطبقات الکبریٰ: ۲/ ۳۱۹، ۳۲۰

۲۰۔ اشعار ابی بکر الصدیق ''(مولف مجهول) تحقيق دکتور امین الله و ثیر' قسم اللغة العربية و آدابها. جامعة بنجاب لاهور ص ۷،۶

۲۱۔ بلاذری:'' انساب الاشراف''تحقیق دکتور محمد حمید الله، دار المعارف. مصر ۱۹۵۹ (الجزء الاول)ص ۵۹۲

۲۲۔ الطبقات الکبریٰ: ۲/ ۳۱۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) مراثی حضرت عمر فاروقؓ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف دو مرثیے منسوب ہیں:

ا۔ سہیلی نے ''الروض الانف'' میں آپ کا ایک مرثیہ نقل کیا ہے جو گیارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ اور اس کی ابتداء اس شعر سے کی گئی ہے:

لعمری لقد اَیقَنتَ انک میتٌ
و لکنّما ابدی الَّذِی قُلْتُه الجزع

''اس مرثیہ میں آپ نے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ آپ کا وصال یقیناً ہو چکا ہے اور جو کچھ میں نے اس سے پہلے کہا ہے اس کا سبب گھبراہٹ اور پریشانی ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنی مدت حیات پوری کر لی اور رخصت ہو گئے۔ آخر میں اس جدائی پر غم کا اظہار کرتے ہوئے آنکھوں سے مخاطب ہوتے ہیں کہ جو کچھ آنسو تو نے ذخیرکر رکھے ہیں انہیں بہا دے تاکہ یہ غم زائل ہو جائے۔ (۲۳)

بعض اہل علم کی اس مرثیہ کے متعلق یہ رائے ہے:'' الیس فی الشعر رائحة من عمر''(۲۴)

(۲) بلاذری نے ایک دوسرے مرثیے کے چار اشعار نقل کئے ہیں جن میں سے پہلا شعر یہ ہے:

ما زلت مُذ وضع الفراش لجثة
و ثوئ ، مریضًا خائفًا أتوقّع

''اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب فراش ہونے پر اپنے اندیشہ کا اظہار کرتے ہیں کہ مجھے آپ کے جدا ہونے کا ڈر پیدا ہو گیا تھا جو ہمارے لیے بڑے غم واندوہ کا باعث بنے گا۔ پھر فرماتے ہیں سب اہل مدینہ اور تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو اس حادثہ پر رونا چاہیے۔ میری جان آپ پر فدا ہو آپ ہی ہمارے کام آتے تھے اب ہم پریشانی کے موقع پر کس سے

۲۳۔ السہیلی : الروض الانف فی شرح السیرة النبویة لابن ھشام، تحقیق و تعلیق و شرح عبد الرحمن الوکیل دارالکتب الحدیثة.(س.ن) ج۷ ص۵۸۷.۸۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشورہ کریں گے۔(۲۵)

(۳) مراثی حضرت علیؓ:

حضرت علیؓ کی طرف دو مرثیے منسوب ہیں جو آپ کے مجموعہ اشعار" دیوان علی" میں موجود ہیں اور دیگر کتب میں بھی منقول ہیں۔(۲۶)

اس مرثیہ کا پہلا شعر یوں ہے:

الاطَرَقَ　　النَّاعِي　　بِلَيْلٍ　　فَرَاعَنِي

وَ　　اَرَّقَنِيْ　　لَمَّا　　استهلَّ　　مَنَادِيًا

"موت کی خبر دینے والے نے رات کو مجھے چونکا دیا تو میں گھبرا گیا اور جب آواز دینے والا چلا تو (اس اطلاع سے) میری نیند چاٹ ہوگئی۔(۲۷)

(۴) اشعار حضرت فاطمہؓ:

حضرت فاطمہ کی طرف ایک مرثیہ اور چند ابیات منسوب ہیں۔

(۱) مرثیہ سہیلی نے" الروض الانف" میں چھ اشعار کے ساتھ نقل کیا ہے۔ دیوان علی اور بعض کتب سیرت میں منقول ہے(۲۸)

حضرت فاطمہؓ کی طرف درج ذیل دو اشعار بھی منسوب ہیں جو" مواهب الدينه اور روفاء الوفاء"، وغیرہ کتب سیرت میں منقول ہیں:

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ انساب الاشراف (الجزء الاول ص ۵۹۲

۲۶۔ دیکھئے"دیوان سیدنا علیؓ . نگارشات لاہور۔(س۔ن)ص ۲۱۶، ۲۷ نیز انساب الاشراف ص ۵۹۲

۲۷۔ ایضا

۲۸۔ الروض الانف :۷/۵۹۴'دیوان حضرت علی ص ۱۰ نیز شرح مواهب للزرقانی. دار العرفة . بیرت. ۱۴۱۴ھ. ۱۹۹۳ء ج ۸ ص ۲۹۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا ذَا عَلیٰ من شَمَّ تُربَۃَ احُمدَ
ان لا یَشمّ مدی الزمان غوالیا
صُبَّتُ علیّ مصائبُ لو انّھا
صُبَّتُ عَلَی الاَیَّامِ لَصِرنَ لَیَالِیًا(۲۹)

''جس نے احمد مصطفیٰ کی قبر کی مٹی سونگھ لی اگر وہ عمر بھر کوئی عطر نہ سونگھے تو کیا حرج ہے؟ مجھ پر ایسے مصائب پڑے۔ اگر دن پر یہ مصائب ڈالے جاتے تو وہ رات میں تبدیل ہو جاتے۔''

(۵) مراثی حضرت حسان:

شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر طویل ترن مرثیے کہے ان میں سے ابن ہشام نے چار مشہور مرثیے نقل کئے ہیں۔ یہ مرثیے کس قدر تغیر الفاظ کے ساتھ دیگر کتب سیرت میں بھی موجود ہیں۔ پانچواں مرثیہ طبقات ابن سعد اور دیوان حسان بن ثابت میں ان کے دیگر مراثی کے ساتھ منقول ہے۔(۳۰)

(ا) آپ کا سب سے مشہور اور مؤثر مرثیہ وہ ہے جس کا مطلع یہ ہے:

• ما بَالَ عینک لا تَنَام کَانما
کُحلت مآ قِیُھا بِکُحل الاَرُمَدِ

''تیری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے کہ اس کی نیند اڑ گئی ہے گویا اس کی پتلیوں کو آشوب کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔''(۳۱)

۲۹۔ شرح مواھب للزرانی. ۲۹۳/۸. نیز السیرۃ النبویۃ

۳۰۔ الطبقات الکبریٰ: ۳۲۲/۲. ۲۳. نیز السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ۶۶۹/۴. ۷۰ 'نیز دیکھئے۔ دیوان حسان بن ثابت الانصاری. دارصادر. بیروت(س.ن) ص۵۷ الروض الانف: ۵۶۵/۷. ۶۶

۳۱۔ ایضاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) مرثیہ ابوذؤیب الہذلی:

ابوذؤیب کا مرثیہ سہیلی نے ''روض الانف'' میں نقل کیا ہے۔(۳۲) یہ مرثیہ چھ اشعار پر مشتمل ہے اوراس کا مطلع یہ ہے

لما رأیت الناس فی عسلانهم
من بین ملحودٍ لهٗ و مُضَرَّحِ

''ان اشعار میں وہ اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو قبر میں مدفون ہوتے دیکھا تو غم و اندوہ نے مجھے گھیر لیا اور تدفین کے منظر نے ہوش وحواس گم کردیئے۔

(۷) مرثیہ ابوسفیان الحارث بن عبدالمطلب:

''الروض الانف'' اور اسد الغابۃ'' وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ابوسفیان کا ایک مرثیہ منقول ہے۔ جو دس اشعار پر مشتمل ہے۔(۳۳)

ابتدائی شعر یہ ہے:

ارقت و باتَ لیلی لا یزول
وَ لیُلُ اخی المصیبة فیه طول

''میری نیند اچاٹ ہوگئی اور میری رات ختم ہونے پر نہیں آتی اور مصیبت زدہ کی رات تو دراز ہوتی ہی ہے۔

(۸) مراثی کعب بن مالک:

حضرت کعب بن مالک کی طرف درج ذیل مرثیہ منسوب ہے۔ یہ مرثیہ طبقات بن سعد میں ۸ اشعار کے ساتھ منقول ہے اس کا مطلع یہ ہے:

۳۲۔ الروض الانف:۷/۵۹۳

۳۳۔ ایضاً ۵۹۳، ۹۴ البدایۃ والنهایۃ:۵/۲۸۲ المواهب اللدنیه:۵۵۳' ابن سید الناس ' عیون الاشرفی فنون المغازی والشمائل والسیر '' دار الافاق الجدیدة. بیروت. ۱۹۸۲ء ج۲ص ۴۲۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا عین فابکی بد معٍ ذری
لخیر البریة و المصطفٰی

''اے انکھ! اتنا رو کہ آنسوؤں کا تار بندھ جائے اس ذات پر جو کائنات میں سب سے زیادہ برگزیدہ اور منتخب تھی۔''(۳۴)

(۹) مرثیہ عبداللہ بن انیس:

طبقات بن سعد میں آپ کا ایک مرثیہ منقول ہے جس کے بارہ اشعار ہیں(۳۵) اور اس کا مطلع یہ ہے:

تطاول لیلی و اعترمتنِی القوارِعُ
و خطبٌ جلیلٌ للبلیَّةِ جامِعُ

''رات بہت لمبی ہوگئی اور مجھے ایسے مصائب اور حوادث کا سامنا کرنا پڑا جو بہت عظیم تھے اور بڑے بڑے غموں کو جمع کرنے والے تھے۔''

(۱۰) اشعار عامر بن طفیل:

''الاصابۃ'' میں ابن حجر نے حضرت عامر بن طفیل کے تذکرہ میں درج ذیل دو اشعار نقل کئے ہیں جو انہوں نے آپ کی وفات کے موقع پر کہے::

بکتِ الارض و السماء علی النور
الذی کان للعباد سراجاً
من ھدینا بہٖ اِلٰی سبیل الحق
و کنا لا نعرف المنھاجا(۳۶)

۳۴۔ الطبقات الکبریٰ: ۲/ ۳۲۴۔۲۵

۳۵۔ ایضاً: ۳۲۰

۳۶ ۔ الاصابۃ ۲/ ۲۵۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آسمان اور زمین اس نور پر گریہ و بکاء کرتے ہیں جو بندگان خدا کے لیے، روشن چراغ تھا جس نے راہ حق کی طرف ہماری رہنمائی کی حالانکہ ہمیں اس راستے کا کچھ علم نہ تھا۔''

(۱۱) مرثیہ سواد بن قارب:

سہیلی نے ''الروض الانف'' میں آپ کا ایک مرثیہ نقل کیا ہے جو چودہ اشعار پر مشتمل ہے جس کا مطلع یہ ہے

ملَّتْ مصيبتک الغَدَاةَ سوادُ
و أرى المُصيبة بعدها تزْدادُ

''آپ کی جدائی کی مصیبت نے بوقت صبح سواد کو ملول کر دیا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے بعد مصیبت بڑھتی ہی چلی گئی۔''(۳۷)

(۱۲) اشعار عبداللہ بن مالک الارجی:

ابن حجر نے ''الاصابۃ'' میں آپ کے دو اشعار نقل کئے ہیں:

لعمری لئن مات النبی محمد
لما مات یا ابن القیل ، رب محمد
دَعَاهُ اليهِ ربهُ فَاجَابَهُ
فَياخَرَ غورىٰ وَيا خيرَ مَنْجدِ(۳۸)

''میری عمر کی قسم! اگر محمدؐ کی وفات ہو گئی ہے تو اے قیل کی اولاد! رب محمد تو فوت نہیں ہوا۔ ان کے رب نے انہیں اپنی طرف دعوت دی جو انہوں نے قبول فرمالی اے پست و بلند زمین کی بہترین ہستی۔''

(۱۳) اشعار مجیفہ بن النعمان:

ابن حجر نے ''کتاب الردۃ عن محمد بن اسحٰق'' کے حوالے سے آپ کے درج ذیل اشعار نقل کئے

۳۷۔ الروض الانف: ۱/ ۱۴۰۔ ۱۴۱

۳۸۔ الاصابۃ: ۲/ ۳۶۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں:

یا عمرو ان کان النبی محمد
أتی به الأمر الذی لا یُدفعُ
فقلوبنا قرحی و ماء دموعنا
جارٍ و اعناق البریة خضعُ
یا عمر ان حیاتهُ کوفاتِهٖ
فناد ننظر ما یقول ونسمع(۳۹)

''اے عمرو! اگر نبی کے پاس وہ امر آیا جسے دفع نہیں کہا جا سکتا (یعنی موت) تو ہمارے دل اس (سانحے) پر زخمی ہیں، ہمارے آنسو جاری ہیں ساری مخلوق کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ اے عمر! آپ کی زندگی اور وفات ہمارے لیے برابر ہے اور جو کچھ آپ کہتے ہیں ہم اسے دیکھتے اور سنتے ہیں۔''

(۱۴) اشعارِ عمر بن الفحیل:

ابن حجر نے ''الاصابۃ'' میں آپ کے دو اشعار نقل کئے ہیں:

اسعِدِینی بدمعک الرقراق
لفراق النبی یوم الفراق
لَیتَنِی مِتُّ قبل یوم مات و لم
ألقِ من الرّز ء ما أنَا لاقِ(۴۰)

''فراق کے دن نبی کی جدائی کی وجہ سے آنکھوں بھرے آنسوؤں سے میری مدد کرو۔ کاش جس دن آپ نے وفات پائی میں مر چکا ہوتا۔ جو مصیبت (خبر وفات کی) مجھے پہنچی ہے نہ پہنچتی۔''

۳۹۔ ایضاً: ۳/۲۶۵، ۲۶

۴۰۔ ایضاً: ۳/۱۰، ۱۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) مراثی اروی بنت عبدالمطلب:

آپ کی طرف دو مرثیے منسوب ہیں:

(۱) پہلا مرثیہ جو ۱۶ اشعار پر مشتمل ہے۔ابن سعد نے نقل کیا ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے:

اَلاَیَاعین وَیحکِ اَسْعِدِیْنِی

بدمعکِ ما بقیت و طاوعینی

اے آنکھ! تجھ پر افسوس! جب تک تو باقی ہے اپنے آنسوؤں سے میری مدد کر میرا کہنا مان۔(۴۱)

(۲) ابن سعد نے ایک دوسرا مرثیہ بھی آپ کے حوالے سے نقل کیا ہے جو دس اشعار پر مشتمل ہے۔(۴۲) ''انساب الاشراف'' اور ''الاستیعاب'' میں یہ مرثیہ کس قدر الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ صفیہ بنت عبدالمطلب کی طرف منسوب ہے۔(۴۳) اس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

الا یا رسولَ اللّٰهِ کنت رَجاء نا

و کنت بنا برًّا و لَم تک جافیا

و کنت بنا رَؤفًا رحیمًا نبیًا

لِیَبْکِ عَلَیْکَ الیوم من کان باکیا

''اے اللہ کے رسول! آپ ہی سے ہماری امیدیں وابستہ تھیں' آپ ہم پر مہربان تھے' سخت گیر نہ تھے' آپ ہم پر شفیق تھے' رحم کرنے والے تھے' ہمارے نبی تھے' جسے رونا ہوا اسے آپ پر رونا چاہیے۔''(۴۴)

۴۱۔ الطبقات الکبریٰ: ۲/۳۶۵

۴۲۔ ایضاً: ۲/۳۶۵۔۳۶۶

۴۳۔ الاستیعاب: ۱/۲۱ انساب الاشراف: ۱/۵۹۴

۴۴۔ ایضاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶) مراثی عاتکہ بنت عبدالمطلب:

ابن سعد نے آپ کے تین مرثیے نقل کئے ہیں' ان کے اشعار میں گریہ و بکاء کا عنصر زیادہ ہے:

(۱) پہلا مرثیہ سات اشعار کے ساتھ منقول ہے اور اس کا مطلع یہ ہے:

عینی جُودَا طَوَالِ الدّھرِ وَاانھَمِرَا
سکبًا و سحاً بدمعٍ غیر تعذیر

''اے میری آنکھ! زمانے کی درازی تک تم روؤ اور خوب دل کھول کر آنسو بہاؤ بغیر کسی تقصیر کے۔''(۴۵)

(۲) دوسرا مرثیہ ۱۹ اشعار کے ساتھ منقول ہے اور اس کا مطلع حسب ذیل ہے:

یاعین جُودِی ما بقیت بعبرةٍ
سحاً علیٰ خیر البریة احمد

''اے آنکھ! جب تک تو باقی ہے مخلوق میں سے سب سے بہترین ہستی پر جن کا اسم گرامی محمد ہے۔ خوب فیاضی سے آنسو بہاتی رہ۔''(۴۶)

(۳) تیسرا مرثیہ سات اشعار پر مشتمل ہے جس کا مطلع یہ ہے:

اَعَینیَّ جُودا بالدَّمُوعِ السَّواجِمِ
عَلی المصطفیٰ بالنور من آل ھاشم

''اے میری آنکھ! آنسوؤں کی لڑیوں کے ساتھ سخاوت کر و اس برگزیدہ ہستی پر جو نور کے ساتھ متصف تھے اور خاندان ہاشم میں سے تھے۔''(۴۷)

۴۵۔ الطبقات الکبریٰ: ۳۲۶/۲

۴۶۔ ایضاً

۴۷۔ ایضاً: ۳۲۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) مراثی صفیہ بنت عبدالمطلب:

کتب تاریخ و سیرت میں آپ کے ۸ مرثیے منقول ہیں جن میں سے بیشتر طبقات بن سعد' میں نقول ہیں۔ ان کے بھی اکثر مرثیوں میں ممدوح پر آنسو بہانے کا ذکر بکثرت آیا ہے۔

(۱) پہلا مرثیہ ۱۹ اشعار کے ساتھ منقول ہے جس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

لهف نفسي و بتُّ كالمسلوب
ارق الليلَ فِعلة المحروب
مِن هُمومٍ و حسرةٍ رَدفتنِي
لَيُت انّي سُقيتُهَا بشعوبِ

''ہائے افسوس اپنی جان پر! میں نے اس شخص کی طرح رات کاٹی جس سے سب کچھ چھین لیا گیا ہو اور وہ ساری رات جاگتا رہے' لوٹے ہوئے شخص کی طرح' یہ حالت ایسے غموں اور حسرتوں کے باعث ہے' جنہوں نے مسلسل مجھے آ گھیرا ہے۔ کاش! میں انہیں الگ الگ (گھونٹ در گھونٹ) پی سکتی (یعنی یہ غم اکٹھے نازل نہ ہوتے)۔''(۴۸)

(۱۸) مرثیہ ہند بنت الحارث بن عبدالمطلب:

''طبقات بن سعد'' میں آپ کا ایک مرثیہ منقول ہے جو ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا مطلع یہ ہے:

يا عين جودِى بِدمعٍ منك و ابتدرى
كما تنزل ماءُ الغيثِ فَانتعبا

''اے آنکھ! آنسوؤں کے بہانے میں فیاضی دکھا اور جلدی برس جیسے بارش کا پانی برستا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی المناک خبر اور آپ کے زیر زمین مدفون ہونے کا ذکر اگلے

۴۸۔ ایضاً: ۲/۳۲۷۔۲۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشعار میں بڑے رنج وحسرت کے ساتھ کیا ہے۔ اور آپ کے حسب ونسب کی پاکیزگی اور شرافت کے بیان پر اس مرثیہ کو ختم کیا ہے۔''(۴۹)

(۱۹) مرثیہ ہند بنت اُثاثۃ بن عبدالمطلب:

طبقات بن سعد میں آپ کی طرف تین مرثیے منسوب ہیں:

(۱) پہلا مرثیہ ۱۸ اشعار پر مشتمل ہے اور اس کا مطلع یہ ہے:

اَشَابَ ذُو ابتِی وَ اَذَلَّ رُکنِی

بُکاؤکِ ، فَاطِمَ ، المَیتَ الفقِیدَا

''اے فاطمہ! مرنے والے اور رخصت ہو جانے والے پر تیرے گریہ و بکاء نے میرے سر کے بال سفید کر دیئے اور میری کمر جھکا دی۔''(۵۰)

(۲) دوسرے مرثیہ میں ۷ اشعار منقول ہیں اور ان کا مطلع یہ ہے:

الا یا عین بکّی اِلَا تَمْلِی

فَقد بَکَرَ النَّعیُّ بِمنُ هَوِیُت

''اے آنکھ! رو! اور رونے سے اکتانا نہیں کیونکہ پکارنے والے نے صبح کے وقت اس شخص کی وفات کا اعلان کر دیا ہے جس سے مجھے محبت تھی۔''(۵۱)

(۲۰) مرثیہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل:

طبقات بن سعد میں ان کا ایک مرثیہ منقول ہے۔ جو آٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

اَمْسَتْ مراکبُهُ او حَشَتُ

وقَد كَانَ یَرکُبُهَا زیْنُها

۴۹۔ الطبقات الکبریٰ: ۲/۳۳۰۔۳۱

۵۰۔ ایضاً: ۳۳۱

۵۱۔ ایضاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اَمُسَتُ تُبُكّی عَلٰی سَیّدٍ
تَرددُ عَبرتَهَا عَیْنُهَا

''آپ کی سواریاں آج سرِشام ہی وحشت زدہ ہیں جن پر آپ سوار ہوتے تھے اور ان کی زینت کا باعث تھے وہ آج سرِشام ہی اس سردار کو اس طرح رو رہی ہیں کہ بار بار ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں۔'' (۵۲)

(۲۱) مرثیہ امّ ایمن:

یہ مرثیہ سات اشعار کے ساتھ ابن سعد نے نقل کیا ہے۔ اس کے ابتدائی اشعار حسب ذیل ہیں:

عَیْنِ جُودِی ! فَاِنّ بذلک للدَّمْ
ع شفاءٌ فاکْثِرِی م البُکاءُ
حِیْنَ قَالُوا الرَّسُوْل اُمْسٰی فقیدًا
میّتًا کَان ذاکَ کُلَّ البَلاءِ

''اے آنکھ! آنسو بہانے میں سخاوت کر کیونکہ اسی میں شفاء ہے۔ اس لیے خوب گریہ و بکاء کر، جب لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو مصیبت و آزمائش کا یہی تو وقت تھا) آپ کی وفات پر اپنے رنج و غم کا اظہار کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و محاسن کے بیان پر اس مرثیہ کو ختم کیا ہے۔ (۵۳)

مراثی رسول کی استنادی حیثیت:

وفات رسالتمآب پر کہے گئے یہ مرثیے اپنے ظاہری و باطنی محاسن کی بنا پر ادب عربی کا بہترین سرمایہ ہیں۔ جس کلام کا مرکز و محور اور موضوع و مقصود ذات نبوت ہو اور جس کی نسبت صحابہ کرام کی طرف ہو اس کی رفعت و اہمیت میں کیسے شبہ ہوسکتا ہے؟ لیکن یہاں یہ سوال بھی تحقیق طلب ہے کہ ان مرثیوں کی

۵۲۔ ایضاً

۵۳۔ ایضاً: ۳۲۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استنادی حیثیت کیا ہے؟ اور مذکورہ شعراء کی طرف ان کی نسبت کس حد تک درست ہے؟ اس بحث کا آغاز ہم حضرت حسان کے مراثی سے کرتے ہیں کیونکہ مرثیہ گوشعراء میں ان کا کلام کیفیت وکمیت کے اعتبار سے سب سے فائق ہے۔ ان کے ۵ معروف مرثیوں میں سے چار مرثیے ابن ہشام نے اپنی سیرت میں نقل کئے ہیں (۵۴) جب کہ پانچواں مرثیہ دیگر مرثیوں کے ساتھ طبقات ابن سعد میں مذکور ہے (۵۵) ابن سعد نے ان میں سے ایک مرثیہ جو کہ ۴۸ اشعار پر مشتمل ہے اور جسے ابن ہشام نے نقل کیا ہے۔ غالباً طوالت کی بناء پر ذکر نہیں کیا۔ ان مرثیوں کے علاوہ بھی چند اشعار حضرت حسان کی طرف منسوب ہیں جو ''انساب الاشراف'' اور آپ کے مطبوعہ دیوان میں منقول ہیں۔ (۵۶) تاریخ وسیرت کے مأخذ اہل علم کے ہاں سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت حسان کے اشعار کے متعلق یہ غلط فہمی بھی پائی جاتی ہے کہ ان کے کلام میں غیر منتخب اشعار بھی غلط طور پر منسوب کر کے بڑھا دیئے گئے ہیں۔ اصمعی اور ابن سلام نے اسی رائے کا اظہار کیا ہے (۵۷) اس کو بنیاد بنا کر بعض مستشرقین نے حضرت حسان کی اسلامی شاعری کو اس بناء پر مشتبہ قرار دیا کہ اس کی زبان عصر جاہلی یا صدر اسلام کی زبان کے برعکس سہل الفاظ اور معمولی تراکیب پر مشتمل ہے اور جوش وروانی اور معنی آفرینی سے خالی ہے۔ ڈاکٹر شوقی ضیف حضرت حسان کی شاعری کو مطلقاً وضع سے پاک قرار نہیں دیتے بالخصوص ان کے وہ قصائد جو قاتلین عثمان کی ہجو میں کہے گئے۔ ان کی تحقیق کے مطابق امویوں نے اس عار کو مٹانے کے لئے جو حسان کے اشعار کے ذریعے ان کے اسلاف سے وابستہ ہو چکی تھی حضرت حسان کی طرف بعض قصائد وضع کر کے منسوب کر دیئے اور یہی وہ قصائد ہیں جن میں فنی

۵۴۔ دیکھئے : السیرۃ النبویۃ لا بن ھشام ۴/ ۶۶۱۔ ۶۷۱

۵۵۔ الطبقات الکبریٰ: ۲/ ۳۲۱۔ ۳۲۵

۵۶۔ انساب الاشراف: ۱/ ۵۹۳

۵۷۔ اصمعی کی رائے یہ ہے: تنسب الیه اشیاء لا تصح عنه'' اور ابن سلام لکھتے ہیں: قد حمل علیه ما لم یحمل علیٰ احدٍ لما تعاضھت قریش واستبّت و ضعوا علیه اشعارًا کثیرة لا تُنقّی'' دیکھئے۔ شوقی ضیف: تاریخ الادب العربی. العصر الاسلامی : دارالمعارف . القاھرہ (س.ن) ص ۸۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغزشیں اور لفظی رکاکت وغیرہ جیسے نقائص موجود ہیں جن پر ناقدین ادب نے تبصرہ کیا ہے (۵۸)۔

حقیقت یہ ہے کہ محض چند قصائد اور اشعار کے غلط انتساب کی وجہ سے حضرت حسان کے اسلامی دور کے اشعار کو مشتبہ قرار دینا سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے۔ اہل علم سے مخفی نہیں کہ اسلام کے دفاع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت حسان کے قصائد واشعار لوگوں کی نوک زبان تھے اور ادبی معیار اور زبان وبیان کے اعتبار سے بھی وہ جاہلی دور سے کس طرح کم نہیں بلکہ ایمان ویقین کی تاثیر اور فکرو نظر کی گہرائی اور قرآن وسنت کے اعجازی اسالیب کے زیر اثر ان کا کلام ایک نئے رنگ و آہنگ سے آشنا ہوا جو جاہلی شاعری میں مفقود تھا۔

حضرت حسان کی شاعری کا اسلوب چاہے مدحیہ شاعری ہو یا رثائیہ' زبان وادب کے ماہرین کے ہاں معروف ہے اور اسے کسی بھی دوسرے کلام سے واضح طور پر متمیز کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ مرثیے بھی اسی اسلوب کے مطابق ہیں اور ان کی صحت اس اعتبار سے بھی درست معلوم ہوتی ہے کہ وہ ارباب سیر وتاریخ کی مستند کتب میں منقول ہیں۔

مرثیہ گوشعراء کی صف میں خلفائے راشدین میں سے حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی شامل ہیں' ان کے ادبی ذوق اور شعری مہارت سے تو کسی کو اختلاف نہیں اور مفضل الضبی کی اس روایت سے اس کی مزید توضیح ہوتی ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے حضور کی مدح میں مرثیہ نہ کہا ہو اور اس کو موقع پر پڑھ کر نہ سنایا ہو۔'' ابوزید القرشی نے الضبی کے حوالے سے ان کے چند اشعار بھی نقل کئے ہیں۔ (۵۹)

حضرت ابوبکر صدیق کی طرف منسوب مرثیے طبقات ابن سعد میں منقول ہیں (۶۰) اور حضرت علیؓ کے مرثیے انکے دیوان سے ماخوذ ہیں (۶۱) اور ان کی صحت کا قرینہ غالب ہے۔ حضرت عمر کے مرثیے

۵۸۔ ایضاً ص ۸۰. ۸۱ انہوں نے بعض مشکوک قصائد کی نشاندہی بھی کی ہے۔ ص: ۸۰

۵۹۔ "و لم یبق احدٌ من اصحاب رسول اللہ الا و قد قال الشعر او تمثّل به." جمهرة اشعار العرب": ۴۴

۶۰۔ الطبقات الکبریٰ: ۲/۳۱۹_۲۰

۶۱۔ دیوان حضرت علی: ص ۹'۲۱۶_۲۱۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستند مأخذ میں دستیاب نہیں اس لئے ان کی صحت کا تیقن نہیں ۔ بالخصوص پہلا مرثیہ " **لعمری لقد ایقنتُ انک میتُ**"(٦٢) ادبی پہلو سے بھی موجب جرح ہے۔

حضرت عثمانؓ کی طرف بھی ایک شعر منسوب ہے:

فیاعینُ ابکی و الا تسأمی

و حقُ البکاء علی السید (٦٣)

لیکن یہ شعر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مرثیہ میں موجود ہے۔ ممکن ہے یہ ان کا ذاتی شعر نہ ہو وفات رسول پر انہوں نے یہ شعر پڑھا ہو۔ محض اس ایک شعر کی بنا پر جس کی نسبت احتمال یہ ہے کہ یہ ان کا ذاتی شعر نہیں ہم نے انہیں مرثیہ گو شعراء کی فہرست میں شامل نہیں کیا۔

حضرت فاطمہؓ کی طرف منسوب بعض اشعار بھی مشتبہ ہیں مثلاً:

" **ما ذا علی من شَمَّ تُربةَ احمد**' اور " **صبّت عَلیَّ مصائبٌ لو انَّها**"(٦٤)

اگر چہ عام شہرت ان اشعار کی حضرت فاطمہؓ کے حوالے سے ہے مگر یہ مستند کتب میں موجود نہیں۔ حضرت علیؓ کے مطبوعہ دیوان میں بھی مذکورہ اشعار حضرت فاطمہؓ کے دیگر نقل کردہ اشعار کے ساتھ مندرج نہیں۔ان کے مشتبہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے، کہ اس دور کی شاعری جو تصنع اور تکلفات سے پاک ہے۔ سے بھی یہ اشعار کوئی مناسبت نہیں رکھتے ان میں سادگی کی بجائے تصنع اور خیال آفرینی نمایاں ہے۔ نیز دونوں اشعار میں بھی باہمی کوئی ربط نہیں۔البتہ حضرت فاطمہؓ کا مرثیہ " **اغبر أفاق السماء و کورت**" (٦٥) سیرت کی بعض مستند کتب میں موجود ہے اور دیوان علیؓ میں بھی منقول ہے اور اس دور کی شاعری سے بھی ہم آہنگ نظر آتا ہے۔ اس لیے اس کی صحت کا قرینہ غالب ہے۔ جو اشعار اور مرثیے جناب

٦٢۔ الروض الانف: ٧/٥٨٨

٦٣۔ جمهرة اشعار العرب: ٣٤، وفاء الوفاء: ٣/١٤٠٥

٦٤۔ المواهب اللدنیه: ٥٦٣، شرح مواهب: ٨/٢٩٣

٦٥۔ الروض الانف: ٧/٥٩٤، دیوان حضرت علی ص: ١٠، شرح مواهب للزرقانی: ٨/٢٩٣

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالمطلب کی بیٹیوں یعنی آنحضرت ﷺ کی پھوپھیوں صفیہ، اروی اور عاتکہ کی طرف منسوب ہیں۔(٦٦) ان کی صحت زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ ابن اسحاق کی ایک روایت کے مطابق جس کا ذکر ہم اس سے پہلے کر چکے ہیں جناب عبدالمطلب کی خواہش کے مطابق ان کی چھ بیٹیوں نے ان کی مرض وفات میں اپنے اشعار کے ذریعہ ان پر گریہ و ماتم کیا تھا۔(٦٧) ان اشعار کا موازنہ ان مرثیوں کے ساتھ کیا جائے جو آنحضرت ﷺ کی وفات پر آپ کی پھوپھیوں کی طرف منسوب ہیں تو ان میں اسلوب بیان کے ساتھ ساتھ مماثلت کے بہت سے پہلو واضح نظر آتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہند بنت الحارث، ہند بنت اثاثہ، عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل اور ام ایمن کے مرثیے بھی اس دور کی شاعری کے اسلوب کے مطابق ہیں ان میں اس دور کی سادہ فکر، بلا تصنع اظہار غم اور زبان و تراکیب کی یکسانیت ان کی صحت کی شہادت دیتی ہے۔ بالخصوص جب کہ ان میں سے بعض خواتین اپنے اعلیٰ ادبی ذوق کی بنا پر اہل علم کے ہاں معروف ہیں۔

خواتین کے مرثیوں کے علاوہ دیگر صحابہ کے اشعار اور مراثی بھی تاریخ وادب کی کتابوں میں منتشر ہیں۔ ان میں سے بعض کی شہرت شاعر کی حیثیت سے ہے جیسے کعب بن مالک، ابو ذؤیب الہذلی اور ابوسفیان بن الحارث وغیرہ۔ اس لیے آپ کی وفات پر ان کی طرف منسوب مرثیوں میں کسی قسم کا تردد نہیں کیا جاسکتا جب کہ دیگر مرثیوں کی نسبت یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ کہنے والا کوئی اور ہو اور پڑھا کسی اور نے ہو اور ان کی نسبت پڑھنے والوں کی طرف کردی گئی ہو۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جن حضرات کی طرف یہ مرثیے منسوب ہیں ان میں سے بھی بیشتر کا تعلق شعر و شاعری سے کسی نہ کسی درجے میں ضرور رہا ہے۔ اور کتب تاریخ وادب میں ان کے اشعار بھی محفوظ ہیں لہٰذا ان کی صحت کا فیصلہ زیادہ قرین قیاس ہے۔

مراثی رسول کی تاریخی اہمیت وافادیت:

مرثیے عموماً اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے میت پر ماتم اور مدح و تعریف پر مشتمل ہوتے ہیں مگر بعض مرثیوں میں ضمناً ایسا مواد بھی مل جاتا ہے۔ جس سے دوسرے موضوعات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

٦٦۔ الطبقات الکبریٰ: ٢/٣٢٥۔٣٠

٦٧۔ السیرۃ النبویہ ١/١٦٩۔١٧٣

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پہلو سے جب ہم مراثی رسول کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بعض مرثیوں میں ایسا مواد بھی نظر آتا ہے جو تاریخی اعتبار سے اہمیت اور افادیت کا حامل ہے اور جنہیں شعراء نے ضمناً ذکر کیا ہے۔ تاریخی اعتبار سے اس مواد کی اہمیت اس بناء پر بھی ہے کہ مراثی پر مشتمل یہ شاعری بعد کے ادوار میں تاریخ و سیرت کے موضوع پر تحریر کردہ کتابوں کی بنسبت اولین، قدیم اور مستند ماخذ ہے اس سلسلہ کی بعض توضیحات درج ذیل ہیں۔

حضرت حسان اپنے ایک مرثیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر اپنی موجودگی کا ذکر اس شعر میں کرتے ہیں:

بابی و امی من شھدت و فاتهٗ

فی یوم اثنین النبی المھتدی (۶۸)

''اس ہدایت یافتہ نبی پر میرے ماں باپ قربان ہوں جن کی وفات دوشنبہ (سوموار) کو میری موجودگی میں ہوئی۔''

اس سے آپکا یوم وفات بروز سوموار ہونا متعین ہوتا ہے۔ اگرچہ اہل سیر و تاریخ اس پر متفق ہیں مگر وقت وفات ان کے ہاں مختلف فیہ ہے۔ حضرت حسان نے اپنے ایک شعر میں اس طرف اشارہ کیا ہے:

نب المساکین ان الخیر فارقھم

مع النبی تولّی عنھم سحراً (۶۹)

''مساکین کو خبر دے دو کہ خیر و فلاح نبی کے ساتھ ہی ان سے رخصت ہوگئی جب انہوں نے صبح کے وقت ان سے اپنا رخ پھیر لیا۔''

اس شعر سے آپ کی وفات بوقت صبح متعین ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ کے اکلوتے فرزند تھے۔ حضرت آمنہ کے بطن سے صرف یہی پاکیزہ ہستی متولد ہوئی۔ حضرت حسان نے اپنے ایک شعر میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے:

۶۸۔ ایضاً: ۲/ ۲۶۹

۶۹۔ ایضاً: ۲/ ۲۷۰، الطبقات الکبریٰ ۲/ ۳۲۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يا بكر اٰمنةَ المبارَكَ بِكرهَا (۷۰)

''اے آمنہؓ کے اکلوتے فرزند! جن کا اکلوتا فرزند مبارک ثابت ہوا۔''

ان تاریخی معلومات کے علاوہ بعض اشعار سے شعراء کے فکری اور سیاسی رجحانات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے کی صرف ایک اور نمایاں مثال حضرت عبداللہ بن انیس کے مرثیہ کے اشعار ہیں جن میں وہ آپ کی وفات پر اپنے تاثرات کے اظہار کے بعد فرماتے ہیں:

فياليتَ شعرى ! من يقوم بأمرنا
وهل فى قريشٍ من إمام ينازِعُ ؟
ثَلاثَةُ رهطٍ مِنْ قريشٍ هُمْ هُمُ
أزِمَّةُ هٰذا الْاَمْرِ وَالله صَانِعُ
عليٌّ اَو الصّديقُ اَو عُمَرٌ لَهَا
و لَيْسَ لَها بعد الثلاثَةِ رابِعُ
فَاِنْ قَالَ مِنَّا قَائِلٌ غير هٰذِهِ
أبَيْنَا ، و قُلْنَا اَللّٰهُ رَاءٍ و سَامِعُ
فِيا لَقُرَيْشٍ! قَلِّدُوا الامَر بَعْضَهُمْ
فَاِنَّ صحيح القولِ لِلنَّاسِ نَافِعُ
وَلَا تُبْطِئُوا عَنْهَا قُواقًا فَاِنَّهَا
اذَا قُطِعَتْ لَمْ يُمْنَ فِيْهَا الْمُطَامِعُ (۷۱)

''کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کے بعد کون ہمیں سنبھالے گا اور کیا قریش میں آپ کے پائے کا کوئی امام ہے؟ قریش میں تین افراد ایسے ہیں جو خلافت کی اہلیت رکھتے ہیں اور کام بنانے والا تو

۷۰۔ الطبقات الکبریٰ: ۳۲۲/۲

۷۱۔ ایضاً: ۳۲۰۔۲۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ہی ہے۔علی ہیں یا ابو بکر صدیق ہیں یا عمر ہیں ان تین کے علاوہ چوتھا کوئی بھی نہیں جو اس کے لیے موزوں ہو۔اگر ہم میں سے کسی کہنے والے نے ان کے علاوہ کسی کا کہا تو ہم انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ دیکھنے سننے والا اللہ ہے۔کیا ہی اچھی بات ہوتی کہ قریش اپنا معاملہ ان میں سے کسی کے حوالے کر دیں کیونکہ صحیح بات ہی لوگوں کے لیے مفید ہوتی ہے اور اس میں ایک ساعت کی بھی تاخیر مت کرو اس لیے کہ جب خلافت کا انعقاد ہو گیا تو طمع و حرص اس کی تمنا نہ کر سکیں گے۔“

ان اشعار سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1۔ قریش کے استحقاق خلافت کا ذکر۔جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مشہور حدیث الائمۃ من القریش میں متوجہ کیا ہے۔

2۔ قریش میں سے تین موزوں ترین افراد حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ میں سے کسی ایک کے انتخاب کا مشورہ۔حضرت علی کی تقدیم غالباً قرابت رسول کی بنا پر کی گئی ہے۔

3۔ خلافت کے مسئلہ میں ان کے علاوہ کسی کی اطاعت نہ کرنے کا عندیہ۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قریش دینی اور قومی بنیادوں پر اپنے علاوہ کسی کی امامت و امارت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

4۔ خلافت کے انعقاد اور خلیفہ کے انتخاب میں کسی قسم کی تاخیر نہ کرنے کا مشورہ، جس سے اس مسئلہ کی اہمیت و نزاکت کا اندازہ ہوتا ہے اور صحابہ کے طرز عمل سے بھی واضح ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی تدفین سے قبل ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں بحث و تمحیص کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر اتفاق کر لیا۔

مراثی رسول کی ادبی حیثیت:

مرثیہ وہ صنف سخن ہے جس میں شاعر کو غزل' نسیب اور تشبیب و تمثیل کے مواقع بہت کم ملتے ہیں جن سے کسی شاعر کی فنی مہارت کو پرکھا جاتا ہے۔رثائیہ شاعری کا تعلق زیادہ تر جذبات سے ہے اور مرثیہ شاعر کے جذبات کا آئینہ ہوتا ہے' مرثیہ کا حسن اور اس کی جان شاعر کے وہ قلبی واردات و کیفیات ہیں جو وہ مرنے والے کی جدائی میں محسوس کرتا ہے اگرچہ اس میں تکلفات اور نکتہ آفرینی کے مواقع نہیں ملتے مگر ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شاعر کا خلوص ومحبت اور فطری جذبات کا بے تکلف اظہار ان کے حسن کو دوبالا کر دیتا ہے۔ بقول اصمعی ایک اعرابی سے جب انہوں نے سوال کیا:'' ما بال المراثی اشرف اشعارکم؟ '' کیا وجہ ہے کہ تمہارے بہترین اشعار مراثی کے ہیں۔'' تو اس کا جواب یہ تھا۔'' لانها نقولها و قلوبنا محترقة'' ''اس لیے کہ یہ اشعار کہتے ہوئے ہمارے دل دردوکرب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ (۷۲)

اس پہلو سے جب ہم ان مرثیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ مرثیے کسی مشترک اور یکساں اسلوب کے حامل نہیں اور نہ ہی تمام مرثیے غم واندوہ کے جذبات کے ترجمان ہیں خواتین کے مرثیوں میں یہ رنگ زیادہ نمایاں ہے' جب کہ دگر مرثیوں میں بالخصوص حضرت حسان کے مرثیوں میں ممدوح کے اوصاف وشمائل کا بیان نمایاں ہے' اگر چہ اس وصف وبیان میں کہیں کہیں معنی آفرین اور شوکت الفاظ بھی ہمیں نظر آتی ہے مگر مرثیہ نگاری کا وہ پہلو جس کا تعلق واردات قلب سے ہے جو شاعر مرنے والے کی جدائی میں محسوس کرتا ہے ان کے ہاں دیگر مضامین کی بنسبت کم ہے اگر چہ تمام شعراء نے رنج وغم کے جذبات کا اظہار کسی نہ کسی درجے میں ضرور کیا ہے۔

مراثی کے مطالعہ سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ ان میں یہ عنصر کس قدر ملحوظ ہے اور اس کے اسالیب و انداز کیا ہیں۔ مثلاً شعراء نے قدیم عرب شاعری کی روایت کے مطابق آنکھوں کو مخاطب کر کے اپنے اپنے اسلوب میں گریہ کناں ہونے کی تلقین کی ہے۔ کثرت گریہ کو کہیں پانی بھرے ڈولوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہیں سیلاب کے پانی کے ساتھ' مسلسل بہتے آنسوؤں کی تمثیل بارش کے ساتھ اور ان کی صفائی اور پاکیزگی کے لیے آب زلال اور چشمہ صافی کی مثالیں پیش کی ہیں۔ اس گریہ و ماتم کو شعراء نے بے حس و بے شعور اشیاء وعناصر' زمین وآسمان' شمس وقمر' شجر وحجر تک وسیع کر دیا ہے کہ وہ بھی آپ کے ماتم وسوگ میں شریک ہیں' غم رسول میں رات کی بے خوابی و بے داری' ہموم وافکار کے ہجوم' رات کی درازی' بالوں کے سفید اور جسم وجان کے ناتواں ہونے کا ذکر بھی شعراء نے اپنے اپنے اسالیب میں کیا ہے۔ شدت غم اور شوق ملاقات میں بعض شعراء نے موت کی تمنا اور خواہش کا بھی اظہار کیا ہے' جذبات وکیفیات کے اظہار میں ہر شاعر کا

۷۲۔ العقد الفرید: ۲۲۹/۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جداگانہ اسلوب ہے جس کی کچھ مثالیں مراثی کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔

ان مرثیوں پر مجموعی نظر ڈالنے سے جو خصوصیت ان میں مشترک اور نمایاں نظر آتی ہے یہ ہے کہ ان کی زبان عموماً سادہ، تراکیب آسان اور خیالات، تصنع، تکلف سے پاک ہیں، کلام میں نرمی، گداز اور سوز کا عنصر نمایاں ہے، خیالات میں گہرائی کے بجائے سادگی ہے، شعراء نے جو کچھ محسوس کیا اس کا من وعن اظہار کر دیا ہے۔

مراثی کے مجموعی اسلوب پر اجمالی نظر ڈالنے کے بعد اب ہم ان اشعار کا جائزہ لیتے ہیں جو ادبی محاسن اور لفظی و معنوی لطافتوں کی بنا پر مراثی میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

مختلف شعراء نے ممدوح کی مرگ پر آنسو بہانے کا ذکر اپنے اپنے انداز میں کیا ہے لیکن یہ مضمون جس خوبصورت اور عمدہ اسلوب میں حضرت حسان نے اپنے ایک مرثیہ میں پیش کیا۔ ہے وہ ان کے اعلیٰ ادبی ذوق اور مہارت کا واضح ثبوت ہے۔ آنکھ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یا عینُ جُودِی بدمعٍ منک اسبالَ
ولاتَملُّنَّ مِنْ سَحٍ و اعوالِ
لَا یَنفُدَنُ لِی بعْدَ الیومِ وَمعکُما
اِنّیْ مُصَابٌ و اِنّی لسْتُ بِالسّالِ
فَاِنَّ مِنعُکمَا مِنْ بعْدِ بذلِکمَا
ایَّای مثلُ الَّذِیْ قَدْ غُرَّ بالآلِ
لکِنْ اَفِیْضِی عکَلّیَ صدْرِی باربعَةٍ
اِنَّ الجوائِح فِیهاهَا هَاجِس صالی
سَحَّ الشَّعیْبَ وَ ماءِ الغربِ بِمنحهٗ
سَاقِ یُحمَّلهٗ سَاقِ باز لَالِ (۷۳)

۷۳۔ الطبقات الکبری: ۲/۳۲۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے آنکھ! آنسو بہانے میں اتنی سخاوت کر کہ ندیاں بہہ جائیں اور تو مسلسل اشک ریزی اور نالہ وفریاد سے نہ اکتانا۔ آج کے بعد تیرے آنسو میرے لیے ختم نہ ہونے پائیں کیونکہ میں مصیبت زدہ ہوں اور تسلی وتشفی پانے والا نہیں۔ تمہاری اشک ریزی کے بعداب مجھے اسے روکنا ایسا ہی ہے جیسے کسی کو سراب سے دھوکا دیا گیا ہو۔ تو میرے سینے پر چار چار آنسو بہا کیونکہ پسلیوں میں سوزش سرایت کر چکی ہے۔ اے آنکھ! چشمے اور مشک کے پانی کے طرح آنسو بہا ایسا پانی جسے ساقی صاف شیریں چشمے سے اٹھا کر پلاتا ہو۔''

المناک جذبات کے اظہار کے ساتھ ساتھ یہ اشعار ماتمی اسلوب کا حسین مرقع ہیں جن میں شاعر دل بے قرار کی تسکین وتسلی کے لیے آنکھوں کو آنسوؤں کی ندیاں بہانے اور مسلسل اشک ریزی کی تلقین کرتا ہے۔ سینے پر آنسو بہانا تا کہ سوزش جگر رفع ہو اور غمزدہ دل کے لیے باعث تسکین ہو لطیف پیرایہ بیان ہے' اسی طرح چشمے اور مشک کے صاف اور ستھرے پانی کے ساتھ آنسو بہانے کا ذکر بھی معنوی اعتبار سے انتہائی لطیف ہے۔ کیونکہ آنسوؤں کے یہ پاک اور صاف موتی اس ہستی پر نثار ہونے کے لیے ہیں جو خود طاہر وطیب ہے۔ مراثی میں متعدد ایسے اشعار ہیں جو شدت ہونے کے جذبات کے آئینہ دار ہیں جنہیں سن کر آدمی تڑپ اٹھتا ہے۔ مثلاً حضرت حسان کے درج ذیل اشعار:

كنت السواد لناظری
لعَمِیَ عليك الناظر
من شاء بعدك فليمُت
فَعَلَيك كُنتُ أُحاذِرُ (۷۴)

''آپ ہی میری آنکھ کا نور تھے اب میری نگاہ آپ کو دیکھنے سے کور ہوگئی۔ آپ کے بعد جو چاہے مرے' مجھے تو صرف آپ ہی کے فراق کا اندیشہ تھا۔''

ایک دوسرے مرثیہ میں حضرت حسان اپنے جذبات کا اظہار ان اشعار میں کرتے ہیں:

۷۴۔ دیوان حسان بن ثابت ص: ۹۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فظللت بعد وفاتهِ متبلّدًا
مُتلدِّدًا يَا ليتنی لم اُوَلدِ
أَ أُقِيمُ بعدک بالمدينةِ بينهم
يا لَيتَنِي صُبّحتُ سَمَّ الاَسوَدِ (۷۵)

''آپ کی وفات کے بعد میں حیران وپریشان سرگرداں پھر رہا ہوں۔ اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا۔ کیا میں آپ کے بعد مدینہ میں لوگوں کے درمیان رہ سکوں گا اے کاش! مجھے صبح ہی کالے ناگوں کا زہر پلا دیا جاتا۔''

سوز و گداز اور قلبی تاثرات کے اعتبار سے یہ اشعار بڑے بڑے مرثیوں پر فائق ہیں۔

متعدد شعراء نے اپنے مرثیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدح وثنا میں آپ کے اوصاف وشمائل کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس موضوع پر حضرت حسان کے درج ذیل اشعار حسن بیان ولطف اداء میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔

كَشَّافِ مَكْرُمةٍ مطعامِ مَسْعَبهِ
وهّابِ عفيةٍ وَجْناءَ شِمْلَالِ
عَفٍّ مَكَاسِبُهُ جَنْزَلٍ مَوَاهِبُهُ
خَيرِ الْبرِيَّة سَمْحٍ غَيرِ نَكَالِ (۷٦)

''آپ واضح شرف وعزت والے! بھوکوں کو کھانا کھلانے والے' قیدیوں مجرموں کو بخشنے والے' ہلکے پھلکے جسم والے اور بڑے رخساروں والے تھے' آپ کی کمائی انتہائی پاکیزہ اور عطا کثیر تھی۔ آپ مخلوق میں سب سے بہترین اور فراخ دل تھے' بزدل اور کمزور نہ تھے۔''

وزن کے لحاظ سے یہ اشعار کس قدر ہلکے' سبک اور ڈھیلے ہوئے ہیں اور صفات کے ضمن میں کس قدر حسین

۷۵۔ السيرة النبوية لابن هشام: ۶۶۹/۴ نیز الطبقات الكبرىٰ: ۳۲۲/۲
۷٦۔ الطبقات الكبرىٰ: ۳۲۳/۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جامع الفاظ کا انتخاب ہے اور اس کے ساتھ ساتھ روانی وسلاست نے ان اشعار کی قیمت کو کئی گنا بڑھا دیا ہے۔

ایک مرثیہ میں حضرت حسان نے آپ کی تدفین کا ذکر کس قدر خوبصورت انداز میں کیا ہے:

لقد غیّبوا حِلمًا و عِلمًا و رحمةً

عشِیَّةَ غلَّوهُ الثّری لَا یُوَسَّدُ (۷۷)

''لوگوں نے حلم، علم اور رحمت کو اس **رات غائب کر دیا جب لوگ** آپ پر مٹی کا ڈھیر ڈال رہے تھے جس میں کوئی فرش تک نہ بچھایا گیا تھا۔''

ممدوح کو سراپا صفت قرار دینے سے یہ **شعر مدح میں** انتہاء کمال کو پہنچ چکا ہے۔ اور اس حقیقت کو بھی واضح کر رہا ہے۔ کہ آپ کے اٹھ جانے کے بعد اب حلم، **علم** اور رحمت بھی اس دنیا سے اٹھ گئی۔ مدح وثناء رسول اور جذبات عقیدت ومحبت کے اظہار میں حضرت ابوبکر صدیق کا یہ شعر بڑے بڑے قصائد پر بھاری ہے۔

نفسی فداؤک من میتٍ و من بدنٍ

ماطُیِّبَ الذکرَ والاخلاقَ وَالجسَدَاء (۷۸)

''میری جان آپ پر فدا ہو کیا خوبصورت میت تھی اور کیسا عمدہ بدن تھا۔ آپ کی یاد کتنی پاکیزہ، اخلاق کیسے اعلیٰ اور جسم اطہر کیسا حسین تھا۔''

حضرت ہند بنت الحارث نے درج ذیل شعر میں آمنہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ''مامون'' کے لقب سے یاد کر کے لطافت شعری میں اضافہ کر دیا ہے:

لَقَد اتتنی من الانباء مُعضِلَةٌ

اِن ابنَ اٰمِنَةَ المأمُونَ قَدْ ذَهَبَا (۷۹)

۷۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ۲۶۷/۴

۷۸۔ الطبقات الکبریٰ: ۳۲۰/۲

۷۹۔ ایضاً: ۳۳۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایک ناقابل برداشت خبر مجھے تک پہنچی ہے کہ امنہ کے بیٹے مامون (برکت والے) دنیا سے رخصت ہو گئے۔''

مراثی رسول کی دینی اہمیت وقدر و قیمت:

مراثی رسول کا مطالعہ خالص دینی اعتبار سے درج ذیل افادیت کا حامل ہے:

1۔ مراثی کا اولین واساسی محرک عشق ومحبت رسول ہے۔ ان میں جو سوز و گداز' تڑپ اور جاذبیت ہے۔ وہ آپ سے والہانہ عقیدت ومحبت کا باعث ہے' صحابہ کے دل عشق ومحبت کے جذبات سے سرشار و لبریز تھے' انہوں نے آپ کی جدائی کے غم کو محسوس کرتے ہوئے اپنے جذبات عقیدت ومحبت کا نذرانہ دلکش اور خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے جس سے سننے والوں پر ایک خاص تاثر قائم ہوتا ہے اور حب رسول کے جذبات کو تحریک وتقویت ملتی ہے جو بجائے خود ایک اعلیٰ مقصد اور ایمان کا لازمی اور بنیادی تقاضا ہے۔

2۔ مرثیوں کا جو اسلوب رجحان اہل عجم کے ہاں اور بالخصوص پاک و ہند میں پایا جاتا ہے اس میں حقیقت نگاری کا عنصر مفقود ہے۔

فرضی واقعات اور افسانوی طرز بیان کا کوئی نمونہ مراثی رسول میں دستیاب نہیں۔ ان میں کوئی ایسا مضمون نہیں جو واقعیت کے خلاف اور اصلیت کے منافی ہو اور جس کی اساس محض خیال اور مبالغہ پر ہو کیونکہ صحابہ کے فکر ونظر کی تربیت براہ راست اس ہستی کی طرف سے ہوئی تھی جس نے انہیں ہر قسم کے کذب ومبالغہ سے اجتناب اور صداقت و واقعیت اور حقائق کی اہمیت کا درس دیا۔ آپ ایسے اشعار سنتے بھی تھے اور کہلواتے بھی تھے جو حقائق پر مبنی اور کذب ومبالغہ سے پاک ہوں' جب کبھی کلام میں مبالغہ محسوس کرتے فوراً ٹوکتے اور اصلاح فرماتے کہ کہیں یہ مبالغہ فساد عقیدہ کا باعث نہ بن جائے جیسا کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے عرض کیا۔ ''ماشاء الله و شئت '' (جو اللہ نے چاہا اور آپ نے چاہا) تو آپ نے فرمایا: '' اَجَعَلتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا؟'' (کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا۔'' اور فرمایا: '' قُل ما شاء الله وحدهٗ'' (صرف ماشاءاللہ کہا کرو۔) (۸۰)

۸۰۔ ابن سنی: عمل اليوم والليلة: ٦٦١

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک موقع پر حضرت انس بن زُنیم نے آپ کے سامنے یہ کہا: " اَ اَنتَ الَّذِی مهدِی مُعَدّاِلدِینِهَا" (کیا آپ ہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے مُعَد قبیلہ کو ہدایت عطا کی؟) تو آپ نے فرمایا: "بَلُ اللّٰہِ یهدیَها"۔ (بلکہ اللہ نے ہدایت دی) حضرت انس نے "بل الله یهدیها و قال لک اَشهِد '' (۸۱) (بلکہ اللہ نے انہیں ہدایت دی اور آپ سے فرمایا کہ گواہ رہیں) کہہ کر شعر مکمل کر دیا کیونکہ ہدایت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے نبی کو محض ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے۔

ہجرت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد کے موقع پر بچیوں نے جو استقبالیہ گیت گائے ان میں یہ شعر دینی نقطہ نظر سے قابل اعتراض تھا کیونکہ اس میں اللہ اور رسول کے درمیان حفظ مراتب کی رعایت ملحوظ نہ تھی۔" و فینا نبیٌّ یعلم ما فی غدٍ" (ہم میں ایسا نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔) تو آپ نے اس پر ٹوکا اور فرمایا: "جو پہلے کہتی تھیں وہی کہو۔" (۸۲)

حضرت کعب بن زہیر کے مشہور قصیدہ بانت سعادُ کے ایک شعر میں بھی آپ نے اصلاح فرمائی جب انہوں نے یہ شعر آپ کے سامنے پڑھا۔

ان الرسولَ لنورٌ یُستضاءُ بهٖ
مُهنَّدٌ مِنُ سُیُوفِ الهندِ مسلُولُ

"اللہ کے رسول ایسا نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ ہندی تلواروں میں سے بے نیام ہندی تلوار ہیں۔"

تو آپ نے "سیوف الہند" کی جگہ اصلاح کرتے ہوئے فرمایا: "مُهَنَّدٌ من سیوف الله مسلولٌ (۸۳) کیونکہ پہلے شعر میں آپ کی بعثت کے عالمگیر ہونے کے بجائے محدود ہونے کا تصور سامنے آتا تھا۔ آپ کی تعلیمات واصلاحات نے شاعری کے مروجہ اسالیب کو جو دروغ گوئی، کذب بیانی اور مبالغہ آرائی پر مشتمل تھا، تبدیل کر دیا اور اس کا رخ واقعاتی صداقت اور حقیقت نگاری کی طرف موڑ دیا۔

۸۱۔ المجموعة النهانية ۱/ ۷۲

۸۲۔ بخاری: الجامع الصحیح: ۲/ ۵۲۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحاب رسول کی یہ رثائیہ شاعری بھی الوہیت اور نبوت کی حدود کی معرفت اور حفظ مراتب کے ادراک و شعور پر مبنی ہونے کی بناء پر اس صنف کی طرف متوجہ ہونے والوں کے لیے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

3۔ مذکورہ مراثی میں شعراء نے فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی اضطرابی کیفیات و جذبات کا اظہار مختلف طریقوں سے کیا ہے جس سے تکلف اور مبالغہ کا شبہ ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اسالیب عربوں کے ہاں مروج تھے جنہیں شعراء نے غمزدہ دلوں کی تسکین و تشفی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے اپنایا اس فرق کے ساتھ صحابہ نے حدود شریعت کو قائم رکھا اور مبالغہ کے ذریعے حقائق کو نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ یہاں ایک آدھ شعر بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوسفیان الحارث بن عبدالمطلب اپنے ایک مرثیہ میں حضرت فاطمۃ سے مخاطب ہوتے ہیں:

أفاطمَ اِنَ جزعتِ فذاک عذُر

و اِنُ لم تجزعِی ذاک السبیل (۸۴)

''اے فاطمہ! اگر آپ ماتم کرتی ہیں تو آپ معذور ہیں اور اگر ماتم نہ کریں تو یہی راہ حق ہے۔''

ایک طرف جذبات کا اظہار اور دوسری طرف احترام شریعت کا پاس' مذکورہ شعر اس توازن کی بہترین عکاسی کرتا ہے۔ فطری جذبات اور قلبی تاثرات کے پہلو بہ پہلو احترام شریعت کا لحاظ' رضاء بالقضاء' صبر و تعزیت اور تقدیر پر ایمان جیسے مضامین کی شمولیت ان مراثی کا طرہ امتیاز ہیں جن کی مثالیں مراثی کی ضمن میں گزر چکی ہیں۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ شعراء رسول کی نظر میں ان کی شاعری مقصدیت اور معنویت کے اعتبار سے بھی مختلف نوعیت کی تھی' ان کی تمام تر فکر و کاش کا حقیقی مقصد و محرک ذاتی تشہیر یا خودنمائی کا جذبہ نہیں بلکہ تقرب نبوی اور رضاء حق تھا جس کی طرف حضرت حسان نے اپنے ایک مرثیہ میں اشارہ کیا ہے:

۸۳۔ السیرۃ النبویۃ: ۴/۵۱۲

۸۴۔ الروض الانف: ۷/۵۹۳' البدایۃ والنہایۃ: ۵/۲۸۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و لیس هوای نازعًا عن ثنائِہ
لعلّی بہٖ فی الجنّةِ الخُلْدِ اَخلَدُ
معَ المصطفٰی اَرْجُوا بِذَاکَ جَوارَہٗ
وَ فِی نَیْلِ ذَاکَ الْیومَ اسْعٰی وَاَجْهَدُ (۸۵)

''آپ کی مدح وثنا میں میری خواہش نفس معارض نہیں ہو سکتی۔ مجھے امید ہے کہ میں اس مدح وثنا کے ذریعے جنت الخلد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤں گا اور اس کی وجہ سے میں محمد مصطفیٰ کے جوار میں ان کے ساتھ رہنے کی امید رکھتا ہوں۔ اور یہی مقصود حاصل کرنے کے لیے میں یہ سعی وکوشش کر رہا ہوں۔''

4۔ مراثی رسول پر مشتمل یہ شاعری صرف جذباتی مضامین ہی پر مشتمل نہیں اور نہ ہی فقط جذباتی تسکین کا ذریعہ ہے بلکہ یہ متنوع موضوعات کا احاطہ کرتی ہے، بالخصوص حضرت حسان کے مرثیے خالص اسلامی تعلیمات کے رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں جن سے مقام نبوت اور تعلیمات نبوی کا صحیح نقشہ سامنے آتا ہے اور شخصیت رسول کے متنوع پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر زکی مبارک حضرت حسان کے مرثیوں پر اپنے تبصرہ میں لکھتے ہیں:

" ویظهر الروح الدینی فی مدائح حسان لمن یقرومراثیه للرسول و هی مراثٍ مصبوغةٍ بالصّبغة الدینیةِ یتَکلّم فیها الشَّاعِرِ عَنِ المنبرَ وَالمُصلّٰی وَالْمسْجِدِ وَالوَحْیِ (۸٦)

''حضرت حسان کے مرثیے پڑھنے والوں کو ان کی مدحیہ شاعری میں دینی روح نمایاں نظر آتی ہے۔ یہ مرثیے دینی رنگ میں رنگے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاعر منبر اور مصلّٰی پر مقیم ہے اور مسجد میں کھڑا سامعین سے مخاطب ہے اور وحی الٰہی کی ترجمانی کر رہا ہے۔''

اور ایک مرثیہ پر ان الفاظ کے ساتھ تبصرہ کرتے ہیں:

۸۵۔ السیرة النبویه لابن هشام: ۲/ ٦٦۹

۸٦۔ ذکی مبارک: " المدائح النبویة ص ۳٦

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" فبکاء الرسول فی هٰذہِ المرثیة لیس الا ثناءً علیه و علٰی دینهِ القدیم ' و لیس من الرّثَاءِ المألوفِ الَّذِیْ یقع من الشاعر حین یفجع فی رئیس او صدیقٍ(۸۷)

''آپ نے اس مرثیے میں رسول ﷺ کی وفات پر جو ماتم کیا ہے تو وہ دراصل آنحضرت ﷺ کی مدح وثنا اور آپ کے لائے ہوئے دین قدیم کی تعریف وتوصیف پر مشتمل ہے اس مرثیہ کے رنگ اس معروف اسلوب سے مختلف ہے جو عام رؤساء اور دوست احباب کے مرثیوں میں پایا جاتا ہے۔''

اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ مرثیے ہمیں شاعری کے مقصدی پہلو سے آشنا کرتے ہیں کہ شعرو شاعری چاہے کسی بھی صنف سخن سے متعلق ہو لیکن اس کا مقصد تقرب الٰہی اور محاسن دین کی نشرواشاعت ہونا چاہیے جو کہ صحابہ کرام کا حقیقت منشاء ومقصود تھا۔

............☆............

۸۷۔ ایضاً ص:۴۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیس والدی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

* ڈاکٹر محمود الحسن عارف

براعظم پاک وہند کو یہ اعزاز اور یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے شہروں اور قصبوں میں سیرت طیبہ پر جتنا کام ہوا ہے' وہ عربی زبان کو مستثنیٰ کرتے ہوئے' دنیا کی کسی اور زبان یا خطے میں نہیں ہوا...... یہاں کا کچھ کام تو منظر عام پر آ چکا ہے مگر بہت سا کام ابھی مختلف ''کتاب خانوں'' اور لائبریریوں میں مخفی پڑا ہے' اس میں بہت سا کام ایسا ہے جو بین الاقوامی نوعیت کا ہے' لیکن یہ کام ابھی تک کسی محقق کی نظر عنایت کا منتظر ہے۔

مجھے ذاتی طور پر براعظم پاک وہند کی جن عظیم شخصیت پر کام کرنے کا موقع ملا' وہ متاخر مغلیہ دور کی عظیم ترین علمی شخصیت ہیں' میری مراد قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی سے ہے' قاضی صاحب نے چالیس کے قریب چھوٹی بڑی کتب مرتب اور مدون فرمائیں۔ جن میں سیرت طیبہ کے پاکیزہ عنوان پر' تین رسائل بھی شامل ہیں' جن کے نام حسب ذیل ہیں:

1۔ شمائل واخلاق نبوی: یہ رسالہ راقم الحروف کے ترجمہ اور تعلیقات کے ساتھ نفیس اکیڈمی لاہور نے ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں شائع کر دیا ہے۔

2۔ رسالہ درنسب اطہر وازواج مبارکۃ واولاد عالی گوہر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم: یہ نسخہ دھلی میں کتاب خانہ مولانا ابوالحسن میں محفوظ ہے۔

3۔ تقدیس والدی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: سیرت طیبہ سے تعلق رکھنے والے اس اہم رسالے پر اس مقالے میں گفتگو ہوگی۔

اس سے پہلے کہ ہم رسالے پر گفتگو کریں' مناسب ہوگا کہ اس کے فاضل مؤلف کے حالات اور رسالے کے موضوع پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

---

* صدر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامی، پنجاب یونیورسٹی لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء)......اپنے زمانے میں سب سے زیادہ علمی شان اور فکری آب وتاب رکھنے والے عالم دین، مجتہد، صوفی اور مفسر قرآن ہیں، انہوں نے اپنے دور کی دو عظیم شخصیات امام العصر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء) اور قطب دوراں مرزا مظہر جانجاناں (۱۱۶۵ھ/ ۱۷۸۲ء) سے اکتساب فیض کیا...... وہ ایک طرف علوم ظاہرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، تو دوسری طرف علم طریقت وتصوف میں بھی مرجع عوام وخواص تھے۔

قاضی صاحب کی شخصیت کو جن باتوں میں قدرت نے دوسروں سے ممتاز کیا تھا، ان میں ان کی ذات میں اعتدال وتوازن کی موجودگی، علوم شریعت اور علوم طریقت میں یکجائی نمایاں ہے...... اسی لیے انہیں اور ان کی تفسیر مظہری کو خاص عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

قاضی صاحب کو اپنے دونوں بزرگوں (شاہ ولی اللہ محدث اور مرزا مظہر جانجاناں شہید) کی طرف سے خاندان نبوی کی محبت وراثت میں ملی تھی، یہ اسی کا اثر تھا، کہ قاضی صاحب نے اپنی اس محبت کا کھلے لفظوں میں اظہار فرمایا ہے، اس فہرست میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول (اجداد) اور فروع (اولاد) دونوں شامل ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے محبت کا ہی یہ اثر تھا کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے اپنی ''عقیدت ومحبت'' کا واضح ترین الفاظ میں، اظہار فرمایا۔ اور ان کے مخالفین پر کچھ تنقید کی دوسری طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بزرگوں سے نہ صرف یہ کہ خصوصی محبت وعقیدت کا اظہار فرمایا ہے، بلکہ ان کے ایمان کو ثابت کر کے، ان کے نجات یافتہ ہونے کے نظریے کی وکالت کی ہے۔

قاضی صاحب نے خاندان نبوی میں سے اپنی عقیدت کا اظہار جن مستقل رسائل وتصانیف میں کیا ہے ان میں سے ایک ''تقدیس والدی المصطفیٰ ﷺ'' بھی ہے جو ہمارے اس مقالے کا موضوع ہے۔ اپنی اس تصنیف اور اس کے بلند پایہ موضوع کا تذکرہ انہوں نے اپنی عظیم تفسیر ''تفسیر مظہری'' میں دو مقامات پر فرمایا ہے۔ وہ سورۃ البقرہ (آیت ۱۱۹) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿و قد صنف الشیخ الاجل جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ فی اثبات اسلام آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم رسائل و اخذت من تلک الرسائل رسالۃ فذکرت فیھا مما یثبت اسلامھم و یفید اجوبۃ شافیۃ ما یدل علی خلافہ﴾ (۱)

''اور شیخ جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان کے اثبات پر کئی رسالے لکھے ہیں میں نے ان کے رسائل میں انتخاب کر کے ایک رسالہ لکھا ہے جن میں سے ان دلائل کا ذکر کیا ہے، جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا اسلام ثابت ہوتا ہے اور اس میں اس کے خلاف پیش کیے جانے والے اعتراضات کے شافی جوابات کا ذکر کیا ہے۔''

اسی طرح سورۃ توبہ (آیت ۱۱۳) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے، اپنی اس کتاب کا مکرر حوالہ دیا ہے اور لکھا ہے:

﴿وقد صنف الاجل جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ رسائل فی اثبات ایمان ابوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جمیع آبائہ و امھاتہ الی آدم علیہ السلام و خلصت منھا رسالۃ سمیتھا تقدیس آباءِ ہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن شاء فلیرجع الیہ﴾ (۲)

''اور شیخ اجل علامہ جلال الدین السیوطی رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے تمام اجداد اور تمام جدات کے ایمان کو ثابت کرنے کے لیے کئی رسائل تصنیف فرمائے اور میں نے اس میں سے ایک رسالہ تلخیص کر کے لکھا ہے، جس کا نام ''تقدیس آبائے النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے۔ جو شخص چاہے اس کی طرف مراجعت کرے۔''

۱۔ التفسیر الظھری، ۱۰/۱۲۱

۲۔ التفسیر الظھری: ۳/ ۳۰۷، ۳۰۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقالے کی فوٹو کاپی مجھے محترم ابوحفص (کوئٹہ) کی مہربانی سے دستیاب ہوئی ہے۔ ابتداً میرا خیال تھا کہ یہ نسخہ کافی ضخیم ہوگا اور اس میں اپنے موضوع کا پوری طرح احاطہ کیا گیا ہوگا لیکن قاضی صاحب کا یہ رسالہ خلاف معمول مختصر نکلا ہے قاضی صاحب طویل نویس مصنف ہیں مگر یہ رسالہ چند صفحات پر مشتمل ہے اس میں آپ کا انداز بیان سے حد ایجاز و اختصار لئے ہوئے ہے۔

2۔ موضوع پس منظر:

اس سے قبل کہ اس رسالے کے مضامین اور محتویات پر ایک نظر ڈالی جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے موضوع پر مختصر سی گفتگو کر لی جائے۔

شاعر نے کہا ہے:

نہ جب تک کٹ مروں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ۔ ایمان ہو نہیں سکتا

یوں تو اسلامی تعلیمات کا دامن ''آفاق گیر ہے اور زمان و مکان کی کوئی قید اور بندش اس کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی، لیکن اسلام کی ان اعلیٰ و ارفع تعلیمات کی اساس جن بین الاقوامی اور آفاقی اصولوں پر استوار ہے، ان میں ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات طیبہ سے محبت و وابستگی اور آپ کی اطاعت وفرمان برداری کا اصول بھی ہے، قرآن حکیم نے ہر جگہ اس نکتے پر زور دیا ہے، اور اس کو 'ایمان' کی بنیاد کہا ہے: مثلاً ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿و ما کان لمومن و لا مومنةٍ اذا قضی اللہ و رسولہ امراً ان یکون لھم الخیرة من امرھم و من یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً﴾ (۳)

''اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں، تو ان کے لیے اس میں کچھ اختیار باقی رہے، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہ ہوگا۔''

الاحزاب: ۳۳: ۳۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مقام پر حب نبوی کو جزو ایمان'' قرار دیا گیا' ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُ كُمْ وَ اَبْنَآءُ كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ ' وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ......(۴)

'' کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، عورتیں، خاندان کے لوگ' وہ مال جو اگاتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو' اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہیں' تو انتظار کرو' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (عذاب) بھیج دے۔''

پیغمبر کی ذات سے اس درجہ محبت رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ امت کے سامنے' اتباع و اطاعت کا نمونہ کامل ہیں' لہٰذا جس درجے کی ان سے محبت و الفت ہوگی اس درجے میں آپ کی ذات سے عملی اور روحانی فیضان میں اضافہ ہوگا۔

قرآن حکیم نے اسی بنا پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کا تذکرہ ایسے الفاظ سے فرمایا ہے جو ادب امیز ہونے کے ساتھ ساتھ الفت خیز بھی ہیں...... انہیں تمام لوگوں کے لیے راحت و رحمت کا سرچشمہ اور روف و رحیم کہا گیا ہے۔(۵)

آپؐ پر لوگوں کا مشقت میں پڑنا بڑا گراں ہے۔(۶) آپؐ لوگوں کے ایمان نہ لانے کے غم میں مسلسل گھلتے رہتے تھے' جس کی بنا پر قرآن حکیم کو بار بار آپؐ کو محبت آمیز پیرائے میں سرزنش کرنا پڑی۔(۷)

آپ کی ذات ان تمام اخلاق حسنہ و عالیہ کا مجموعہ ہے' جن کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔(۸)

۴۔ التوبہ: ۹/۲۴

۵۔ التوبہ: ۹،۱۲/۹/۲۳۱

۶۔ ایضا

۷۔ الکھف: ۱۸/۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی ذات خلق عظیم عالیہ کی حامل ہونے کے باعث اسوۂ حسنہ (عمل کا قابل تقلید نمونہ) ہے(۹)

قرآن حکیم نے آپ ﷺ کی ذات اقدس سے امت کے رشتہ محبت ومودت کو مزید مضبوط اور پختہ کرنے کے لیے آپ ﷺ کے نفس زکیہ کے ساتھ عام انسانوں کے وہ تمام رشتے بھی قائم کر دیے ہیں جن سے باہمی الفت ومحبت میں قابل رشک اضافہ ہوتا ہے۔مثلا یہ کہ آپ کی ذات امت پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتی ہے۔(۱۰) اور آپ کی ازواج طیبات وطاہرات نہ صرف یہ کہ امت کی مائیں ہیں۔(۱۱) (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے روحانی والد) بلکہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیشہ کے لیے نکاح بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔(۱۲)

جہاں تک بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کا تعلق ہے جو محبت وعظمت کا لازمی تقاضا ہوتے ہیں' قرآن حکیم نے ان سے بھی امت کو خبردار کیا ہے۔چنانچہ حکم دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بات (یا اپنی رائے وغیرہ) کو کبھی مقدم نہ کریں (۱۳) آپ ﷺ کی ذات اقدس کو عام لوگوں کی طرح نہ بلائیں (۱۴) آپ ﷺ کے روبرو ادب' نرمی اور آہستگی سے زبان کھولیں۔(۱۵) اور آپ ﷺ کے بلانے کو عام لوگوں کے بلانے کی طرح نہ سمجھیں۔ان آداب کی خلاف ورزی انسانی اعمال کی بربادی اور ان کے اکارت ہونے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔(۱۶)

قرآن حکیم نے پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس سے ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے قریبی

۸۔ القلم: ۶۸/۴

۹۔ الاحزاب: ۳۳/۲۱

۱۰۔ الاحزاب: ۳۳/۶

۱۱۔ الاحزاب: ۳۳/۶

۱۲۔ الاحزاب: ۳۳/۵۳

۱۳۔ الحجرات: ۴۹/۱

۱۴۔ ایضاً: ۴۹/۲

۱۵۔ الحجرات: ۴۹/۲۔۳

۱۶۔ الحجرات: ۴۹/۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیزوں سے بھی محبت والفت رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ارشاد فرمایا:

﴿ قل لَّا اَسْئَلُکُمْ علَیہِ اَجرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُربٰی ﴾(۱۷)

''کہہ دو کہ میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت تو چاہیے۔''

نامور صحابی اور حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے متعدد تابعین نے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں '' مودۃ فی القربی'' سے مراد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں سے محبت واخوت ہے' چنانچہ ابن ابی حاتم الطبری اور ابن مردویہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں۔(۱۸) اس کے علاوہ حضرت زید بن ارقم کی حدیث میں بھی یہ مذکور ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

﴿اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ﴾.(۱۹)

''میں تمہیں اپنے گھر والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں۔''

قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ احادیث طیبہ میں بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات طیبہ سے محبت ومودت رکھنے کا درس دیا گیا ہے' مثال کے طور پر ایک حدیث مبارکہ میں ہے۔:

﴿ لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴾ (۲۰)

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔ جب تک میری ذات اس کے نزدیک اس کے باپ' اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو۔''

امام بخاری نے ''حُبُّ الرَّسُوْلِ مِنَ الایمان'' پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس میں اسی نکتے پر زور دیا گیا ہے۔

۱۷۔ الشوریٰ (۴۲، ۲۳)

۱۸۔ التفسیر المظھری: ۷/۳۱۸

۱۹۔ ایضا ۸، ۳۲۰

۲۰۔ البخاری کتاب الایمان باب :۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ثلاث من کن فیه وجد هن حلاوة الایمان من کان الله و رسوله احب الیه مما سواهما و من احب عبداً لا یحبه الاالله و من یکره ان یعود فی الکفر بعدان انقذه الله منه کما یکره ان یلقی فی النار﴾(۲۱)

''جس شخص میں تین باتیں موجود ہوں اور وہ ایمان کی حلاوت پالے گا جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول باقی سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جائے اور جو شخص کسی بندے سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے' اور جو شخص کفر سے نجات پانے کے بعد اس کی طرف لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے' جس طرح کا وہ جہنم میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

قرآن حکیم اور احادیث طیبہ کے ان پیہم بیانات اور صاف وصریح ارشادات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسیہ ''ایمان'' کا محور ہیں اور آپ کی ذات اقدس سے گہری محبت وعقیدت کے بغیر دین اسلام کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

پھر عموماً کسی ''فرد'' سے محبت تنہا نہیں کی جاتی' بلکہ محبت کا دائرہ عموماً اس کے خاندان قبیلے اور متعلقین اور متوسلین تک وسیع ہوتا ہے اور محبت کرنے والا ہر اس نقش پا سے محبت کرتے ہوئے خود کو مجبور پاتا ہے جو ''دیار یار'' تک پہنچنے والے اپنے .... پیچھے چھوڑ دیتے ہیں...... پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا بھی یہی حال اور یہی معاملہ ہے۔

خود قرآن حکیم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ........... والذین معه (وہ لوگ جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں) کا تذکرہ بھی اسی محبت بھری دنیا کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اگر تمہاری محبت محمد ﷺ کے ساتھ سچی اور بے لوث ہے تو تمہارے دلوں میں ان لوگوں کی بھی محبت پیدا ہو جائے گی جو ماہتاب نبوت کے آس پاس حلقہ بنا کر کھڑے ہیں۔

۲۱۔ البخاری کتاب الایمان باب:۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔آنحضور کے خاندان کی محبت:

رہے وہ لوگ جنہیں خاندان نبوی ہونے کا مقام ورتبہ حاصل ہے تو وہ مسلمانوں کی ساری محبتوں اورعقیدتوں کا مرجع ومرکز ہیں...... چنانچہ مفسرین نے قران حکیم کی آیت مبارکہ:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَعَنَهُم اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ...... ﴾ (۲۲)

''یقیناً وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا وآخرت میں لعنت کی ہے''۔

کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اس موقع پر نازل ہوئی' جب منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں ایسی باتیں گھڑ کر پھیلا دی تھیں جو بے اصل اور بے سود تھیں (۲۳) اس کے علاوہ سورۃ النور میں...... واقعہ افک کا رد جس طرح کے سخت ترین الفاظ اور کلمات میں فرمایا گیا' اس سے بھی اس خیال اور قیاس کو تائید پہنچتی ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ کے عزیز واقارب بھی' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ''محبت'' کے زمرے میں داخل ہیں' اس لیے......... اس بحث کا اختتام۔

﴿ الطيبات للطيبين و الطيبون للطيبات ﴾ (۲۴)

''نیک عورتیں نیک مردوں کے لیے اور نیک مرد نیک عورتوں کے لیے ہیں۔''

پر ہوا ہے' جس میں خاندان نبوت کی خواتین کے بارے میں محتاط رہنے کا مضمون بڑی عمدگی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

الغرض قرآن حکیم' احادیث طیبہ اور آئمہ اسلام کے اقوال کی روشنی میں یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان مسلمانوں کے لیے ایک شاہی خاندان (Royal famely) کی حیثیت رکھتا ہے' جن سے محبت وعقیدت ان کے ایمان کا حصہ اور جزو ہے۔

اس فہرست میں آپ کے خاندان کے وہ لوگ تو بلا اختلاف شامل ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲۔ الاحزاب ۳۳/۵۷

۲۳۔ تفسیر مظهری: ۳۱۰

۲۴۔ النور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ کے مرتبہ نبوت و رسالت کو پہچانا...... جیسے حضرت عباسؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، اور آپ کے خاندان کے دوسرے نفوس قدسیہ ہیں۔

رہے وہ بزرگ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔ علماء نے انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

قسم اول: ان بزرگوں پر مشتمل ہے، جن کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی گئی اور انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ جیسے...... ابولہب اور (اکثر روایات کی رو سے) جناب ابو طالب وغیرہ ان لوگوں کے بارے میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ لوگ دعوت اسلام کو رد کرنے کے باعث **مستحق عذاب** وعتاب ہیں...... البتہ...... ان کا خصوصاً جناب ابو طالب کا تذکرہ...... ادب واحترام کا **متقاضی** ہے۔

دوسری قسم: ان لوگوں اور ایسے بزرگوں پر مشتمل ہے، جنہوں نے **بعثت نبوی** سے **قبل** انتقال فرمایا اور انہیں اسلام کی دعوت نہیں پہنچی...... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے **ایسے ہی بزرگوں** کا **حکم مختلف فیہ** ہے...... اور یہ مسئلہ زیر بحث کتاب کا موضوع ہے۔

۳۔ آنحضور ﷺ کے والدین سعیدین:

بزرگوں کی اس فہرست میں سرفہرست آنحضور **صلی اللہ علیہ وسلم** کے قدسی الصفات والدین جناب عبداللہ اور حضرت آمنہ ہیں...... یہ دونوں بزرگوار نبی اکرم **صلی اللہ** علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا ظاہری سبب اور وسیلہ تھے...... اور کھربوں انسانوں پر مشتمل اس دنیا میں وہی دونوں اس "سعادت عظمیٰ" کے حق دار اور سزاوار قرار پائے...... یہ مرتبہ بلند اور یہ شرف عظیم...... خدائے بخشندہ کی بخشش اور عطا کے بغیر ناممکن ہے۔

آپ ﷺ کی ولادت کے موقع جناب عبداللہ کی موجودگی **مختلف فیہ** ہے۔ اکثر روایات کی رو سے انہوں نے اس وقت انتقال فرمایا، جب آپ ابھی شکم مادر میں تھے۔

جبکہ آپ ﷺ کی والدہ سعیدہ نے آپ ﷺ کی 6 برس یا 8 برس تک تربیت اور پرورش فرمائی اور اس وقت دنیا سے پردہ فرمایا، جب آپ ﷺ نے اپنی زبان سے بولنا اور اپنے قدموں سے چلنا سیکھ لیا تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔آنحضور ﷺ کے والدین کے بارے میں......تین مسالک کی تشریح:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا چونکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی رشتہ بھی تھا اور پھر یہ بزرگوار اسلام سے قبل اس کے قریبی دور میں گزرے ہیں اس لیے ان کی نجات و عدم نجات کے متعلق بحیثیت عمومی درج ذیل مسالک سامنے آئے ہیں:

ا۔خاموشی (سکوت):

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدسی صفات والدین کے ساتھ چونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت قریبی رشتہ ہے۔اور پھر ان کا انتقال ایک ایسے دور (دور فترت) میں ہوا جب لوگ اسلام کی روشنی سے محروم تھے' اس لیے ان کے بارے میں جمہور امت نے (جس میں ائمہ اربعہ کے علاوہ بڑے بڑے اکابرین امت شامل ہیں) سکوت (خاموشی) کا مسلک اختیار فرمایا ہے۔اور ہمارے خیال میں یہ مسلک ہی سب سے زیادہ بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ (نجات و عدم نجات) چونکہ عالم آخرت سے متعلق ہے جہاں فیصلوں کا کامل اختیار مالک یوم الدین (جزاء سزا والے دن کے مالک) کو حاصل ہے اور وہ اس بارے میں کسی قسم کی مداخلت گوارہ نہیں فرمائے گا۔اس لیے اس بارے میں سکوت ہی میں عافیت ہے۔پھر نجات ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے متعلق قطعیت کے ساتھ دعویٰ کرنا بے اصل اور بے سند ہی ہوسکتا ہے اس لیے کہ اس کی اساس اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کے حکم پر ہے۔لہٰذا کسی شخص کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ اس کے نجات یافتہ ہونے یا معتوب ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اسلام کی دینی تعلیمات کی رو سے کسی فرد یا خاندان یا ادارے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کے متعلق دعویٰ کرے کہ وہ کامیاب ہوگیا ہے بلکہ وہ اپنے اعمال کی بناپر بارگاہ خداوندی میں معذور اور ماخوذ ہونے کا والا ہے۔

علاوہ ازیں ان بزرگوں کے خاندان نبوت میں سے ہونے کا بھی یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنی زبان کو بند رکھے۔

پھر آنحضور ﷺ کے قدسی صفات والدین کے عمومی رویے اور ان کے اخلاق عالیہ کے متعلق جو روایات ملتی ہیں ان کے مطالعے سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ دونوں بزرگوار نیک اور صالح الفطرت تھے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جاتی تو وہ یقیناً اس دعوت کو نہ صرف یہ کہ قبول کرتے بلکہ اس کے سچے داعی اور مخلص ترین مبلغ بھی قرار پاتے' لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت کا اقتضا یہ ہوا کہ آپ کو بچپن ہی میں ان کے سائے سے محروم کر دیا گیا اور آپ ﷺ دور طفولیت ہی میں یتیم کر دیئے گئے۔

اسلام کی عمومی تعلیمات اور قرآن کریم کے حکیمانہ فلسفے کے ذریعے اس بات کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر شخص کے ساتھ مکمل طور پر عدل و انصاف کا معاملہ کیا جائے گا۔

عدل کے ترازو پر نہ صرف یہ کہ ان کے اعمال کو تولا جائے گا۔ بلکہ اس بات کا بھی جائزہ لیا جائے گا کہ انہیں اسلام کی روشنی کس حد تک پہنچی تھی۔ اس طرح وہ لوگ جو اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہے اللہ تعالیٰ کے ہاں نرمی اور رعایت کے مستحق قرار پائیں گے۔

لیکن چونکہ اسلام کے ''دور متوسط'' میں وہ مسائل بھی زیر بحث لائے گئے ...... جن پر خاموشی اور سکوت بحث و تمحیص سے بہتر تھا ان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگوں کے نجات و عدم نجات کا مسئلہ بھی شامل تھا...... جس پر زیر بحث رسالہ مشتمل ہے۔ لہٰذا اس بارے میں سکوت پر امت متفق نہ ہو سکی اور دوسرے مسالک بھی معرض وجود میں آ گئے۔

۲۔ معتوب ہونے کا مسلک:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں دوسرا مسلک یہ ہے کہ وہ (العیاذ باللہ) دور جاہلیت کے دوسرے لوگوں کی طرح بارگاہ خداوندی میں ماخوذ اور معتوب ہوں گے۔

یہ غلط فہمی یا یہ نظریہ چند روایات و آثار کی بنا پر پیدا ہوا...... اور غالباً یہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے دوران میں پیدا ہونے والے فروعی مباحث کی پیداوار ہے' ایسی ہی روایات جو اس نظریے کے لیے تقویت کا باعث ہیں...... قاضی صاحب کے رسالہ کا خصوصی موضوع ہیں...... اور قاضی صاحب نے ان پر مفصل اور اجمالی طور پر گفتگو اور بحث کی ہے۔ پھر اگر ان روایات کا جائزہ لیا جائے' تو انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصہ تو وہ ہے جس میں مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی...... اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا مغفرت کی اجازت مانگی.. ...مگر اجازت نہ ملی...... یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات اگرچہ صحیح مسلم میں مروی ہیں' لیکن اس لیے محل نظر ہیں کہ ان میں قبر کا جو موقع محل بیان ہوا ہے' وہ غلط ہے آپ کی والدہ ماجدہ کی قبر مدینہ منورہ سے چند گز کے فاصلے پر واقع مقام ابواء میں ہے' نہ کہ مکہ مکرمہ میں اس لیے ہمارے خیال میں ...... یہ راوی کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے...... ممکن ہے کہ آپ نے جنت المعلیٰ (مکہ مکرمہ) میں اپنے کسی دوسرے مشرک عزیز کی قبر پر حاضری دی ہو' اور راوی نے اسے آپ ﷺ کی والدہ کی قبر سمجھ لیا......اس پر مفصل بحث آپ کو متن کتاب میں نظر آئے گی۔

اس سلسلے میں دوسری قسم روایات کے اس سلسلے کی ہے جن میں مذکور ہے کہ آپ ۔نے بعض صحابہ کے ساتھ گفتگو کے دوران یہ فرمایا: میری ماں تمہاری ماں کے ساتھ ہے'' ایسی روایتوں کے متعلق قاضی صاحب اور بعض دوسرے محدثین کا یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ ارشاد مبارک محض ''توریہ'' کے طریقے پر تھا......اس روایت پر بھی مفصل بحث آپ کو متن کتاب میں ملے گی۔ (۲۵)

جن محدثین اور مفسرین نے اس کی صراحت کی ہے' ان میں دو بزرگ خصوصاً قابل ذکر ہیں:

علامہ ابوبکر بیہقی نے اپنی کتاب الحلیہ میں اس بیان پر چند روایات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

﴿و كيف لا يكون ابواه وجده عليه الصلواة والسلام لهٰذهِ الصفة في الاخرة و قد كانوا يعبدون الوثنىٰ حتىٰ ماتوا ولم يدينو دين عيسى بن مريم عليه السلام و كفر هم لا يقدح فى نسبه ...... عليه الصلوٰة والسلام لان أنكحة الكفار صحيحة﴾ (۲۶)

''اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور آپ کے جد امجد کا یہ حال کیوں نہ ہو' جبکہ وہ اپنی وفات تک بتوں کی پوجا کرتے رہے' اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین بھی اختیار نہیں فرمایا۔ تاہم ان کے کفر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب پر حرف نہیں آتا' اس لیے کہ کفار کے نکاح صحیح ہوتے ہیں۔''

اس عبارت میں امام ابوبکر البیہقی نے اس رائے کے حق میں جن دو دلائل کا ذکر فرمایا ہے:

۲۵۔ السمعیعی الروض الانف: ۱۸۶/۲

۲۶۔ السمعیعی الروض الانف ۲: ۱۸۶ بحوال البهقى /۱۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل بصیرت بخوبی جانتے ہیں ان کی دونوں باتیں کمزور ہیں' اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی بت پرستی کسی مستند دلیل سے ثابت نہیں اور محض کسی معاشرے کے بگاڑ سے ان کی بت پرستی پر استدلال درست نہیں اس لیے کہ اسی معاشرے میں حنفاء کی ایک بہت بڑی جماعت موجود تھی جو شرک و بدعات سے متنفر تھی......ان حالات میں استصحاب کو ان کے ''شرک'' کی دلیل نہیں بنایا جا سکا۔

رہا ان کا یہ کہنا' کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے تو یہ اعتراض بادی النظر میں کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا ہے لیکن امام بیہقی جیسا شخص بھی اس کی کمزوری کو نہیں بھانپ سکا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دائرہ......نص قرآنی کے مطابق صرف خاندان بنی اسرائیل تک محدود تھا، سورۃ الصف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و اذ قال عیسی ابن مریم یبنیی اسرآئیل انی رسول اللہ الیکم ۰ (۲۷)

''اور (اس وقت کو یاد کیجئے) جب حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہا: ''اے اولاد یعقوب' یقیناً میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔''

اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین پر امام بیہقی کا یہ اعتراض برائے اعتراض کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسری جلیل القدر شخصیت جس نے اس موقف کا اثبات کیا ہے علامہ ابن کثیر کی ہے وہ اپنی کتاب البدایہ والنہایۃ میں ان مقدس بزرگوں کا تذکرہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:

'' و اخبارہ عن ابویہ وجدہ عبد المطلب بانھم من اھل النار لا ینافی الحدیث الواردۃ عنہ من طرق متعددۃ .. ان اھل الفترۃ والاطفال المجانین والصم یمتحنون فی العرصات یوم القیامۃ......کما بسطناہ...... فی تنسیرنا...... عند تفسیر قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسول فیکون منھم من یجیب ومنھم من لا یجیب فیکون ھولاؤ من جملۃ من لا یجب فلا منافاۃ وللہ الحمد والمنۃ (۲۸)

۲۷۔ الصف ۶۱

۲۸۔ البدایہ والنہایہ ۲۰ ۲۸۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے والدین اور اپنے جد امجد جناب عبدالمطلب کے بارے میں یہ خبر دینا کہ وہ دوزخی ہیں' اس حدیث کے منافی نہیں ہے' جو کئی طریقوں سے مروی ہے' اور جس میں مذکور ہے' کہ قیامت کے دن زمانہ فترت کے لوگوں' بچوں' دیوانوں' اور بہروں کا امتحان لیا جائے گا جیسا کہ ہم اپنی تفسیر میں ارشاد باری تعالیٰ ﴿ و ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا ﴾ کی تفسیر کے تحت پوری تفصیل سے اس کی سند اور متن پر بحث کر آئے ہیں' پھر ان میں سے کچھ لوگ مثبت جواب دینگے اور کچھ جواب نہیں دیں گے اور یہ لوگ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد) ان میں شامل ہونگے۔ جو جواب نہیں دینگے' لہٰذا دونوں روایات میں کوئی منافات نہیں۔''

اس عبارت میں علامہ ابن کثیر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں مختلف روایات کے مابین' جمع و تطبیق'' کا طریقہ اپناتے ہوئے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں اپنے خیال میں ''دو طرح کی روایات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔'' لیکن افسوس کہ انہوں نے شک کا فائدہ ''ملزمان'' کو دینے کے بجائے ''مدعین'' کو پہنچایا ہے۔ حالانکہ اصول یہ ہے کہ شک کا فائدہ ''ملزمان'' ہی کو دیا جاتا ہے۔''

اگر اللہ تعالیٰ نے روز محشر کو اہل فترت سے امتحان لینے کا فیصلہ کیا اور اس فیصلے سے ابوجہل عتبیہ ابوشیبہ کے بزرگوں کو فائدہ پہنچے گا تو ھادی امم سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اس رعایت اور سہولت سے کیوں محروم رہیں گے کہ ان پاکیزہ خصلت اور نیک صفات لوگوں سے' جن کے بارے میں سیرت و تاریخ کی کتابوں میں...... نافرمانی اور شرک کا ایک واقعہ بھی روایت نہیں کیا گیا وہ کونسی خطا ہوئی ہے جس کی بنا پر یہ بزرگ اس رعایت اور اس امتحان سے محروم رکھے جائیں گے...... اور ان کے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ہونا اور ان کا بیٹا کی مقدس ترین ہستی کی تربیت اور پرورش کرنا بھی ان کے کام نہ آئے گا۔

الغرض علامہ ابن کثیر کی جلالت قدر اور بلند مرتبے کے باوجود یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس جگہ انہوں نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ انصاف سے کام لیا اور نہ ہی خاندان نبوت کے مقام ورتبے کو پیش نظر رکھا۔

تاریخ اسلام میں...... ایک اور شخصیت بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے عدم نجات کا عقیدہ رکھنے کی بنا پر معروف ہے یہ نامور اور بزرگ شخصیت ملا علی قاری کی ہے جنہوں نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بڑی شد و مد کے ساتھ اپنا یہ موقف ونظریہ پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین (العیاذ باللہ) مبتلائے عذاب ہوں گے۔(۲۸۔الف)

۳۔تیسرا مسلک آنحضور ﷺ کے والدین اور بزرگوں کے نجات یافتہ ہونے کا نظریہ:

اس سلسلے میں تیسرا اور اہم ترین مسلک جو مذکورہ بالا مسلک (دوم) کے ردعمل کے طور پر پیدا ہوا۔ یہ ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام بزرگ اور آپ کے والدین نجات یافتہ ہیں۔

اس مسلک کا کھل کر اظہار سب سے پہلے تیسری صدی ہجری/نویں صدی عیسوی میں، اس وقت ہوا جب لوگوں نے یونانی علوم وفنون کے تحت نت نئے مباحث ومسائل اٹھائے اور انہیں موضوع سخن بنایا...... اور اس ضمن میں...... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین سعیدین کی ''ذات قدسیہ'' کی ''عدم نجات'' کا موقف بانگ دھل دھرایا جانے لگا ردعمل کے طور پر بہت سے قدماء نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''والدین'' کے نجات یافتہ'' ہونے کے موقف کی ترجمانی کی۔ یہ مسلک جلیل القدر ائمہ اہل سنت کا مسلک ہے۔ جیسا کہ علامہ الالوسی صاحب روح المعانی نے اس کی تصریح کی ہے۔(۲۸ب)

اپنے اس موقف کو ثابت کرنے کے لیے علماء کرام نے کئی عنوانات یا مسالک اختیار فرمائے، انہی مسالک وموقف کو علامہ جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب مسالک الحنفاء میں جمع کیا ہے۔

علامہ جلال الدین السیوطی کے مطابق...... اس بارے میں علماء نے حسب ذیل مسالک اپنائے ہیں:

الف۔زمانہ فترت میں ہونا۔

اس سلسلے میں بہت سے علماء نے اس حکم کو، ان بزرگوں کے زمانہ فترت (انقطاع نبوت) میں

۲۸الف دیکھیے۔مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بحوالہ آلوسی محمود روح المعانی: ۸۱۹

۲۸ب۔ روح المعانی ۱۲۸/۱۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہونے کی طرف منسوب کیا ہے اس لیے کہ ان بزرگوں کا بعثت نبوی سے پہلے انتقال ہو گیا تھا اور اس وقت انتقال کرنے والوں کو کوئی عذاب نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

﴿ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نبعث رَسُوْلًا ﴾(۲۹)

''اور ہم (کسی کو) اس وقت تک عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ہم رسول نہ بھیج دیں۔''

یہ مسلک سب سے پہلے شیخ الاسلام علامہ المناوی نے اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ مروی ہے:

''ایک بار ان سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے متعلق سوال کیا گیا اس پر ان سے اور مسائل کے درمیان بحث ہوئی' سائل نے پوچھا کیا ان کا اسلام لانا ثابت ہے انہوں نے فرمایا کہ ان کا انتقال زمانہ فترت میں ہو گیا تھا اور اس وقت انتقال کرنے والے کے لیے کوئی سزا ہی نہیں ہے۔(۳۰)

اسی طرح نامور محقق علامہ سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب ''مرأة الزمان'' میں علماء کی ایک جماعت کی طرف اسی قول کو منسوب کیا ہے۔ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدہ کے زندہ کیے جانے کے متعلق حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا تھا:

''ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا﴾ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین تک اسلام کی دعوت ہی نہیں پہنچی۔ (پھر) ان دونوں کا کیا گناہ ہے۔؟(۳۱)

حافظ ابن حجرؒ کا موقف ومسلک:

نامور محدث اور محقق حافظ ابن حجر نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے:

﴿والظن بآله صلى الله عليه وسلم ......يعني الذين ماتوا قبل البعثة انهم يطيعون عند الامتحان اكراماً لهم لتقربه عينه﴾ (۳۲)

۲۹۔ بنی اسرائیل: ۱۷

۳۰۔ مسالک ص: ۱

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ ایضاًص: ۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان یعنی ان لوگوں کے بارے میں جو بعثت سے قبل انتقال کر گئے۔ گمان یہ ہے کہ جب ان کا امتحان لیا جائے گا تو وہ اطاعت اور فرمان برداری کریں گے تا کہ ان کے ذریعے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔''

علامہ السیوطی فرماتے ہیں کہ پھر میں نے الاصابہ میں دیکھا کہ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں کہ:

''کئی طریقوں سے یہ روایت ہم تک پہنچی ہے کہ قیامت کے دن سٹھیا جانے والے بوڑھے' جو لوگ زمانہ فترت میں انتقال کر گئے ہیں' اور جو شخص پیدائشی طور پر بہرہ' اندھا اور گونگا ہو اور جو شخص دیوانہ پیدا ہوا' یا اس پر بالغ ہونے سے پہلے دیوانگی طاری ہوگئی' اور اسی طرح کے دوسرے لوگوں پر تمام حجت کے لیے پوچھا جائے گا اور اگر وہ کہہ دیں گے کہ اگر میں سمجھ دار ہوتا یا مجھے نصیحت کی جاتی تو میں بالضرور ایمان لے آتا تو ان کے سامنے جہنم لائی جائے گی۔ اور انہیں کہا جائے گا اس (جہنم) میں داخل ہو جاؤ۔ پھر جو کوئی اس میں داخل ہو گیا تو وہ اس کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی اور جو کوئی اس میں (خوشی) سے داخل نہ ہوگا اسے جبراً داخل کیا جائے گا۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے تمام طرق کو ایک جزو (رسالے) میں جمع کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

''اور ہم امید رکھتے ہیں کہ جناب عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے دوسرے لوگ اس میں (امتحان کے وقت) خوشی سے داخل ہونے والوں میں شامل ہوں گے۔ .... سوائے ابو طالب کے ...... اس لیے کہ انہوں نے بعثت نبوی کا زمانہ پایا ہے' مگر ایمان قبول نہیں کیا اور (صحیح) حدیث سے ثابت ہے۔ کہ وہ دہکتی ہوئی (ضحضاح) میں ہوں گے۔ (۳۴)

علامہ السیوطی نے اس مسلک کے حق میں چھ قرآنی آیات اور سات احادیث سے بھی استدلال کیا ہے جن سے زمانہ فترت کے لوگوں کے بارے میں صراحت ہے کہ قیامت کے دن ان کا امتحان لیا

۳۴۔ السیوطی ص: ۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا اور وہ امتحان کے بغیر نہ جنت کے سزاوار ہونگے اور نہ جہنم کے' جبکہ قرآنی آیات میں محض صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تک کسی قوم پر اتمام حجت نہ فرمالیں اس وقت تک اسے عذاب نہیں دیں گے۔'' (۳۴)

علامہ السیوطی نے بھی لکھا ہے کہ ان کا یہ مسلک صرف ان لوگوں کے بارے میں ہے جن تک دین کی دعوت نہیں پہنچی اور جو لوگ دعوت دین ملنے کے باوجود اس سے کنارہ کش رہے' ان کا حکم اس سے مختلف ہوگا۔''

(ب) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا ملت حنیفیہ کا حامل ہونا:

جو لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ نجات یافتہ ہیں ان میں سے بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ ایسا اس لیے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ملت حنیفیہ کے حامل اور اس پر عامل تھے جیسے کہ کتب تاریخ میں زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل کے بارے میں آتا ہے کہ مفسرین میں سے یہ مسلک علامہ فخر الدین الرازی نے اختیار فرمایا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ''اسرار التنزیل'' میں لکھتے ہیں:

''کہا جاتا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہ تھا' بلکہ ان کا چچا تھا' پھر اس پر' انہوں نے متعدد دلائل دیئے ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی السّاجدین ﴾

''وہ ذات جو تجھے اس وقت دیکھتی ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ گزاروں میں تیرا پلٹنا۔''

(۳۴ الف) کہا جاتا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ورد مبارک ایک سجدہ گزار سے دوسرے سجدہ گزار میں منتقل ہوتا رہا۔ (۳۵)

اس اعتبار سے یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اجداد مسلمان تھے۔ اس بنا پر یہ بات قطعی ہو جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کافر نہ تھے' وہ تو ان کا چچا تھا،

۳۴۔ ایضاً ص ۵.۲

۳۵۔ الف الشعراء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماسوائے اس کے کہ آیت مبارک و تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ کو دوسری تاویلات پر محمول کیا جائے۔"

اور اس بات کی دلیل کہ حضرت ابراہیم کے والد بت پرست نہ تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((و لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات و قال تعالىٰ: ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ......﴾ فَوَجَبَ ان لا يَكون احد من اجداده مشركاً))(۳۶)

اور میں پاک لوگوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یقیناً مشرک ناپاک ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بزرگ مشرک نہ ہو اس مسلک کی تائید میں علامہ جلال الدین السیوطی نے دو مقدمات قائم فرمائے ہیں:

اوّل: یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک بزرگ، حضرت آدم سے لے کر اپنے زمانے میں سب سے بلند اور سب سے افضل شخص تھا۔

دوّم: کئی روایات اور آثار سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک تک کوئی زمانہ بھی ایسے لوگوں کے وجود سے خالی نہیں رہا۔ جو فطرت اصلیہ پر قائم رہے، اور جو اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے اور ایک سمجھتے رہے اور اپنے پروردگار کے سامنے نماز ادا کرتے تھے اور انہی کی وجہ سے یہ زمین تباہی سے محفوظ رہی اور اگر وہ لوگ موجود نہ ہوتے تو یہ زمین اور جو لوگ اس کی پشت پر لوگ کبھی کے فنا ہو چکے ہوتے۔

ان دونوں مقدمات کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگوں میں سے کوئی بھی شخص مشرک نہ تھا۔ (۳۷)

بعد ازاں علامہ السیوطی نے اپنے ان دونوں مقدمات کے حق میں بہت سی روایات سے استدلال کیا ہے جن میں سے بیشتر احادیث اور آثار کا تذکرہ قاضی صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

۳۶۔ مسالک: ص ۷

۳۷۔ مسالک: ص ۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بعثت من خیر قرون بنی آدم قرناً فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیہ))

’’ مجھے اولاد آدم کے بہترین لوگوں میں زمانہ بزمانہ بھیجا گیا یہاں تک کہ میں اس زمانے میں مبعوث کردیا گیا جس میں میں ہوں۔‘‘

رہا دوسرا مقدمہ تو اس کے متعلق علامہ السیوطی نے مختلف روایات اور آثار سے استدلال کیا ہے: مثال کے طور پر ابتداء میں حضرت علی کا یہ قول نقل کیا ہے‘ کہ انہوں نے فرمایا:

لم یزل علی وجہ الدھر فی الارض سبعة مسلمین فصا عداً فلولا ذالک لھلکت الارض و من علیھا ۔ رواہ عبد الرزاق فی المصنف(۳۸)

’’روئے زمین پر ہر ایک زمانے میں سات یا اس سے زیادہ لوگ ہمیشہ مسلمان رہے‘ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور اس کے رہنے والے تمام لوگ ہلاک کردیئے جاتے۔‘‘

اس حصے میں سے بھی اکثر روایات کا تذکرہ قاضی صاحب نے اپنے رسالے میں کیا ہے۔ علامہ السیوطی کے ہاں یہ بحث بہت پھیلی ہوئی اور بہت منتشر ہے‘ اس کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ السیوطی کے زمانے میں اس مسئلے پر بہت سے لوگ ان کے مخالف تھے اسی لیے انہوں نے اس عنوان کے تحت چومکھی لڑائی ہے اور اس میں ہر مسلک و مشرب افراد کو ان کے اپنے اصولوں کی روشنی میں قائل کیا ہے اس بحث کے ابتداء میں علامہ السیوطی فرماتے ہیں:۔

المجادلون فی ھذا لزمان کثیر خصوصاً فی ھذہ المسئلہ و اکثر ھم لیس لھم معرفة بطریق الاستدلال فالکلام معھم ضائع............ (۳۹)

ترجمہ: اس زمانے میں خصوصاً اس مسئلے میں جھگڑا کرنے والے لوگ بہت زیادہ ہیں ان میں سے بیشتر افراد کو طریق الاستدلال کا بھی علم نہیں ہے وہ لہٰذا ان کے ساتھ بحث فضول ہے۔

۳۸۔ مسالک ص۔۷

۳۹۔ مسالک: ص ۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم اتمام حمیت کیلئے علامہ السیوطی نے ان کے ساتھ حسب ذیل طریقے پر استدلال کیا ہے:

ہمارے مخالفین میں سے زیادہ تر لوگ یہی کہتے ہیں کہ صحیح مسلم میں مذکورہ صحیح حدیث سے تمہارے اس دعوے کے برخلاف اثبات ہوتا ہے...... اگر یہ مباحثہ کرنے والا ہمارا ہم مسلک یعنی شافعی المسلک ہو تو میں اس سے کہوں گا، صحیح مسلم میں، صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھی اور بسم اللہ کے بغیر نماز کو درست نہیں مانتے اور صحیحین (بخاری و مسلم) میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ تم اس کی اقتدا کرو لہٰذا تم اس سے اختلاف نہ کرو اگر وہ رکوع کرے، تو تم بھی رکوع کرو اور تم جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے، تو تم بھی اسی طرح سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے (اقتدا نہیں کرتے) اور جب وہ کسی عذر کی بنا پر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے، تو تم اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہو، (بیٹھ کر نہیں پڑھتے اس طرح امام کی مخالفت کرتے ہو)...... ان تمام صورتوں میں اگر اس کے پاس ذرہ بھر بھی علم ہوگا، تو وہ ضرور کرے گا، کہ ہمارے پاس ایسی دلیلیں ہیں، جو اس کے خلاف ہیں (جس کی بناء پر ہم ان حدیثوں پر عمل نہیں کرتے) تو میں اس کے جواب میں کہوں گا، بجا...................... یہ مسئلہ بھی ویسا ہی کہ اس پر طریقے سے حجت قائم کی جاتی ہے، اس لیے کہ یہ دلیل اسے اور اس جیسی اور دلیلوں کو لازم کرنے والی ہے۔

اور اگر ہمارے ساتھ مباحثہ کرنے والا مالکی المذھب ہو، تو اس کے جواب میں میں کہوں گا: کہ صحیحین میں ہے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **البیعان بالخیار مالم یتفرقا** (بیع کرنے والے، جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جائیں، انہیں بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے)...... اور تم لوگ خیار مجلس ثابت نہیں کرتے، اس طرح صحیح مسلم میں یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے پورے سر کا مسح نہیں کیا، اور تم لوگ وضو میں پورے سر کا مسح لازم قرار دیتے ہو، تو تم نے صحیح مسلم میں واردشدہ صحیح حدیث کی مخالفت کیوں کی؟ تو وہ کہے گا، کہ اس کے بالمقابل ایسی دلیلیں ہیں جو ان کی معارض ہیں۔ لہٰذا ہم نے انہیں اس حدیث پر مقدم کر لیا تو میں (جواباً) کہتا ہوں، کہ یہ مسئلہ بھی اسی طرح ہے۔

اور اگر ہمارا مخالف حنفی المسلک ہو، تو میں اس سے کہوں گا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ اگر تم میں سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال لے تو تم اسے سات مرتبہ دھو اور تم لوگ کتے کی نجاست میں سات بار دھونے کو ضروری نہیں سمجھتے' اور صحیحین میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی نماز جائز نہیں' جو نماز میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھے۔ اور تم اس کے بغیر نماز کو صحیح قرار دیتے ہو' اسی طرح صحیحین میں ہے' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور تم اپنا سر اٹھاؤ یہاں تک کہ تو بالکل سیدھا ہو جائے'' اور تم لوگ اعتدال میں طمانیت کے بغیر نماز کو صحیح قرار دیتے ہو' اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جب پانی دو قلوں (بڑے مٹکوں) کے برابر ہو تو نجس نہیں ہوتا لیکن تم اس حدیث کا اعتبار نہیں کرتے اور صحیحین میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو فروخت فرمایا: مگر تم لوگ مدبر کی بیع صحیح نہیں سمجھتے .... تو اس کے جواب میں وہ کہے گا' کہ دوسری دلیلیں جو اس کے معارض تھی' موجود ہیں' جن کی بناء پر ہم نے انہیں اس پر مقدم کر دیا............ تو میں بھی یہی کہوں گا۔

اور اگر ہمارا مخالف شافعی ہو' تو میں اس سے کہوں گا کہ صحیحین میں ہے' کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے شک والے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی' اور صحیحین میں ہے کہ رمضان المبارک سے پہلے ایک یا دو دن کے روزے (مت) رکھو' اور تم لوگ شک والے دن روزہ رکھنے کے قائل ہو' تو تم نے صحیحین والی حدیث کی مخالفت کیوں کی' تو وہ کہے گا کہ اس کے مقابلے میں ایسی دلیلیں ہیں' جو اس کی معارض ہیں' لہذا ہم نے انہیں مقدم کر دیا' تو میں بھی جواب میں یہی کہوں گا۔ کہ یہاں بھی یہی صورت ہے۔

اور اگر جھگڑا کرنے والا شخص ایسا ہو' جو محدث تو ہو' مگر فقیہ نہ ہو' تو میں کہوں گا کہ ''قدماء کہہ گئے ہیں'' کہ فقہ کے بغیر حدیث بیان کرنے والا ایسے ہے' جیسے کوئی عطار ہو' مگر طبیب نہ ہو' کہ اس کے پاس تمام ادویات تو موجود ہیں مگر اسے یہ علم نہیں ہے کہ اس کی کونسی دوا کس مرض کیلئے بہتر ہے' اور فقیہ جو حدیث نہ جانتا ہو وہ ایسے ہے کہ جیسے کوئی طبیب ہو' مگر عطار نہ ہو' جسے یہ تو علم ہو' کہ کونسی دوا کس مرض میں فائدہ مند ہو سکتی ہے مگر اس کے پاس ادویہ ہی موجود نہ ہوں۔ (۴۰)

۴۰۔ مسالک: ص ۳۵، ۳۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کرنے اور ان کے ایمان لانے کا مسلک:

اس سلسلے میں تیسرا مسلک موقف یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو اللہ تعالی نے دوبارہ زندہ کیا اور وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے۔ (اور پھر اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا)

بقول علامہ السیوطی یہ مسلک بہت سے علماء نے اختیار فرمایا' جس میں ابن شاھین' حافظ ابو بکر الخطیب البغدادی علامہ عبدالرحمان السہیلی' علامہ القرطبی' محب الطبری اور علامہ ناصرالدین بن المنیر قابل ذکر ہیں۔

اس بارے میں محدثین اور سیرت نگاروں نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے (اور جس سے قاضی صاحب نے بھی زیر بحث اپنے رسالے میں درج فرمایا ہے،(۴۱) اسے خطیب البغدادی (السابق واللاحق) الدارقطنی اور ابن عساکر نے ''غرائب مالک'' میں ایک ضعیف سند کے ساتھ' اسے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے۔

اس ''احیائے والدین نبوی'' والی حدیث کو علامہ السیوطی نے محدثین کے اتفاق کے ساتھ ضعیف' بلکہ موضوع قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے خیال میں یہ روایت موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے اور یہ کہ انہوں نے اس حدیث کی توضیح وتشریح کیلئے ایک مستقل رجسٹرڈ (رسالہ) لکھا ہے۔

نامور حدیث اور مفسر علامہ القرطبی نے بیان کیا ہے کہ حدیث احیاء' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کیلئے استغفار کرنے کی ممانعت کی...... مابین کوئی تعارض نہیں ہے' اس لیے کہ آپ کے والدین کا احیاء...... کا عمل بعد میں پیش آیا' جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث کے مطابق احیاء کا واقعہ حجۃ الوداع کا ہے' اسی لیے ابن شاھین نے اسے سابقہ احادیث وروایات کیلئے ناسخ قرار دیا ہے۔(۴۲)

علامہ جلال الدین السیوطی نے لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے احیاء کا واقعہ شرعاً اور عقلاً ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ قرآن حکیم میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔(۴۳)

۴۱۔ مسالک. ص

۴۲۔ مسالک: ص۔ ۲۸،۲

۴۳۔ مسالک ص ۲۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم اس بارے میں حقیقت یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کرنے کے بیان پر مشتمل جتنی بھی روایات ہیں، جن کا تذکرہ علامہ السیوطی کی اتباع میں اس رسالے کے مؤلف، قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی نے بھی کیا ہے۔ وہ تمام کی تمام ضعیف، بلکہ انتہائی کمزور ہیں، تقریباً تمام کی اسناد میں کوئی نہ کوئی کمزوری اور خرابی موجود ہے، اسی لیے ان روایات کو کسی بھی مستند مجموعہ حدیث میں روایت کا نہیں کہا گیا، بایں ھمہ، بہت سے محدثین نے ان روایات سے تائید و توثیق کا کام ضرور لیا ہے۔ علامہ جلال الدین السیوطی کے اسی مسلک کو قاضی صاحب نے اپنے زیر بحث رسالے میں پیش کیا ہے، اور اسے ہر پہلو سے ثابت کیا ہے۔

2 تجزیہ:

جہاں تک زیر بحث مسئلے میں مذکورہ تمام دلائل کے تجزیئے کا تعلق ہے، تو یہ کہنا بجا ہوگا بلکہ اس بارے میں قول فیصل یہ ہے کہ اول تو سکوت (خاموشی) اختیار کی جائے اس لیے کہ اس بارے میں حضورؐ کا یہی مسلک و موقف ہے .... جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اھل کتاب سے خطاب کرتے ہوئے، ارشاد فرمایا ہے:

ھاتنم ھو لاء حاججتم فیما لکم به علم فلم تجا جرن فیما لیس لکم به علم ......(۴۴)

ترجمہ: دیکھو ایسی بات میں تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم تھا بھی، مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو، جس کا تم کو کچھ بھی علم نہیں۔

یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جس کچھ اہل کتاب (یہودیوں) نے حضرت ابراھیم کو یہودی اور عیسائیوں نے عیسائی قرار دیا...... زیر بحث صورت بھی ایسی ہی ہے، اس لیے اس میں یہی موقف و مسلک بہتر اور مناسب ہے۔

اور اگر کبھی زبان کھولنا بھی پڑے تو پھر .... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے صاحب

۴۴۔ ال عمران ۳: ۶۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان ہونے اور نجات یافتہ ہونے کا نظریہ زیادہ بہتر ہے۔

پھر جہاں تک اس بارے میں تین مسالک کا تعلق ہے' تو ہمارے خیال میں یہ موقف زیادہ مناسب ہے کہ یہ بزرگ حضرات زمانہ فترت میں گزرے ہیں ....اوران لوگوں میں قرآن حکیم کی صراحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ......عذاب نہیں دے گا......اس کے بعد کیا صورت ہوگی اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے......واللہ علم۔

علامہ آلالوسی کا موقف:

سب نے آخر میں نامور محقق اور خاتم المفسرین علامہ الالوسی کا یہ موقف پیش کرنا مناسب ہوگا کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں کفر کا عقیدہ رکھتا ہے' تو وہ کافر ہے' علامہ الالوسی مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

واستدلّ بالاٰیة علی ایمان ابویه صلی اللہ علیه وسلم کما ذهب الیه کثیر من اجل اهل السنسة وانا اخشی الکفر علی من یقول فیهما رضی اللہ عنهما علی رغم انف علی القاری و اضرابه بضد ذالک الا انی لااقول لحجیة الاٰیة علی هذا المطلب ۔ (۴۵)

اور اس آیت سے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا گیا ہے جیسا کہ بہت سے جلیل القدر ائمہ اھل سنت کا یہی مسلک ہے' اور میں ملا علی قاری اور ان جیسے لوگوں کے برخلاف کہتا ہوں' کہ اس شخص کے متعلق کفر کا خطرہ ہے' جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات (کفر وغیرہ) کہتا ہو' البتہ میں اس آیت کی' اس مضمون پر حجت کا قائل بھی نہیں ہوں۔

رسالہ تقیس والدین المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم:

پھر جہاں تک قاضی صاحب کے زیر بحث رسالے کے موضوع اور اس کے مبحث کا تعلق ہے تو اس پر گفتگو پہلے ہو چکی ہے یہاں اس رسالے کا ظاہری تعارف مناسب ہوگا۔

۴۵۔ روح المطافی: ۱۳۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں، یہ رسالہ محترم آغا ابوحفص عمر کی وساطت سے ملا' یہ رسالہ چھوٹے سائز کے 18 قلمی صفحات پر مشتمل ہے، ہر صفحے پر ہی 18 سطریں ہیں، ہماری معلومات کے مطابق یہ رسالہ ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔

اس کے ناقل صوفی بزرگ مولانا ابوالحسن زید دھلوی، فاروقی المجد دی ہیں ...... جنہوں نے اس کو ایک اور نسخے سے 1357ھ میں شملہ کے رامندر ہاؤس کی دوسری منزل پر بیٹھ کر نقل کیا' چنانچہ وہ اس کے ترقیمہ میں لکھتے ہیں:۔

یقول العبد الراجی رحمة ربه القوی ابو الحسن زید فاروقی المجددی بانی قد نقلت هذه الرسالة الشريفة فی تقديس آباء النبی صلی الله عليه وسلم الحرير و الحبر الكبير القاضی محمد ثناء الله العثمانی رضی الله تعالیٰ عنه وار ضاه، فی يوم السبت العشرين من الشهر المبارک الذی ولد فيه سيدالعرب و العجم صلواة الله وسلامه عليه سنة سبع و خمسين بعد الالف من الهجرة علی صاحبها الف صلوٰة و تحية وذلک فی شملة سهر هل' رامندر هاؤس الدور الفوقانی ولله الحمد ۔(۴۶)

یہ رسالہ مولانا ابوالحسن زید کے ان رسائل میں سے ایک ہے' جسے انہوں نے قاضی صاحب کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔ اس مجموعے میں یقیناً اور رسائل اور کتابیں بھی ہونگی' اس لیے کہ ہمارے پاس جو نسخہ ہے' اس کے صفحات ۱۲۳ سے شروع ہو کر ۱۴۰ پر جا کر ختم ہوتے ہیں ...... اس مجموعے میں: صفحہ ۱۶۶ سے ۱۶۷ تک قاضی صاحب کے حالات زندگی نقل کیے ہیں۔ اور قاضی صاحب کی ۳۲ کتابوں کے نام درج ہیں اور اس کے آخر میں حسب ذیل عبارت لکھی ہے۔ فقیر کاتب الحروف (مراد مولانا ابوالحسن زید دھلوی ہیں) تصنیفات ایشاں راجمع نمودہ غیر از کتاب دوم فتاوی مظہری و رسالہ سی و یکم و کتاب سی دوم ہمہ رسائل نزد فقیر موجود است فتاوی مظہری نزد قاضی عطاء اللہ موجود بودہ و بقیہ دو کتاب را فقیر نہ دیدہ (۴۷)

قاضی صاحب کی تصانیف کی کوئی حتمی فہرست اب تک سامنے نہیں آئی ہم نے اپنی کتاب تذکرہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی میں جو یہ کتابوں پر مشتمل فہرست مرتب کی ہے' اس میں ابھی تحقیق کی گنجائش موجود

۴۶۔ رسالہ تقدیس والدی المصطفی ، قلمی (ص ۱۶۹)

۴۷۔ ایضاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے......ان کی قلمی کتابیں، سب سے زیادہ مولانا ابوالحسن زید دھلوی کی تولیت میں تھیں، جو ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین کے پاس ہوں گی۔

قاضی صاحب کا یہ تمام کام، دراصل ان کی خاندان نبوی علی صاحبھا والتحیۃ والسلام، سے گہری عقیدت ومحبت کا مظہر ہے، اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ قاضی صاحب کے نزدیک، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لوگوں سے محبت، جزو ایمان تھی اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا لازمی تقاضا خیال کرتے تھے۔

انداز بیان:

قاضی صاحب کے زیر نظر رسالے کا انداز تحریر مکمل طور پر محدثانہ ہے، ابتدائی ابواب (فصول) ابتدائی صفحات میں السیوطی کا رنگ نمایاں ہے اس حصے میں انہوں نے احادیث کی تخریج کی ہے، یہ بیشتر حصہ امام السیوطی کی کتاب مسالک الحنفاء کی عمدہ انداز میں کی گئی تلخیص ہے۔

تخریج روایات:

زیر نظر کتاب میں روایات کو سند مختصر کے ساتھ نقل کر دینے پر کفایت کی گئی ہے۔ اور سند مفصل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اس کے بجائے اصل راوی اور کتاب حدیث کے نام کا حوالہ دینا کافی سمجھا گیا ہے۔

الغرض قاضی صاحب کا یہ رسالہ مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے موضوع کے حوالے سے بہت اہم ہے، اسے بہت جلد اردو ترجمہ اور ضروری تعلیقات کے ساتھ اردو قارئین کیلئے طبع کیا جا رہا ہے۔

نوٹ: ڈاکٹر محمود الحسن عارف صاحب کی تحقیق کے ساتھ یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

از مرتب: ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت رسول ﷺ کا جمالیاتی پہلو

ڈاکٹر محمد اظہار الحق *

عام طور سے یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ تقوی نام ہے جمالیات کی نفی اور ترک کرنے کا۔ ''عیسائی راہبوں' ہندو جوگیوں' بدھ مذہب کے بھکشوؤں اور اشراق متصوفین کی طرح رہبانیت اور قطع لذات کا (۱)۔ مگر اسلام نہ تو خشک دینداری کا قائل ہے اور نہ ترک صفائی و جمال کا بلکہ اسلام نے تو اس تصور کی واشگاف الفاظ میں نفی کی ہے اور رسول کریم ﷺ نے اپنے اسوۂ سے اس کی عملی تفسیر پیش کی ہے۔ اس بات کو قرآن کریم نے بڑے واضح الفاظ میں یوں پیش کیا:

﴿قل من حرم زينة الله التى اخرج لعباده والطيبات من الرزق قل هو للذين امنوا فى الحيوة الدنيا خالصةً يوم القيامة﴾(۲)

''آپ کہہ دیجئے کہ کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام قرار دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے نکالا تھا؟ آپ کہہ دیں کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ آپ کہہ دیں یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لئے ہیں اور قیامت کے دن تو خالصتاً انہی کے لئے ہوں گی۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿یا ایها الذين امنوا لا تحرموا الطيبات ما احل الله لكم و لا تعتدوا﴾(۳)

---

* شعبہ علوم اسلامیہ، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان

۱۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور ۱۹۷۸ء ۔ج ۱ / ۴۹۸

۲۔ سورۃ الاعراف: ۳۲

۳۔ سورۃ المائدہ: ۸۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں تم انہیں حرام نہ کر لو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔''

یہی وجہ تھی کہ ایک دفعہ جب پیغمبر علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ بعض صحابہ نے ہمیشہ روزے رکھنے، راتوں کو بستر پر نہ سونے اور جاگ جاگ کر عبادت کرنے، گوشت اور چکنائی نہ کھانے اور عورت سے تعلق نہ رکھنے کا عہد کیا ہے تو آپ نے اس انداز بندگی کی نفی کرتے ہوئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا:۔

''مجھے ایسی باتوں کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ تمہارے نفس کے بھی تم پر حقوق ہیں۔ روزہ بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی۔ راتوں کو قیام بھی کرو اور سوؤ بھی۔ مجھے دیکھو، میں سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں۔ روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ گوشت بھی کھاتا ہوں اور گھی بھی۔ پس جو میرے طریقے کو پسند نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں، پھر فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو اور اچھے کھانے کو، اور خوشبو اور نیند اور دنیا کی لذتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے؟ میں نے تمہیں یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ تم راہب اور پادری بن جاؤ۔ میرے دین میں نہ عورتوں اور گوشت سے اجتناب ہے اور نہ گوشہ گیری اور عزلت نشینی ہے۔ ضبط نفس کے لئے میرے ہاں روزہ ہے رہبانیت کے سارے فائدے یہاں جہاد سے حاصل ہوتے ہیں اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، حج اور عمرہ کرو اور زکوٰۃ، دو اور رمضان کے روزے رکھو۔ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے وہ اس لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنے اوپر سختی کی، اور جب انہوں نے خود اپنے اوپر سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔ یہ انہی کے بقایا ہیں جو تم کو صوموں اور خانقاہوں میں نظر آتے ہیں۔ (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کے لئے رہنما بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ کی رہنمائی کو ایک کامل اور بہترین نمونہ کے طور پر ہمارے لئے پیش کیا ہے۔ آپؐ کی حیات طیبہ ہر پہلو سے

۴۔ تفہیم القرآن۔ ا/۴۹۸۔۴۹۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسوۂ کامل پیش کرتی ہے۔جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر﴾(۵)

''بے شک تمہارے لئے رسول اللہ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے' ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے۔''

آپ کے اسی اسوۂ کا ایک پہلو جمالیات کا ہے۔جس میں آپؐ نے راہبانہ تصور زندگی کو چھوڑتے ہوئے اشیائے زیب وزینت کو اختیار فرما کر امت کے سامنے اسلامی تصور جمالیات کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ ایک طرف اگر آپؐ نے تیل وخضاب لگا کر اور کنگھی کر کے بالوں کی آرائش کی تو دوسری طرف سرمہ ڈال کر آنکھوں کی زیبائش کی۔مسواک کر کے دانتوں کی صفائی اور چمک کا اہتمام فرمایا تو رنگا رنگ اور محشی لباس زیب تن فرما کر جمال کے خاکے میں ایک اور رنگ بھرا۔اور پھر خوشبو اور عورتوں کو دنیا کی مرغوب اشیاء میں اپنی سب سے پسندیدہ اشیاء قرار دے کر رہبانیت کی جڑ پر تیشہ چلایا......مگر یہ سب کچھ اختیار کرتے ہوئے آپ نے نہ تو حیا کا پہلو اوجھل ہونے دیا اور نہ وقار و متانت کا۔نہ اسراف وتبذیر کا پہلو اختیار فرمایا اور نہ مصنوعیت اور افراط وتفریط کا۔ہر مقام پر اعتدال' میانہ رروی اور انسانی فطرت کا عنصر موجود ہے۔یہ وہ چند اشیا جمال ہیں جن کا احاطہ اسی مقالے میں کیا گیا ہے۔ان میں سے ہر ایک اختیار کردہ زیب وجمال پر قدرے تفصیلی روشنی ڈالی جارہی ہے۔تو آیئے سب سے پہلے بالوں کے بارے میں آپ کے انداز جمال کو لیتے ہیں:

بال:

جسمانی زیب وزینت میں شخصیت کو نکھارنے والی چیز لمبے سیاہ بال ہوتے ہیں جن میں چہرہ چودھویں کی چاند کے مانند نظر آتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زلف مبارک مختلف اوقات میں کانوں کے نصف سے لے کر کندھوں تک بڑھائے ہیں۔یہ گیسو خم کھاتے ہوئے فطری انداز میں چار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصوں میں تقسیم ہوتے تھے۔اس انداز کی بہترین تصویرکشی آپ کی چچازاد بہن ام ہانی بنت ابوطالب نے ان الفاظ میں کی ہے۔وہ کہتی ہیں:

"قَدِمَ رَسول الله صلى الله عليه وسلم علينا مكة قدمة و له اربع غدائر"(٦)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف مکہ تشریف لائے تو ان کے بال چار مینڈھیوں کی طرح تھے۔"

اور پھر ان مینڈھیوں میں کسی قدر گنگریالے پن کو لئے ہوئے بال ان کی خوبصورتی میں اضافے کا سبب بن رہے تھے۔انس رضی اللہ عنہ کے بقول:

"لم يكن (شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم) بالجعد ولا بالبسط، كان يبلغ شعره شحمة اذنيه"(٧)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ تو بالکل گنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے اور وہ کانوں کی لوتک پہنچتے تھے۔"

ان روایات سے آپ ﷺ کی لمبے سیاہ گنگریالے بالوں والے شخص کی ایک حسین وجمیل تصویر ابھرتی ہے جو اپنے ابتدائی دور میں بالوں میں مانگ نکالے بغیر نظر آتے ہیں اور بعد کے دور میں بقول ابن عباس مانگ نکالے دکھائی دیتے ہیں۔(٨)

پھر ان بالوں کی خوبصورتی، چمک اور صحتمندی میں اس وقت اور اضافہ ہوجاتا ہے جب آپ ﷺ ان میں تیل لگاتے ہیں۔رسول ﷺ اسی فطری طریقہ آرائش گیسو کو کثرت سے استعمال فرماتے ہیں۔اس پہلو پر تبصرہ کرتے ہوئے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

۵۔ سورۃ الاحزاب:۲۱

٦۔ محمد عبد الله الخطیب تبریزی، مشكوٰة المصابيح، طبع قندهار، افغانستان، باب الترجل، مترجم محمد زکریا، شمائل ترمذی فی خصائل نبوی. مکتبہ رحمانیہ لاهور. باب ما جاء في شعر رسول الله صلي الله عليه وسلم

٧۔ نفس المصدر

٨۔ نفس المصدر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كان رسول اللّٰه يكثر دهن رأسه و يسرح لحيته و يكثر القناع حتى كان ثوبه ثوب زيات''(۹)

''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے سر پر اکثر تیل کا استعمال کرتے تھے اور اپنی داڑھی میں کنگھی کرتے اور اکثر سر پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے جو تیل کی کثرت کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔''

مگر چونکہ صرف تیل سے جمال پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ بالوں کو سنوارا نہ جائے اور ان میں کنگھی نہ کی جائے۔ کنگھی کرنے میں ایک طرف اگر زینت ہے تو دوسری طرف اس سے شخصیت میں وقار پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پہلو سے بھی غافل نہ تھے۔ اور بسا اوقات آپ ﷺ کی ازواج یہ خدمت انجام دیتیں عائشہ صدیقہ کہتی ہیں کہ:

كنت ارجل رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم و انا حائض''(۱۰)

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کنگھی کیا کرتی تھی حالانکہ میں حالت حیض میں ہوتی تھی۔''

اور نہ صرف یہ کہ خود پراگندہ بال نہیں رکھتے تھے بلکہ دوسروں کے پراگندہ بال دیکھ کر آپ ﷺ کی ذوق جمال پر گراں گزرتے اور ان سے اپنے بال سنوارنے کا حکم ہوتا۔ موطا کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال پراگندہ تھے تو آپ ﷺ نے بالوں کو درست کرنے کا اشارہ فرمایا چنانچہ وہ شخص اپنے بال درست کرکے پھر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ:۔

''یہ حالت بہتر ہے یا تمہارا اس حال میں آنا کہ شیطان کی طرح بال پراگندہ ہوں۔''(۱۱)

۹۔ نفس المصدر۔شمائل : باب ما جاء فی الترجل

۱۰۔ شمائل. ما جاء فی الترجل

۱۱۔ امام مالک، موطا. مترجم وحید الزمان، اسلامی اکادمی لاہور ۱۴۰۲ . باب اصلاح الشعر، مشکوۃ، کتاب اللباس، باب الترجل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جابرؓ کے بقول ایک شخص کے پراگندہ بالوں کو دیکھ کر آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا:

" اما وجد هذا ما ليسكن به شعره"(۱۲)

"کیا اسے کوئی چیز نہیں ملی جس سے وہ اپنے بال درست کرتا۔"

ان روایت سے بہ آسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ جمالیات کے اس پہلو کا کتنا اہتمام فرمایا کرتے تھے مگر کنگھی کرنے میں آپ اعتدال سے کام لیتے۔ یہ نہیں ہوا کبھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت آرائش گیسو میں مگن ہوں۔ خود بھی بے اعتدالی سے کنارہ کش رہے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمائی بقول عبداللہ بن مغفل:

"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الترجل الا غباً "(۱۳)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنگھی سے منع کیا مگر گاہے گاہے۔"

مگر بات یہاں آ کر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ آپ ﷺ سر کے علاوہ داڑھی اور مونچھوں میں بھی اپنی وضع قطع کو درست رکھتے تھے' کیونکہ یہ فطری مردانہ زینت ہیں اور یہ باعث زینت تب بنتے ہیں جب حد اعتدال میں ہوں۔ بڑھی ہوئی مونچھیں تو ذوق سلیم سے بھی مطابقت نہیں رکھتی۔ اور کھانے پینے کے دوران تو خصوصیت سے ان کی کراہیت سامنے آتی ہے۔ داڑھی میں اعتدال کا پہلو یہ ہے کہ اسے حد سے بڑھنے نہ دیا جائے۔ بلکہ اس کے بڑھتے ہوئے بال طول وعرض سے لئے جائیں۔ یہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔ عمرو بن شعیب اپنے دادا سے رسول اللہ کے اس عمل کے بارے روایت کرتے ہیں:۔

(انالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ن یاخذ من لحیته من عرضها و طولها) (۱۴)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کے طول وعرض سے تراشتے تھے۔"

۱۲۔ مشکوٰۃ' کتاب اللباس. باب الترجل

۱۳۔ نفس المصدر

۱۴۔ نفس المصدر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مونچھوں کے بارے میں تو آپ کا ارشاد ہے کہ:

" من لم یأخذ شاربہ فلیس منا"(۱۵)

''جس شخص نے اپنی مونچھیں نہ کتروائیں وہ ہم میں سے نہیں۔''

زمانہ قدیم سے ایک طبقہ داڑھی کو مونڈھنے اور مونچھوں کے بڑھانے اور تشبہ بالنساء کو زینت کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ مگر چونکہ یہ غیر فطری طریقہ جمال ہے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اختیار کرنے سے نہ صرف خود رُکے بلکہ دوسروں کو بھی رکنے کا حکم دیا اور ڈاڑھی بڑھانے کا ارشاد ہوا اور فرمایا:۔

(احفوا الشوارب واعفوا اللحی)(۱۶)

''مونچھیں کترواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔''

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں، کہ:

" خالفوا المشرکین و فرّوا اللحی واحفوا الشوارب"(۱۷)

''مشرکین کے خلاف طرز عمل اختیار کرو۔ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔''

یہاں ایک سبب مشرکین کی مخالفت کو بتایا گیا ہے اور ان کی مخالفت کا حکم دیا ہے اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ سلم نے ''مسلمانوں کی تربیت اس انداز سے کرنا چاہی ہے کہ وہ اپنا تشخص قائم رکھ سکیں اور صوری اور معنوی، ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے دوسروں کے مقابلہ میں ممتاز ہوں۔ علاوہ ازیں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ داڑھی منڈانا ایک ایسا فعل ہے جو فطرت کے خلاف ہے اور اس میں عورتوں سے مشابہت کا پہلو بھی ہے۔ دراصل داڑھی رجولیت (مردانگی) کی تکمیل ہے اور اس سے مرد کا امتیاز قائم ہوتا ہے۔''(۱۸)

۱۵۔ محمد احمد بن شعیب نسائی، سنن نسائی مترجم. حامد اینڈ کمپنی لاہور۔ ت ن کتاب الزینة

۱۶۔ نفس المصدر

۱۷۔ محمد بن اسمعیل بخاری. الصحیح البخاری. کتاب اللباس، باب قص الشارب

۱۸۔ یوسف قرضاوی، اسلام میں حلال وحرام (مترجم) احباب پبلی کیشنز لاہور۔ ۱۹۷۹ء ص ۱۲۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک حدیث میں مونچھوں کے ترشوانے کو انسانی فطرت بتایا گیا ہے۔(۱۹)

الغرض داڑھی اور مونچھوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطری جمال کے قائل تھے اور فطری جمال میں اعتدال کے قائل تھے۔

خضاب:

بالوں کا سفید ہونا ایک فطری امر ہے اور اس سے کسی قدر جوانی کی شادابی ماند پڑ جاتی ہے اور جمال میں کمی محسوس ہونے لگتی ہے۔ زمانہ قدیم سے بالوں کی سفیدی دور کرنے کے لئے مختلف ادویات اور خضابات کا استعمال چلا آ رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک انسان تھے اور انہیں بھی بچپن' شباب اور کہولت کے مختلف ادوار سے واسطہ پیش آیا۔ آپ کے بالوں میں بھی چاندی اتر آئی تو آپ ﷺ نے اسے سنہری تاروں سے تبدیل کیا اور حناء کا بالکل فطری وقدرتی خضاب استعمال کرتے ہوئے اپنے بالوں کو رنگا۔ ابو رمثہ روایت کرتے ہیں کہ:۔

(أتیت انا و ابی النبی صلی الله علیه وسلم و رأیته قد لطخ لحیته بالحناء)(۲۰)

''میں اور میرے والد نبی ﷺ کے پاس آئے اور میں نے آپ کو اپنی داڑھی کو حناء لگاتے ہوئے دیکھا۔''

ابو ذر رضی اللہ عنہ کے بقول آپ ﷺ نے مہندی اور کتم (وسمہ) کو بہترین خضاب قرار دیا۔(۲۱)

۱۹۔ مشکوٰۃ کتاب اللباس' باب الترجل' و سنن نسائی: کتاب الزینة' حدیث کے الفاظ یہ ہیں: قال عشرة من الفطرة السواک وقص الشارب و تقلیم الاظفار و غسل البراجم و حلق العانة والاستنشاق و المضمضة (نسائی)

۲۰۔ سنن نسائی کتاب الزینة

۲۱۔ نفس المصدر۔ کتم (وسمہ) یمن کی نباتات ہے جس کا رنگ سیاہ مائل بہ سرخی ہوتا ہے جبکہ حناء کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ (یوسف قرضاوی: اسلام میں حلال وحرام۔ ص ۱۲۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سیاہ خضاب کی بجائے مہندی کا استعمال فرمایا ہے کیونکہ یہی آپ کی فطرت اور حقیقت پسندی کے زیادہ قریب ہے۔ اس میں ایک طرف آپ نے مصنوعی جوانی کا روپ دھارنے سے اجتناب کیا ہے اور دوسری طرف بالوں کی سفیدی کو قدرتی نباتات استعمال کر کے سنہری رنگ سے رنگ دیا ہے جس میں بزرگی کا وقار اور انسانی فطرت کی پکار کا حسین امتزاج ہے۔

یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسلامی اور امتیازی تشخص کو اجاگر کرنے کا اہتمام فرمایا ہے۔ بقول یوسف قرضاوی ''اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ خضاب لگا کر بالوں کا رنگ بدل دینے کے قائل نہ تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ زیب و زینت دینداری اور خدا پرستی کے منافی ہے۔ چنانچہ راہبوں اور دین میں غلو کرنے والے زاہدوں کا یہی شعار ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی تقلید کرنے اور ان کے طریقے کو اپنانے سے منع فرمایا تا کہ مسلمان ظاہر و باطن میں اپنی مستقل امتیازی حیثیت کو برقرار رکھ سکیں۔ (۲۲)

آنکھوں میں جمالیات کا پہلو:

چہرے کے دلکش اور جاذب نظر اعضاء میں آنکھیں اہم مقام رکھتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ ہمیں احساس دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿هل يستوى الاعمىٰ والبصير﴾ (۲۳)

''کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں۔''...... پھر خود ہی جواب ارشاد ہوتا ہے کہ:

﴿و ما يستوى الاعمى والبصير﴾ (۲۴)

''اور نہیں برابر اندھا اور بینائی رکھنے والا۔''

۲۲۔ اسلام میں حلال و حرام ۱۲۳

۲۳۔ سورۃ الانعام: ۵۰

۲۴۔ سورۃ فاطر: ۳۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا جب بینائی یا آنکھیں اس قدر اہم ہیں تو ان کی حفاظت بھی ضروری ہے اور زینت بھی۔

آنکھوں کی خوبصورتی ایک طرف اگر فطری بناوٹ کی وجہ سے ہوتی تو دوسری طرف سجاوٹ سے۔ ان کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ سرمہ ہے جسے زمانہ قدیم سے لے کر آج تک مسلسل استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ نہ صرف باعث زینت ہے بلکہ اس سے آنکھوں کی خشکی اور گرد و غبار بھی دور ہو جاتا ہے اور یہ راقم کا عرصہ دراز سے ذاتی تجربہ رہا ہے۔ علاوہ ازیں سرمہ سے پلکیں خوبصورت اور لمبی ہوتی ہیں۔ اس بارے میں آپ کا ارشاد ہے کہ:

"عليكم بالاثمد فانه يجلوا البصر و ينبت الشعر "(۲۵)

"تم اثمد ضرور ڈالو کہ وہ نگاہ کو بھی روشن کرتا ہے اور پلکوں کو بھی بڑھاتا ہے۔"

اور اس ہدایت پر آپ خود بھی عمل پیرا تھے اور اسے روزانہ کا معمول بنا لیا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

" كان النبي صلى الله عليه وسلم يكتحل قبل ان ينام بالإثمد ثلثاً في كل عين "(۲۶)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل ہر ایک آنکھ میں تین دفعہ اثمد کا سرمہ ڈالا کرتے تھے۔"

اس مقصد کے لئے آپ نے ایک سرمہ دانی بھی رکھی ہوئی تھی۔ (۲۷)

ان روایات کی روشنی میں آپ ﷺ دو مقاصد کے تحت سرمہ استعمال فرماتے تھے۔ ایک یہ کہ بینائی کے لئے مفید ہے اور دوسرا یہ کہ یہ پلکیں اگانے کا کام بھی کرتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ لمبی پلکیں آنکھوں کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ یہ جتنی لمبی ہوں گی، آنکھیں اتنی ہی خوبصورت اور جاذب نظر ہوں گی۔

۲۵۔ شمائل ترمذی. باب ما جاء في كحل رسول الله صلى الله عليه وسلم

۲۶۔ نفس المصدر

۲۷۔ نفس المصدر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیاء اور بصر:

تاہم آنکھوں کا جمال اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ان میں حیاء کا عنصر شامل نہ ہو کیونکہ حیاء ایک اخلاقی زیور ہے اور اس کے بغیر ایک مؤمن کی شخصیت ادھوری رہتی ہے۔ اسی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقاً "(۲۸)

"مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے کامل ترین وہ ہیں جن کے اخلاق ان میں سے اچھے ہیں۔"

اسے ایمان کے جزو لاینفک کے طور پر حیاء کو شامل کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"**الحیاء شعبة من الایمان**" (۲۹)

"حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے۔"

تو جس طرح حیاء کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہو سکتی اس طرح حیاء کے بغیر جمال نامکمل ہے۔ حیاء کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حوران جنت جو کہ سراپا جمال ہیں کی اسی صفت حیاء کو اللہ تعالیٰ بطور نعمت خاص ذکر فرماتے ہیں:

﴿ **فیهن قٰصرٰت الطرف لم یطمثهن انس قبلهم ولا جان . فبایّ اٰلآءِ ربِّکُمَا تُکَذِّبٰن** ﴾ (۳۰)

"ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہوگا۔"

اس آیت کی تفسیر میں سید مودودی لکھتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کے درمیان ان عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے ان

۲۸۔ مشکوٰۃ: باب حسن الخلق

۲۹۔ مشکوٰۃ کے الفاظ ہیں: الحیاء من الایمان : باب الرفق والحیاء و حسن الخلق

۳۰۔ سورۃ الرحمن : ۵۶۔ ۵۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حسن و جمال کی نہیں بلکہ ان کی حیا داری اور عفت مآبی کی تعریف فرمائی ہے۔ حسین عورتیں تو مخلوط کلبوں اور فلمی نگار خانوں میں بھی جمع ہو جاتی ہیں۔ اور حسن کے مقابلوں میں تو چھانٹ چھانٹ کر ایک سے ایک حسین عورت لائی جاتی ہے مگر صرف ایک بدذوق اور بدقوارہ آدمی ہی ان سے دلچسپی لے سکتا ہے۔ کسی شریف آدمی کو وہ حسن اپیل نہیں کر سکتا۔ جو ہر بدنظر کو دعوت نظارہ دے۔"(۳۱)

آنکھیں جھکانا حیاء کی علامت ہے۔ جس قدر حیاء زیادہ ہوگی اسی قدر شخصیت میں وقار اور جمال میں اضافہ ہوگا۔ یہی وہ صفت ہے جس نے آپ ﷺ کی شخصیت کو مزید نکھارا اور آپ کے رعب، وقار اور جمال میں اضافہ کیا۔ یہی وہ حسن و جمال تھا جسے دیکھ کر شاعر رسول حسان بن ثابت یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ:

و أحسن منک لم ترقط عین

و أجمل منک لم تلد النساء(۳۲)

"نہ تو تجھ سے زیادہ حسین آنکھوں نے دیکھا ہے اور نہ تجھ سے زیادہ جمیل عورتوں نے جنا ہے۔"

اور ابوسعید خدریؓ نے آپ کی حیاء پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ کو ایک پردہ دار کنواری لڑکی سے زیادہ شرمیلا قرار دیا۔ وہ کہتے ہیں:

"کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد حياءً من عذراء في خدرها"(۳۳)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردے میں بیٹھی ہوئی کنواری دوشیزہ سے زیادہ حیاء دار تھے۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری زینت کے ساتھ ساتھ حیاء و اخلاق کے زیور سے مزین ہو کر اپنی آنکھوں کی کشش سے ہر ناظر کو اپنی طرف کھینچ لیا۔

۳۱۔ تفهيم القرآن ۵/ ۲۶۸

۳۲۔ حسان بن ثابت: دیوان

۳۳۔ مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی۔ کراچی ت۔ن كتاب الفضائل : باب كثرة حيائه صلى الله عليه وسلم. سنن ابن ماجه : باب الحياء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لباس:

لباس انسانی فطرت کا جز واور تقاضا ہے جس کے ذریعے وہ ستر عورت کرتا ہے اور یوں ظاہری طور پر حیوانیت کے مقام سے اٹھا کر خود کو انسانیت کے عظیم مقام پر فائز کرتا ہے۔ یہی فطرت انسانی سب سے پہلے آدم اور حوا علیہما السلام کی صورت میں ہمارے سامنے ظاہر ہوتی ہے جب شیطان انہیں بہکا کر ان کا جنت کا لباس اتروا دیتا ہے۔ تو وہ درخت کے پتوں سے اپنی شرمگاہیں ڈھانکتے نظر آتے ہیں۔ (۳۴)

یہی وہ لباس ہے جسے پہن کر انسان ایک طرف ستر پوشی کا کام لیتا ہے تو دوسری طرف اپنی زیب و زینت کا سامان مہیا کرتا ہے اور "اسلام میں یہ بات نہ صرف جائز بلکہ مطلوب ہے کہ مسلمان اللہ کی پیدا کردہ زینت، پوشاک اور نفیس لباس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی وضع قطع اور شکل وصورت میں حسن و جمال پیدا کرے۔ (۳۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شخصیت کے اس فطری تقاضے سے بھی غافل نہیں رہے انہوں نے مختلف اوقات میں سفید، سرخ اور سبز رنگ کے لباس استعمال کیئے۔ سادہ لباس بھی زیب تن فرمایا اور قیمتی بھی۔ تاہم کبھی بھی نہ تو اعتدال سے بڑھے اور نہ تبذیر و اسراف کی طرف قدم اٹھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ لباس سفید لباس تھا۔ یہ لباس نہ صرف خوبصورت لگتا ہے بلکہ اس میں جمال کے ساتھ وقار بھی ہے۔ اور جو لباس صاف ستھرا اور چمکدار ہو اسے سب سے پاکیزہ شخص کس طرح نظرانداز کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنے لئے پسند فرمایا بلکہ اسے دوسروں کے لئے بھی نہایت پسندیدہ قرار دیا۔

سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

۳۴۔ سورۃ الاعراف: ۲۶،۲۲ اور سورہ طٰہ: ۱۲۱۔ آیات یہ ہیں

﴿ فلما ذاقا الشجر بدت لهما سوأتهما وطفقا يخصفٰن عليهما ......من ورق الجنة، يٰبنی آدم لا يفتننكم الشيطان كما اخرج ابويكم من الجنة ينزع عنهما لباسهما ليريهما سوأتهما ﴾ (الاعراف: ۲۲، ۲۶)

۳۵۔ اسلام میں حلال وحرام: ص:۱۰۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(البسوا من ثيابكم البياض فانها اطهروا اطيب ' وكفنو فيها موتاكم)(۳۶)

''تم اپنے سفید لباس کو پہنو کیونکہ یہ پاکیزہ اور صاف وشفاف ہے اور اس میں تم اپنے مردوں کو بھی دفناؤ۔''

دوسرا پسندیدہ لباس حبرہ تھا جس کے بارے میں انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

'' كان احب الثياب الى النبى صلى الله عليه وسلم ان يلبسها الحبرة''(۳۷)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پسندیدہ لباس حبرۃ تھا۔''

حبرہ حاشیہ دار یمنی چادر تھی (۳۸) جس میں سرخ یا سبز دھاریاں ہوا کرتی تھی اور یہ کپاس (کاٹن) سے بنی جاتی تھی۔

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں ایک چادر دے گئی جس پر کڑھائی کا کام ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چادر لے کر اس کا ازار باندھ لیا اور اسی میں باہر نکلے۔(۳۹)

اسی طرح آپ نے سبز رنگ کے کپڑے بھی پہنے ہیں اس رنگ میں اپنی جگہ جمال اور کشش بھی ہے اور روقار بھی۔ ابورمثہ ہی سے روایت ہے کہ:

خرج علينا رسول الله صلى و عليه ثوبان اخضران ''(۴۰)

''رسول اللہ ہماری طرف اس حالت میں نکلے کہ انہوں نے دو سبز رنگ کے کپڑے زیب تن فرمائے تھے۔''

سبز کے علاوہ سرخ رنگ بھی استعمال میں آیا ہے۔ جو کہ سب سے زیادہ جاذب نظر ہے اور دور سے اس پر نظر پڑتی ہے۔ یہ رنگ آپ کی شخصیت اور جمال کو کمال تک پہنچا دیتا تھا۔ ایسے ہی لباس میں براء

۳۶۔ مشکوٰۃ ' کتاب اللباس ' سنن نسائی : کتاب الزينة

۳۷۔ نفس المصادر

۳۸۔ مرقاۃ علی ہامش مشکوٰۃ ۳۷۳. اور المنجد ' المطبعة الكاثو لوكية ' بیروت مادہ '' حبر''

۳۹۔ سنن نسائی ' : کتاب الزينة

۴۰۔ نفس المصدر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عازب آپ کو دیکھ کر آپ کے جمال سے مسحور ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور آپ کی شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ حلّۃٌ حمراءَ مترجلاً لم ارَقبلہ و لا بعدہ احداً ھو أجمل منہ" (۴۱)

"میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بالوں میں کنگھی کیے اور سرخ لباس پہنے ہوئے دیکھا۔ میں نے ان جیسا حسین پہلے کسی کو دیکھا تھا اور نہ بعد میں۔

ان سارے لباسوں میں نہ تو کہیں اسراف کا شائبہ تھا اور نہ غرور و تکبر کا حتیٰ کہ آپ نے دوسروں کو بھی فخر و غرور کے لباس سے منع فرمایا۔ آپ کا ارشاد ہے:

من جرَّ ثوبہ مخیلۃ فان اللہ تعالیٰ لم ینظر الیہ یوم القیامۃ" (۴۲)

"جو اپنے کپڑے تکبر سے گھسیٹے ہوئے چلے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف اگر غرور و تکبر کے لباس کو ناپسند کیا تو دوسری طرف میلا رہنے اور گندے کپڑے پہننے کو بھی دوسروں کیلئے ناپسند کیا۔ کسی کو میلے لباس میں دیکھتے تو آپ کے ذوق جمال پر گراں گزرتا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

" ما کان یجد ھذا ما یغسل بہ ثوبہ" (۴۳)

"کیا اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس سے یہ اپنے کپڑے دھوتا؟"

صاحب حیثیت افراد کے لئے تو خاص طور پر آپ کی ہدایت تھی کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق

۴۱۔ نفس المصدر

۴۲۔ نفس المصدر

۴۳۔ نفس المصدر' مشکوٰۃ : کتاب اللباس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لباس پہنیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا عملی مظاہرہ ہو سکے۔ ابوالاحوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرآنی سیء الھیاۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک من شیء قلت نعم من کل المال قد آتانی اللہ. فقال : اذا کان لک مال فلیر علیک "(۴۴)

"اس نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے بری حالت میں دیکھا تو فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ (مال) ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر طرح کا مال عطا فرمایا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اگر آپ کے پاس مال ہے** تو وہ آپ پر نظر آنا چاہیے۔"

تاہم آپ ﷺ نے تکبر اور نسوانیت کی **علامت** والا لباس سخت ناپسند فرمایا۔ خاص کر ریشمی لباس پر تو آپ کی طرف سے سخت وعید آئی ہے۔ ایک **دفعہ عمر** رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زرد لکیروں والی ریشمی چادر خریدی تا کہ آپ جمعہ کے دن **غیر ملکی** وفود کی آمد پر پہنیں۔ اسے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" انما یلبس ھذہ من لا خلاق له فی الاخرۃ"(۴۵)

"یہ تو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔"

دانتوں کی صفائی:

انسانی چہرے میں جمال کا ایک اور اہم عنصر دانت ہیں۔ دانتوں کی بناوٹ کے ساتھ ساتھ ان کی

۴۴۔ ترمذی، کتاب الزینة : باب الفطرۃ

۴۵۔ سنن نسائی، کتاب الزینة. نسوانی لباس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں منع فرمایا ہے:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسة المرأۃ تلبس لبسة الرجال. (مشکوٰۃ کتاب اللباس، باب الترجل)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر جو عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہیں، لعنت فرمائی ہے۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفائی ہوتو گویا وہ منہ میں چمکتے ہوئے موتی ہیں۔ دانت کتنے ہی خوبصورت کیوں نہ ہوں۔ اگر ان کی صفائی نہ ہو اور ان سے بد بو آئے تو کوئی قریب بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانتوں کی صفائی کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اور کیوں نہ کرتے جبکہ آپ اسلامی تحریک کے علمبردار اور اسلامی ریاست کے سربراہ تھے اور مختلف امراؤ و رؤساء اور وفود آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ آپ انہیں اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتے۔ اس دعوت کے لئے جتنی ضرورت باطنی صفائی اور پاکیزگی کی ہے اتنی ہی ظاہری کی۔ یہی وجہ ہے کہ دعوت کے بالکل ہی آغاز میں آپ کی توجہ اسی طرف اللہ تعالیٰ نے مبذول فرمائی ہے کہ:

﴿ یا ایها المدثر O قم فانذر O و ربک فکبر O و ثیابک فطهر O والرجز فاهجر O﴾ (۴۶)

" اے کمبل اوڑھنے والے اٹھ اور (لوگوں کو) ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر، اپنے لباس کو پاک کر اور گندگی سے دور رہ۔"

اس جسمانی صفائی میں منہ اور دانتوں کی صفائی اہم مقام رکھتی ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کرنے پر زور دیا۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

" لو لا ان اشق علی امتی لأمرتهم بتاخیر العشاء و بالسواک عند کل صلوة" (۴۷)

"اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو انہیں عشاء کی تاخیر اور ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیتا۔"

اس صفائی کے باقاعدہ اہتمام کی تلقین اس لئے فرمائی کہ:

۴۶۔ سورۃ المدثر: ۱۔۵

۴۷۔ مشکوۃ کتاب الطهارة، باب السواک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"السواک مطهرة للفم مرضات للرب "(۴۸)

''مسواک منہ کی صفائی اور رب کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔''

لہٰذا دوسروں کو تلقین کے ساتھ ساتھ خود بھی اس کا باقاعدہ اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے، نیند سے بیداری اور وضو کے وقت سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا تھا۔(۴۹)

مشکوۃ میں روایت ہے کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو پہلا کام جو کرتے وہ مسواک ہوتا تھا۔''(۵۰)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

" کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیستاک فیعطینی السواک لأغسله فأبدأ به فأستاک ثم اغسله وادفعه الیه "(۵۱)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے۔ اس کے بعد مجھے دے دیتے تاکہ اسے دھولوں اور مسواک کرلوں۔ لہٰذا میں مسواک کرنے کے بعد اسے دھولیتی اور انہیں واپس کر دیتی۔''

خوشبو:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں خوشبو کے استعمال کا ایک اہم مقام ہے، اس کے بغیر اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جمالیاتی پہلو شاید نامکمل ہوتا اور معترضین کو بھی اعتراض کا موقع ملتا کہ یہ کس طرح صفائی اور پاکیزگی کی دعوت کا علمبردار ہے جبکہ خوشبو سے بیزار ہے۔ اور شاید راہبان امت کو دنیاوی پاکیزہ اشیاء سے لاتعلقی کا جواز فراہم ہوتا۔ مگر آپ کے اسوۂ کاملہ نے ہر طرح کے اعتراضات کا دروازہ بند کرتے ہوئے انسانی فطرت کے اس پہلو سے بھی غفلت نہیں برتی۔ آپ کو خوشبو کا اس قدر اہتمام تھا کہ اس کے

۴۸۔ نفس المصدر

۴۹۔ نفس المصدر

۵۰۔ نفس المصدر

۵۱۔ نفس المصدر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے آپ نے ایک عطر دان رکھا ہوا تھا اور اس سے خوشبو لیا کرتے تھے۔"(۵۲)

دوسروں کو یہ درس دیا کہ خوشبو دار پھولوں کو رد نہیں کرنا چاہئے بلکہ لے لینا چاہئے۔ ابو ہریرہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ:

"من عُرِضَ علیه ریحان فلا یردہ فانه خفیف المحمل طیب الریح"(۵۳)

"جس کسی کو نازبو (نیازبو) پیش کر دیا جائے تو وہ اسے واپس نہ کرے کیونکہ یہ ہلکا ہے اور اس کی خوشبو اچھی اور پاکیزہ ہے۔"

انہی فطری اشیاء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی مرغوب ترین اشیاء قرار دیا اور فرمایا کہ:" میرے نزدیک دنیا کی اشیاء میں سے محبوب ترین خوشبو اور عورتیں ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔"(۵۴)

اور آپ اس حد تک استعمال فرماتے کہ بقول انس بن مالک لوگ خوشبو دار ہوا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا برآمد ہو جانا جان لیتے تھے۔"(۵۵)

خلاصۂ بحث:

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالیاتی پہلو کا مطالعہ کرنے کا ماحاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی فطرت کے عین مطابق جمالیات کے ہر مستحسن پہلو کو اپنایا ہے اور اپنے عمل سے راہبانہ طرز زندگی کو ردّ کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے بالوں کی آرائش انہیں چھوٹے بڑے رکھنے، تیل اور حناء لگانے اور کنگھی کرنے سے کی ہے۔ تشابہ بالکفار سے اجتناب کیا ہے اور میانہ روی کا

۵۲۔ نفس المصدر۔ کتاب اللباس، باب الترجل، شمائل ترمذی. کتاب الزینة، باب ما جاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ...... حدیث میں سکۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کا ایک معنی تو عطر دان کے ہیں جبکہ دوسرے معنی کے لحاظ سے یہ ایک مرکب خوشبو کا نام ہے۔ (محمد زکریا: شمائل ترمذی)

۵۳۔ صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من ادب: باب استعمال المسک و کراهیة رد الریحان

۵۴۔ محمد بن سعد، طبقات، ابن سعد (مترجم) نفیس اکیڈمی، کراچی ۱۹۸۲ء، ۲: ۱۶۴

۵۵۔ نفس المصدر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ اختیار کیا ہے ۔ڈاڑھی اور مونچھوں کے بارے میں بھی تشابہ بالکفار والنساء سے اجتناب کرتے ہوئے معتدل اور منفرد انداز اپنایا ہے۔اور فطری انداز میں ان کی مناسب خراش تراش کر کے اور وقتاً فوقتاً حناء سے رنگ کر مزین کیا ہے۔آنکھوں کی صفائی اور تزئین کیلئے مصنوعی اشیاء کی بجائے سرمہ کا استعمال کیا ہے اور ان کی خوبصورتی اور حسن میں اضافہ کا ذریعہ حیاء کو بنایا ہے۔لباس کے ذریعے ستر پوشی اور زینت اختیار کرنا فطری ضرورت اور تقاضا ہے اس فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لئے آپ نے مختلف اوقات میں مختلف اقسام کا لباس مختلف رنگوں میں پہن کر جمال فطری کی نئی راہیں ہموار کی ہیں۔یہاں بھی اعتدال کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اسراف' تکبر اور نسوانیت کے پہلو سے اجتناب کیا ہے۔منہ اور دانتوں کی صفائی کا اہتمام مسواک سے کیا ہے۔اور انہیں چمکتے ہوئے حسین وجمیل موتیوں کی طرح رکھا ہے۔خود بھی اس پر عمل پیرا رہے اور دوسروں کو بھی عمل کی تلقین کی ہے۔یہ سارے انداز اپنا کر آپ ﷺ کی شخصیت کچھ یوں نظر آتی ہے گویا ایک بارعب و باوقار شخص تیل لگائے کنگھا کئے' لمبے گنگریالے بال لئے' آنکھوں میں سرمہ اور حیاء کی زینت سجائے ، مسکراتے ہوئے موتیوں جیسے چمکدار دانتوں سمیت کھڑے اور سفید و سبز لباس کے اوپر سرخ رنگ کی عباء زیب تن فرما کر پورے رعب و وقار اور حسن و جمال کے ایسے پیکر نظر آتے ہیں جس کے آگے نگاہیں جھکتی ہیں اور دل بچھے جاتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں سیرت نگاری کے موضوع پر فارسی کے قلمی نسخوں پر ایک تحقیقی نظر

* ڈاکٹر رضا مصطفوی سبزواری

سیرت النبی کے عنوان یا اس سے ملتے جلتے عنوانات کے مشابہ کتابوں کی تألیف کا احساس اس زمانے سے ہی معمول بن گیا تھا۔ جب رسول اکرمؐ کے اصحابؓ جو درحقیقت آپ کے بارے میں اطلاعات اور عظیم علوم کے خزانے تھے۔ آہستہ آہستہ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ حضرت رسول اکرمؐ سے تعلق رکھنے والے اس ان کے محبّ خاص طور پر غیر عرب نو مسلم جو یہ چاہتے تھے کہ اسلام اور حضرت رسول اکرمؐ کی زندگی کے بارے میں بیشتر معلومات حاصل کریں۔ اور وہ رسول اکرمؐ کے اصحابؓ کے اس گروہ سے جو زندہ تھے اور ان اصحابؓ کے ساتھیوں اور حلقہ یاراں سے بھی جن کو اصطلاح میں تابعین کہتے ہیں۔ رجوع کرتے تھے یہ لوگ ان کے لیے، مرجعیت کا درجہ رکھتے تھے۔ اور خاص طور پر ان میں سے رسول اکرمؐ کے اصحابؓ کی اولاد اور حضرت رسول اکرمؐ کے نزدیک ترین اصحابؓ اور عزیزوں کو مرجعیت کا بیشتر حامل قرار دیتے تھے۔

لیکن لوگوں کے اس اشتیاق کے باوجود حضرت رسول اکرم کے وصال کے بعد سیرت النبیؐ کی تالیف کا کام مختلف اسباب اور سیاسی وجوہات کی بنا پر شروع کے سالوں میں زیادہ تیزی سے نہ ہو سکا۔ اس کے علاوہ اس کی تدوین کی بھی گاہ گاہ مخالفت ہوتی تھی کہ جن میں سے خالد بن عبداللہ القسری حاکم عراقین کے بارے وہ خبر ہے جو کتاب اغانی (جلد ۲۲ صفحہ ۱۵) میں نقل کی گئی ہے (۱) حضرت رسول اکرمؐ کی حیات

---

* یونیورسٹی پروفیسر و کلچرل قونصلر، جمہوری اسلامی ایران۔ اسلام آباد

۱۔ رجوع کیجئے، کتاب الاغانی، ج ۲۲، ص ۱۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارکہ پر تالیفات کا کام پہلی صدی ہجری کی دوسری دھائی میں مدینہ میں شروع ہوا۔لیکن پہلی صدی ہجری اور دوسری صدی ہجری کے شروع کے زمانے کی کوئی اہم تصنیف ہم تک نہیں پہنچی ہے۔لیکن لوگوں کا اشتیاق اس بات کا سبب بنا کہ حضرت رسول اکرم کی سیرہء مبارکہ کی تالیف کے سلسلہ میں ابن شہاب زھری ابوالاسود یتیم عروہ،موسی بن عقبہ،محمد بن اسحاق اور ابومعشر سندھی جیسے دانشمند اقدامات کریں۔کہ جن میں سے سب سے جامع اور اہم سیرت کی کتاب محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۰،۱۵۱ھ۔ق) کی ہے جس کا خلاصہ ابومحمد عبدالملک بن ہشام حمیری نحوی (متوفی ۲۱۸،۲۱۳،ق) کے ذریعے ہوا۔اور اس تالیف نے سیرہ ابن ھشام کے نام سے شہرت پائی،اور یہ آج بھی سب سے قدیم اور سب سے معتبر سیرۃ نبوی شمار کی جاتی ہے۔(۲)

محمد بن اسحاق نے حضرت رسول اکرمؐ کے زندگی نامہ کو اپنے چند شاگردوں اور اس زمانے کی احادیث کے راویوں کیلئے بیان کیا۔کہ جن میں سے ایک زیاد بن عبداللہ البکائی (۳)(متوفی ۱۸۵ھ،ق) ہے۔بکائی کے ایک شاگرد نے جس کا نام ابومحمد عبدالملک بن ہشام (متوفی ۲۱۸) تھا۔اپنے استاد سے زندگی نامہ پیغمبرؐ کو سنا اور اپنی تالیف میں کچھ حذف اور اضافوں کے بعد اس صورت میں تدوین کیا۔جو آج سیرۃ رسول اللہ یا السیرۃ النبویہ کے نام سے مشہور ہے۔یہ کتاب سیرۃ رسول اللہ ابن ہشام کی روایت کے تحت ساتویں صدی ہجری کی دوسری دھائی میں ایران کے شہر ابرقوہٗ (۴) کے ایک دانشمند رفیع الدین اسحاق بن محمد ہمدانی جو ابرقوہٗ کے قاضی تھے کے ہاتھوں عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوئی،اور یہ کتاب ڈاکٹر اصغر مھدوی کے فاضلانہ مقدمے اور جدید تصحیحات کے ساتھ ۱۹۸۱ء میں تہران کے خوارزمی پبلشرز کی طرف سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔اور پھر ۱۹۸۲ء میں تجدید نظر کے بعد منصہء شہود پر آئی۔

سیرت النبیؐ کے فارسی زبان میں قلمی نسخے لیکن کبھی کبھی مختلف ناموں عنوانات اور مشابہ مفاہیم

۲۔ سیرت رسول اللہ۔تالیف: ڈاکٹر عباس زریاب خوئی،انتشارات سروش ج۱،نمبر ۱۹۸۱ ص ۱۸

۳۔ بکائی: بفتح اول منسوب بہ قبیلہ بکا

۴۔ ابرقوۃ: ایران کے ضلع یزد کی ایک تحصیل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ بڑی تعداد میں ساری دنیا میں بے شمار ہیں۔ اور یہ اس بات کو ظاھر کرتے ہیں کہ مسلمان فارسی جاننے والوں یا فارسی بولنے والوں نے ساری دنیا میں تاریخ کے لئے ادوار میں اسلام کے عظیم پیغمبر حضرت رسول اکرمؐ کی حیات مبارکہ کے بارے میں نگارشات چھوڑیں کہ جن کے قلمی نسخے آج بھی ساری دنیا کے قلمی نسخوں کے خزانوں کو زینت بخشتے ہیں ان مذکورہ خزانوں میں سے برصغیر پاک وہند کے وہ کتاب خانے بھی ہیں کہ وہاں کے پاک طینت مسلمانوں نے ان کی تالیف پر کمر ہمت باندھی۔ اور سیرت النبیؐ سے متعلق بے شمار قلمی نسخے آج بھی ان علاقوں کے عظیم خزانوں کو رونق بخشتے ہیں۔ برصغیر میں رسول اکرمؐ کے کارناموں، خصوصیات، شرح احوال اور سیرت النبیؐ سے متعلق کتابوں کے عنوانات اور ناموں کے تنوع کی طرف یہ توجہ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اسلامی دور حکومت کی تاریخ کے طولانی ادوار میں برصغیر کے مسلمانوں کی توجہ رسول اکرمؐ کی حیات مبارکہ کی خصوصیات مختلف گوشوں اور جہتوں کی طرف کس قدر تھی اور اسلام اور اس کے بانی سے محبت انہیں کس حد تک اس موضوع پر مشقت اٹھانے پر راغب کرتی تھی۔

برصغیر میں سیرت النبیؐ کے موضوع پر معروف ناموں کی فہرست اپنے تمام تنوع کے باوجود اس مختصر سے مقالے میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ اور ان میں سے صرف چند عنوانات کی طرف نیچے دی ہوئی تفصیل کے مطابق اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ بیان کرنا لازم ہوگا کہ اکثر درج ذیل عنوانات چند مصنفین کے ذریعے اور حوالے سے مختلف جگہوں پر منتخب کیے گئے ہیں اور ورطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔

الشمائل النبویه والخصائص المصطفویه (۵)(ج ۱۰: ص ۱۹۲) یه شمائل النبیؐ (ج ۱۰ ص ۱۹۳) ترجمه منظوم شمائل النبیؐ (وھی) شرح شمائل النبیؐ (وھی)،

ترجمه شمائل ترمذی (وھی) شرح شمائل ترمذی (وھی)

زبده شرح شمائل (ج ۱۰: ص ۱۹۴) نور ایمان (وھی) نظم الشمائل (وھی)

نثر الشمائل (وھی) اشرف الوسائل فی شرح الشمائل (ج ۱۰: ۱۹۸)

۵۔ پہلا شمارہ، شمارہ مجلّہ، فہرست مشترک نسخہائے فارسی پاکستان تالیف احمد منزوی، ص دوم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشف الشمائل(ج۰ ۱ :ص ۲۰۱)خیر الفضائل (ج۰ ۱ :ص ۲۰۱) نورمعروفت(وھی)

ترجمہ الشفافی تعریف حقوق المصطفیؐ(ج۰ ۱ :ص ۲۰۵)

عین الوفاء(ج۰ ۱ ف: ص ۲۰۶)شرح الشفافی شرف المصطفیؐ(ج۰ ۱ :ص ۲۰۶)

مطالع الانوارفی ترجمہ الآثار(ج۰ ۱ :ص ۲۰۹)

ترجمہ مولود المصطفیؐ (ج۰ ۱ :ص ۲۱۴)ترجمہ سید الا برار(وھی)

ترجمہ المنثفی فی سیرہ المصطفیؐ (وھی)

نہایة السئول فی درایة الرسولؐ(ج ۱ :ص ۲۱۵) بهجة المباھج(ج ۱ :ص ۲۱۷)

محاضر السید فی احوال سید البشر (وھی)سلوۃ القلوب (ج ۱ :ص ۲۱۸)

سفرالسعادہ (ج ۱ :ص ۲۱۸)منتخب سفر السعادۃ (وھی)

طریق القویم فی شرح صراط مستقیم (ج ۱ :ص ۲۱۹)

درج الدررودرج الغررفی بیان میلاد سید البشر (ج ۱ :ص: ۲۲۰)

نزہ الابرارنخبة الا خبار فی سیرۃ النبیؐ المختار(ج ۱ :ص ۲۲۱)

شواھد النبوۃلتفویة اھل فتوۃ (ج ۱ :ص ۲۲۳)احوال پیا مبرؐ(ج ۱ :ص ۲۲۶)

روضة الاحباب فی سیر ۃالنبیؐ الآل والا صحابؓ (ج ۱ :ص ۲۲۷)

معارج النبوۃ فی مدارج الفتوہ(ج ۱ :ص ۲۳۵)

معراج النبوہ (ج ۱ :ص ۲۴۶)سیرت مصطفیؐ(ج ۱ :ص ۲۳۶)

آثاراحمدی (ج ۱ :ص ۲۶۷) مغازی النبیؐ(ج ۱ :ص ۲۶۰)

میلاد رسولؐ (ج ۱ :ص ۲۶۲) پیغامبرنامہ (ج ۱ :ص ۲۶۸)

آداب لباس سید البشر (ج ۱ :ص ۲۶۹)

حلیہ حضرت سید المرسلین (ج ۱ : ص ۲۷۱)مدارح النبوۃ (ج ۱ :ص ۲۷۳)

مطلح الانوارومخزن الاسرار(ج ۱ :ص ۲۷۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریق القویم (شرح سفر السعادۃ) (ج ا : ص ۲۷۶)زبدہ شرح شمایل(وھی)

نخبۃ الا خبار (ج ا : ص ۲۷۷)حلیہ رسالت مآب (ج ا : ص ۲۷۸)

حصایص احمد مصطفیؐ(وھی)انیس العاشقین (ج ا : ص ۲۷۹)

مولود شریف (ج ا : ص ۲۹۲)

باقیات الصالحات فی ذکر الازواج الطاھرات(ج ا : ص ۲۹۲)

تحفۃ المسلمین فی تفدیر مھور امھات المسلمین (ج ا : ص ۲۹۳)

حدیقۃ الصفاء فی اسماء المصطفیؐ(ج ا : ص ۲۹۳)

فتح القوی فی نسب النبیؐ(ج ا : ص ۲۹۵)حلیہ مبارک (ج ا : ص ۲۹۴)

خلاصہ فصاحت (ج ا : ص ۲۹۴)رسالہ کبیر (ج ا : ص ۲۹۵)

نبی نامہ (ج ا : ص ۲۹۱)

نثر الجواھر فی تلخیص سیرابی الطیب والطاھر (ج ا : ص ۲۸۵)

وسیلۃ الغریب الی جناب الحبیب (ج ا : ص ۲۹۶)

وسیلۃ الفقیر فی شرح اسماء الرسو ل البشیرؐ(وھی)

صحیفہ المتقین ومنھج الیقین (وھی)

معارف الا نوار فی بیان فضایل سید الابرار(ج ا : ص ۲۹۷)

حفظ الایمان (ج ا : ص ۲۹۸)وسیلۃ لوصول الی دیار الرسولؐ(ج ا : ص ۳۰۱)

سلوی الکثیب بذکرالحبیب (ج ا : ص ۳۱۰)سراج المجالس(ج ا : ص ۳۰۳)

شمس الضحی (ج ا : ص ۳۰۵)تحفہ محمدی (ج ا : ص ۳۰۸)

شجرۃ الانساب (وھی)حلیہ مبارک (ج ا : ص ۳۱۲)جامع المعجزات(وھی)

وفات نامہ (ج ا : ص ۳۱۴)

مولود شریف خاتم شریف خاتم النبیین (ج ا : ص ۳۱۷)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر الوصال (وهی) معجزات خاص (ج ۱ : ص ۳۱۸)

تحفه رسولیه (ج ۱ : ص ۳۲۲) حلیه محبوب خدا (ج ۱ : ص ۳۲۵)

خلق نبی پاک (ج ۱ : ص ۳۲۷) الشرح اللطیف للمولد الشریف (ج ۱ : ص ۳۲۷)

تحقیق اللغات وتصحیح الکلمات فی اسماء اجداد سید الکائنات (ج ۱ : ص ۳۳۰)

خصایص اعظم (ج ۱ : ص ۳۳۲) علم الهداحلیة الرسول المقتدا (ج ۱ : ص ۳۳۳)

نور ایمان (ج ۱ : ص ۳۳۴) معجزات نبوی (ج ۱ : ص ۳۲۸)

انوار المشرقین (ج ۱ : ص ۳۴۰) جامع المعجزات (ج ۱ : ص ۳۴۵)

آفرینش نامه (ج ۱ : ص ۳۴۹)

اسلام آباد میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کا کتاب خانہ گنج بخش جو کہ جمہوری اسلامی ایران کے اسلام آباد کلچرل قونصلر سے منسلک ہے۔ اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اس کے ہاں سیرت النبیؐ کے موضوع پر فارسی قلمی نسخوں کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔

کہ جن میں سے بعض منحصر بہ فرد ہیں اور ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئے اور یہ ہمیشہ اہل فضل و تحقیق کی توجہ کا محور قرار پا سکتے ہیں۔ اور ان کا چھپنا اسلام کی عظیم تعلیمات محمدیؐ کے پھیلاؤ کے سلسلے میں ایک اور پیش قدمی ہوگی۔ ان میں بعض قلمی نسخوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ **شرح متن شمایل النبیؐ:** (شمارہ ۵۴۷۱) از صفی اللہ بن عبداللہ دھلوی بخارائی۔ یہ ترمذی کی شرح متن شمایل النبی کا نسخہ ہے۔ اس کا شارح شیخ عبدالحق محدث دھلوی کے مریدوں میں سے تھا۔ اس نسخے کے ۵۳۸ صفحے ہیں۔

۲۔ **سیرت النبیؐ یا میلاد رسول اللہؐ:** (شمارہ ۱۴۷۰) بظاہر یہ محمود بن محمد اسماعیل المطلب انصاری سے متعلق ہے (جز و مجموعہ از ۲۷۷ تا ۲۹۷)۔

۳۔ **سیرت النبیؐ یا تاریخ پیغمبر اسلام:** مختلف حصوں اور ابواب پر مشتمل ہے۔ نور محمدی کے منتقل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے بیاں کا باب ،حضورؐ کی پیدائش اوران کی اولاد ،حضورؐ کی پیدائش کی شب ظاہر ہونے والے واقعات اورحضورؐ کے آباؤواجداد واُمہات پیغمبر اورآ خر میں امارات نبوت کے ذکر کا باب (شمارہ نسخہ ۶۱۵۵)

۴۔ **سیرۃ النبیؐ**:۲۱فصلوں میں میلاد سے وصال تک اورآ خر میں بنائے کعبہ تک (شمارہ نسخہ ۴۴۴)

۵۔ **حدیقه الصفافی اسما المصطفیؐ** : ازمحمد ہاشم بن عبدالغفور سندھی ۔ یہ حضرت رسول اکرمؐ کے کچھ ناموں کی تفصیل ہے ۔ یہ ایک مقدمہ اورتین فائدے کے عنوان پر مشتمل ہے ۔ (جزوہ مجموعہ ازص ۶۷۔۶۲)(شمارہ نسخہ ۳۵۶۶)

:۶ **حلیہ مبارک**: یہ عبید کے (۴۶) اشعار کی منظوم سیرت النبیؐ ہے ۔(شمارہ نسخہ ۲۱۵۱)اس کے علاوہ محمد ھاشم تتوی سندھی کا بھی نظم اور نثر میں ایک حلیہ مبارک ہے اور کتابت کی تاریخ (۱۲۲۲ھ۔ق)غلام محی الدین قصوری کی نظم ونثر میں ایک تالیف ''حلیہ محبوب'' ہے جس کا سن تألیف (۱۲۲۵ھ،ق) ہے ۔بظاہر اسے تحفہ رسولیہ بھی کہا گیا ہے ۔(شمارہ نسخہ ۳۱۲۸)،(جزو مجموعہ ص ۱۰۷۔۱۱۴)اس کے علاوہ ۲ نسخے اور ہیں شمارہ ۴۹۹۳ (ص ا۔۱۳ مجموعہ)اور شمارہ ۵۶۷۵ (ص ا۔۷ مجموعہ)

۷۔ **روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبیؐ والآل والاصحابؓ**:ازعطاءاللہ بن فضل اللہ جمال حسینی دشتکی شیرازی ۔ یہ مقصد کے عنوان کے تحت ۳ مقصد میں منقسم ہے اور امیر علی شیر نوائی کے نام ہے ۔ پہلا مقصد رحلت پیغمبرؐ سے متعلق چند ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کا موضوع آنحضرتؐ کی ذات مبارکہ ہے ۔یعنی آپؐ کا نسب ،ولادت ،غزوات ،ازواج مطہرات اوراولاد مبارکہ ، آپؐ کے فضائل ،معجزات ،اوصاف وشمائل ،عبادات ،لباس ،خوراک ،مشروبات ،خصوصیات ، خدام ،پیروکار ،مثلاً مرد اور خاتون ،عامل ،محدثین تابعین ،تبع تابعین اوراس کے علاوہ مختلف اور جو اولیاءاللہ کے تابعین کے بعد ہوئے ہیں ،اس نسخے کے کچھ نسخے موجود ہیں کہ جن میں سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض چھپ چکے ہیں۔شمارہ نسخے: ۱۱۲۷، ۱۳۷، ۵۶۸۴، ۴۰۴۷، ۵۸ اور یہ منتخب مجموعوں میں بھی موجود ہیں۔

۸۔ **سیرۃ النبیؐ از نور الدین ابو سعید پورانی ہروی:** ۔اور یہ ایک دیباچہ، خاتمہ، چند ابواب اور فصول پر مشتمل ہے۔اور ان کا موضوع نور محمدی، اوّلین آفریدہ، ذکر ولادت آنحضرتؐ، شیر خوارگی سے بعثت تک کے آنحضرت کے احوال حضرت حلیمہ اور ان کا آنحضرتؐ کو دودھ پلانا، آنحضرتؐ کی زندگی کے چالیسویں سال کے واقعات، آپؐ کی ولادت اور وحی کا آغاز، پیغمبری سے ہجرت، اسلام کی دعوت اور اس شخص کا ذکر جو سب سے پہلے اسلام لایا۔آپؐ کا مدینہ تشریف لیجانا اور مدینہ میں لوگوں کی طرف سے آپؐ کا استقبال، ولادت سے وفات تک آنحضرتؐ کے حالات کا ذکر اور ہجرت کے پہلے سال سے گیارھویں سال ہجرت تک کا ذکر، (۲۵۰ص)(شمارہ نسخہ: ۴۸۰۸)

۹۔ **سیرت النبیؐ: یا حلیۃ النبیؐ: از احمد بہاء الدین بن یعقوب:** بظاہر یہ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ تحصبی کی انتہائی اہم عربی تالیف الشفائی تعریف الحقوق المصطفیٰؐ کا ترجمہ ہے یہ نسخہ ذکر ولادت رسولؐ، ذکر اسماء رسولؐ، ذکر اولاد رسولؐ ذکر ازواج رسولؐ اور ذکر اصحابؓ رسولؐ کے موضوعات پر مشتمل ہے۔(جز و مجموعہ ص ۸۰۔۱۱۹)، (شمارہ ۴۴۱۶)

۱۰۔ **سیرت النبیؐ:** مصنف نامعلوم ہے۔اس کے عنوانات فصول پر مشتمل ہیں۔آنحضرتؐ کی نمازوں کے بارے میں، آپؐ کے فرمائے ہوئے مشوروں کے بارے میں، قریش کے عہد توڑنے کے بارے میں۔حج میں اختلاف وقت کے بارے میں۔آنحضرتؐ کے حلیہ مبارک کے بارے میں، دوسری نمازوں کے بارے میں، روزہ، عقیقہ، معالجات، سواری، سلام، کچھ اور معالجات، گلہ اور گلہ داری اور بھیڑوں کے پالنے کے بارے میں اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۱۵۲ص، (شمارہ نسخہ ۶۰ ۲۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ **سیرت النبیؐ (منظوم):** اس نسخہ میں آپؐ کے معجزات کے بارے میں زیادہ ذکر ہے۔ معجزہ اوّل۔۔ چاند کے شق ہونے کے بارے میں اوراسی طرح بیسویں معجزہ تک کی ترتیب کا ذکر، اس کے بعد آنحضرتؐ کے خلق کے بارے میں، حضرت عائشہؓ، آنحضرت کی حضرت امام حسینؓ اور حضرت امام حسنؓ سے محبت اور شفقت کے بارے میں، اوراسی طرح آنحضرتؐ کی بچوں سے محبت کے بارے میں، آنحضرتؐ کا حلم، آنحضرتؐ کے مشروبات، نیند (آپؐ کے خواب) آپؐ کا لباس، آپؐ کی انگوٹھی، آپؐ کے نعلین کا ذکر شامل ہے۔ (شمارہ نسخہ ۲۹۲۴) (۵۳۰ص)

۱۲۔ **سیرت النبیؐ (منظوم):** مولف ناشناختہ متعلق بہ ۱۳ویں صدی ہجری۔ (جزو مجموعہ شمارہ، ص ۱۰۳، ۲۲۹) اس کے عنوان ہیں: حضرت آمنہؓ کا حاملہ ہونا، آپؐ کی ولادت، شیر خوارگی، دادا کے سپرد ہونا، آپؐ کو قتل کرنے کی سازشیں، آٹھ سال، پچیس سال۔

بر آنند اهل حدیث وسیر
که چون شد چهل ساله خیر البشر.

بعثت کا ساتواں سال:

به سالی که هفتم ز بعثت رسید
لوای نبوت به رفعت کشید.

وغزوات: غزوہ بدر، سیرت مصطفیٰؐ (شمارہ ۳۷۹۷)

۱۳۔ **سیرۃ النبیؐ:** شمایل النبیؐ از ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (اصل متن)، ترجمہ از مصلح الدین محمد بن محمد لاری، مشتمل بردو دیباچہ، (دیباچہ متن دیباچہ مترجم) ومقدمہ مؤلف۔ ابواب: باب اوّل: خلقت رسول اللہؐ، دوسرا باب خلق پیغمبر اور آپؐ کی حدیث اخلاق، اگلا باب آپؐ کی شکل وصوت کے بارے میں آپؐ کے ادراک، نگاہ، سننے، سونگھنے اور چھونے کے بارے میں ۲۰۶ص (شمارہ ۲۳۷۱)، ۲۷۶۹ص (شمارہ ۳۳۸۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ **سیرۃ النبیؐ: شمایل النبیؐ: از حاجی محمد کشمیری:** بہت پختہ فارسی نثر میں ہے۔اور آپؐ کے بارے میں انھی خصوصی اور عمومی مطالب پر مشتمل ہے اس کے تین نسخے موجود ہیں : جزو مجموعہ (ص ۱۔۳۶۹) (شمارہ نسخہ ۴۲۲۷)، نسخہ مستقل ۳۷۸ ص (شمارہ نسخہ ۶۲۰۳) (۲۶۹ ص)

۱۵۔ **سیرت النبیؐ اخلاق المصطفیؐ: شرح شمایل النبیؐ، شرح از:** عبدالھادی بن محمد معصم تالیف عہد اورنگزیب عالمگیر: اس کا موضوع آپؐ کی ولادت سے آپؐ کے وصال تک کا ہے اور اس ضمن میں آپؐ کے خالق عظیم کے بارے میں بھی بحث کی گئی ہے۔۲نسخہ (شمارہ ۳۶۷) ۴۶۱ ص نسخہ دیگر (شمارہ ۸۰۹۶) (۶۵۲ ص)، احادیث سے بہت استناد کیا گیا ہے۔

۱۶۔ **سیرۃ النبیؐ: زندہ شرح شمایل : خیرالاطوار وواقعات سید ابرار متن از ترمذی:** اس کے مترجمین اور شارحین نامعلوم ہیں۔لیکن عبیداللہ اور فقرائی احمدی کا نام لیا گیا ہے، اس کی تقسیم صحیفہ کے عنوانات سے ہے۔ پہلا صحیفہ خیرالاطوار ہے۔ کہ حروف ابجد کے اعتبار سے (۱۰۵۸۔ھ،ق) بنتا ہے۔دوسرا صحیفہ واقعات سید ابرارؐ ہے یہ بھی تاریخ ابجد کے اعتبار سے (۱۰۵۸۔ھ،ق) ہے۔ یہ شاہ جہاں بادشاہ کے اکسویں سال جلوس میں تالیف ہوئی۔اس کے ۵۶ باب ہیں: ماجاء فی خلق النبیؐ خاتم النبوت ،ماجاء فی شعر،رسولؐ ترحل (رسول کا کنگا کرنا)، بڑھاپا اور بالوں کا سفید ہونا، آپؐ کا خف (جوتا) کا ذرہ رسول اللہ، آپؐ کا پھل کھانا ، آپؐ کی عبادت، آپؐ حجامت کرنا، ماجاء فی میراث الرسولؐ، ماجاء فی روية النبیؐ۔ ان ابواب کے علاوہ واقعہ کے عنوان کے تحت رسول اللہؐ کے بہت سے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔(شمارہ نسخہ ۱۰۶۳) (۸۳۲ ص)

۱۷۔ **سیرۃ النبیؐ از نظام الدین محمد بن خجندی اسناد باری:** ولادت رسولؐ کے بارے میں ۵۶ باب ہیں اور متن بالا کی مانند موضوعات کو تقسیم کیا گیا ہے اور ایک باب کا اضافہ ہے جو آپؐ کو خواب میں دیکھنے اور زیارت کرنے سے متعلق ہے۔(۸۰۳ ص) ۲ نسخے یہ شمارہ ۴۳۹۔۴۲۵۲۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ **شواہد النبوۃ لتقویۃ اھل الفتوۃ**: از عبدالرحمٰن جامی، اور اس کے موضوعات کی تقسیم رکن کے عنوان سے ہے اس کے (۲) نسخے ہیں شمارہ ۶۹۲ اور ۱۴۵۷ بالترتیب ۴۳۹ص اور ۵۱۰ص۔

۱۹۔ **محاضر السرفی احوال سید البشر**: یہ شاہ داعی الی اللہ کا انتہائی نفیس نسخہ ہے۔ شمارہ ۸۴۹، (مجموعہ ص ۲۳۱۔۵۱۸)

۲۰۔ **معارج النبوۃ فی مدارج الفتوہ**: **از معین مسکین ھروی**: اس کے تقریباً ۱۰۰ نسخے ہیں۔

۲۱۔ **معجزات حضرت محمدؐ**: شمارہ نسخہ ۴۷۹۷، (۱۴ص)

۲۲۔ **معجزات النبیؐ**: (شمارہ نسخہ ۵۹۹۸)

۲۳۔ **مغازی النبیؐ**: **از یعقوب صرفی کشمیری**: یہ حمد خدا، نعت رسولؐ، منقبت پیر سید علی ہمدانی ۔ منقبت میر کمال الدین حسین خوارزمی پر مشتمل ہے۔ شمارہ نسخہ ۱۴۸۰، (۴۶۸ص)

۲۴۔ **نزھۃ الابرار ونخبۃ الخیار فی سیرۃ النبیؐ المختار**: از محمود بن محمد المطیب لاری یہ مقدمے اور ایک فصل پر روان فارسی نثر پر مشتمل ہے۔ (ج ا و ج ۲) (۲۶۷ص)

۲۵۔ **نسب نامہ پیامبر**: در ۲ نسخہ شمارہ ۲۱۲۴، ۱۳۱۷۰ اور شمارہ صفحات ۱۸۔ ۱۱ اور مجموعے کا ۹۰۱ بھی۔

۲۶۔ **نود ونہ نام رسولؐ**: شمارہ نسخہ ۱۹۲۶ (ص ۴۹۶۔ ۴۸ مجموعہ)

۲۷۔ **نور نامہ**: آفرینشن نامہ۔

۲۸۔ **وسیلۃ الوصول الی دیار الرسولؐ**: (شمارہ ۶۰۸) آپؐ کے فضل اور خلق، شرح عبادات اور رسائل پر مشتمل ہے۔ اور صفحات کی تعداد ۱۹۸ ہے۔

۲۹۔ **وفات نامہ پیامبرؐ**: (کتاب خانہ گنج بخش میں اس کے تقریباً ۲۰ نسخے موجود ہیں)

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ اسلام آباد میں کلچرل قونصلر جمہوری اسلامی ایران سے وابستہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے کتاب خانہ گنج بخش میں حضرت رسول اکرمؐ کے بارے میں خاص

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناموں کے ساتھ ہزاروں نسخے موجود ہیں اور فارسی ،اردو ،پنجابی ،پشتو ،سندھی ،سرائیکی ،بلتی ،اور عربی زبانوں میں بھی سینکڑوں منظومات موجود ہیں۔اور شائقین کے مطالعے،تصحیح اور چھاپنے کے سلسلے میں موجود یہ مواد مرکز ان کی دسترس میں دے سکتا ہے۔

مآخذ و منابع

اس مقالے کے مآخذ دائرۃ المعارفوں کے مرسوم طریق کار کے مطابق خود مقالے میں اور قوسین میں دیئے گئے ہیں۔

............☆............

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت نگاری کی ابتداء اور سندھی علماء کے چند مخطوطاتِ سیرت کا جائزہ

* پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالغنی شیخ

الحمد للّٰہ الذی ھو الرحمن الرحیم ونصلی و نسلم علی حبیبہ قاسم النعیم و بالمؤمنین رَؤُف رَّحِیم. اما بعد

یہ عاجز اپنے مقالے کا آغاز D.S.Margoliutn (ڈی ۔ ایس مارگولیاتھ) کی کتاب Muhammad and the Rise of Islam کے ابتدائی جملے سے کر رہا ہے جو کہ ایک ضرب المثل اور آفاقی حقیقت کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:۔

> " The Biographers of the Prophet (Peace be upon Him) form a long series which is impossible to end but in which it would be honourable to find a place."(1)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاروں کا طویل سلسلہ جس کو ختم کرنا ناممکن ہے مگر ان میں جگہ پالینا باعث شرف ہے۔"

حدیث کے لکھنے کی ابتداء جیسا کہ حضور ﷺ کے عہد مبارک میں ہو چکی تھی۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ سیرت نگاری کی ابتدا بھی حقیقت میں آپ ﷺ کے ہی عہد میں ہو چکی تھی۔

صحابہ کرام حضور ﷺ کے ہر قول، فعل و عمل کو تحریر کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے دور میں قرآنی آیات و دیگر شرعی مسائل لکھے جاتے تھے۔ صحیح مسلم کی یہ حدیث:

---

* چیئر مین شعبہ عربی و فارسی ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف لینگویجز یونیورسٹی، آف سندھ جامشورہ

1 "D.S Margoliuth:Muhammad and the Rise of Islam" New York Rutman's Sons, 3rd:ed:P.23

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لا تكتبوا عني من كتب غير القرآن فليمحه))(۲)

''مجھ سے کوئی چیز نہ لکھو، جس نے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہوتو اسے مٹا دے۔''اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دور میں آپ کے قول وفعل کولکھا جاتا تھا۔

صحیح بخاری (باب العلم) میں سیدنا ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ: حدیث میں کوئی بھی صحابی مجھ سے آگے نہیں البتہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی شان اور ہے کیونکہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے احادیث لکھتا تھا اور میں لکھتا نہیں تھا۔(۳)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (۶۵ھ) کی یہ عادت تھی کہ آنحضرت ﷺ سے جو بھی سنتے تھے وہ لکھ لیتے تھے(۴) علامہ ابن اثیر(۵) اپنی کتاب میں اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جس بیاض میں احادیث اکٹھی کیں اس کا نام ''صحیفۂ صادقہ'' تھا۔

امام بخاری نے کتاب العلم میں ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ والے سال خزاعی قوم میں ایک شخص کا قتل کیا گیا اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ڈاچی پر چڑھ کر خطبہ فرمایا: خطبے کے بعد آپ کی خدمت میں ایک یمنی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ خطبہ مجھے لکھ دیں۔ اس پر آپ ﷺ نے حکم کیا کہ یہ خطبہ اس کو لکھ دیا جائے۔(۶)

بقول علامہ شبلی نعمانی(۷) آنحضرت ﷺ کے وصال تک مندرجہ ذیل علمی سرمایہ تحریری طور پر جمع کیا گیا تھا۔

1۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا تحریری مواد

۲۔ صحیح مسلم 'کتاب الزھد' جلد ۷ 'ص ۳۰۵' دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳۔ صحیح بخاری' باب العلم' جلد ۱' ص ۸۶ .حدیث نمبر ۱۱۳

۴۔ سنن ابی داؤد. باب کتابۃ العلم' ۷۷' ۱' ۲۳۷ . محمد سعید تاجران کتب' کراچی

۵۔ ابن اثیر' علی الدین ابو الحسن' اسد الغابۃ: طھران ۱۳۶۷ھ' جلد ۳' ص ۲۳۳

۶۔ صحیح بخاری' باب العلم' جلد : ۱ ' ص :۸۵ ' حدیث نمبر ۱۱۲

۷۔ علامہ شبلی نعمانی ' سیرت النبی' ج۱' ص:۱۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحریریں

3۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تحریریں

4۔ وہ معاہدے جو حضور ﷺ نے کیے مثلاً صلح حدیبیہ، بادشاہوں کے نام خطوط، عرب قبیلوں کے نام، پندرہ سو صحابہ کے اسماء کی تحریر کا مجموعہ وغیرہ۔

آنحضرت ﷺ کے دور کے بعد اس فن (سیرت نگاری) کا تحریری مواد اتنا تو زیادہ ہو گیا کہ ولید یزید کے قتل کے بعد جب حدیث اور روایات کا مجموعہ ولید کے کتب خانے سے منتقل کیا گیا تو فقط امام زہری کی روایات اور تالیفات کو ہی سواری پر اٹھایا گیا۔(۸)

ثابت ہوا کہ تحریری عمل آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں ہی شروع ہو چکا تھا البتہ تصنیف وتالیف کا ابھی رواج نہیں پڑا تھا۔ بعد میں خلفاء اور بادشاہوں کی خاص توجہ کے نتیجے میں اس کا شوق پیدا ہوا اور اہل علم، تصنیف وتالیف میں مصروف ہو گئے۔

جس قدر مغازی اور سیرت پر تالیفات کا سوال ہے تو اس کے بارے میں ''کشف الظنون'' (۹) کا مصنف لکھتا ہے کہ:۔ مغازی میں سب سے پہلے محمد بن اسحاق بن یسار، رئیس اہل المغازی نے کتاب لکھی۔

ڈاکٹر مصطفیٰ صبری (۱۰) کی تحقیق کے مطابق سیرت کے موضوع پر سب سے پہلے ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قلم اٹھایا اس کے بعد عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور شرحبیل بن سعد نے اس موضوع پر لکھا۔ ان کے بعد زہری نے لکھا جو امام بخاری کا استاد ہے۔

سہیلی کی رائے کے مطابق اس موضوع پر سب سے پہلے امام زہری نے قلم اٹھایا۔ وہ کہتا ہے کہ:۔

''ھی اول سیرة الفت فی الاسلام'' (۱۱)

۸۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی: السنة و مکانتها فی التشریع الاسلامی، ص۳۰۷، قاهره ۱۳۸۰ھ

۹۔ حاجی خلیفه : کشف الظنون. ج۲، ص:۱۰۱۲، استنبول:۱۹۴۳ء

۱۰۔ ڈاکٹر مصطفیٰ صبری: موقف العقل والعالم من رب العالمین، ص: ۴۷، قاهره: ۱۳۴۹ھ

۱۱۔ ابو القاسم، عبد الرحمن سهیلی : ''الروض الانف'' بیروت: ۱۹۷۸ء، جلد: ۱، مقدمه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت پر یہ پہلی تصنیف ہے جو اسلام میں تالیف ہوئی۔"

شبلی نعمانی نے سہیلی کی رائے پر اعتماد کیا ہے اور ابن شہاب زہری کو سب سے پہلا سیرت نگار کہا ہے۔ بہر حال ڈاکٹر صبری کی رائے کے مطابق ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کو پہلا سیرت نگار قرار دینا اس لئے درست نہیں ہے کہ اس نے احادیث' سیرت کے موضوع پر لکھنے کے مقصد سے اکٹھی نہیں کی تھیں۔ اس لئے اس کو محدث تو کہا جا سکتا ہے مگر سیرت نگار نہیں۔

جہاں تک کسی سندھی عالم کی طرف سے سب سے پہلے سیرت و مغازی پر کتاب لکھنے کا سوال ہے تو اس سلسلے میں علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی تحقیق کے مطابق ابو معشر نجیح سندھی' سب سے پہلا سیرت نگار ہے وہ لکھتا ہے کہ: "سیرت کا فن جیسے ہی دوسری صدی میں وجود میں آیا تو ابو معشر نجیح سندھی نے کتاب المغازی لکھی اور سندھی عالم کی سیرت پر یہ پہلی کتاب ہے۔ البتہ اس وقت ناپید ہے۔ اس کے بعد علامہ جعفر دیبلی کی شخصیت ہے جس نے ان خطوط کو اکٹھا کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تبلیغ کے سلسلے میں لکھے تھے۔ (۱۲) جیسا کہ اس مقالے کا عنوان سیرت نگاری کی ابتداء اور سندھی علماء کے مخطوعات سیرت کا جائزہ ہے۔

اس لیے اب یہ عاجز سندھی علماء کے اٹھارہ مخطوطات سیرت کا جائزہ پیش کرنے کی سعادت کر رہا ہے۔ عاجز حروف تہجی کے اعتبار سے ان کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے:

۱۔ بدر المنیر (مخطوط) :۔

مصنف: مخدوم عبداللہ نروالا

اس مخطوط کا مرکزی موضوع سیرت رسول اور ارکانِ اسلام ہے۔ قدیم سندھی زبان استعمال کی گئی ہے البتہ زبان قابل فہم اور آسان ہے۔ مصنف نے یہ نسخہ بارہ صدی ہجری میں لکھ کر پورا کیا۔ (۱۳)

۱۲۔ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی: "علم سیرت جنی اوسراءِ ارتقاء سندہ" مهران ۱/۱۹۷۹

۱۳۔ بدر المنیر' ص: ۱۱۔۱۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ تواریخ جہان فی احوال رسول زمان (مخطوط) :۔

مصنف: قاضی جان محمد انصاری قنبری اور محمد عثمان

کاتب: محمد عثمان لاڑکانہ

سائز: ۳۰، ۲۰ س م

صفحہ: ۵۸۰

سطور: ۱۳ فی صفحہ

سال: ۱۳۳۹ھ/۱۹۱۹ء

زبان: سندھی

یہ مخطوط فن تاریخ پر ہے۔ ابتداء زمانہ سے حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین تک کا ذکر اس میں کیا گیا ہے اس کے علاوہ اس میں معروف انبیاء کرام، اولیاء عظام و دیگر بزرگ ہستیوں کا بھی ذکر موجود ہے۔ اس میں کتابت کی کافی غلطیاں ہیں۔(۱۴)

۳۔ تذکرہ معراج النبی (مخطوط) :۔

اس مخطوط کے مصنف کا نام نہیں ملتا، البتہ کاتب کا نام محمد شفیع مجاور مخطوطے کے آخر میں لکھا ہوا ہے۔ یہ عربی زبان میں ۳۷ صفحات پر مشتمل مخطوط ہے۔ اس کی سائز ۲۵۔۱۸ س م ہے اور سال ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۰ء کا لکھا ہوا ہے۔

اس مخطوط میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ یہ مخطوط مقدمہ تین ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ خط صاف، خوبصورت اور پڑھنے میں آسان ہے البتہ اس میں کتابت کی غلطیاں ہیں۔ اس مخطوط کا کاغذ دیسی موٹا اور صفائی ہے۔

۱۴۔ دکتور حافظ عبد الغنی شیخ" تذکرۃ علمآء لاڑکانہ و مساعیھم للعلم العربیۃ والاسلامیہ" المقالۃ لنیل شھادۃ الدکتوراہ فی العربیۃ جامعۃ السند جامشورہ. ص ۴۱.۴۳، ۱۹۹۳ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ خزانہ الاعظم (مخطوط) :۔

مصنف: مخدوم عبداللہ (نرئے پکھووالا)

کاتب: خود مؤلف

زباں: سندھی نظم الف اشبیاء سے

سائز: ۲۹۔۱۸س م

صفحہ: ۵۹۶

سطور: ۱۷فی صفحہ

سال: ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۲ء

کاغذ: دیسی عمدہ رنگ سبزہ مائل

خط: نسخ سادہ

اسم الخط: عربی

اس مخطوط میں حضور ﷺ کی سیرت اور اکابر اسلام کی سوانح اور ان کے ارشادات لکھے گئے ہیں۔ یہ مخطوط کشادہ خط ہے اور ۳۳۹ صفحہ تک کا مواد سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے۔

۵۔ درالمجالس (مخطوط) :۔

مصنف: سید ابوظفر

کاتب:

زبان: فارسی

سائز: ۲۰۔۱۰س م

صفحہ: ۳۵۰

سطور: ۱۹فی صفحہ

سال:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاغذ: دیسی موٹا

یہ مخطوط اصل میں چھپا ہوا ہے۔اس میں انبیاء اور صلحاء کا ذکر ہے۔ٹوٹل ۱۳۳ ابواب پر مشتمل ہے جن میں چھٹے سے نویں باب تک آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر موجود ہے۔

۶۔ رسالت نامو (مخطوط):۔

مصنف: ثناءاللہ ثنائی (ولد سنۃ:۱۳۱۲ھ وتوفی سنۃ:۱۳۹۸ھ)

کاتب:

سائز:

صفحات: ۱۱۴

سال:

مولانا ثناءاللہ ثنائی کا یہ قلمی سرمایہ منظوم تاریخ اسلام کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔مثنوی کی طرز پر لکھے ہوئے اس مخطوط کو چھوٹے چھوٹے عنوان دیئے گئے ہیں مثلاً جبرئیل کا نزول، نبوت کا ملنا، ورقہ بن نوفل کا حال، دوبارہ وحی کا آنا، کفار کی ایذارسانی وغیرہ۔(۱۵)

۷۔ زاد السفینه لسالکی المدینة (فارسی) مخطوط:۔

مصنف: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی

کاتب: علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی

صفحہ: ۳۹

سطور: ۲۱ فی صفحہ

سائز: رائل

اس مخطوط کا مرکزی موضوع "مدینہ منورہ کے اسماء" اور مدینہ منورہ کے ہر نام کی معنیٰ، تشریح اور بنیاد کو مصنف نے جمع کیا ہے۔اصل مخطوطہ شاید مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی صاحب کا خود لکھا ہوا ہے لیکن بعد

۱۵۔ رسالت نامو (مخطوط) ص ۲۸.۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں علامہ قاسمی نے ۱۹۵۷ء میں اس پر سے نقل کیا ہے۔ یہ مخطوط قاسمی صاحب کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔

۸۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مخطوط) :۔

مصنف:

کاتب:

زبان: سندھی

سائز: ۳۲۰۵ ۲۶ س'م

صفحات: ۱۵۷

سطور: ۱۶ فی صفحہ

سال:

کاغذ: دیسی' موٹا' حنائی

خط: عمدہ

اس مخطوط میں سیرت کا بیان ہے اس مخطوط کے شروع اور آخر کے کچھ صفحات ضائع ہو گئے ہیں۔ عبارت اور کتابت کی بہت سی غلطیاں اس مخطوط میں ہیں۔ مخطوط بہت قدیم معلوم ہوتا ہے۔

۹۔ شمائل محمدیہ (مخطوط) :۔

مصنف: عبدالرسول بن عبدالصمد

کاتب: سید حیدر شاہ ولد سید میر علی شاہ' اجن شاہ

زبان: عربی

سائز: ۲۰'۱۴ س'م

صفحات: ۵۷۲

سطور: ۱۳ فی صفحہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال: ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۸ء

اس مخطوط کا موضوع سیرت ہے۔اس میں آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کی سیرت وصورت، طرز تکلم، قد وقامت، قیام وقعود غرض کہ ہر پہلو کا بیان کیا گیا ہے۔علماء اس مخطوط کو انتہائی اہمیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس میں کل ۷۴ فصلیں ہیں اور آخری فصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین، تدفین و جنازہ اوراس میں جتنے بھی اختلافات ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۰۔ قصیدہ بردہ (مخطوط) :۔

مترجم: میر حسن علی خان (وفات ۱۹۰۷ء)

مترجم کا یہ ترجمہ علمی اور ادبی لحاظ سے نہایت عمدہ ہے۔ یہ منظوم ترجمہ سندھی میں لکھا گیا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۶۸ اشعار پر مشتمل ہے اور ایک ہی بحر فاعلاتن میں مثنوی کے انداز پر لکھا گیا ہے۔مترجم کی طرف سے کچھ اشعار رہ بھی گئے ہیں۔اس میں الفاظ کا انتخاب اور استعمال نہایت فصاحت، بلاغت اور روانی سے کیا گیا ہے۔

۱۱۔ قوۃ العاشقین (مخطوط) :۔

مصنف: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی

کاتب: ملا احمد

زبان: سندھی منظوم آزاد نظم مشابہ نثر

سائز: ۲۰، ۱۴ س،م

صفحات: ۳۶۰

سطور: ۱۴ فی صفحہ

سال: ۱۱۸۵ھ/ ۱۷۶۵ء

یہ مخطوط ''قوۃ العاشقین'' کا دوسرا نسخہ ہے۔خط صاف اور خوبصورت ہے۔اس میں عربی قصیدے بھی ہیں۔یہ مخطوط سندھی زبان میں ہے اس کی زبان بہت پیاری ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ معراج ناموں (مخطوط) :۔

مصنف: ثناءاللہ ثنائی

صفحات: ۴۱

سال:

اس مخطوط کا موضوع آنحضرت ﷺ کا معراج ہے۔اس میں عقلی ونقلی دلائل سے معراج کا واقعہ ثابت کیا گیا ہے اس میں چھوٹے چھوٹے عنوان قائم کئے گئے ہیں۔

۱۳۔ معراج نامہ (مخطوط) :۔

مصنف: میاں محمد حسین سومرو

کاتب: میاں محمد حسین سومرو

زبان: سندھی منظوم

سائز: ۲۰، ۱۲۔س، م

صفحات: ۴۷۲

سطور: ۱۵فی صفحہ

سال: ۱۲۲۷ھ/ ۱۸۰۷ء

کاغذ: دیسی موٹا

خط: نسخ عمدہ

اس مخطوط کا موضوع سیرت ہے۔آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کے معراج، خوارق اور معجزات کا تفصیلی بیان اس مخطوط میں کی گیا ہے۔

۱۴۔ معراج نامہ (مخطوط) :۔

مصنف: احمد

کاتب: رحمت اللہ بن عبدالرشید

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان: سندھی نظم۔ الفاشباع سے

سائز: ۱۷۔۱۶س‘م

صفحات: ۳۲۰

سطور: ۱۳فی صفحہ

کاغذ: دیسی موٹا

سال: ۲۷جمادی الثانی ۱۲۷۹ھ/ ۱۸۵۹ء

یہ مخطوط بہت پرانا ہے۔ اس مخطوط کے صفحہ ۶۳ سے ۳۱۱ تک معراج کا ذکر ہے البتہ بیان غیر معتبر ہے۔ ص ۳۱۴ سے ''سہ حرفی'' میں ایک مناجات دی گئی ہے جو کہ اردو اور پنجابی زبانوں ملا کر لکھی گئی ہے اور اس کے ہر شعر کے آخر میں یہ الفاظ ہیں ''حقا میری فریاد سن''

۱۵۔ معراج نامہ (مخطوط) :۔

مصنف: ملا احمد

کاتب: رحمت اللہ ولد عبدالرشید از اولاد مخدوم نورنگ ضلع لاڑکانہ‘ سندھ

زبان: سندھی‘ منظوم

سائز: ۲۰،۱۶۔س،م

صفحات: ۳۲۰

سطور: ۱۳فی صفحہ

سال: ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۹ء

اس نام سے دوسرا نسخہ بھی موجود ہے۔ مصنف اور کاتب دونوں وہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ مخطوط لکھا گیا اور بعد میں دوسرا کیونکہ اس میں تاریخ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ کی ہے اور دوسرے میں جمادی الثانی ۱۲۷۹ھ کی ہے۔ البتہ آغاز والی عبارت میں فرق ہے۔ اس میں قدیم سندھی زبان استعمال کی گئی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ معارج النبوۃ فی مدارج الفتوہ (مخطوط) :۔

مصنف: ملا معین کاشانی المعروف بہ ملا مسکین

کاتب: دوست محمد بن تردی علی

زبان: فارسی

سائز: ۳۲، ۲۲۔س،

صفحات: ۸۷۰

سطور: ۲۱ فی صفحہ

سال: ۱۰۳۶ھ/۱۶۱۶ء

اس مخطوط کا موضوع سیرت ہے یہ مخطوط بہت قدیم ہے۔ یہ مخطوط بہت مرتبہ چھپ چکا ہے۔ حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ، آپ کے غزوات اور حالات مقدسہ کی انتہائی معتبر کتاب ہے۔ اصل کتاب ایک مقدمہ، چار ارکان اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ البتہ یہ مخطوطہ پرانا ہونے کی وجہ سے اس میں مقدمہ اور دو رکن کٹ گئے ہیں اس مخطوط میں آیات واحادیث لال سیاہی سے لکھی گئی ہیں۔

۱۷۔ نورنامو سندھی (مخطوط) :۔

مصنف: عبدالرحمٰن

کاتب: عثمان

زبان: سندھی، آزاد نظم

سائز: ۲۰، ۱۰۔ا،م

صفحات: ۸۲

سطور: ۹ فی صفحہ

سال: ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۴ء

اس مخطوط میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کثرت سے کیا گیا ہے اور اس نام کی کتاب بہت سی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری زبانوں میں بھی لکھی گئی ہیں۔

۱۸۔ ہجرت نامو (مخطوط، منظوم) :۔

مصنف: ثناء اللہ ثنائی

صفحات: ۸۰

سال:

اس قلمی سرمایہ میں حضور ﷺ کے مکہ سے **مدینہ ہجرت** والے واقعے کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں سیدنا صدیق اکبر کی رفاقت، سیدنا علی رضی اللہ کی شجاعت **مدینۃ المنورہ** کی مختصر تاریخ، مہاجروں کے لئے انصار کی قربانی، مدینۃ النبی میں حضور ﷺ کی پہلی تقریر اور حضرت ابوایوب انصاری، مسجد قباء، مسجد نبوی وغیرہ کے عنوان قائم کئے گئے ہیں۔ (۱۶)

نتائج:۔

1۔ سندھ کے علماء میں شروع ہی سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ رہا اور الحمد للہ اب بھی ہے اور انشا اللہ تعالیٰ رہے گا۔

2۔ سندھ کے علماء نے سیرت پر لکھنے کے لئے قرآن وحدیث، شمائل ومغازی اور صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین کی روایات، حالات کے احوال کو اپنا ماخذ بنایا۔

3۔ سندھی سیرت نگاروں نے ان کے بعد جن کتابوں کو اپنا مآخذ بنایا اس میں سرفہرست **ابوجعفر بن** ابراہیم بن عبداللہ کی کتاب مکاتیب النبی، طبقات ابن سعد، **دلائل النبوہ لابی نعیم** اصفہانی، الخصائص الکبری، المواھب اللدنیۃ، مدارج النبوۃ، **بذل القوۃ** اور قوت العاشقین شامل ہیں ان کے علاوہ سید سلیمان ندوی کی سیرت النبی اور **خطبات مدراس** بھی شامل ہیں۔

۱۶۔ دکتور حافظ عبد الغنی شیخ. "تذکرۃ علمآء لارکانہ و مساعیھم للعلوم العربیۃ **والاسلامیۃ**". المقالۃ الدکتوراہ فی العربیۃ. ص: ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۱۹۹۳ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔ نثر نگاروں کے علاوہ سندھی شعراء نے بھی سیرت رسول کو اجاگر کرنے میں بہت کوششیں کیں۔

تجاویز:۔

1۔ سندھی علماء کو چاہیے کہ ایک کمیٹی قائم کریں جو سیرت کے اصل ماخذ کا جائزہ لے اور ایک ایسی مستند اور مقبول عام کتاب تیار کرے جو اصل ماخذوں کا عکس ہو۔

2۔ دوسری زبانوں پر سیرت کی مستند کتابوں کے سندھی میں تراجم کئے جائیں۔

3۔ جدید سیرت نگاروں کو چاہئے کہ وہ سیرت پر لکھتے وقت ایسی روایات سے پرہیز کریں جو شان نبوت کے خلاف ہوں۔ اور ایسی غلطیوں کا اعادہ نہ کریں جن سے اسلام کے مرکزی عقیدے کو نقصان پہنچے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے علی احمد انصاری۔ سندھ میں سیرت نگاری۔ پی ایچ۔ڈی سندھ یونیورسٹی: ۶۸۳۔۱۰۷، دسمبر ۱۹۹۳ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''علمائے سندھ کے تصنیف کئے گئے کچھ غیر مطبوعہ قدیم مخطوطات سیرۃ کا جائزہ''

* ڈاکٹر عبدالرزاق گھانگھرو

حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکت تمام انسانیت کے لئے ہدایت کا ذریعہ اور روشنی کا مینار ہے۔ پوری انسانیت آپ ﷺ سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنے کی محتاج ہے۔ یہی سبب ہے کہ مسلمان مفکرین اور علمائے کرام نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کرنے کے لئے اس کو اجاگر کرنے والے عمل کو ایک مقدس فرض سمجھ کر پورا کیا ہے۔ تمام انسانیت نے اپنی عملی زندگی کو سنوارنے کے لئے، جس قدر آپ ﷺ سے روشنائی حاصل کی ہے، اس سے زیادہ روشنائی وہ کہیں سے بھی حاصل نہیں کرسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی حیات طیبہ کو قرآن پاک کا عملی ظہور قرار دیا۔

برصغیر پاک و ہند میں سندھ سب سے پہلا ملک ہے۔ جہاں اسلام کی روشنی سب سے پہلے پہنچی اور اس کی منور شعاعوں سے سارا برصغیر روشن ہوا۔ یہاں تک کے علمائے کرام نے قدیم زمانے سے لے کر آج تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر جتنا کام کیا ہے وہ برصغیر کی کسی علاقائی زبان میں نہیں ہوا۔ خاص کر پاکستان کی کسی بھی صوبائی زبان میں سیرت طیبہ کے متعلق اس قدر کام نہیں کیا گیا۔ اس طرح سندھ کے قدیم ادوار سے لے کر آج تک بڑا علمی اور تحقیقی کام ہوا ہے سن ۹۱ھ/ ۷۱۱ء میں سندھ میں عربی حکومت کا قیام عمل میں آیا اور تقریباً تین سو سال تک قائم رہا۔ عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے۔ ''الناس علیٰ دین ملوکھم'' (۱) یعنی عوام حاکم کے دین پر ہوتے ہیں۔ اس قدرتی قانون کے

* مہران یونیورسٹی جامشورو حیدرآباد سندھ

۱۔ الزرقانی محمد بن عبدالباقی :''مختصر المقاصد الحسنہ''(عربی)، مکتبہ التربیتہ العربی لدول لخلیج الریاض۔ ۱۹۸۱ء ص: ۲۰۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحت سندھ کے لوگوں نے اسلامی روایات اور عربی زبانی کے اثر کو ہمیشہ کے لیے قبول کیا اور یہ اثر ابھی تک قائم ودائم ہے۔

تاریخی لحاظ سے مشہور عادل خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کی ذاتی کوشش اور سعی سے علم حدیث کو مدون کرنے کا کام شروع ہوا، تو سیرت طیبہ اور مغازی کا فن وجود میں آیا۔ ان کے ہی حکم سے عاصم بن انصاری (۱۲۱ھ / ۷۳۸ء) نے دمشق کی جامع مسجد میں سیرت کا درس دینا شروع کیا اور دوسری طرف اس فن کی تدوین کا کام بھی شروع کیا گیا۔ (۲) اس دور میں ایک دوسرے عالم امام محمد بن شہاب الزہری کو مغازی پر کتاب لکھنے کا کام سونپا گیا۔ امام زہری کے تلامذ میں ہشام بن عروہ کا شمار بڑے محدثین میں ہوتا ہے۔ ان سے حدیث اور سیرت طیبہ پر کافی روایات نقل کی گئی ہیں۔ (۳) ان کے ایک شاگرد ابو معشر نجیح بن عبدالرحمان السندی رالمتوفی ۱۷۰ھ/۷۸۶ء) بڑی شہرت کے مالک تھے۔ علم حدیث اور سیرت طیبہ کی تدوین کے ابتدائی دور میں یہ پہلا سندھی عالم ہے۔ جسے بیک وقت حدیث اور سیرت طیبہ سے نسبت رہی۔ اور مشہور محدث محمد بن اسحاق کی طرح۔ انہیں بھی سیرت اور مغازی کا امام مانا جاتا ہے۔ (۴)

مگر افسوس کہ ان کی تصنیف کی ہوئی کتاب ''المغازی'' زمانے کی دست برد کا شکار ہوگئی اور ان کی روایات ان کے حلقہ تلامیذ اور کتابوں کی زینت بن گئیں۔

امام ابو معشر نجیح کے بعد ابو جعفر محمد بن ابراہیم دیبلی (المتوفی ۳۲۲ھ۔۹۳۳ء) تیسری صدی ہجری میں دوسرا سندھی عالم ہے۔ جس نے حضور ﷺ کی طرف سے مختلف مواقع پر لکھے گئے خطوط کو پہلی مرتبہ ''مکاتیب النبی ﷺ'' کے نام سے مدون کیا، جو ایک بڑا کارنامہ ہے۔ سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ تیسری صدی ہجری کا یہ شاہکار زمانے کی دستبرد سے محفوظ رہا ہے۔ اور سنہ ۱۹۸۶ء میں جامعہ کراچی کے شعبہ عربی کے اُستاد محمد عبدالشہید نعمانی نے اس کا ترجمہ وشرح ''فرامین نبویؐ '' کے نام سے الرحیم اکیڈمی

۲۔ مولانا دین محمد وفائی: ''تذکرۃ مشاهیر سندھ''، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد، ۱۹۷۴، ص ۱۷-۱۹

۳۔ حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری: ''اصح السیر فی هدی خیر البشر''، نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی، ۱۹۸۲ء ص ۱۳۔

۴۔ عبدالرحمن جلال الدین السیوطی: ''الخصائص الکبری''، مترجم حکیم غلام معین الدین، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۹۷۶، دیکھئے مقدمہ، ص و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراچی کے تعاون سے شائع کیا ہے۔(۵)

سندھ میں عربی حکومت کے خاتمہ کے بعد سعہ، سومرا، مغل، ارغون دور تک سندھ کے علما اور فضلا نے سیرت طیبہ پر کافی علمی اور تحقیقی کام کیا۔ چونکہ ان ادوار کا علمی اور ادبی سرمایہ مکمل طور پر دستیاب نہیں ھو سکا ہے؛ اس لیے علمائے سندھ کی ان ادوار میں علمی اور ادبی خدمات کو مکمل طور پر اجاگر نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود جو کچھ دستیاب ہوا ہے، وہ عربی اور فارسی زبانوں میں ہے اور ان ادوار کی عظمت کی واضح دلیل ہے۔ اس کے بعد کلہوڑا دور حکومت میں اکثر سندھی علمائے تصنیف اور تالیف عربی اور فارسی کے ساتھ سندھی زبان میں کی ہے۔ یہ دور سندھ کی تاریخ میں علمی، ادبی اور مذہبی نقطہ نگاہ سے ایک درخشاں دور تصور کیا جاتا ہے۔ اس دور حکومت سے پہلے ہی ٹھٹھہ علمی اور سیاسی لحاظ سے ایک مشہور شہر تھا اور صدیوں سے علم وادب، تہذیب وتمدن، صنعت وحرفت، تجارت اور تعلیم کا اہم مرکز تھا۔ ہیملٹن جب سندھ میں آیا تھا، اس زمانے میں ٹھٹھہ میں چار سو مدارس قائم تھے۔(۶)

۵۔ مولانا محمد عبدالشہید نعمانی نے علامہ ابوجعفر دیبلی کی کتاب ''مکاتیب النبی ﷺ'' نہ صرف مکاتیب کے موضوع پر اب تک دستیاب کتابوں میں اولین کتاب کی حیثیت سے شمار کیا ہے؛ بلکہ علامہ صاحب کا شمار حدیث کے راویوں میں بھی کیا ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق علامہ دیبلی کے جزو ''مکاتیب النبی ﷺ'' کو روایت کرنے کا شرف مشہور حافظ حدیث ابوعلی نیشاپوری کو حاصل ہے حدیث کی کتابوں میں نقل کی گئیں مرویات میں ''جزو الدیبلی'' موجود ہے۔ چنانچہ ''تذکرۃ الحفاظ'' میں حافظ اعمش ہمدانی کے تذکرہ میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے؛ جس کے راویوں میں ابوجعفر دیبلی کا نام شامل ہے، اسکے علاوہ حافظ ابن عبدالبر نے احمد بن رحیم کے حوالے سے ابوجعفر کی ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ علامہ دیبلی کے اس جزو میں آپ ﷺ کے پچیس مکتوب جمع ہوئے ہیں۔ یہ تمام کے تمام مکتوب حضرت عمرو بن حزمؓ سے مروی ہے اور مختلف موضوع سے متعلق ہیں۔ محدثین میں اس جزو کی روایت متداول رہی ہے۔

قرون متاخرہ میں اس جزو کی حفاظت اور روایت کا سہرہ حافظ شمس الدین محمد بن علی طولون کے سر ہے۔ حافظ بن طولون دسویں صدی کے مشہور مؤرخ، محدث حافظ حدیث ہیں۔ اور اپنے دور کے بڑے بلند پایہ مصنف گزرے ہیں۔ چھ سو کے قریب ان کی تصانیف ہیں ان کی تصانیف میں حضور ﷺ کے مکاتیب پر مشتمل ایک رسالہ ''اعلام السائلین عن کتب سیدالمرسلین'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں آپ ﷺ کے وہ مکاتیب ہیں؛ جو آپ ﷺ نے مختلف فرمانروان مملکت اور دیگر اہم شخصیات کے نام تحریر کروائے ہیں۔ خوش قسمتی سے حافظ ابن طولون نے اپنی کتاب کے آخر میں محدث علامہ ابوجعفر دیبلی کے اس جزو کو بھی نقل کیا ہے۔ علامہ ابن طولون کے اس رسالہ کا قدیمی نسخہ کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں موجود ہے۔ (دیکھئے مقدمہ از مولانا محمد عبدالشہید نعمانی)

۶۔ ڈاکٹر مبارک علی؛ ''تاریخ سندھ مغل دور'' ادارہ نگارشات لاہور، ۱۹۸۷ء، ص: ۵۰، ۵۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلہوڑا دورِ حکومت میں ٹھٹھہ کے علمی حلقے میں ایک نئی تحریک شروع ہوئی، جس کا مقصد یہ تھا کہ عربی اور فارسی زبانوں کی بجائے، اسلامی علوم کا درس مادری سندھی زبان میں دیا جائے۔ اس تحریک کے اہم اسباب یہ تھے۔ پہلا یہ کہ بزرگانِ دین اور مشائخ شریعت کے تبلیغی اثر سے کئی غیر مسلم قوموں نے اسلام اختیار کیا تھا۔ اس لیے ٹھٹھہ کے علماء نے محسوس کیا کہ ان نومسلموں کو مذہبی تعلیم مادری زبان میں دی جائے۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ ان نومسلموں کو اسلام کے فقہی مسائل عربی اور فارسی کی بجائے مادری زبان میں سمجھانا آسان ہوگا۔ (۷)

یوں بھی ماہرین تعلیم کا کہنا ہے کہ مادری زبان میں دی ہوئی تعلیم زیادہ موثر ہوتی ہے۔ ٹھٹھہ میں اس تحریک کے بانی مخدوم ابوالحسن ٹھٹھوی تھے، جنھوں نے ۱۷۰۰ء میں نئی سندھی، عربی صورت خطی تیار کر کے، سندھی علماء کے لیے راہ ہموار کی۔ (۸)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (المتوفی ۱۱۷۴/۱۷۶۱ء) جو اس دور کے بڑے عالم مفسر اور فقیہ گزرے ہیں، نے اپنی تصنیف کی ہوئی تفسیر "ہاشمی" میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے یہ تفسیر اس لیے تالیف کی ہے؛ کیونکہ سندھ کے اکثر لوگ عربی زبان نہ سمجھنے کی وجہ سے، قرآن پاک کے مطلب اور مفہوم کو سمجھنے سے قاصر ہیں؛ اس لئے میں یہ ترجمہ وتفسیر سندھی میں تالیف کر رہا ہوں۔ (۹)

مخدوم محمد ہاشم کا شمار سندھ کے بلند مرتبہ علماء میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اسلامی علوم کے ہر فن پر علمی اور تحقیقی کام کیا ہے ان کی تصنیفات کی تعداد ۱۵۰ سے زیادہ ہے۔ انہوں نے علم تفسیر، حدیث، سیرت طیبہ اور علم فقہ پر عربی، فارسی اور سندھی زبان میں تصنیفات کی ہیں سیرت طیبہ پر ان کی تصنیفات بیس تک ہیں، جن میں کافی چھپ چکی ہیں اور بعض ابھی تک مخطوطوں کی شکل میں مختلف سرکاری وخانگی کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ ان کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب "قوة العاشقين" کے نام سے مشہور ہے اس کتاب میں آپ ﷺ کے ایک سو ساٹھ معجزات کو بڑی تحقیق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مخدوم صاحب نے یہ کتاب ۱۱۲۷ھ/۱۷۱۵ء میں سندھی زبان میں تصنیف کی۔ " بذل القوة في حوادث سني النبوة" مخدوم

۷۔ مہر غلام رسول: "تاریخ سندھ کلہوڑا دور"، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد، ۱۹۶۴ء، ص: ۵۷۷۔

۸۔ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ: "سندھی بولی ءادب جی تاریخ"، پاکستان سٹڈی سینٹر جام شورو ۱۹۹۰ء۔

۹۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی: "تفسیر ہاشمی"، کریمی پریس بمبئی، ۱۳۳۰ھ، ص: ۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کی سیرت طیبہ پر عربی زبان کی مشہور تصنیف، علمی دنیا میں ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب اردو زبان میں ''عہد نبوت کے ماہ وسال'' کے نام سے ۱۹۷۶ء میں چھپ چکی ہے سندھ کی ادبی تاریخ میں سیرت طیبہ کے سلسلے میں مخدوم عبداللہ اور خلیفہ محمد ٹھٹھوی کے نام بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ مخدوم عبداللہ کی سیرت طیبہ پر تالیف کی گئی کتابیں ''بدر المنیر'' اور ''قمر المنیر'' چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں اور خلیفہ محمد کی تمام تصنیفات انڈیا آفس لائبریری میں مخطوطوں کی شکل میں موجود ہیں۔ اس طرح کلہوڑا دور سے لے کہ نہ صرف برطانوی دور حکومت تک بلکہ آج تک اس سلسلے میں علمی اور تحقیقی کام جاری ہے۔ اس مختصر مقالے میں ہم نے سیرت طیبہ پر علمائے سندھ کی لکھی ہوئی ان تصانیف کا ذکر کیا ہے، جو ابھی تک مخطوطوں کی شکل میں موجود ہیں۔

(۱) فتح القوی فی نسب النبی ﷺ:

آپ ﷺ کے حسب ونسب کے متعلق یہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی تصنیف ہے اور فارسی زبان میں ہے۔ یہ مخطوطہ 12x7 انچ کی سائز میں 155 صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ پر تقریباً 21 سے 28 سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ مخدوم صاحب نے اس کتاب میں حضور ﷺ کے شجرہ نسب پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اس دوران مخدوم صاحب کو، جہاں اختلاف نظر آیا ہے، اس کو قرآن پاک، احادیث نبوی اور دیگر مشہور فقہی کتب کے حوالہ جات سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اس مخطوطے کی بڑی خوبی یہ ہے کہ مخدوم صاحب نے نسب نامہ میں جتنے نام آئے ہیں ہر لفظ کے لغوی معنی پر سیر حاصل بحث کی ہے کہ یہ کس زبان کا مروج لفظ ہے۔ اس سلسلے میں پوری کتاب میں تقریباً دوسو قدیم عربی و فارسی تفاسیر، لغات اور کتب فقہی کے حوالے دیے گئے ہیں۔ اس دوران صفحہ 50 پر لفظ ''قریش'' پر علمی بحث کرتے ہوئے ۲۸ قدیم تفاسیر، لغات اور کتب فقہ حنفی کے حوالے نقل کئے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ آپ ﷺ کے حسب ونسب کے متعلق ایک معلوماتی اور تحقیقی کتاب ہے۔ مخدوم ٹھٹھوی نے یہ کتاب محرم الحرام ۱۱۳۲ھ/۱۷۱۹ء سے لکھنا شروع کی اور ۱۴ ربیع الاول ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء میں مکمل کی، اس کتاب کا مخطوطہ تحصیل وارہ ضلع لاڑکانہ کے ایک گاؤں جونانی شریف کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (۱۰)

۱۰۔ مگسی عبدالرسول: ''مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی'' ڈاکٹریٹ کے لئے لکھا گیا مقالہ، سندھ یونیورسٹی جام شورو؛ ۱۹۹۵ء، ص: ۱۵۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) الباقیات الصالحات فی ذکر ازواج الطاھرات:

یہ مخطوطہ 10x8 انچ کے سائز میں 38 صفحات پر مشتمل ہے اور فارسی زبان میں ہے۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نے اس مخطوطے میں حضور ﷺ کی ازاوج مطہرات سے شادی، ان کے حسب ونسب اور وفات کے متعلق احوال تحریر کیے ہیں۔ مخدوم صاحب نے جن قدیم عربی وفارسی تفاسیر وکتب سیرت سے استفادہ کیا ہے۔ ان سے حوالے نقل کر کے اپنی تحریر کو مستند بنانے کی کوشش کی ہے۔ قدیم مصنفین کی طرح مخدوم صاحب نے مخطوطہ کی تصنیف کا سال ۱۱۴۷ھ/ ۱۷۳۴ء درج کیا ہے۔ اس مخطوطے کے قلمی نسخے انسٹیٹیوٹ آف سندھالوجی جام شورو، مدرسہ نعیمیہ ملیر کراچی اور دارالعلوم منصورہ تحصیل ہالا کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ (۱۱)

(۳) تذکرہ معراج النبی ﷺ:

یہ مخطوطہ 18x25cm کے سائز میں 137 اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر 15 سطریں درج ہیں۔ اس تذکرہ میں، جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے؛ آپ ﷺ کے معراج کے سفر کو عربی زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ قدیم مصنفین کی طرح مصنف نے کہیں بھی اپنا نام نہیں لکھا البتہ تصنیف کا سال ربیع الاوّل 1155ھ/1742ء درج کیا ہے۔ مخطوطہ کے آخر میں کاتب کا نام محمد شفیع المجاور کتابت کا سال 1220ھ/1805ء لکھا ہوا ہے۔ یہ مخطوطہ انسٹیٹیوٹ آف سندھالوجی جام شورو میں موجود ہے۔ پورے مخطوطے میں مصنف نے ''عطر اللھم قبرہ الکریم بعرف شذی من صلواتہ وتسلیم'' 54 مرتبہ تحریر کیا ہے۔ (۱۲)

(۴) وسیلۃ الفقیر فی شرح اسماء الرسول ﷺ:

یہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی تصنیف ہے اور فارسی زبان میں ہے۔ یہ مخطوطہ 9x7 انچ کے سائز میں 562 صفحات پر مشتمل ہے۔ مخدوم صاحب نے اس مخطوطہ میں آپ ﷺ کے 1181 اسمائے گرامی تحریر

۱۱۔ ایضاً، ص: ۶۸۰

۱۲۔ محمد صدیق ماسٹر: ''سندھالاجی میں موجود قلمی نسخن جو تشریحی کیٹلاگ''، ۱۹۸۰ء، ص: ۱۷۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئے ہیں اور ان کو حروف تہجی پر ترتیب دیکر، ان کی لغوی معنی پر بحث کی ہے۔اس کے ساتھ اس بات کی نشاندہی بھی کی ہے کہ یہ اسمائے گرامی کو قرآن پاک، احادیث نبوی اور دیگر کتب لغات میں کہاں اور کس معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔مخدوم صاحب نے اس مخطوطہ میں کہیں بھی تصنیف کا سال نہیں لکھا اور نہ ہی کاتب نے کتابت کی تاریخ درج کی ہے۔یہ مخطوطہ سندھ یونیورسٹی کی مرکزی علامہ آء- آء قاضی لائبریری میں موجود ہے۔(۱۳)

(۵) ثمانیه قصائد صغارفی مدح النبی ﷺ:

حضور ﷺ کی مدح اور ثنا میں تصنیف کئے گئے یہ آٹھ رسائل مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی تالیف ہیں۔یہ رسائل 7x5 انچ کے سائز میں 182 صفحات پر مشتمل ہیں۔ہر ایک صفحہ پر دس سے لے کر 15 تک سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ان رسائل میں ایک قصیدہ، قصیدہ بردہ کی نہج پر تالیف کیا گیا ہے۔اور باقی میں مختلف قافیے بنا کر نہایت والہانہ عقیدت کے ساتھ فخر دوعالم ﷺ کی توصیف اور تعریف بیان کی ہے۔ایک قصیدہ کا آغاز اس طرح کیا گیا ہے۔

یـــا ســـالـــکـــا طـــرق الـــمـــدیـــنـــه طیبـــه
بـــلـــغ تـــحـــیـــا تـــی الـــی ســـاکـــن الـــحـــرم
فـــاذاقـــدمـــت بهـــا نـــقـــول مـــلاک
اهلاً و سهلاً مـــرحبـــا خیـــر مـــقـــدم

اس طرح اس قصیدہ کا خاتمہ اس طرح کیا گیا ہے۔

صـــلـــی عـــلـــیـــه و آلـــه رب الـــعـــبـــاد و صـــحـــبـــه
مـــادام بـــرق دانـــاصـــلـــو عـــلـــیـــه وســـلـــمـــو)(۱۴)

یہ مخطوطہ قاسمیہ لائبریری کنڈیارو ضلع نوشہروفیروز میں موجود ہے اور اس مخطوطہ کے آخر میں

۱۳۔قادری عبدالرسول:''مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی؛ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد ۱۹۸۸ء،ص:۱۰۹

۱۴۔مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی:''قصیدہ میمه المسدس فی مدح النبی ﷺ''(قلمی)،ص:۱۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاتب کا نام فیض محمد ولد حاجی بو بکائی اور کتابت کا سال 1205ھ/1790ء درج ہے۔

(۶) معراج نامہ:

یہ مخطوطہ انڈیا آفس لندن میں موجود ہے۔ جو 18x14 س۔م کے سائز میں 38 اوراق پر مشتمل ہے، قدیم سندھی نظم میں لکھے گئے، اس مخطوطہ کے ہر ورق پر 14 سطریں ہیں۔ مشہور عربی تفاسیر، کتب حدیث اور دیگر کتب سے، جو حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں: ان کے لیے کاتب نے لال سیاھی استعمال کی ہے۔ یہ مخطوطہ خلیفہ محمد بن عبدالخالق کی تصنیف ہے۔ خلیفہ صاحب کلھوڑا دور کے بلند مرتبہ عالم، مفسر اور سیرت نگار ہیں، جن کی تمام تصنیفات سندھی زبان میں ہیں اور تمام کی تمام انڈیا آفس لائبریری میں مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔ مخطوطہ کے آخر میں کتابت کا سال 1201ھ/ 1780ء درج ہے۔ (۱۵)

(۷) غزوات:

آپ ﷺ کی شجاعت، تدبر اور غزوات پر مشتمل یہ مخطوطہ مخدوم عبداللہ نرائی کی تصنیف ہے۔ 32*25cm کے سائز میں مخدوم عبداللہ نے قدیم سندھی نظم میں، سیرت طیبہ کے اس اہم موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس مخطوطہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ مخدوم صاحب نے اپنی تحریر کو مستند اور مدلل بنانے کیلئے، مشہور قدیم عربی وفارسی تفاسیر ودیگر کتب کے علاوہ، قرآن پاک کی، آیات کو بہت زیادہ استعمال کیا ہے۔ چونکہ قرآن پاک کی آیات کیلئے کاتب نے لال سیاہی استعمال کی ہے۔ اس لئے قرآنی آیات نمایاں نظر آتی ہیں اور یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ قرآن پاک کی آیات کی تفسیر ہے۔ مخطوطہ کی آخر میں مخدوم صاحب نے اپنا نام اور تالیف کا سن 1175ھ/1762ء درج کیا ہے۔ یہ مخطوطہ قاسمیہ لائبریری کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز میں موجود ہے۔ ڈاکٹر میمن عبداللہ المجید کی رائے ہے کہ سندھی زبان میں یہ پہلی کتاب ہے، جو اس موضوع پر تالیف کی گئی۔ (۱۶)

۱۵۔ Dr : Shakle :Catalogue of the Punjab and Sindhi Manuscripts in the Indian office library "london 1977-p-80.

۱۶۔ مخدوم عبداللہ: ''خزانہ الاعظم'' مہران اکیڈمی کراچی؛ ۱۹۹۶ء، ص: ۳۳، ۳۴ دیکھئے مقدمہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) معراج نامہ:

حضور ﷺ کے معراج کے سفر پر مشتمل یہ مخطوطہ انسٹیٹیوٹ آف سندھالا جی میں موجود ہے۔ 12.5*30 کے سائز میں، اس مخطوطے میں 472 صفحات ہیں۔قدیم سندھی نظم میں تالیف، اس مخطوطہ میں، مصنف نے اپنا ظاہر نہیں کیا؛ البتہ آخر میں کاتب کا نام محمد حسین سومرو اور کتابت کا سن 1227ھ/ 1809ء لکھا ہوا ہے۔(۱۷)

(۹) شمائل محمدیہ:

14x20cm کے سائز میں، یہ مخطوطہ 572 صفحات پر مشتمل ہے اور ہر ورق پر سطروں کی تعداد 13 ہے۔مصنف عبداللہ الرسول بن عبدالصمد نے عربی زبان میں آپ ﷺ کی صورت، قدوقامت، قیام وقعود، کردار و گفتار پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔مخطوطہ کی شروع میں 18 صفحات پر صرف فہرست دی گئی ہے۔مخطوطہ کی شروع میں مصنف نے حمد و درود کے بعد اپنا شجرہ نسب نقل کیا ہے۔اور اس کے بعد ان الفاظ سے مخطوطہ کو شروع کیا ہے۔

"لمن ليس له قوته فى العربيه وسميتها بالشمائل المحمديه....الخ"

مخطوطہ کے آخر میں کاتب کا نام سید حیدر شاہ ولد سید میر علی شاہ ساکن قریہ اجن شاہ اور کتابت کا سال 25 المرجب 1276ھ/1859ء درج ہے۔یہ مخطوطہ انسٹیٹیوٹ آف سندھالا جی میں موجود ہے۔(۱۸)۔

(۱۰) زبدۃ الموالید:

یہ مخطوطہ قاسمیہ لائبریری کنڈیارو میں موجود ہے۔14.5cm*18 کے سائز کے اس مخطوطہ میں کل 147 اوراق ہیں۔فارسی زبان میں لکھے گئے، اس مخطوطہ کا مصنف مخدوم علی محمد دائرائی ہے۔موصوف سندھ کی مشہور قدیم دینی درسگاہ دائرہ شریف کے بانی تھے۔آپ نے اس کتاب میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کو مشہور عربی و فارسی تفاسیر و کتب سیرت کی روشنی میں ترتیب دیا ہے۔مخدوم صاحب نے

۱۷۔''سندھالا جی میں موجود قلمی نسخن جو تشریحی کیٹلاگ، ص:۱۴۴

۱۸۔ ایضاً؛ ص:۲۰۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کے آخر میں تالیف کا سال 9 ربیع الثانی 1281ھ/1864ء لکھا ہے۔(۱۹)

(۱۱) حلیة النبی ﷺ:

آپ ﷺ کی شکل وصورت مبارک کے متعلق یہ عربی مخطوطہ سندھ یونیورسٹی کی علامہ آ ءآ ءقاضی لائبریری میں موجود ہے۔ 24x14cm کے سائز میں، یہ مخطوطہ 36 صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف نے مختلف صحابہ اکرام اور ازواج مطہرات سے روایت کی گئیں احادیث کو اس مخطوطہ میں جمع کیا ہے۔ اس مخطوطہ کے مطالعہ سے کہیں بھی مصنف کا نام ظاہر نہیں ہوتا البتہ مخطوطہ کے آخر میں، کاتب کا نام فضل اللہ بن عمر دربیلوی السندی اور کتابت کا سن 1186ھ/1772ء معلوم ہوتا ہے۔(۲۰)

(۱۲) معراج نامہ:

حضور ﷺ کے معراج کے سفر پر تالیف کیا گیا یہ مخطوطہ احمد نامی ایک عالم کا ہے۔ سندھ کی ادبی تاریخ میں، اس عالم کے متعلق کوئی تفصیلی ذکر نہیں ملتا۔ 16*17cm کے سائز میں، اس مخطوطہ میں صفحات کی تعداد 320 ہے۔ قدیم سندھی نظم میں لکھے گئے، اس مخطوطہ میں تصنیف کا سال درج نہیں ہے۔ البتہ کاتب کا نام رحمتہ اللہ بن عبدالرشید اور کتابت کا سال 1279ھ/1843ء لکھا ہوا ہے۔ یہ انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی جام شورو میں موجود ہے۔ مندرجہ بالا مخطوطات کے علاوہ انڈیا آفس لائبریری میں موجود قدیم سندھی مخطوطات میں کچھ ایسے مختصر رسائل شامل ہیں، جن میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ خصوصاً آپ ﷺ کی مدح، ولادت باسعادت اور معراج کے سفر کے متعلق احوال درج ہیں۔ ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل نے اپنے ترتیب دیئے ہوئے کیٹلاگ میں، ان مختصر رسائل کا ذکر کیا ہے۔(۲۱)

۱۹۔ مخدوم علی محمد: ''مصلح المفتاح''، سندھ یونیورسٹی پریس حیدرآباد؛ ۱۹۷۰ء دیکھئے مقدمہ از ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ؛ ص:۱۴

۲۰۔ کاتب فضل اللہ بن عمر دربیلوی کے دو اور مخطوطے بھی علامہ آ ءآ ءقاضی لائبریری میں موجود ہیں۔ سندھ کی ادبی تاریخ میں دربیلوی علماء وفضلا کا تذکرہ نمایاں طور پر ملتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''اخبار الاخیار'' (فارسی) میں دربیلوی علما میں سے قاضی عبداللہ اور شیخ رحمت اللہ دربیلوی کے علم وکمالات کا ذکر کیا ہے۔

۲۱۔ Dr.Shakle :"Cataluge of Punjabi and Sindhi Manuscripts in India Office Library "London 1977-p-58-7.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسیر

علامہ ابن عبدالبر القرطبی

* پروفیسر ڈاکٹر نورالدین جامی

پانچویں صدی ہجری کی تاریخ کا اگر بہ نظر غائر مطالعہ لیا جائے تو آسمان علم وحکمت پر بے شمار درخشندہ ستارے جلوہ گر نظر آئیں گے جو اپنے علم وادب کی ضیاء پاشی سے جہاں بھر کی تاریکیوں اور ظلمتوں کو کافور کردیتے ہیں۔ تحقیق وتدقیق کے نئے نئے زاویے روشناس کرادیتے ہیں اور جن کی ذات سے علم وادب کے بے شمار چشمے پھوٹتے ہیں۔ انہیں تابندہ ستاروں میں اندلس کے علامہ ابن عبدالبر کی شخصیت آفتاب جہانتاب بن کر ابھرتی ہے۔

نام ونسب:۔

آپ کا نام یوسف کنیت ابوعمرو، اور عرفیت ابن عبدالبر ہے۔ آپ کا پورا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی ہے۔(۱)

تاریخ پیدائش:

آپ کی پیدائش بروز جمعہ 25 ربیع الثانی 368ھ کو قرطبہ میں ہوئی۔(۲) ابوالحسن طاہر بن مغفور المغافری کہتے ہیں کہ مجھے ابوعمرو عبدالبر نے اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں بتایا تھا کہ آپ کی تولید جمعہ کے روز اس وقت ہوئی جب جمعہ کا خطبہ ہو رہا تھا(۳)۔

خاندان:

آپ نے خالصتاً علمی وادبی ماحول میں آنکھ کھولی۔ آپ کا خاندان علمی لحاظ سے قرطبہ میں ممتاز

---

* چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان

۱۔ ابن خلکان، ابی العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر وفیات الاعیان، دارالفکر، بیروت لبنان، ج ۳، ص ۶۶

۲۔ معلم بطرس البستانی، دائرۃ المعارف، دارالمعرفہ بیروت، ج 1، ص ۵۸۵

۳۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان ج ۳ ص ۷۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔آپ کے والد محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالبر(380ء) قرطبہ کے عالی مرتبہ فقہا ومحدثین میں سے تھے اور علم وادب سے گہرا شغف رکھتے تھے۔آپ کا وطن قرطبہ اور قبیلہ المنتری تھا اور یہ نسب النمر قاسط کی وجہ سے ہوا جو اس خاندان کے مورث اعلیٰ تھے(۴)۔

حالات زندگی:

آپ کے والد کا شمار قرطبہ کے فقہا ومحدثین میں ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے والد نے آپ کو ٹھوس بنیادوں پر تعلیم دلوائی۔ابھی بمشکل آپ کی عمر تیرہ برس ہوگی کہ آپ کے والد محمد عبداللہ بن عبدالبر کا ربیع الثانی 380ھ میں وصال ہوگیا(۵)۔

تاہم آپ اس عظیم سانحہ کے باوجود بھی بڑے ذوق وجستجو کے ساتھ حصول علم میں مگن رہے اور قرطبہ میں ہی اس وقت کے جید ترین علماء کرام سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔آپ نے قرطبہ میں جن علماء سے تعلیم حاصل کی ان میں ابوالقاسم خلف بن القاسم،عبدالوارث بن سفیان،عبداللہ بن محمد بن عبدالمومن، محمد بن عبدالمالک بن صیفوں،عبداللہ بن محمد بن اسد الجھنی،یحی بن وجہ الجنتہ،احمد بن فتح الرسان،سعید بن نصر،الحسین ابن یعقوب البجانی،ابوعمر بن الحسو اروغیرہ شامل ہیں(۶)۔

ان نابغہ روزگار علماء کرام کے علاوہ ابن خلکان نے چند ایک اور حضرات کا بھی ذکر کیا ہے۔جن سے آپ نے تعلیم حاصل کی۔ان میں ابوعمرا الطلمنکی،ابوالولید ابن الفرضی وغیرہ شامل ہیں اور علوم حدیث کی اجازت اہل مشرق میں سے آپ کو ابوالقاسم السقطی الملکی،عبدالغنی بن سعید الحافظ،ابوذر الھروی،ابومحمد ابن النحاس المصری وغیرہ نے دی ہے۔

قاضی ابوعلی الحسین بن احمد بن حمد الغسانی الاندلسی الجیانی کہتے ہیں۔کہ ابن عبدالبر اہل قرطبہ میں سے ہمارے شیخ تھے۔آپ نے فقہ کا علم ابوعمر احمد بن عبدالمالک بن ہاشم الفقیہ الاشبیلی سے حاصل کیا اور علوم حدیث ابوالولید ابن الفرضی الحافظ سے حاصل کیا۔آپ نے ان سے بہت کچھ اخذ کیا اور آپ علم کی

۴۔ ایضا

۵۔ ایضا

۶۔ ذھبی،شمس الدین محمد،تذکرۃ الحفاظ دار احیاء التراث اسلامی ۱۳۷۴ھ،ج ۳،ص ۱۱۲۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب میں مگن رہے ۔ یہاں تک کہ آپ اندلس کے تمام علماء پر فائق تھے اور شہرۂ آفاق بن گئے ۔(۷) پانچویں صدی ہجری کی ابتداء میں جب قرطبہ سیاسی لحاظ سے خلفشار اور افراتفری کا شکار تھا ۔ اموی حکومت ختم ہوگئی تھی ۔ ہر طرف فتنہ وفساد پھیلنے لگا تھا نتیجتاً قرطبہ کے بہت سے علماء وادباء نے وہاں سے ہجرت کرنا شروع کردی ۔ علامہ ابن عبدالبر اپنی علمی منزلت کی وجہ سے اس وقت قرطبہ میں ایک خاص مقام حاصل کر چکے تھے ۔ آپ نے بھی وہاں سے ہجرت کرنے کا ارادہ کرلیا اور آپ قرطبہ سے بطلیموس چلے گئے جہاں بنوالافطس کی حکمرانی تھی ۔ وہ بڑا علم دوست اور قدردان شخص تھا ۔ انہوں نے آپ کی بڑی عزت وتوقیر کی اور آپ کو اپنی ریاست کے دوشہروں اشوتہ اور شنترین کا قاضی مقرر کردیا ۔ پھر آپ مشرقی اندلس چلے گئے ۔ بلنسیہ اور دانیہ میں اقامت گزیں ہوگئے ۔ جہاں مجاہد حکمران تھا ۔ مجاہد کو قرآن و حدیث میں خاصی درک تھی ۔(۸) اس لئے اس نے آپ کی بڑی تعظیم وتکریم کی اور بہت تھوڑے عرصے میں دونوں کے درمیان دوستی اور اخوت کا مضبوط رشتہ استوار ہوگیا ۔(۹)

علامہ ابن عبدالبر کا ایک بیٹا محمد عبداللہ بن یوسف بہت بڑا ادیب وانشاء پرداز اور شاعر تھا اور فصاحت وبلاغت میں اپنی مثال آپ تھا ۔ آپ کی کئی کتب ، رسائل اور اشعار موجود ہیں ۔ ان کے اشعار میں سے دوشعر ملاحظہ فرمائیے ۔

لا تکثرن تأملا

واحبس علیک عنان طرفک

فلسر بما ارسلته

فرماک فی میدان حتفک

(۱۰)

۷۔ ابن خلکان وفیات الاعیان ج ۷ ص ۶۶۰

۸۔ ڈاکٹر شوقی ضیف ، الدرر فی اختصار المغازی والسیر محمد اجمل اصلاحی مترجم بحوالہ نقوش ، مدیر محمد طفیل ادارہ فروغ اردو لاہور ، ج ۱ ص ۶:۶

۹۔ دائرہ المعارف بزرگ اسلامی ناشر مرکز دائرہ المعارف بزرگ الاسلامی چاپ اول ۱۳۷۰ تہران ، ج ۴ ص ۱۸۲

۱۰۔ ابن خلکان ، وفیات الاعیان ، ج ۷ ص ۴۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی اس زبان دانی اور علم وادب کی وجہ سے مجاہد نے ان کو اپنے ''دواوین'' میں ملازمت دی اور مجاہد کے بعد جب اس کا بڑا بیٹا علی بن مجاہد حکمران بنا تو اس نے انہیں دواوین اور کاتبین کا صدر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آتا ہے۔ علی بن مجاہد نے علامہ ابن عبدالبر کے اسی مذکور صاحبزادہ کو اسبیلیہ کے امیر معتضد (۴۳۶-۴۶۱ھ) کے پاس پیامبر بنا کر بھیجا۔ لیکن انہوں نے آپ کا خیر مقدم کرنے کی بجائے آپ کو قید کر دیا۔ پھر آخر کار علامہ ابن عبدالبر نے خود معتضد کی شان میں قصیدہ لکھا اور رحم کی درخواست کی۔ چنانچہ معتضد نے انہیں رہا کر دیا اور آپ واپس دانیہ آ گئے۔ (۱۱)

لیکن رہائی کے تھوڑے عرصہ بعد ہی وہ انتقال کر گیا۔ ابن خلکان لکھتے ہیں: ''قیل انه مات سنة ثمان وخمسين واربع مائة'' کہ کہا جاتا ہے کہ آپ کی وفات ۴۵۸ھ میں ہوئی۔ (۱۲) اپنے بیٹے کی وفات کے بعد آپ دوانیہ سے شاطبہ تشریف لے آئے اور بقیہ زندگی وہیں علم وتعلیم میں مگن رہے۔ (۱۳)

وفات:

بقیہ زندگی آپ نے شاطبہ میں ہی گزاری۔ یہاں تک آپ ربیع الثانی ۴۶۳ھ بروز جمعۃ المبارک کو اس دارفانی سے رحلت فرما گئے اور آپ کا جنازہ ابوالحسن طاہر بن مفوز المعافری نے پڑھایا۔ (۱۴) اس لحاظ سے وصال کے وقت آپ کی عمر ۹۵ سال تھی۔

آپ کی علمی خدمات:

علامہ ابن عبدالبر ایک نہایت ہی جامع شخصیت تھے۔ آپ بلاشبہ عالم کل تھے۔ آپ نے تمام علوم فنون خاص کر قرآن، تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، تاریخ، سیر ومغازی، فصاحت وبلاغت، معانی وبیان، فقہ، اصول فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ نے ایک طرف سے درس وتدریس اور قضاء وافتاء کے ساتھ بے شمار تشنگان علم کو سیراب کیا تو دوسری طرف تصانیف وتالیف کا ایک ضخیم، ذخیرہ بھی آپ کے علمی تبحر

۱۱۔ دائرہ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۹ ص۱۸۲

۱۲۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۷ ص۷۲

۱۳۔ نقوش رسول نمبر، مدیر محمد طفیل مقالہ نگار ڈاکٹر شوقی ضیف، ص۶۱۷

۱۴۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۷ ص۷۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جلالت شان اور عظمت پر شاہد ہے اور ہمیشہ یادگار رہے گا۔ آگے چلنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کے فقہی نظریات پر اختصار کے ساتھ کچھ رقم کر دیا جائے۔

فقہی مذہب:

فقہ میں آپ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ ابوعلی غسانی فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد علامہ ابن عبدالبر قرطبی نے اپنے وطن میں فقہ کی تحصیل کی اور اس میں نمایاں قابلیت اور بصیرت پیدا کی اور مشہور فقیہ ابوعمر احمد بن عبدالمالک اشبیلی کی صحبت اختیار کی اور ان سے مسائل کی تحصیل کی۔ ابن خلکان اور ذھبی نے علم حدیث واثر کی طرح فقہ میں بھی ان کے تقدم اور فقہی بصیرت کا ذکر کیا ہے۔(۱۵)

علوم قرآن وحدیث میں گہرے تفکر وتدبر کی وجہ سے علامہ ابن عبدالبر کسی خاص فقہی مسلک کے پیروکار نہ تھے اور آپ کا مذہب ہر قسم کے تعصب اور اندھی تقلید سے پاک تھا۔ ابتداً آپ کا مسلک ظاہری مذہب کی طرف تھا اور اہل ظواہر قرآن وسنت پر ہی احکام کی بنیاد رکھتے اور قیاس کو ناجائز سمجھتے تھے۔ لیکن بعد ازاں انہوں نے مالکی مذہب اختیار کیا۔ تاہم ان کا میلان شافعی مذہب کی طرف بھی تھا اور بعض مسائل میں فقہ شافعیہ کو صحیح مانتے تھے۔(۱۶)

شمس الدین محمد ذھبی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کے مذہب فقہی کی بابت لکھتے ہیں کہ:

"وکان دیناصیناًثقة حجة صاحب سنة واتباع وکان اولا ظاهر یا اثر یا ثم صار مالکیاً مع میل کثیر الی فقه الشافعی"

امام حمیدی لکھتے ہیں۔ ابوعمر فقیہ، حافظ، علم قراءت کے ماہر اور بلا اختلاف علوم حدیث اور اسماء الرجال میں سب سے زیادہ ماہر تھے اور آپ کا میلان فقہ میں امام شافعی کے اقوال کی طرف تھا۔(۱۷)

شعر وادب:

ابن عبدالبر کا میلان شعر وسخن کی طرف بھی بہت زیادہ تھا۔ اگرچہ باقاعدہ آپ کا دیوان تو منظر

۱۵۔ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرہ المحدثین، مطبوعہ گرین وے پرنٹرلاہور، طبع اول ۱۹۸۷ء، ج ۲ ص ۲۴۰

۱۶۔ دائرہ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۴ ص ۱۸۲

۱۷۔ ذھبی، شمس الدین محمد، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳ ص ۱۱۳۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام پر نہیں ہے۔ تاہم آپ کے اشعار آپ کی چند کتابوں میں ہمیں ملتے ہیں۔ جن سے ان کے ذوق لطیف اورادب و بلاغت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

تذکرت من یبکی علی مداوما
فلم ارالا العلم بالدین والحبر
علوم کتاب اللہ والسنن التی
اتت عن رسول اللہ مع صحۃ الاثر
وعلم الا ولی من ناقدیہ وفھمنا
لما اختلفوا فی العلم بالرای والنظر

دیگر اشعار ملاحظہ ہوں۔

مقالۃ ذی نصح وذات فوائد!
اذا من ذوی الاحباب کان استماعھا
علیکم باثار النبی فانہ
من افضل اعمال الرشاد اتباعھا (۱۸)

مختصراً یہ کہ علامہ ابن عبدالبر ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ قراءت وتفسیر، تاریخ وانساب، سیر واخبار اور ادب وعربیت، فقہ واستنباط وغیرہ پر گہری بصیرت رکھتے تھے۔ اب اختصار کے ساتھ آپ کے چند مشہور تلامذہ اور آپ کی کتب وتصانیف کا تذکرہ ملاحظہ ہو۔

تلامذہ:

آپ کے تلامذہ کی تعداد وحصر شمار سے باہر ہے۔ بے شمار تشنگان علم نے آپ سے استفادہ کیا۔ چند ایک مشہور تلامذہ جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ حافظ ذھبی نے آپ کے تلامذہ میں ابو العباس العلائی، ابومحمد بن ابی قحافۃ، ابوالحسن ابن مفوز، ابوعلی الغسانی، ابوعبداللہ

۱۸۔ اصلاح ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین، ج ۲ ص ۲۴۱
۱۹۔ ذھبی، شمس الدین محمد، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳ ص ۱۱۳۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمیدی ابو بحر سفیان بن العاص، محمد بن فتوح الانصاری، ابوداؤد سلیمان بن القاسم کوذکر کیا ہے۔(۱۹)

تصانیف:

ابن خلکان لکھتے ہیں کہ تصنیف وتالیف میں توفیق الٰہی اور تائید ایزدی علامہ ابن عبدالبر کے شامل حال تھی۔علامہ ابن حزم کا بیان ہے کہ ان کی کتابیں مختلف حیثیتوں سے اہم اور بے مثال ہیں۔ان کی کتابوں کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ان کی جو کتابیں ہم تک پہنچی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

1۔ علوم قرآن:

علوم قرآن پر درج ذیل کتب ہیں۔

1 - البیان عن تلاوۃ القرآن یا البیان فی تاویلات القرآن

2. کتاب المدخل فی القراء ت یا کتاب التجوید والمدخل الی علم القرآن بالتجوید (دوجلدیں)

3- کتاب الاکتفاء قراء ۃ نافع وابی عمرو (۲۰)

2۔ علوم حدیث واسماء الرجال:

1- الاستیعاب فی معرفة الاصحاب

2- التمهید لمافی المؤطا من المعافي والاسانید(۲۱)

3- تجرید

4- التغطاء بحدیث المؤطا

5- التقصی بحدیث المؤطا (۲۲)

6- کتاب الاستذکار

۲۰۔ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین، ج ۲ ص ۲۴۵

۲۱۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۷ ص۶۶۷

۲۲۔ اصلاحی، ضیاالدین، تذکرۃ المحدثین، ج ۲ ص ۲۴۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7. الانباہ علی قبائل الرواۃ(۲۳)

8. کتاب الکنی

9. الا جو بۃ الموعبۃ

10. کتاب الشواھد فی اثبات خبر الواحد

11. کتاب الا ستظھارفی حدیث عمار

12. کتاب اختلاف اصحاب مالک بن انس واختلاف روایا تھم عنہ (۲۴)

13. اختصار التمیز لمسلم (۲۴)

14. اختصارالتحریر

15. القصد والا مم (۲۵)

3۔ سیرت ومغازی وتاریخ:

1. کتاب الا خبار الائمتہ الا مصار (سات جلدیں)

2. اختصار تاریخ احمد بن سعید

3. فہرست الشیوخ

4. کتاب جمہرۃ الا نساب (۲۶)

5. کتاب الدررفی اختصار المغازی والسیر(۲۷)

ہماری بحث اس کتاب پر ہوگی اوراس کا تفصیلی تذکرہ بعد میں کیا جائے گا۔

۲۳۔ ابن خلکان،وفیات الاعیان، ج ۷ ص ٦۷

۲۴۔ اصلاحی،ضیاالدین،ج ۲ ص ۲۴۵

۲۵۔ دائرہ المعارف بزرگ اسلامی،ج ۴ ص ۱۸۳

۲٦۔ اصلاحی،ضیاءالدین،تذکرۃ المحدثین،ج ۲ ص ۲۴۵

۲۷۔ ابن خلکان،وفیات الاعیان، ج ۷ ص ٦۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔فقہ:

1 . كتاب الفرائض

2 . كتاب الكافي (۲۸)

3 . الانصاف فيمافي بسم الله من الخلاف

4 . الا نتقاء في فضائل الثلا ثه الفقهامالک والشافعي وابي حنيفة (۲۹)

5۔فلسفہ:

1 . كتاب العقل والعقلاء

6۔شعروادب اورمتفرق مضامین:

1 . الا حتيال بمافي شعرابي العتا هية من الامثال

2 . كتاب بهجة المجالس وانس المجالس

3 . جامع بيان العلم وفضله

4 . البستان في الاخدان (۳۰)

ابن عبدالبر جلیل القدر علماء کی نظر میں:

علامہ ابن عبدالبر کے معاصرین اورامت کے جلیل القدر علماء نے آپ کی علمی خدمات، وجاہت وتبحر کوخراج تحسین پیش کیا ہے اور آپ کے عظیم مرتبہ ومقام کا اعتراف کیا ہے۔ہم چند ایک آراء اختصار کے ساتھ درج کرتے ہیں۔

1۔ ابوالولید الباجی فرماتے ہیں:۔حدیث میں ابوعمر جیسا اندلس میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔

2۔ ابن حزم کہتے ہیں:۔علوم حدیث کو سمجھنے کے لئے ہمارے صاحب ابوعمر ابن عبدالبر القرطبی کی

۲۸۔ اصلاحی، ضیاالدین، تذکرۃ المحدثین، ج ۲ ص ۲۴۶

۲۹۔ ذھبی، شمس الدین محمد، تذکرۃ الحفاظ، ج ۷ ص ۱۱۲۹

۳۰۔ اصلاحی، ضیاالدین، تذکرۃ المحدثین، ج ۲ ص ۲۴۸-۲۴۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب ''التمھید'' جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور اس سے معیاری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا

3۔ قال ابن سکرۃ سمعت ابا لولید الباجی بقول:۔ ابوعمر احفظ المغرب۔(۳۱)

4۔ علامہ الغسانی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عبدالبر کو یہ کہتے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ہمارے ملک میں قاسم بن محمد اور احمد بن خالد الجباب جیسا کوئی نہیں ہے۔ غسانی کہتے ہیں کہ انکا کہنا درست لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابن عبدالبر نہ تو اس سے کسی درجہ میں کم تھے اور نہ ہی ان سے پیچھے رہنے والے تھے۔ وہ نمر بن قاسط کی اولاد میں سے تھے اور انہوں نے علم حاصل کیا اور خوب حاصل کیا۔ انہوں نے ابوعمر احمد بن عبدالمالک فقہی کی صحبت میں رہ کر فقہ اور ابولولید ابن الفرصی کی صحبت میں رہ کر علم حدیث میں مہارت تامہ حاصل کی اور اس قدر محنت کی کہ تمام علماء اندلس سے ہر فن میں فائق ہو گئے۔(۳۲)

5۔ ابن بشکوال لکھتے ہیں کہ تصنیف وتالیف میں خوش اوقات اور صاحب توفیق تھے، اللہ تعالی نے ان کی تصنیفات سے دنیا کو فائدہ پہنچایا۔ حدیث وفقہ میں گہری بصیرت کے ساتھ علم الانساب اور تاریخ میں بھی ان کا پایہ بہت بلند تھا۔(۳۳)

طوالت کے خوف سے اس مضمون کے اب دوسرے حصے کی طرف توجہ دیتے ہیں اور وہ ہے علامہ ابن عبدالبر کی کتاب الدرر فی المغازی والسیر پر اجمالی تبصرہ۔ مزید لکھنے سے پہلے اس بات کا اعتراف کر دینا مناسب ہے کہ کوشش بسیار کے باوجود اصل کتاب نہ مل سکی۔ تاہم دیگر کتاب کے علاوہ نقوش رسول نمبر 1 سے ہی زیادہ تر اس ضمن میں استفادہ کیا جائے گا۔

کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسیر:

دائرہ المعارف بزرگ اسلامی کا مقالہ نگار بھی اس کتاب کی بابت لکھتا ہے۔

الدرر فی اختصار المغازی والسیر (قاھرہ 1995ء) ایس اثر در سیرۃ نبوی

۳۱۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۷ ص ۶۶

۳۲۔ ذھبی، شمس الدین محمد، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳ ص

۳۳۔ نقوش سیرت رسول نمبر۱، ص ۶۱۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصه ای است از سیره ابن اسحاق .البته افزون پر کتاب ابن اسحاق روایتهای از کتابهائے موسی بن عقبه و ابن ابی خیثمه و نز از روایتهای استاد دانش آورده است .ابن حزم دوست پایه تعبیری شاگرد ابن عبدالبر تیر درجوامع السیرة از این کتاب بهره جسته است.(۳۴)

ابن عبدالبر نے الدرر کے خطبہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب آنحضرت ﷺ کی بعثت اس کے بعد کے واقعات وحالات پر لکھی ہے اور موسی بن عقبہ (م 141ھ)اور محمد بن اسحق (م150ھ) کی سیرت النبی کو ماخذ بنایا ہے۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہ دونوں کتابیں سیرت کی بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں اور سیرت پر قلم اٹھانے والے ہی مصنفین ان سے استفادہ کرتے تھے لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ بہت سی قدیم کتابوں کی طرح یہ دونوں کتابیں بھی ناپید ہوگئیں۔اب سیرت ابن اسحق کا صرف ایک ٹکڑا کتب خانہ رباط میں محفوظ ہے۔جہاں تک ابن ھشام کی رویت کا تعلق ہے تو وہ مکمل نہیں بلکہ اصل کتاب کی تلخیص وتہذیب ہے اور وہ بھی ابن اسحق سے براہ راست روایت نہیں بلکہ ان کے شاگرد زیاد بن عبداللہ سے منقول ہے۔

الدرر کے ماخذ:

اس کتاب کے بنیادی طور پر تین ماخذ ہیں۔(1)سیرت موسیٰ بن عقبہ(2)سیرت ابن اسحق (3)سیرت بن ابی خیثمہ۔لیکن ان کے علاوہ کئی دیگر کتابوں مثلاً سیرت واقدی وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی سیرت الدرر ابن اسحق کی کتاب سے مرتب کی ہے اور دوسرے راویوں کی روایت سے ان تک پہنچی ہے وہ حجۃ الوداع پر گفتگو کرتے ہوئے واضح طور پر لکھتے ہیں۔

ابن اسحق کی سندات:

ہماری اس کتاب میں ابن اسحاق سے جو روایتیں منقول ہیں ان میں ہماری ایک سند یہ ہے۔

عن عبدالوارث بن سفیان،عن قاسم بن اصبغ،عن محمد بن السلام الخشنی

۳۴۔ دائرہ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۴ص ۱۸۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن محمد بن البرقی،عن ابن هشام عن زیادالبکائی عن محمد بن اسحق .

دوسرا مأخذ یونس بن بکیر کی روایت ہے جو میں نے عبداللہ بن محمد بن یوسف کو پڑھ کر سنائی۔

سند یہ ہے۔

عبداللہ بن محمد بن یو سف بن ابن مغرج عن ابن الا عرابی ،عن العطاری ، عن یونس بن بکیر ،عن ابن اسحق

تیسرا ماٴخذ ابراہیم بن سعد کا نسخہ ہے۔یہ بھی میں نے عبدالوارث بن سفیان کو پڑھ کر سنایا۔

سند یہ ہے۔

عبدالوارث بن سفیان ،عن قاسم بن اصبغ ،عن عبید بن عبدالواحد البزاز عن احمد بن محمد بن ایوب ،عن ابراهیم بن سعد عن ابن اسحق . (۳۵)

سیرت موسی بن عقبہ کی سند:

اسی مقام پر ابن عبدالبر نے موسی بن عقبہ کی کتاب کا ذکر کیا ہے کہ اس کتاب سے جو روایتیں لی ہیں۔ان کا ماخذ وہ نسخہ ہے جو انہوں نے عبدالوارث بن سفیان اور احمد بن محمد بن الجسور کو پڑھ کر سنایا۔مکمل سند یہ ہے۔

عن قاسم بن اصبغ عن مطرف بن عبدالرحمن بن قیس عن یعقوب ،عن ابن فلیح عن موسی بن عقبه .

الا ستیعاب فی معرفة الا صحاب میں موسیٰ بن عقبہ سے دوسری سند کا ذکر کیا ہے۔وہ سند یہ ہے۔

عن خلف بن قاسم ،عن ابی الحسن ،عن ابی العباس بن محمد بن عبدالغفار المعروف باس الون المصری ،عن جعفر بن سلیمان النو فلی ،عن ابراهیم بن المنذر الخرامی ،عن محمد ابن فلیح عن موسی بن عقبة .(۳۶)

۳۵۔ ابن عبدالبر، کتاب الدرر، دارالفکر بیروت ۱۹۸۱ء ص ۴۵۰

۳۶۔ ایضاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقات اور مغازی واقدی کی اسناد:

طبقات کی سند یہ ہے:

قرائته علی احمد بن قاسم الناهِرتی .عن محمد بن معاویه القرشی عن ابراهیم بن موسی بن جمیل عن محمد بن سعد کاتب الوقدی عن الواقدی .

مغازی کی سند ملاحظہ ہو۔

اخبرنی به خلف ،عن قاسم ،عن ابی الحسن ،محسن ابی العباس بن الون ،عن جعفر بن سلیمانالنوفلی ،عن ابراهیم بن المنذر الخرامی عن الواقدی .

ابن ابی خیثمہ کی سند:

الاستیعاب کے شروع میں ابن عبدالبر نے تصریح کی ہے کہ میں نے ابن ابی خیثمہ کی مکمل کتاب ابوالقاسم عبدالوارث بن سفیان بن جروی کو پڑھ کر سنائی عبدالوارث نے ابومحمد قاسم بن یوسف شیبانی اور انہوں نے ابن ابی خیثمہ ابوبکر احمد بن زہیر بن حرب سے روایت کی۔

ابن عبدالبر نے انہیں مأخذ کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے۔لیکن ان کے علاوہ بھی کچھ مأخذ ہیں جن کے ذکر کا اہتمام انہوں نے نہیں کیا۔مثلاً الدرر کی بیشتر احادیث وہ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبدالمومن سے روایت کرتے ہیں۔بعض واقعات میں سعید بن یحییٰ اموی کا نام بھی آیا ہے۔بظاہر اموی کی کتاب ''السیر'' بھی ابن عبدالبر کا ایک ماخذ تھی۔کہیں کہیں ابن عبدالبر حدیث کی سند مختصر کر دیتے ہیں اور اس کے راویوں کا مکمل سلسلہ درج نہیں کرتے بلکہ اس طرح کی عبارتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔**راوی عن عباه بن الصامت ، قال ابن شهاب الزهری ،قال معمر ،ذکر ابن جریح** وغیرہ۔(۳۷)

کتاب الدرر کی غرض وغایت:

اس کی اسناد کا تذکرہ کر دینے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مقاصد کے بارے

۳۷۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (دار المعارف، مصر، ۱۹۷۲ء) ص ۴۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کچھ ذکر کر دیا جائے۔ ابن عبدالبر نے اس سلسلے میں الدرر کے مقدمہ میں لکھا ہے۔

''اس کتاب میں نبی ﷺ کی بعثت، عہد رسالت کے ابتدائی حالات، غزوات اور ان میں آپ کے طریق عمل کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا ہے۔ اس لیے آپ کی ولادت، پرورش اور اہم واقعات یا ذکر صحابہ کے حالات پر راقم اپنی کتاب کے شروع میں کر چکا ہے۔ یہ کتاب صرف بعثت اور اس کے بعد کے بقیہ حالات کیلئے لکھی گئی ہے۔ اس کی ترتیب مکمل طور پر ابن اسحٰق کی طرز پر ہے۔ آپ کے غزوات اور جہاد کے ذکر میں جو بات پیش نظر رہی ہے وہ یہ کہ اختصار سے کام لیا جائے۔ واقعہ آسانی سے ذہن نشین ہو جائے اور حشو و زوائد اور مختلف بحثوں کو گڈمڈ کرنے کی بجائے صرف اہم اور نمایاں باتوں کے بیان پر اکتفا کیا جائے''۔(۳۸)

ابن عبدالبر خود بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ اور سیرت ابن اسحٰق کے سلسلہ میں صرف ایک روایت پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ان کتابوں کی مختلف روایات کو سامنے رکھا اور موازنہ کیا اور ان کے ساتھ ساتھ واقدی اور ابن ابی خیثمہ کی تحریروں اور اپنے شیوخ کی روایات کا بھی اضافہ کیا اور ان سب کی روشنی میں سیرت نبویؐ پر ایک مستند کتاب مرتب کی۔

ابن عبدالبر کے کچھ منفرد اور اچھوتے افکار:

ابن عبدالبر کی سیرت کے ضمن میں کئی ایک منفرد خیالات بھی ملتے ہیں۔ یہ خیالات چونکہ فقہ وحدیث کے ایک بلند پایہ اور جلیل القدر عالم کے ہیں اس لیے عام اور مشہور رائے سے کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں ان کا بڑا وزن ہے۔ مثلاً اللہ اور اس کے رسولؐ پر اوّل اوّل ایمان لانے والوں میں ابن عبدالبر نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق کا ذکر کیا اس کے ساتھ ہی ذکر کیا ہے کہ وہ کمسن تھیں (وھی صغیرۃ) اس مشہور قول کی تردید ہوتی ہے۔ جس کی رو سے آنحضرت ﷺ کا مدینہ میں حضرت عائشہ سے جب زفاف ہوا تو ان کی عمر نو سال تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن عبدالبر کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ ہے کہ وہ اوّل بعثت میں یعنی ہجرت سے تقریباً تیرہ سال قبل اسلام لائیں۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ بعثت کے وقت ان کی عمر

۳۸۔ ابن عبدالبر، کتاب الدرر، ص ۲۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم ازکم چار سال ہی ہوتا کہ قبول اسلام میں ان کے اوّلیت کوتسلیم کیا جا سکے۔

اسی طرح ابن عبدالبر کے نزدیک رمضان کے روزے ہجرت کے پہلے سال فرض ہوئے جبکہ مشہور خیال یہ ہے کہ ہجرت کے اٹھارویں مہینے فرض ہوئے' خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خیبر مکمل جنگ کے بعد فتح ہوا ہے۔

ابن عبدالبر کی دقت تحقیق کا اندازہ غزوہ بنی المصطلق یا غزوہ مریسیع کے بارے میں اس اقتباس سے کیا جاسکتا ہے۔وہ لکھتے ہیں۔

اسی غزوہ میں اہل افک نے حضرت عائشہؓ پر بہتان لگایا۔پس اللہ تعالی نے انہیں بری قرار دیا اوران کی برأت کے لئے قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔یہ روایت کہ سعد بن معاذ نے اس بارے میں سعد بن عبادہ سے تکرار کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ سعد بن عبادہ نے سعد بن حضیر سے تکرار کی تھی۔ایسا ہی ابن اسحٰق نے زہری بن عبداللہ وغیرہ نقل کیا ہے۔یہی صحیح ہے۔اس لئے کہ سعد بن معاذ کا انتقال بنوقریظہ سے آنحضرت ﷺ کی واپسی میں ہی ہو چکا تھا۔اس میں کسی کا اختلاف نہیں اورغزوہ کے وقت نہ وہ زندہ تھے نہ وہ شریک ہوئے۔(۳۹)

اس مذکورہ بحث سے آپ آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔کہ یہ کتاب کس قدر مہتم بالشان ہے اورکس باریک بینی ،دقت نظر اور ثقہ کتابوں سے اُخذ کی گئی ہے۔مزید برآں اخبار واحادیث کے درمیان موازنہ صحیح نتیجہ تک رسائی ،اشخاص کے ناموں میں پوری باریک بینی توقف کی جگہ توقف اور موزوں رائے کا انتخاب حدیث اور رجال الحدیث کا وسیع علم ،ضعیف اور قوی کا امتیاز یہ ساری خصوصیات اس سیرت میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

اس سیرت کی قدر ومنزلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابن عبدالبر کے شاگرد ابن حزم نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اپنی کتاب ''جوامع السیرۃ'' لکھنے کا ارادہ کیا تو ''الدرر'' کو مشعل راہ بنایا۔

۳۹۔ ابن عبدالبر،کتاب الدرر، ص ۲۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت ابن عبد البر کا مخطوطہ:

کتاب الدرر کا مخطوطہ دارلکتب المصریہ میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ عام قلم سے دو مختلف رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ ایک تو خط نسخ ہے جو واضح اور روشن ہے اور اس میں بعض الفاظ کو حرکتوں کے ذریعہ ضبط کیا گیا ہے۔ ابواب کے عنوانات خط ثلث میں لکھے گئے ہیں۔ دوسرا عام خط ہے۔ نقطے بہت کم لگے ہیں۔ الفاظ کو ضبط بھی نہیں کیا گیا۔ متن کے مقابلہ میں عنوانات جلی قلم سے لکھے گئے ہیں۔ حاشیوں پر تصحیح و استدراک ہے۔ (۴۰)

المكتبة الرحمانية
۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ......17185......

۴۰۔ نقوش سیرت رسول نمبر 1 ، مدیر محمد طفیل، مقالہ کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسیر مقالہ نگار ڈاکٹر شوقی ضیف، ص ۶۳۳۔ ۶۱۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ